Marfat.com

Marfat.com

ت س - 346

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند — می برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالکِ رہ جاذبۂ صحبتِ شاں — می برد وسوسۂ خلوت و شکر چلہ را

○

مقاماتِ

مَجْمُوعَہ

مقاماتِ ارشادیہ و مناقبِ عنائیہ

○

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور — حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

مرتّب و مؤلّف

خاکپائے اہل اللہ مقصود احمد عمری نقشبندی مجددی رامپوری عفی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

53457

میر صلاح الدّین نے دین محمّدی پریس لاہور سے چھپوا کر
یونائیٹڈ پبلشرز ہاؤس انارکلی لاہور سے شائع کیا۔

Marfat.com

شمارۂ مضامین کتاب

۱	سرورق	۱
۲	عرض حال و تشکر	۳
۳	مقدمۂ کتاب	۵
۴	نعت شریف	۹۶
۵	بلاک گنبد خضرا	۹۸
۶	بعض اعمال روز و شب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بلاک روضۂ مقدسہ	۱۰۳
۷	درۃ المضیہ	۱۲۱
۸	سرورق مقامات ارشادیہ و بلاک گنبد شریف حضرت قطب ارشاد رضی	۱۳۱
۹	فہرست مقامات ارشادیہ فارسی	۱۳۳
۱۰	مقامات ارشادیہ فارسی	۱۳۵
۱۱	سرورق معارف عنائیہ ترجمۂ مقامات ارشادیہ	۲۱۵
۱۲	فہرست معارف عنائیہ	۲۱۷
۱۳	معارف عنائیہ ترجمہ مقامات ارشادیہ	۲۱۹

Marfat.com

۱۴	سرورق انوار احمدیہ یعنی مناقب عنائتیہ	۳۲۵
۱۵	فہرست انوار احمدیہ	۳۲۷
۱۶	بلاک گنبد شریف حضرت ایشان ماوخانقاہ شریف	۳۲۸
۱۷	انوار احمدیہ، مناقب عنائتیہ	۳۲۹
۱۸	جملہ اوراد اعمال و حرزہائے معمول بہ خاندان فیض نشان بجہت امراض وغیرہ مع حزب البحر و کلید الشفا	۴۲۸
۱۹	شجرہ ہائے بہ چہار سلسلۂ کبار	۴۵۵
۲۰	شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ منظوم و مناجات منظوم	۴۶۷
۲۱	قصائد نعتیہ	۴۷۸
۲۲	خاتمۂ کتاب	۴۹۳

Marfat.com

عرضِ حال و تشکّر

یہ کتاب حسب فرمائش جناب صاحبزادہ صاحب والا مناقب مخدومی و مکرمی قطب زمان حضرت مولٰنا حافظ محمد حمایت اللہ خاں صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرزند و جانشین حضرت جناب پیر دستگیر قدس سرہ لکھی گئی۔ خود فقیر کاتب الحروف کو سالہا سال شب و روز کے اکثر اوقات حاضر خدمت اقدس رہ کر جو حالات معلوم تھے وہ لکھے گئے۔ اور زیادہ تر حالات و واقعات صاحبزادۂ عالی مرتبت مخدومی جناب حضرت محمد وحید اللہ خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بعد تحقیق و تفتیش جمع کر کے حقیر کو دیے۔ اصل کتاب حضرت کے وصال کے بعد فارسی اردو میں طبع کرائی گئی تھی اور اب تقریباً ۳۱ سال بعد دوبارہ بعد نظر ثانی حصہ فارسی خارج کر کے نئے مقامات ارشادیہ و ترجمہ مقامات ارشادیہ وغیرہ حتی الامکان اہتمام بلیغ کے ساتھ طبع کرائی گئی ہے۔

پہلے بار کی طباعت کا بار بھائی حاجی ظہور الحسن صاحب ساکن لیہ سرہند حال مقیم لائل پور پاکستان نے اپنے ذمہ لیا تھا، اور اس مرتبہ کی طباعت کا بار جبکہ کثیر رقم صرف کرنی پڑی زیادہ تر میر صلاح الدین صاحب امرتسری حال مقیم لاہور خادم بارگاہ عالیہ اور کچھ حافظ عبد الغنی صاحب (ملتان) وغیرہم نے برداشت کیا، جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ اور میر صلاح الدین صاحب امرت سری، میاں خدا بخش صاحب امرتسری، صوفی محمد اسماعیل صاحب کاتب امرت سری طباعت وغیرہ کے مہتمم رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مشکور فرمائے۔ آمین +

Marfat.com

Marfat.com

مقدّمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَجْمَعِیْنَ ۵

اُس ذات احدیّت نے جب چاہا کہ اپنے مرتبۂ واحدیت کو ظاہر کرکے اپنی صمدیّت جتائے اور اپنی خدائی کو ظاہر فرمائے تو ایک لفظ کُنْ سے وہ سب کچھ پیدا فرما دیا جو ابتدائے تکوین سے اس وقت تک پردۂ عدم سے باہر آکر موجود ہے۔ یعنی وہ خالق خیر و شر عالم کو وجود میں لایا۔ مخلوقات کی خلقت اور کائنات کی تکوین سے پہلے اسی حیّ القیوم جلّت عظمتہٗ کی ذات اقدس جو صرف خود بخود موجود تھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اگرچہ اس بارگاہ لامکانی و سراپردۂ عظمت و جلال لاتعینی میں لفظ وجوب و وجود کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ وہ ذات بے مثال تمام امکانات و تعینات سے وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔

ظاہر ہے کہ جو ذات جل سلطانہٗ خالق جمیع امکانات و تعینات ہو وہ انہی میں کیونکر سما سکتی ہے؟ مخلوق میں خالق کا وجود اور ممکن میں واجب کا حلول و اتحاد محال ہے، اور یہ محال ہونا بھی عقل میں نہیں آسکتا۔ عقل و فکر، وہم و خیال کا وہاں گزر ہی نہیں جب عقل کا گزر نہیں تو بیچاری عقل کیا کام دے سکتی ہے۔ البتہ جس حد تک عقل کام دے سکتی ہے اُس مرتبے تک محال عقلی ضرور کہہ سکتے ہیں، لیکن عقل

Marfat.com

جبکہ ظلال اسماء وصفات ہی میں پہنچ کر منہمک و سرگرداں ہو جاتی ہے تو اصل اسماء وصفات، شیونات وذات کا کیا پتہ دے سکتی ہے۔ اس لیے کہ عقل حجت بالغہ نہیں ہے۔ بعثت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات حجت بالغہ اور رحمت ہے۔ غرض رب کی خالق ایک فاعل حقیقی کی ایسی ذات پاک ہے جو نہ بعید ہے نہ قریب یعنی قریب تو ضرور ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ نص قطعی ہے۔ مگر نہ وہ قرب کہ کوئی اس کو پا سکے۔ نہ خارج عالم ہے نہ داخل عالم۔ نہ عالم سے جدا ہے نہ متصل عالم۔ نہ محیط اشیاء ہے نہ غیر محیط یعنی محیط ضرور ہے، اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ مگر نہ وہ احاطہ کہ کوئی اس کو محسوس کر سکے۔ غرض عجب تقیض و تقبض اور تضاد در تضاد معاملہ ہے۔ انسان بیچارہ لاکھ تگ و دو کرے مگر کیا ممکن کہ ذات واجب الوجود تعالیٰ کی کنہ کو پا سکے۔ اور پائے بھی تو کیونکر، اس لیے کہ اس کی دوڑ زیادہ سے زیادہ خود گم ہو جانا ہے۔ اور جو خود ہی کھو گیا ہو وہ دوسرے کو کیا پائے؟ ؎

كَيْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰى سُعَادَ وَدُوْنَهَا ۔۔۔ قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَهُنَّ حُيُوْفُ

خلاصہ مختصر جب اس ذات مطلق کا فاعل حقیقی ہونا ٹھیرا تو فاعل کے لیے سبب فعل ضروری ہے اور وہ سبب فعل حب صرف ہے۔ بعد مرتبہ ذات کے اول تعین یہی حب صرف ہے۔ یہی حب صرف فاعل حقیقی کے تمام ممکنات و خلقت مخلوقات کے پیدا کرنے کے فعل کا سبب ٹھیرا ہے، كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اب اس سبب فعل کی علت غائی کیا تھی؟ وہ یہ تھی کہ اپنے محبوب ذاتی حضرت جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ افضل الصلوات واکمل التحیات کو بکمال علو مرتبت و ابدیت و بغایت رعنائی و زیبائی پیدا فرمایا۔ اور اپنی محبوبی اور دونوں عالم کی شاہنشاہی کا خلعت پہنا کر تاج رسالت و نبوت، رحمت

Marfat.com

قبّة الخضراء (بالمدينة المنورة)

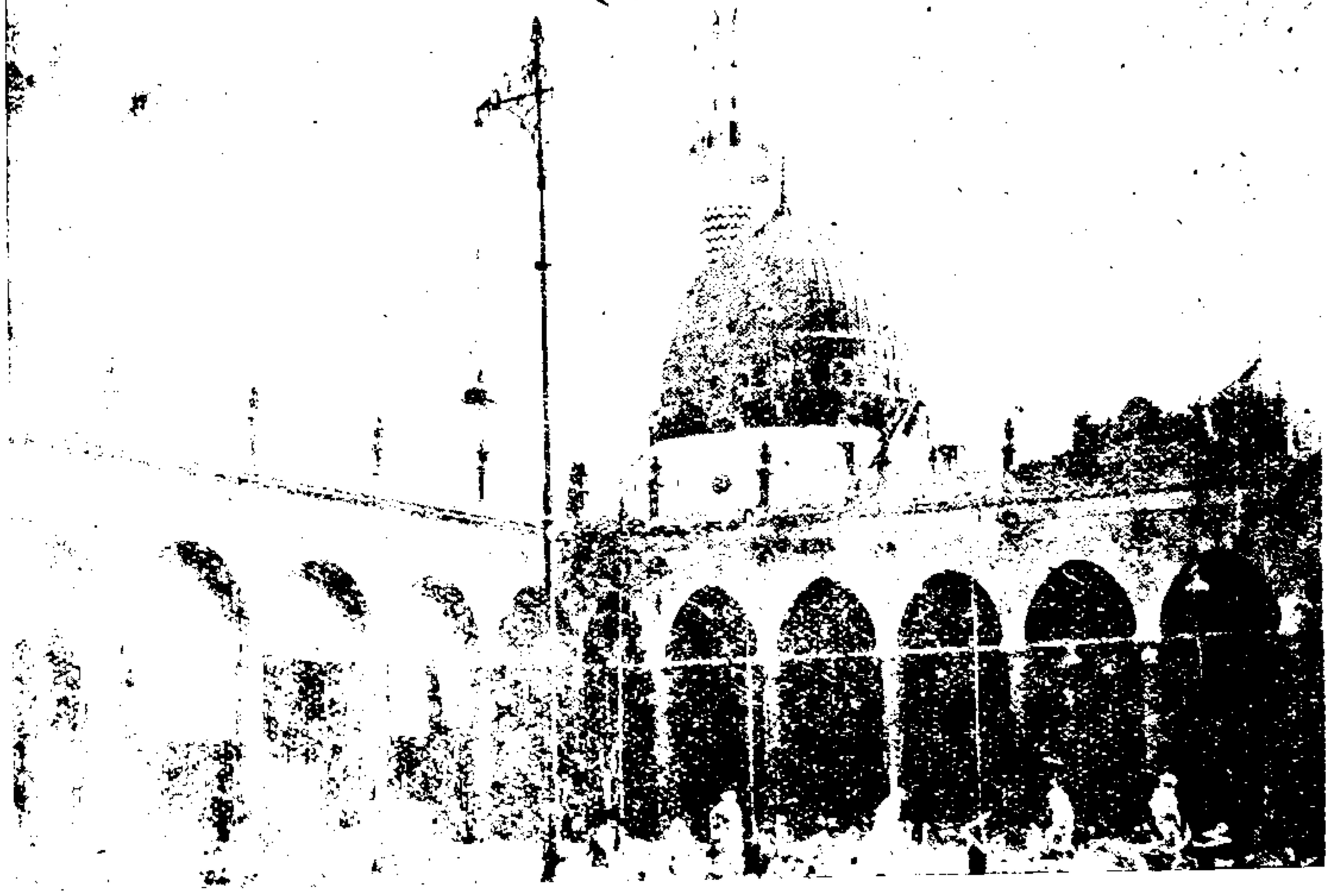

Marfat.com

Marfat.com

وشفاعت فرق مبارک پر رکھ دیا۔ فرمان لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اور یَا مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ کو لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ کی مُہر سے مزیّن فرما کر عطا فرما دیا پس مرکز حب صرف ذات محمدی ﷺ ٹھیری سبحان اللہ! اس مرکز ذات محمدی ﷺ میں کس قدر عظیم الشان رمز ہے جو نہ بیان ہو سکتا ہے نہ بیان کیا جا سکتا ہے۔ یہ مرکز حُبّ صرف ہی درحقیقت حقیقتِ احمدی ﷺ ہے۔ یہاں تل اوٹ پہاڑ ہے اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ۔ لہٰذا ذات محمدی وحقیقت احمدی کا مرکز حب صرف ہونا ہی اس کا سبب ہے کہ كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ۔ اسی لیے تو محمد سیّد الاولین والآخرین قرار پائے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔ عجب معاملہ ہے! اس اوّلین والآخرین کے درمیانی سلسلہ کو ملائیے اور پھر بغور و دقّتِ نظر سے خیال کیجیے تو شاید قدرے قلیل مرتبۂ ذات شاہانہ محمدی سمجھ میں آئے۔ کیونکہ یہ مجال نہیں کہ کوئی اس مرتبۂ عالی کو درک کر سکے:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سیّد الاوّلین کے عروج اور سیّد الآخرین (علیہ الصلوٰۃ والسلام اوّلاً وآخراً) کے نزول پر نظر کون کر سکتا ہے ؎

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست

مگر صرف اس قدر سمجھنا چاہیے کہ ذات محمدی سے لے کر حقیقت احمدی یعنی نزول سے لے کر عروج تک ایک ہی طویل وعریض نسبت عالی ہے۔ درمیان میں جو کچھ بھی ہے ضمناً شامل ہے اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے، اس لیے کہ دائرہ مرکز کے اجمال کی تفصیل ہے۔ فافہم۔ پھر محبوب خدا کا مرتبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حد تک منتہی نہیں ہوتا۔ اگر اُدھر مرکزیت میں تل اوٹ پہاڑ ہے تو اِدھر نزول محمدی نے

Marfat.com

عبدیت کی صورت اختیار کی ہے۔ یہ مرتبۂ عبدیت تمام مراتب سے عالی ہے۔ معبودِ حقیقی کو اپنے محبوب کی یہ عبدیت ایسی بھائی کہ معبود نے عبد کو اپنی طرف کھینچ بلایا: سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اور بلانے کے بعد کیا معاملہ فرمایا؛ اس کو خود ہی اپنے کلام پاک میں بیان فرما دیا کہ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی، فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ؎

قلم اینجا رسید و سر بشکست

کس کی مجال ہے کہ حمد باری و نعت محمدی لکھ سکے۔ عاجز آکر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ؎

خدا در انتظارِ حمدِ مانیست — محمدؐ چشم بر راہِ ثنا نیست

خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس — محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد! — بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد

محمدؐ، از تو می خواہم خدا را

خدایا، از تو حبِّ مصطفیٰ را

حبیبِ خدا ہی رحمۃ للعالمین ہیں اور وہی شفیع المذنبین ہیں۔ تمام کائنات کا قیام ان کی ہی ذات پاک پر ہے۔ عالم کا ذرّہ ذرّہ بغیر ان کے وسیلے کے حرکت نہیں کر سکتا۔ جو اُن کے متبع اور شیدائی ہیں بُشْرٰی لَھُمْ وَطُوْبٰی لَھُمْ اور جن کو شمہ برابر نعوذ باللہ من ذٰلک ان سے قولاً و فعلاً و عقیدۃً و ادباً، علماً و عملاً انحراف ہے تَوَیْلٌ لَّھُمْ ؎

محمد عربی کابروے ہر دو سراست — کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او

یہ بھی آپ ہی کا ارشاد ہے کہ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (حدیث شریف) پھر

Marfat.com

ان اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی حضرات خلفاء الراشدین المہدیین رضی اللہ عنہم اجمعین مخصوص ہیں ان کی تعریف وتوصیف سے بھی ہم عاجز ہیں اوران کا اتباع لازم ہے۔ بالخصوص افضل البشر بعدالانبیاء بالتحقیق سیدنا حضرت ابوبکرن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بعدالانبیاء افضل بنی نوع انسانی ہیں طریقہ نقشبندی مجددی نے ان کی نسبت شریف سے منسوب ہوکر یہ شرف وفضیلت پائی کہ دیگر طرق سے افضل واعلیٰ وارفع واقرب واسہل ٹھیرا۔ نیز یہ بھی حضور سرور کونین علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا ہی ارشاد ہے کہ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (حدیث شریف) بس اسی سے حضرات تابعین عظام وتبع تابعین کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ معلوم کرنا چاہیے۔ ان کی پیروی بھی سب پر ضروری ہے۔ اب دور صحابہ، تابعین وتبع تابعین کے بعد حق تعالیٰ کے دیگر اولیاء کا دور شروع ہوتا ہے۔ ان میں وہ حضرات اولیائے کرام جو نسبت صدیقی کے حامل ہیں قدس اللہ سرہم مخصوص ہیں۔ اس سلسلہ کی نسبت حضرت خواجہ جہاں جناب خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق اویسیت اور نیز پانچ واسطوں سے خواجۂ مشکل کشا امام الطریقہ غوث الخلق والخلیفہ محمد بہاؤالدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ تک پہنچ کر سرتوتر تازگی اختیار کرتی ہے اور لقب نقشبندی حاصل کرکے عالم میں پھیل جاتی ہے۔ ہوتے ہوتے دور الف اول ختم ہوتا ہے اور ضرورت داعی ہوتی ہے کہ ہزار سال گزر جانے کے بعد حسب قرون ماسبق وضابطہ الٰہیہ کوئی نبی اولوالعزم مبعوث ہو، مگر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو نہیں سکتا تو عُلَمَاءُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ سے نبی اولوالعزم کا کام لیا جاتا ہے۔ اور حضرت جناب امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ اس دولت سے سرفراز کیے جاتے ہیں۔ وہ نسبت نقشبندی رضی الملۃ والدین فانی فی اللہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی احراری رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے حضرت کو

Marfat.com

پہنچتی ہے اور اس نسبت کا پورا ظہور آپ کی ذات مبارک میں ہوتا ہے۔ یہ نسبت عجب علو و عروج حاصل کرتی ہے اور بعد ولایت کبریٰ کے جو ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے اور انتہائے نسبت نقشبندی ہے۔ حضرت پر دیگر مقامات مثلاً ولایت علیا یعنی ولایت ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کمالات نبوت و رسالت و اولوالعزم حقیقت ابراہیمی حقیقت موسوی و حقیقت عیسوی حقیقت محمدی و حقیقت احمدی و حقیقت کعبہ حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ، معبودیت صرف و حبّ صرف و لا تعین منکشف ہوتے ہیں۔ آپ کی ذات مبارک سے از سر نو تجدید شریعت محمدی ہوتی ہے۔ آپ نے طریقت و حقیقت کو خاندان شریعت ثابت کیا۔ وجودیوں کو شاہراہ شہود دکھائی اور ملاحت و صباحت پر بعد دریافت آپ ہی نے سب سے پہلے قلم اٹھایا اور اہل معرفت کو اس رنگ میں رنگ دیا۔ وہ وہ معارف حقیقت اور نکات شریعت بیان ہوتے ہیں جو اس سے پہلے کسی نے بیان نہیں فرمائے۔ آپ کو منصب خلافت و امامت و قیومیت عطا ہوتا ہے اور آپ من جانب اللہ تعالیٰ ملہم ہوتے ہیں کہ آپ مجدد الف ثانی ہیں چنانچہ مجدد الف ثانی کے لقب سے عالم میں مشہور ہو جاتے ہیں۔ آپ وہ ہیں جن کی بشارت ہزار سال پیشتر حضرت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ مبارک دی تھی کہ یَکُوْنُ رَجُلٌ فِیْ اُمَّتِیْ یُقَالُ لَهٗ صِلَةٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ كَذَا وَكَذَا وَيُرْ[1] قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ اللّٰهُ رَجُلًا عَلٰى رَأْسِ اَحَدَ عَشَرَ مِائَةِ سَنَةٍ هُوَ نُوْرٌ عَظِيْمٌ اِسْمُهٗ اِسْحٰى بَيْنَ سُلْطَانَيْنِ جَائِرَيْنِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ الْجَمُّ الْغَفِيْرُ رِجَالُ الْوُفُ الخ غرض آپ کی تعریف و توصیف حد بیان سے باہر ہے۔ جس نے آپ کو وسیلہ

[1] جمع الجوامع للعلامہ جلال الدین سیوطی و بشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوجودہ الشریف ایضاً کما ذکر فی جامع الدرر۔
[2] ماخوذ از درۃ المضیہ فی المناقب الاحمدیہ مؤلفہ حضرت جناب قطب الارشاد مولنا محمد ارشاد حسین عمری مجددی نقشبندی رامپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

ٹھیرایا نجات پائی، اس لیے کہ آپ کو الہام الٰہی ہُوا ہے کہ غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ نیز بحیثیت امام وقیوم اور مجدد الف ہونے کے بھی بغیر آپ کے توسل کے دین و دنیا کا کام چل نہیں سکتا، کوئی جانے یا نہ جانے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم! چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اور جس نے آپ سے روگردانی کی وہ خطر در خطر ہے۔ یہ کمالات آپ کی ذات مستجمع صفات میں موافق حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ہیں یعنی مَثَلُ اُمَّتِیْ كَمَثَلِ مَطَرٍ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ۔ لہٰذا آپ کی پیروی موجب نجات وحسنات دارین ہے۔ پھر آپ کی اولاد امجاد وخلفائے عظام قدس اللہ سرہم آپ کے بعد سے اب تک بڑے صاحب مرتبہ گزرے ہیں اور قیامت تک اس سلسلہ کا فیض جاری رہے گا۔

چونکہ ایسے اکابر دین کے حالات کا مطالعہ نہایت ہی ضروری ہے، بنا بریں راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ ہمیشہ سے اکابر کے حالات ومقامات اسی لیے لکھے جاتے رہے ہیں کہ خلف، سلف کے واقعات اور حالات کے مطالعہ سے بہرہ اندوز ہوں اور ان کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کریں کیونکہ دارین کی فلاح وبہبود ان کے اتباع پر موقوف ہے۔

پہلے لوگوں میں اس قسم کا شوق بہت غالب تھا اور ہمیشہ اکثر اشخاص اپنے اسلاف کے کارناموں اور حالات زندگی معلوم کرنے کے خواہشمند رہتے تھے مگر افسوس صد افسوس کہ جیسے جیسے دنیا کے واقعات بدلتے گئے اہل دنیا کے احوال میں بھی تغیر آتا گیا۔

کچھ تو اسلامی سلطنتوں کے زوال کے باعث اور کچھ ہر سمت کفار ظلمت کفر پھیل جانے کے

Marfat.com

سبب سے خیالات میں بڑا تغیر واقع ہوگیا۔ نیز مسلمانوں نے بسبب بعد زمانہ نبوت وکمی تعلیم دینی بفحوائے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ اطوار نصاریٰ اختیار کر لیے اور اپنے مذہب حقہ اسلام، کتاب وسنت اور تعلیم سلف صالحین سے گویا بالکل بے بہرہ ہو گئے۔ بعض فرقے جس طریق کو صراط مستقیم سمجھے ہوئے ہیں وہ حقیقتاً اصلیت سے بالکل ناآشنا ہیں۔

علم دین کی کمی اور تعلیم انگریزی کی زیادتی نے ایک عام خلاف شریعت حرّیت وآزادی پھیلادی اور علماء نے بھی علیحدہ اپنا رنگ بدل دیا۔ چونکہ مدار دین اسی طبقے سے مربوط ومشروط ہے فَاِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ۔ جب یہ صحیح راستے سے بہکے تو تمام عالم گمراہی وضلالت میں مبتلا ہوگیا۔

ان حالات کے تحت ذہنیتیں اور خیالات بالکل متغیر ہو گئے اور اب خود مسلمانوں کی نظروں میں اپنے بزرگان دین کے حالات مضحکہ خیز ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جن کے آباؤ اجداد سے اشاعتِ شریعت وطریقت ہوئی وہ بھی شریعت کی پابندی کو امر زائد اور تعلیم باطنی وسیر وسلوک کو فعل عبث خیال کرتے ہیں۔ اگرچہ اس امر خاص میں دنیا ساز پیروں اور مولویوں نے اہل حق اور اکابر دین کو بدنام اور لوگوں کو بدگمان کر دیا ہے، مگر دنیا بندگان خدا سے نہ کبھی خالی رہی ہے نہ رہے گی۔ البتہ ان کی شناخت مشکل ہے خصوصاً اس آخر زمانہ میں جبکہ حق وباطل دونوں مخلوط ہو چکے ہیں اور تمیز فی مابین مشکل ہوگئی ہے۔ بالخصوص اکابر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے ظاہر احوال سے ظاہر بین کم فہم اشخاص بمشکل ان کی شناخت کر سکتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان اکابر کا طریقہ اتباعاً بعینہٖ طریقہ حضرات اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اکابر علاوہ امور دینی کے تمام وکمال معاملات دنیوی بھی کہ لوازم

Marfat.com

بشری سے ہیں انجام دیتے ہیں مگر قدم دائرۂ شریعت سے باہر نہیں دھرتے۔ مگر ظاہر بیں ان امور کو رغبتِ دنیا پر محمول کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ نہیں دیکھتے کہ کفار بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہی کہا کرتے تھے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ۔ غایت اتباع کی وجہ سے ان حضرات کا بھی یہی حال ہے۔ حقیقتاً اس کے مصداق ہیں کہ ؎

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق کے شامل

درحقیقت ان بزرگوں کی صحبت و محبت سرمایۂ سعادت دارین ہے لِاَنَّهُمْ جُلَسَآءُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَهُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔ لیکن چونکہ یہ عالم دار ابتلاء ہے، ان حضرات کے احوال ظاہر سے ظاہر بیں بدظن ہو جاتے ہیں اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ لہٰذا بوجہ اس سوءِ ظن کے ان کی توجہات شریفہ سے محروم رہ جاتے ہیں چنانچہ قطب دوران غوث زمان قیم طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ جناب شمس الدین محمد حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید علوی مجددی دہلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اگر پرسند در کامل مکمل گاہ ہست کہ رغبت دنیا مفہوم می گردد و کراہیت کہ ضد رضا است یافتہ می شود، وجہ آن چہ باشد؟ در جواب گوئیم کہ حصول ایں مقامات مخصوص بہ قلب و روح است و نسبت باخص خواص ایں مقامات در مطمئنہ نیز حصول می یابد۔ اما قالب ازیں معنی خالی و بے نصیب است۔ ہر چند از سورت و شدت باز می ماند۔ شخصے از شبلی پرسید کہ تو دعوی محبت می کنی و ایں فربہی تو منافی محبت است در جواب او ایں شعر خواند ؎

اَحِبُّ قَلْبِيْ وَمَا دَرٰى بَدَنِيْ وَلَوْ دَرٰى مَا نَزَاعَ فِي الثَّمَنِ

پس منافی ایں مقامات اگر در قالب کاملے ظہور کند ضرر ندارد۔ و اکثر مردم را از کمالات ایں بزرگواراں محروم داشتہ و در بقائے ایں چیزہا۔ در اولیائے خود حکمت است غامض و آں عدم امتیاز حق است، از باطل کہ

Marfat.com

از لوازم این دار است کہ محل ابتلا است و حکمت دیگر در ابقائے این اشیاء۔ اگر از اولیا بالکل مرفوع شود راہ ترقی مسدود می گردد در رنگ محبوس می مانند" تَمَّ کَلَامُہُ الشَّرِیْف

پس بان مذکورہ بالا حالات پر نظر کر کے یہ فقیر اپنے کو معذور و مقصر جانتا تھا کہ حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب دوران غوث زمان شیخنا و امامنا و وسیلتنا فی الدارین شریعت پناہ، طریقت و حقیقت آگاہ جناب مولنا مولوی حاجی حافظ محمد عنایت اللہ خان نقشبندی مجددی امپوری قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات لکھے مگر ایک مخدوم زادے صاحب عالی قدر کے اصرار و پاس خاطر سے بعد استخارہ مسنونہ اس امر اہم کی ہمت کی۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ۔ اٰمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ حَبِیْبِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَجْمَعِیْنَ۔

Marfat.com

تذییل مقدّمہ

ناظرینِ کتاب کی خدمت میں التماس ہے کہ تقریباً ۳۲ سال پہلے کتاب انوارِ احمدیہ فی مناقب عنائتیہ فقیر نے لکھی اور اب دوبارہ یہ کتاب مع مقاماتِ ارشادیہ و بعض زوائد ضروریہ یک جائی طور پر پیش کی جارہی ہے اس لیے تذییل و تتمۂ مقدمۂ کتاب کی ضرورت داعی ہوئی۔ اس تذییل مقدمہ میں بر سبیل تذکرۂ تصوّف ضمناً ایک لایعنی مبحث اور ایک اُٹھتے ہوئے جدید و عظیم فتنہ پر فقیر کو بھی مختصر تنقیدی شان اختیار کرنی پڑی اور فقیر اس کو ایک شرعی ذمہ داری سمجھتا ہے، بالخصوص جبکہ شریعت، طریقت، حقیقت، تصوّف اور علماء و صوفیائے کرام کا مضحکہ اُڑایا جائے، اور مسلمانوں کے پورے کے پورے سوادِ اعظم نیز تمام گناہ گار امت مرحومۂ محمدیّہ کو جاہل و مشرک قرار دے دیا جائے تو بقول مبارک حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "رگِ فاروقیم در حرکت می آید"۔ ورنہ اس زمانۂ پرفتن میں اپنی خاموش زندگی اور بعض ضروری مشاغل سے نہ اتنی فرصت، نہ تردیدات، بحث مباحثہ، مناظرہ، رسالہ بازی، اپنے اکابر کا طریقہ، نہ اس سے کوئی فائدہ۔ اس لیے کہ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ زمانہ قربِ قیامت ہے اور فتنوں کا سدِّ باب ایک وقت معلوم تک ناممکن ——— آمدم بر سرِ مطلب:

ایک قول کے موافق ایک قرن ۲۵ سال کا بھی ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے پہلی مرتبہ کتاب کو لکھے ہوئے ایک قرن اور ۶ سال گزر چکے۔ اس عرصہ میں تمام عالم بالخصوص ملت اسلامیہ میں ——— اللہ اکبر ——— کس قدر عظیم تغیرات گزر چکے اور گزر رہے ہیں۔

Marfat.com

بے دینی، لا مذہبیت، ترک شریعت وسنت، مشرکین ونصاریٰ کا کمال اتباع، علوم دینیہ سے قطعاً بے پرواہی، بے حیائی، فحاشی، غرض صحیح معنی میں دینِ حق اور اسلام سے اجنبیت اور بے غرضی بالخصوص تقسیم ہند کے بعد تو ملت اسلامیہ جس تباہی میں مبتلا ہے دینی اور دنیوی اعتبار سے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہندوستان کے ۴ کروڑ مسلمان مجبوری، بے کسی، اقتصادی، معاشی، دینی اور مذہبی مصائب میں مبتلا ہیں تو پاکستانی مسلمان اقتدار حکومت واختیار ملنے کے باوجود خدا ورسول کو چھوڑ بیٹھے۔ عام طور پر پاکستانی مسلمان خلاف شریعت ہر بُرے سے بُرے افعال میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ حکومت پاکستان کے کرتا دھرتا، سربراہوں، وزراء، امراء پر نظر ڈالی جائے تو وہ اسلام اور دین سے بالکل متنفر، حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لینے معصیت وطغیان وسرکشی کی کوئی شق ایسی نہیں ہے جو انہوں نے چھوڑی ہو، زبانی جمع خرچ بہت کچھ ہے، اسلام، اسلامی تعلیم، قرآن پر عمل، اسلامی جمہوریت کی رٹ لگاتے رہتے ہیں اور کام سب خلاف احکام خدا ورسول۔ پھر آپس کی نا اتفاقیاں، جتھا اور فرقہ بندی عام طور پر اور خواص میں بھی خاص طور پر۔ رہے علماء، تو ان کا بنیادی کام اجراء شریعت وسنت اور مخلوق کو راہِ راست پر لانے کا تھا، بجائے اس کے اختلافی مسائل میں ایک دوسرے سے دست وگریباں، ان کے لڑائی جھگڑوں، تشتت وافتراق نے ملتِ اسلامیہ اور دین محمدی کو مختلف بڑی چھوٹی جماعتوں میں منقسم کر ڈالا اور ان میں ہر ایک حق کا دعوے دار ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عوام اس سے بہت متاثر ہوئے اور اس طرح عام مسلمانوں میں جتھا بندی ہو گئی اور ایک دوسرے کو کفر وکافری کی حد تک پہنچانے لگا۔ گالی گلوچ، ٹھہم پٹھا، سر پھٹول روزمرہ کا طریقہ ہو گیا۔ یہ سب کچھ تو ہو ہی رہا تھا کہ بعض ایسے اقتدار پسند لوگ بھی تاک میں لگے ہوئے تھے جنہوں نے علوم عربیہ میں کچھ دسترس حاصل کر کے بطرزِ جدید تحریر وتقریر کا کچھ ملکہ بہم پہنچایا۔ ان کے

Marfat.com

نفس میں بھی یہ ایک اُمنگ اُٹھی اور ان کے سر میں بھی یہ سودا سمایا کہ "ہمیں بھی اب کچھ بن جانا چاہیے" وقت اچھا ہے۔ چاروں طرف نظر دوڑائی، قادیانیت پروان چڑھ چکی تھی۔ احراری جماعت اپنا میدان مار چکی تھی، مشرقی کی خاکسار جماعت دندنا رہی تھی، دیوبندیت اور بریلویت کے اکھاڑوں کے مولوی پہلوان علیحدہ زور آزمائی، داؤں پیچ، کشتم کشتا میں پھنسے ہوئے تھے۔ نیز کچھ اسلامی اور سیاسی نام سے ملی جلی کچھ خالص سیاسی مختلف جماعتیں بن چکی تھیں اور یہ اپنے اندرونی جھروکوں میں سے جھانک رہے تھے اور کوئی موقع تاک رہے تھے کہ خوش قسمتی سے پاکستان بن گیا۔ نام پاکستان مسلمانوں میں نیا نیا جوش، اسلام اور اسلامی حکومت کے ہر طرف نعرے۔ بس پھر کیا تھا، زمین ہموار ملی۔ ان کے نفس نے اپنے ہمقرین کے مشورہ کے بعد تجدید دین متین اور احیائے شرع مبین کا فیصلہ کر لیا۔ پھر تو ہر طرف سے حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ط والا معاملہ ہو گیا۔

فقیر پہلے عرض کر چکا ہے کہ اس تتمۂ مقدمۂ کتاب میں ضمناً ایک لایعنی مبحث اور ایک اُٹھتے ہوئے جدید و عظیم فتنہ پر مختصر تنقیدی شان اختیار کرنی پڑی ہے۔ فقیر سلسلہ وار مختصر تنقیدی گزارشات پیش کرتا ہے اور وہ یہ ہیں کہ جب "ہمیں بھی کچھ بن جانا چاہیے" کے اس خواہش مند اور بزعم خود مصلح اعظم و مجدد کل شخصیت نے موقع مناسب دیکھا اور زمین ہموار پائی تو تجدید و احیائے دین متین کے پردہ میں جدت و وسعتِ نظر سے کام لے کر ہر طرف نظر ڈالی۔ بس پھر کیا تھا۔ پہلی ہی نظر میں حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے کُلّی اختیارات و اقتدارِ اعلیٰ میں ایک سلبی استثنیٰ نظر آیا۔ چنانچہ اس کٹر اور اکھنڈ توحید کے دعوے دار نے اپنی من گھڑت "دستوری سفارشات کی تنقید" کے صفحہ ۲۶ پر لکھ مارا کہ: ۱؎

"اور تو اور، خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے یہ حق نہیں رکھا کہ وہ کسی شخص کو اپنے ذاتی علم کی بنا پر جہنم کی سزا دے"

Marfat.com

العیاذ باللہ! ان محترم ناقد کا یہ پہلا وار ہے۔ اور مذکورہ عبارت کی تشریح یہی تو ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے خود اپنے لیے ایک حق سلب فرما کر اپنی ذات کو (تعالیٰ) ایک قانون کا پابند بنا لیا اور اپنی ذات اقدس کے لیے ایک شے کو لازم قرار دے لیا۔ حالانکہ حضرت حق سبحانہ کی ذات اقدس اس سے مبرا و منزہ ہے کہ وہ کسی حیثیت سے بھی کسی قانون کی پابند ہو۔ نیز مذکورہ عبارت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ذاتی علم کی بناء پر کسی کو سزا دینے کا حق نہیں، العیاذ باللہ۔ حالانکہ وہ مالک علی الاطلاق ہے۔ اپنی ملک میں جس طرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے اور کسی کی یہ مجال نہیں کہ اس سے پوچھ سکے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ۔ یہ پہلی وہ نظر تھی جو دائرۂ الوہیت پر پڑی۔

(۲) اس کے بعد لگے ہاتھوں عالم بالا پر بھی نظر ڈالی گئی اور بزعم خود ابھی "تو کار زمیں را نکو ساختی" کا مصداق پورا بھی نہ ہوا تھا کہ "با آسماں نیز پرداختی" کی طرف توجہ فرمائی گئی اور اپنی کتاب "تجدید و احیائے دین" میں لکھ دیا گیا کہ:

"اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً وہی چیز ہے جس کو یونان و ہندوستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی یا دیوتا قرار دیا ہے"۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے، محترم ناقد کا نظریہ جدید ملائکۂ کرام کے متعلق گویا بالفاظ دیگر فرشتوں کے متعلق اسلامی اصطلاح ایک من گھڑت قصہ ہے اور جس طرح ہندوستان و یونان کے مشرکین نے ان کے متعلق عملاً نظریہ قائم کیا ہے۔ ملت اسلامیہ کے سواد اعظم مشرکین نے بھی وہی نظریہ اختیار کیا ہے۔ یعنی ملائکہ کو دیوی اور دیوتا قرار دے لیا ہے بلکہ اسلام نے بھی جس نے یہ اصطلاح گھڑ کے ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ سمجھ قاصر ہے

Marfat.com

کہ حضرت حق سبحانہ کے متعلق عقیدۂ سلبِ اختیار اور ملائکہ کے متعلق اس مذکورہ نظریہ اور تنقید کے بعد ایمان و اسلام کا کیا معیار باقی رہ جاتا ہے۔ کیا یہی عقیدہ ایک مسلمان کا ہونا چاہیے؟ اور کیا تجدید دین کے مدعی مسلمانوں کو اسی قسم کی بے دینی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں بلکہ کر رہے ہیں۔ کیا اس قسم کے فاسد اور باطل عقائد سے اسلام پر توزد نہیں پڑتی؟ آخر اس تنقید کا مطلب کیا ہے؟ اگر حقیقتاً ملائکہ کا انکار ہے تو حقیقتاً کتاب و سنت سے انکار ہے۔ وحی الٰہی جو حضرت جبریل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نازل ہوتی تھی وہ بھی ایک افسانہ بن جاتی ہے' اور کتاب اللہ کی بھی حیثیت محض ایک من گھڑت قصہ کی سی رہ جاتی ہے۔ اور اگر ملائکہ کا اقرار ہے تو عالم اسباب میں حق سبحانہ نے مہماتِ امور ان کے سپرد کر رکھے ہیں جن کو وہ بحکم الٰہی انجام دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ پھر یہ کہنا کہ "اسلامی اصطلاح میں فرشتہ کی حیثیت ہندوستان اور یونان کے دیوی اور دیوتا کی سی ہے" محض ایک لغو اور اسلام کے اصولی نظریات کے خلاف ہو جاتا ہے۔

(۳) اور اسی پر بس نہیں ہے، اس کے بعد ہی محترم ناقد نے دائرۂ بشریت پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا "تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں" صفحہ ۱۷ میں کہ:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گزرنے کے بعد دریائے سندھ سے لے کر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصہ نے محسوس کر لیے اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا جس کے اندر کیرکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے"؟

Marfat.com

اقتدار و اختیار الوہیت پر وار اور تنقید کے بعد یہ دوسرا وار نبوت پر ہے۔ حضرت جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی العیاذ باللہ توہین نہیں ہے تو کیا ہے؟ تمام قرآن مجید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت، جامعیت و اتمیت تبلیغ نور ایمان، ہدایت و ارشاد بخشنے، گمراہ مخلوق کو راہ راست پر لانے۔ آپ کی کاملیت، تصرفات ظاہری و باطنی سے بھرا پڑا ہے، مگر محترم ناقد اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں اور اندیشہ ظاہر کرتے ہیں لفظ "خدانا خواستہ" کے ساتھ۔ کہ اگر آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے"۔ گویا آپ باوجود سید المرسلین خاتم النبیین ہونے کے اپنے تبلیغی سلسلہ میں پھر تو ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے۔ وہ تو خیریت گزری کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا جس کے اندر کیرکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْخُرَافَاتِ۔ رونے کا مقام ہے۔ اس سے بڑھ کر کونسی توہین ہو سکتی ہے جبکہ حضرت سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہادی و مبلغ ہونا اور اُن انتہائی صفات کاملہ سے متصف ہونا جن سے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے دوسرے انبیاے اولوالعزم کو بھی اس طرح متصف نہیں فرمایا تھا عرب کے چند قبائل کے مضبوط کیرکٹر پر منحصر تھا۔ خاکم بدہن، نقل کفر کفر نباشد۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ محترم ناقد سید کہلاتے ہیں۔ وہ صالحیت اور جماعت صالحین کا پرچار کر رہے ہیں اور فی الحقیقت صالحیت ملیامیٹ ہو رہی ہے ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

جناب حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے بشیر و نذیر فرمایا ہے:

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۝ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو دنیا میں حق کی

53457
Marfat.com

بشارت دینے والا اور حق سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

یعنی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو عذاب آخرت (دوزخ) سے ڈرا کر کفر و شرک اور تمام بداعمالیوں سے بچاتے تھے اور ایمان و اسلام اور اچھے اعمال کی دولت سے مالا مال فرما کر لقائے الٰہی اور آخرت کی ابدی نعمتوں کی بشارت دیتے تھے۔ گویا اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ قابلیت عطا فرمائی تھی کہ اللہ کے تمام بندوں کے کیرکٹر کو درست فرمائیں۔ (بالکل جدید طرز کے لیڈر محترم ناقد، کیرکٹر وغیرہ اس قسم کے انگریزی زبان کے الفاظ خاص مواقع پر اپنی تحریروں میں ضرور استعمال فرماتے ہیں۔ محض اس لیے کہ نئی پود اور ترقی و جدت پسند مغربی تعلیم یافتہ گروہ کو اپنی طرف متوجہ فرمائیں اور وہ لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہمارا ہادی اور مصلح اعظم محض پرانی قسم کا مُلّا ہے بلکہ ہر فن مولیٰ ہے۔ ہاں تو مطلب یہ ہے کیرکٹر کے معنی اخلاق کے لیے جا سکتے ہیں۔ اس لیے ہم سیدھا سادہ لفظ اخلاق کا ہی کیرکٹر جیسے بھاری بھرکم لفظ کے بجائے استعمال کریں گے)۔ خیر، تو ہم یہ عرض کر رہے تھے کہ جو بشیر و نذیر من جانب اللہ تعالیٰ ہو، محض اپنے منہ میاں مٹھو نہ ہو، اس بشیر و نذیر کا کام ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے اخلاق کو درست کرے۔ جب مجموعی طور پر مطلقاً اخلاق درست ہوں گے تو تمام صفات مذمومہ صفات محمودہ سے بدل جائیں گی اور اس میں کوئی خصوصیت عرب کے رہنے والوں کی ہی نہ تھی بلکہ عام طور پر تمام عالم والوں کے لیے کافۃً بشیر و نذیر تھے اور اب بھی ہیں، اور قیامت تک رہیں گے۔ ایسا بشیر و نذیر (بشارت دینے والا اور ڈرانے والا) بالذات اس کی قابلیت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جن بندوں میں صالحیت اور اخلاق حسنہ کی صلاحیت و قابلیت نہ ہو ان میں صلاحیت و قابلیت پیدا فرما دے ؎

دادِ حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داد اوست

Marfat.com

وہ کسی کی استعداد قابلیت کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔

نیز جناب حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام وروحی فداہ "نور" تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو "نور" فرمایا اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ — اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا

لہٰذا جب یہ ثابت ہو چکا کہ آپ نور تھے، تو نور کا کام روشنی پھیلانا اور ظلمت و تاریکی دور کرنا ہے۔ تو جو ذات اقدس مجسم نور بنا کر اس عالم میں بھیجی گئی، اور جو ذات اقدس ہمہ تن نور بن کر اس ظلمت کدۂ دہر میں جلوہ فگن ہوئی اس کا یہی کام ہے کہ کفر و شرک کی تاریکیوں اور ظلمتوں کو ایمان و اسلام کی روشنیوں میں مبدل فرما دے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا۔ تو جب کفر و شرک کی ظلمتوں کو ایمان و اسلام کی روشنیوں میں بدل دیا تو اچھے اخلاق یا بقول محترم ناقد مضبوط کیرکٹر قوت ارادی، عزم و استقلال، جرأت و شجاعت غرض تمام صفات محمودہ خود بخود ہی پیدا ہو گئیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝

(پ ۲۲۔ ع ۳)

اے نبی! ہم نے تم کو گواہ بھیجا اور بشارت دینے والا (لقائے الٰہی اور نعمائے نامتناہی آخرت کی) اور ڈرانے والا (عذاب آخرت و دوزخ سے) اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور سراج منیر یعنی روشن چراغ۔

اس آیت کریمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سراج منیر یعنی روشن چراغ فرمایا۔ اس میں بڑا بلیغ نکتہ ہے وہ یہ کہ آپ کو روشن چراغ فرمایا۔ چراغ خود بھی روشن ہوتا ہے اور اپنی روشنی پھیلاتا بھی ہے یعنی آپ

Marfat.com

نور بھی تھے اور نور بخش رسول بھی۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس جو بمنزلہ سراج منیر (روشن چراغ) کے تھی، اپنے نور رسالت سے عالم کو روشن کر رہی تھی اور اب بھی کر رہی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی۔ اس لیے کہ چونکہ منصب نبوت ختم ہو چکا لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا دور قیامت تک رہے گا۔ اور پھر یہ کہ اس روشن چراغ سے لاتعد و لاتحصیٰ، بے شمار اور ان گنت چراغ قیامت تک روشن ہوتے رہیں گے۔ اور اس میں کوئی تخصیص خطۂ عرب اور دریائے سندھ سے لے کر ساحل اٹلانٹک تک کی نہیں ہے بلکہ آپ کی نبوت و رسالت کی روشنی عالم کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں نہ پہنچی ہو۔ غرض کہاں تک تفصیلات بیان کی جائیں۔ آپ کا سید المرسلین و خاتم النبیین ہونا اور جو کتاب مبین (قرآن) آپ پر نازل ہوئی، اس کے لحاظ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ آپ کی ذات گرامی تمام اعلیٰ ترین کمالات، اوصاف اور تمام ہی قابلیتوں سے متصف تھی۔ نہ یہ کہ آپ قبائل عرب کی قابلیتوں کے نعوذ باللہ محتاج تھے۔

محترم ناقد نے اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ کے موافق اپنی بشریت پر نظر ڈال کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی نظر ڈالی۔ جس طرح کہ ایک فرقہ یہ کہتا ہی ہے کہ وہ بھی بشر تھے اور ہم بھی بشر ہیں۔ محترم ناقد نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتی قابلیت کے متعلق جو تنقید فرمائی ہے اس سے ایک پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ ہم بھی وہ سب کچھ کر سکتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا، مگر افسوس ہم کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ بلی ہے۔ اللہ اللہ! دعویٰ مساوات کو ملاحظہ فرمائیے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک!

ایک حکایت یاد آئی۔ وہ یہ کہ ایک دنیا ساز پیر صاحب تھے، اور تھے بڑے کائیاں اور چلتے ہوئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ اپنی زبان سے اگر میں ولی ہونے کا دعویٰ کروں تو نہ معلوم کیا گڑبڑ ہو جائے۔ کوئی یقین

Marfat.com

کرے گا کوئی نہ کرے گا۔ کوئی کہے گا یہ تو اپنے منہ میاں مٹھو بن گئے۔ کوئی کچھ کہے گا کوئی کچھ، اور اس طرح حلقۂ ارادت کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے ایک تدبیر سوچی اور اپنے معتقدین کے سامنے وعظ و نصیحت کے طور پر ایک دن تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ دوران تقریر میں یہ بھی کہا کہ اس گُر کو یاد رکھ لو کہ جو شخص ولی ہوتا ہے وہ سبز کپڑے پہنا کرتا ہے سبز کپڑے۔ اور اس کے بعد کچھ اور کہہ کر اور بیان کر کے اپنی تقریر ختم کر دی اور کچھ دنوں کا وقفہ دے کر آپ جو اپنے حجرہ سے برآمد ہوئے تو سبز کپڑے پہنے ہوئے۔ لوگوں کے ذہن میں تو وہی بات محفوظ تھی کہ ولی سبز کپڑے پہنا کرتا ہے۔ بس پھر کیا تھا سب نے بالاتفاق سمجھ لیا کہ ہمارے حضرت کو مرتبۂ ولایت عطا ہو گیا ہے، جبھی تو آپ نے سبز کپڑے پہنے ہیں۔ دیکھیے! زبان سے مصلحتاً دعویٰ ولایت کا نہیں کیا، اور کس خوبصورتی سے اپنے کو ولی ثابت کر دیا۔

یہی حال ہمارے محترم ناقد کا ہے۔ زبان سے دیکھیے تو کوئی دعویٰ نہیں، مگر انداز تحریر اس قدر لطیف و متین ہوتا ہے کہ آپ کی تحریر تمام دعاوی کی منہ بولی تصویر ہوتی ہے۔ منہ سے دعویٰ کیا جائے یا نہ کیا جائے مگر جو حدید البصر اور نظر باز ہیں وہ آپ کے تمام دعاوی کو تاڑ لیتے ہیں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من اندازِ قدت را می شناسم

مجدد کل ہونے کا دعویٰ، بالکل جدید طرز کی لیڈری کے لباس میں مہدی ہونے کا دعویٰ، اولوا الامر اور اپنی اطاعت کی فرضیت کا دعویٰ، غرض یہ تمام دعاوی آپ کی تحریروں سے ٹپکے پڑتے ہیں جن کا بیان آگے آ رہا ہے۔

اس کے بعد اپنی کتاب تجدید و احیائے دین میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"تمام انبیاء نے سیاسی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی بعض کی مساعی صرف زمین تیار کرنے کی حد تک رہیں،

Marfat.com

جیسے حضرت ابراہیم (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بعض نے انقلابی تحریک عملاً شروع کر دی مگر حکومت الٰہیہ قائم کرنے سے پہلے ہی ان کا کام ختم ہو گیا، جیسے حضرت مسیح" (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

مذکورہ بالا تنقید سے یہ ثابت ہو گیا کہ مذکورۂ بالا ہر دو اولوا العزم نبی علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نعوذ باللہ کار نبوت و رسالت انجام دینے کے ناقابل ثابت ہوئے۔ آخر اس عبارت کے اور کیا معنی لیے جا سکتے ہیں؟ محترم ناقد پر حکومتِ الٰہیہ کا بھوت کچھ ایسا سوار ہوا ہے کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ آخر وہ حکومت الٰہیہ ہے کیا شے؟ اس کا کچھ پتہ بھی تو چلے۔ وہ کونسی ایسی حکومت الٰہیہ تھی کہ نہ کوئی نبی بنا سکا نہ کوئی بڑے سے بڑا مجدد؟ ہاں اگر اب حکومت الٰہیہ بنائی جا سکتی ہے تو وہ یہی مصلح اعظم محترم ناقد مجدد کل اور ان کی جماعت صالحین ہی بنا سکتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید میں امر فرماتا ہے کہ:

فَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ط — اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ملت ابراہیمی کی پیروی کیجیے

مگر محترم ناقد فرماتے ہیں ملت و لت کیسی اور کیسی حکومت الٰہیہ، کہاں کا سیاسی انقلاب، کہاں کی عملی انقلابی تحریک، وہ تو صرف زمین ہی تیار کر سکے۔ اور یہ بھی تو ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے جب ان اولوا العزم انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا تو آخر یہ بعثت کس کام آئی جب کہ وہ پورا کام ہی انجام نہ دے سکے۔ اس طرح تو العیاذ باللہ اللہ جل شانہٗ اور انبیائے کرام دونوں پر اعتراض واقع ہوتا ہے، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے ـــــ اور یہ جو محترم ناقد نے لکھا حضرت جناب عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہ "ان کا کام ختم ہو گیا"، یہ عجب گول مول جملہ ہے۔ یا تو یہ لکھنا تھا کہ اُن کا انتقال ہو گیا، یا یہ کہ وہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ان پر موت طاری نہ ہوئی۔ صحیح یہی ہے کہ

Marfat.com

آسمان پر اُٹھا لئے گئے اور یہی لکھنا چاہیے تھا۔ مگر "ان کا کام ختم ہوگیا" کا گول مول جملہ لکھنے میں بھی غالباً کوئی مصلحت خاص ہے۔

ذاتِ اقدس حضرت حق سبحانہ، عالم بالا میں ملائکۂ کرام، عالمِ بشریت میں جناب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر دو مذکورہ اولوالعزم نبیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر تنقید فرمانے سے فراغت حاصل کرکے اب خلافت راشدہ اور اصحاب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تنقید از بس ضروری تھی، لہٰذا ایک تنقیدی نظر ڈال کر اپنی کتاب "تجدید و احیائے دین" میں تحریر فرمایا کہ:

"حضرت عثمان جن پر اس کارِ عظیم (خلافت راشدہ) کا بار رکھا گیا تھا ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں، اس لیے جاہلیت (یعنی کفر و شرک) کو اسلامی نظام اجتماعی کے اندر گھس آنے کا راستہ مل گیا۔ حضرت عثمان نے اپنا سر دے کر اس خطرے کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رکا۔"

یہ لیجیے، سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بوجہ حامل خصوصیات خلافت راشدہ نہ ہونے کے اس کارِ عظیم یعنی خلافت راشدہ کا بار اٹھانے کے ناقابل ثابت ہوئے، اور اسی وجہ سے جاہلیت یعنی کفر و شرک کو اجتماعی نظام اسلامی میں گھس آنے کا موقع مل گیا یعنی ان کی نعوذ باللہ من ذٰلک اس عدم قابلیت کا اثر یہ ہوا کہ باوجود اپنا سر دے دینے کے وہ ناقابل رہے اور کفر و شرک نظامِ اسلامی میں گھس آیا۔ بالفاظ دیگر جب نظام اسلامی میں کفر و شرک گھس آیا تو نظامِ اسلامی کا قلع قمع ہوگیا۔ اور پھر ایسی خلافت کو خلافت راشدہ کس طرح کہا جا سکتا ہے؛ نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی خلافت، خلافت راشدہ نہ تھی، اور آپ خلفائے راشدین میں سے نہ تھے۔

ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ محترم ناقد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت راشدہ کے لیے نااہل

Marfat.com

ثابت کرتے ہیں، اور ان کی ذات گرامی ہی نظام اجتماعی اسلامی میں جاہلیت (کفر و شرک) کے گھس آنے کا سبب بن جاتی ہے، دوسری طرف ہم حضرت ختمی مآب رسول الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی دیکھتے ہیں کہ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ خُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ۔ اور اس طرح ان کو حقیقی طور پر خلفاء راشدین کی ممتاز فہرست میں پاتے ہیں۔ اب فیصلہ کیجیے، ہم کو اور آپ کو ان دونوں شقوں میں سے کونسی شق اختیار کرنی چاہیے اور کس پر ایمان لانا چاہیے؟ بلکہ جس شق پر ہم تو کیا ۱۳ سو برس سے اجماعی طور پر تمام اہل حق ایمان لا چکے ہیں، کیا اب بھی اُسی ایمان پر قائم رہنا چاہیے یا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مذہب کے رکن ثالث اجماع کا منکر ہو جانا چاہیے؟ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ کیونکہ ایک نو خیز نام نہاد جماعت صالحین کے مصلح اعظم کا نظریہ شق ثانی کے بالکل خلاف ہے۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سابقین میں سے ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ذوالنورین ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور آپ کے جلیل القدر صحابی ہیں، حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد آپ ہی کا مرتبہ ہے، ان کے فضائل و مناقب میں بہت احادیث موجود ہیں، وہ خلفائے راشدین میں سے تیسرے نمبر پر خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر یہ کیا ستم، بلکہ یہ کونسا ایمان و اسلام ہے کہ ہم ان کو خلافت راشدہ کے لیے نا اہل اور نظام اسلامی میں جاہلیت کفر و شرک کے گھس آنے کا سبب تسلیم کریں؟ — محترم ناقد مولانا نے اسی پر بس نہیں کیا ہے بلکہ اپنی دوسری تحریروں میں ان پر اقربا نوازی اور عصبیت کا الزام بھی لگایا ہے جس کا اعادہ باعث تطویل ہے۔

اب آئیے اسد اللہ الغالب مولیٰ سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف۔ اور دیکھیے محترم ناقد نے یہاں کیا گل کھلائے ہیں یعنی آپ کو خلافت کے لیے حریص و لالچی ثابت کیا ہے۔

Marfat.com

اپنی کتاب "انتخابی جدوجہد" میں پہلے تو ایک ضابطہ قائم کیا، خواہ وہ ضابطہ قرآن واحادیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ضابطہ یہ قائم کیا کہ منصب حکومت وخلافت اور اسی قسم کے ذمہ دار عہدے کی خواہش کسی کو بھی نہ کرنی چاہیے خواہ وہ کوئی ہو۔ کیونکہ یہ فعل حرص ولالچ پر مبنی ہے۔ یہ ایک ضابطہ قائم کرنے کے بعد اسی کتاب "انتخابی جدوجہد" میں آگے چل کر تحریر فرمایا کہ "آپ (حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے (یعنی خلافت کے) خواہش مند تھے"۔ اور ساتھ ہی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مقولہ تحریر کیا ہے کہ "مَا يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ يَا عَلِيُّ اِلَّا حِرْصُكَ عَلَيْهَا" "اے علی! مجھے تم کو خلافت کے سونپنے سے کوئی چیز نہیں روکتی ہے الا یہ کہ تم اس پر حریص ہو"۔

ملاحظہ فرمایا جائے، محترم ناقد نے پہلے ایک ضابطہ قائم کر ڈالا کہ حکومت خلافت اور کسی ذمہ دار عہدے کی خواہش نہ کرنی چاہیے خواہ وہ کوئی ہو۔ کیونکہ یہ فعل حرص ولالچ پر مبنی ہے۔ اور پھر اسی ضابطہ کے تحت حضرت جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نسبت لکھ دیا کہ وہ اس کے خواہش مند تھے لہٰذا یہ ثابت کر دیا کہ چونکہ وہ خواہش مند تھے، اور خواہش مند ہونا حرص ولالچ پر مبنی ہوتا ہے لہٰذا وہ نعوذ باللہ حریص ولالچی تھے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حرص ولالچ نہایت مذموم صفت ہے۔ نتیجۃً یہ مذموم صفت اسی ذات گرامی کے ساتھ چسپاں کی گئی جو مولائے کائنات۔ ہے اور صحابۂ کرام میں اس قدر فضائل ومناقب غالباً کسی کے نہیں ہیں جتنے حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ہیں۔ اور اپنے اس ضابطہ اور خواہش مند اور حریص ہونے کی صفت کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقولہ سے تقویت پہنچائی گئی۔ گویا اپنے آپ کو دکر الگ ہو گئے کہ یہ ہم ہی نہیں کہہ رہے ہیں۔ دیکھیے، ان کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول۔

Marfat.com

مجتہد ناقد مولانا مودودی صاحب کا یہ دستور رہے کہ مشہور اقوال اور صحیح احادیث کو پڑھنے اور سمجھنے کے باوجود نظر انداز کر جاتے ہیں، اور غیر مشہور کتابوں کے اقوال عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ایراد کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث چھوڑ کر جو ہم نقل کر رہے ہیں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ایک غیر مشہور کتاب "الامامۃ والسیاسۃ" لابن قتیبہ صفحہ ۲۳ سے نقل کر کے کس دلیری اور کس خوبی سے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ممنوع الخلافت ثابت کر دیا۔ اسی طرح اپنی کتاب "تجدید و احیاے دین" میں "الامام المہدی" کے بیان میں تمام احادیث صحیحہ مشہورہ کو نظر انداز کر کے شاطبی کی کتاب "موافقات" اور مولوی اسماعیل صاحب کی کتاب "منصب امامت" کی روایت ترجیحاً نقل کر دی جس کا بیان آگے آئے گا۔ یہ غور نہ کیا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول میں بر تقدیر فرض صحت قول اپنی انتہائی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کس قدر احتیاط برتی گئی کہ ارشاد خاص ایک ذات سے فرمایا اور حکم عام تھا کہ آگے چل کر یہی خواہش مندی و حریص ہونے کی صفت ہر کس و ناکس کے لیے ایک معیاری کلیہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ بعض مواقع پر ایسے اہم مناصب اور ذمہ داریوں کی خواہش محمود ہوا کرتی ہے اور بعض مواقع پر مذموم۔ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیتیں اس قسم کی خواہش اس غرض سے کیا کرتی ہیں تاکہ یہ ذمہ داریاں دوسرے نااہل اشخاص کے ہاتھوں میں نہ پڑ جائیں جن سے دین میں اور شرعی امور میں خرابیاں واقع ہو جائیں اور نظام اسلامی درہم برہم ہو جائے۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں یعنی حضرت سیدنا عثمان غنی اور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خلافت کا اہل ہونا اچھی طرح جانتے تھے۔ اور اگر حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلافت کے لیے نااہل ہوتے اور خلافت کا خواہش مند ہونا مبنی بر حرص دنیاوی اور

Marfat.com

ناجائز ہوتا تو بخاری شریف کی اس حدیث کے کیا معنی ہوتے ہیں کہ:

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ مَا اَجِدُ اَحَقَّ بِھٰذَا الْاَمْرِ مِنْ ھٰؤُلَآءِ النَّفَرِ الَّذِیْنَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَنْھُمْ رَاضٍ فَسَمّٰی عَلِیًّا وَّ عُثْمَانَ وَالزُّبَیْرَ وَطَلْحَۃَ وَسَعْدًا وَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری وقت میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں سے رضامند ہونے کی حالت میں وفات فرمائی ان سے زیادہ خلافت کا حق دار اور کون ہو سکتا ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن کے نام لیے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پس و پیش ان دونوں حضرات کو منصب خلافت تفویض کرنے میں نہ اس بناء پر تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم سے عصبیت اور محبت برتتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے خواہش مند تھے، بلکہ وہی صورت تھی جو ہم نے پہلے لکھی ہے کہ محض احتیاط برتی جا رہی تھی اس بات کی کہ دوسرے نفس پرست لوگ صلۂ رحمی جو قرآن سے ثابت ہے، اور خواہش خلافت کو آڑ بنا کر اپنی نفسانی خواہشات پوری نہ کرنے لگیں۔ اور اپنے اس ارشاد میں ایک خاص اور عام تعلیمی شان بھی تھی۔ اور حقیقتاً کسی ارادے اور کسی خواہش کا بالکلیہ انتفاء خلاف بداہت ہے۔ کوئی ارادہ، کوئی فعل کوئی خواہش بُری نہیں، ارادے اور خواہش کا متعلَّق سُوء برا ہوا کرتا ہے اور جب کسی خواہش کے متعلَّق سُوء کی نفی کر دی گئی تو وہ خواہش محمود ہو گی مذموم نہ ہو گی۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش خلافت میں متعلَّق سُوء اغراض دنیاوی اور نفسانی نہ تھے جو یہ خواہش مذموم تسلیم

Marfat.com

کرلی جائے کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفوس قدسیہ مزکّٰی ہو چکے تھے انّا رگی کا نام ونشان باقی نہ تھا کہ ان کی خواہشات کو دنیاوی ونفسانی اغراض پر محمول کیا جائے۔ وہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا تمغہ اور سند حاصل کیے ہوئے تھے۔ نیز صحیح بخاری کی صحیح حدیث کو جو ہم نے نقل کی ہے سامنے رکھا جائے اور اس غیر مشہور کتاب الامامۃ والسیاست کے اس قول کو سامنے رکھا جائے تو یہ امر درایت کے بھی بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے لیے جن حضرات کے نام لے رہے ہیں جیسا کہ حدیث بخاری سے ظاہر ہے ان میں سب سے پہلا نام حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کا ہے۔ اور پھر وہ قول بھی فرما رہے ہیں جو کہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب "الامامۃ والسیاست" میں نقل کیا تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر مضطرب الاقوال ثابت کرنا کونسی درایت ہے؟ لہٰذا صحیح حدیث موجود ہوتے ہوئے ایسے دور از کار اقوال کا کیا اعتبار۔ ہم پہلے ہی یہ لکھ چکے ہیں کہ حضرت مجتہد زماں محترم ناقد مولٰنا مودودی صاحب کی یہ خصوصیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کو نظر انداز کر کے ابن تیمیہ، ابن قتیبہ، مولوی اسمٰعیل صاحب وغیرہ کے اقوال کو ترجیح دیا کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں حضرت سیدنا یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کا مذکور ہے کہ:

اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۔

مجھے زمین کے خزانوں پر حاکم مقرر فرما دے میں حفاظت کرنے اور جاننے والا ہوں۔

اور حضرت سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ خواہش کہ:

رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۔

اے رب مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کے لائق نہ ہو۔

Marfat.com

ثابت ہوا کہ ایسی محمود خواہشات مذموم نہیں بلکہ انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہیں۔

ان دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تنقید کرنے کے بعد رئیس الانصار حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر لی گئی ہے اور اسی کتاب "انتخابی جدوجہد" میں تحریر فرمایا گیا کہ:

"اس پورے گروہ میں صرف حضرت سعد ابن عبادہ ایک ایسے شخص تھے جن کے اندر امیدواری کی بو پائی جاتی تھی، مگر سب کو معلوم ہے کہ صحابۂ کرام میں سے کسی نے ان کا ساتھ نہ دیا نہ ان کی روش کو پسند کیا اور مرتے دم تک وہ منفرد ہی رہے"۔

غرض کہاں تک یہ رونا رویا جائے۔ چھانٹ چھانٹ کر جلیل القدر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنقید کے تیروں کا نشانہ بنایا گیا۔

نیز اپنی کتاب "تجدید واحیائے دین" میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمزوری دربارۂ منصب خلافت کو اس طرح ثابت کیا گیا ہے کہ:

"اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت کے تسلط سے بچانے کی انتہائی کوشش کی، مگر ان کی جان کی قربانی بھی اس انقلاب معکوس کو روک نہ سکی۔ آخر کار خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور ختم ہوا، ملک عضوض نے اس کی جگہ لے لی اور اس طرح حکومت، اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہو گئی"۔

محترم ناقد پر جاہلیت کا بھوت کچھ اس طرح سوار ہوا ہے کہ اس کے علاوہ ان کو کچھ اور نظر ہی نہیں آتا۔ شاید وہ اس حدیث کو بھی بھول گئے کہ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ سب سے بہتر قرن تمام قرون میں میرا ہے، اس کے بعد صحابہ کا اس کے

Marfat.com

بعد تابعین کا۔ کاش، زیادہ نہیں تو کم از کم دورِ صحابہ اور دورِ تابعین ہی کو اسلام کا زمانہ تسلیم کیا ہوتا۔ مگر ان کو تو دورِ صحابہ میں ہی جس کا شمار خیر القرون میں ہے اور سیدنا عثمان غنی و سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور ہی میں اجتماعی نظامِ اسلامی اور ان دونوں حضرات کے زمانۂ خلافت راشدہ ہی میں جہالت (کفر و شرک) اور حکومت اساسِ اسلام کے بجائے جاہلیت پر قائم ہوتی نظر آئی۔ تابعین کا دور بھی جو حدیث کے مضمون کے موافق خیر القرون میں شمار ہوتا ہے بجائے خود رہا۔ محترم ناقد کو تو یہ دونوں حضرات بھی نا قابلِ خلافت، کمزور، حریص و لالچی ہی نظر آئے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ اور اگر باوجود ان کمزوریوں، اس ناقابلیت، اس خواہش مندی اور لالچ کے ان دونوں حضرات کے دور کو دورِ خلافت راشدہ مان بھی لیا جائے تو بھی جاہلیت کے گھس آنے کا باعث یہی دونوں حضرات ہوئے۔ پھر اس کے بعد ملک عضوض تھا یا بالفاظ محترم ناقد اسلام کا دور قطعاً نہ تھا جاہلیت کا ہی دور تھا۔ خواہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور ہو یا اصحاب و تابعین کرام کا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور اس وقت سے لے کر اب تک یہ دریائے جاہلیت یا کفر و شرک اُمڈا چلا آرہا ہے یہاں تک کہ اس چودھویں صدی میں ایک ایسا مصلح اعظم مجدد کل، اولی الامر بالکل جدید طرز کا لیڈر مہدی ظاہر ہوا ہے جو کہ اس وقت سے لے کر اب تک کے دورِ جاہلیت کو دور کرے گا اور اس کی جماعت، جماعتِ صالحین حقیقی معنیٰ میں جماعت موحدین مسلمین ہے۔ باقی تمام گناہ گار امت محمدی کا سواد اعظم جاہل و مشرک ہے اور چونکہ اس مصلح اعظم نے اس مشرک سواد اعظم اور عظیم جماعت میں سے اپنی ایک ٹکڑی صالحین مسلمین موحدین کی الگ کرلی ہے لہٰذا اس پر من شذ عن الجماعة شذ فی النار کا اطلاق نہیں ہوسکتا ہے اور وہ زمانہ دور نہیں جبکہ عنقریب یہ مصلح اعظم حکومت الٰہیہ (جس کو دو اولوالعزم نبی حضرت سیدنا

Marfat.com

ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت سیّدنا عیسٰی رُوح اللہ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام قائم نہ کر سکنے پائے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جلیل القدر صحابی حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قائم نہ رکھ سکے تھے جیسا کہ ہم بحوالہ کتب محترم ناقد کے اقوال نقل کر چکے ہیں) اسلامی نظام اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرلے گا۔ ہمارے ناقص خیال میں کوڑی دور کی لائی گئی ہے خواہ وہ آگے چل کر شیخ چلی کی کہانی ہی کیوں نہ ثابت ہو۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ آج کل کی پرفریب سیاسی چالوں اور مخلوق کو اپنی طرف موہ لینے والی سماجی و سیاسی ترکیبوں سے ادوار زمانہ کا کوئی دَور ایسا بھی آجائے کہ اس جماعت کو بھی اقتدار حاصل ہو جائے لیکن خلافت راشدہ اور حکومت الٰہیہ سے کیا تعلق۔ نظام اسلامی، خلافت راشدہ، حکومت الٰہیہ، یہ تینوں عنوان بھی حقیقتاً مخلوق کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی ترکیبوں میں سے ایک ترکیب ہے۔

۵۔ اب مصلح اعظم مذکورہ مہتم بالشان تنقیدوں سے فارغ ہو کر اولیائے کرام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام، اولیائے عظام، مجدّدین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ اس میں کوئی نہ کوئی نقص نکالا نہ گیا ہو۔ تصوّف سے تو محترم ناقد کو خاص بیر ہے، اور اسی وجہ سے صوفیائے کرام ہدف ملامت بنے ہیں۔ سب سے پہلے ہم مجدّدین کو لیتے ہیں۔ محترم ناقد نے مجدّدین کی ایک فہرست پیش کر کے اپنی کتاب "تجدید و احیائے دین" میں ہر مجدّد کے کارناموں پر تنقیدی نظر ڈالی ہے اور پھر لکھ دیا ہے کہ کلّی مجدد کوئی بھی نہ تھا، سب جزوی مجدّد تھے۔

قبل اس کے کہ ہم جزوی مجدّد اور کلی مجدّد کی بحث پر قلم اُٹھائیں ہمیں عرض کرنا یہ ہے کہ "اگر کچھ بن جانے کے لیے"۔ تجدید دین کا سودا سر میں سمایا، ہمیں تسلیم۔ کسی کو کوئی حق اعتراض کا نہیں خصوصاً اس دورِ پرفتن اور حریت خالصہ کے زمانے میں لیکن بزعم خود ایک مجدّدِ دین، مصلح اعظم اور مبلغ شرع متین کے لیے

Marfat.com

اخلاقاً کیا یہی زیب دیتا ہے کہ اپنی تجدید و تبلیغ پیش کرنے کے ساتھ ہی دوسروں کا مذاق اُڑائے۔ ان کے معتقدات حقہ اور ان کے مشارب صحیحہ کی حد درجہ تضحیک کرے؟ یہ چھچھوری حرکات علم، اخلاق، متانت، دیانت، تجدیدی اور تبلیغی شان کے کس قدر خلاف ہیں۔ فیصلہ کر لیا جائے جو دوسروں کو جاہل مشرک کا لقب دے کر خود کو خالص مومن مسلم اور اپنی جماعت کو خالص اسلامی جماعت صالحین ثابت کرتا ہو اس کو یہی کرنا چاہیے۔ اس قسم کا کوئی شخص بھی ہو کیا وہ مبلغ اور مجدد کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے؟ یہ تو محض پھکڑ بازی ہو گئی تبلیغ و تجدید تو نہ ہوئی۔

مجددین میں حضرت امام غزالی، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ کی بڑی تعریف و توصیف کرنے کے بعد بعض نقائص ان میں بھی قائم کر کے کہہ دیا گیا کہ یہ بھی جزوی مجدد تھے۔ اپنا کام پورا نہ کر سکے۔ حضرت امام غزالی زیادہ قصوروار اس لیے ٹھیرے کہ بالآخر وہ بھی تصوف کی طرف مائل ہو گئے، اور تصوف ناقد مجدد کی "چڑ" ہے۔ غرض ہوتے ہوتے باری آئی حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی جناب ابو البرکات، بدر الدین، شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ کچھ تعریف و توصیف آنجناب کی فرمائی گئی اور فرما دیا گیا کہ نہیں، یہ بھی جزوی مجدد تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بالآخر جزوی مجدد کیوں ٹھیرے؟ اور ان پر الزام کیا ہے؟ وہی ناقد مجدد کی چڑ یعنی تصوّف۔

چنانچہ اپنی کتاب مستطاب "تجدید و احیائے دین" میں حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ:

"تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ انہوں نے بھی نہیں لگایا اور ان کو انہوں نے بھی پھر وہی غذا دے دی جس سے کامل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی (یعنی تصوف) اور یہ کہ اسی لباس میں مسلمانوں کو افیون کا چسکا لگایا

Marfat.com

گیا ہے اور اس کے قریب جاتے ہی ان مزمن مریضوں کو پھر وہی چُنیا بیگم (یعنی تصوف) یاد آجاتی ہیں جو صدیوں ان کو تھپک تھپک کر سلاتی رہی ہیں"۔

ٹھیک فرمایا گیا۔ بیشک یہ وہی چنیا بیگم ہے جس کی ہوا بھی ایسوں کو نہیں لگ سکتی اور جس کا ذائقہ ایسوں کے لیے حرام ہے جو قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کے مصداق نہ ہو جائیں۔ یعنی بغیر فنا فی اللہ وبقا باللہ کے یہ مرتبۂ حقیقی حاصل نہیں ہو سکتا ؎

ہیچ کس را تا نہ گردد او فنا نیست رہ در بارگاہِ کبریا

؎ ازاں افیوں کہ ساقی در می افگند حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

تعجب تو یہ ہے کہ محترم ناقد مجدد کل کی چڑ تو ہے "تصوف"۔ لیکن اقرار اس کا بھی ہے کہ تصوف میں کوئی سکر و سرور و نشہ ضرور ہے۔ جبھی تو محترم ناقد نے تصوف کو افیون سے تشبیہ دی۔ تشبیہ کے لیے کوئی وجہ شبہہ تو ہونی چاہیے اور جب تک یہ نفس الامری وجہ شبہہ محترم ناقد کے معہود ذہنی نہ تھی، پھر کس طرح یہ وجہ شبہہ قائم کی گئی؛ یا یہ کہ افیون جس طرح آدمی کو تمام کاموں سے بے تعلق و بے کار کر دیتی ہے اسی طرح طریقت و حقیقت بلکہ حقیقت شریعت یعنی تصوف کے مرتبہ عالیہ پہ پہنچ کر انسان اسفل السافلین سے نکل کر اپنی حقیقی احسن تقویم پہ آجاتا ہے تو یہ تصوف دنیاوی ضروری مشروع حوائج و ضروری امور کے علاوہ تمام ہواؤ ہوس سے ایسے متصوف انسان کو بے تعلق کر دیتا ہے۔ صوفی اگر معاش و معیشت اختیار کرتا ہے تو خدا و رسول کے حکم کے موافق، نکاح کرتا ہے تو حکم شریعت و سنت نبوی کے تحت، کھاتا پیتا ہے تو محض اس لیے کہ طاعت و عبادت کر سکے اور حقوق اللہ و حقوق العباد ادا کر سکے۔ یہاں تک کہ ایسا متصوف رخصت و فضول مباحات سے بھی پرہیز کرتا ہے۔ اس کا ہر فعل سنت و عزیمت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔ وہ اگر جہاد بھی کرتا

Marfat.com

ہے تو اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے اور پھیلانے کے لیے۔ وہ سیاسی انقلابات، ذاتی اقتدار یا اپنے نفس کے مطابق حکومت الٰہیہ اور عملی تحریکات کے خواب نہیں دیکھا کرتا ہے۔ اجرائے شریعت، جہاد، اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت، سنت سنیۂ نبوی کی پیروی اور اس کا پرچار بس یہی اس کی حکومت الٰہیہ ہوتی ہے اور یہی اس کا سیاسی انقلاب اور یہی اس کی عملی تحریک۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا کے مضمون کے موافق اس کی سیاست صرف اس کے ماسوا اور کچھ نہیں ہوتی ہے۔ الغرض ایسے متصوف انسان کا مرنا، جینا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، اس کی ہر حرکت وسکون، اس کا ہر ایک کام محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متابعت حضرت جناب سرور کائنات کے سات درجے قائم فرمائے۔ چنانچہ اسی ضمن میں (مکتوب شریف پنجاہ وچہارم بہ سید شاہ محمد صاحب) تحریر فرماتے ہیں:

"علماء ظواہر بدرجۂ اولیٰ خرسند اند کاش آں درجہ را ہم سرانجام بدہند۔ متابعت را مقصور بر صورت شریعت دانستہ اند و ورائے آں امرے دیگر نہ انگاشتہ۔ طریقۂ صوفیہ را کہ وسیلۂ حصول درجات متابعت است بیکار تصور نمودہ اند واکثر شاں پیر ومقتدائے خود را غیر از ھُدَایہ وبَزْدَوِی ندانستہ اند ؎

چو آں کرمے کہ در سنگے نہاں است زمین وآسمان اوہمان است

(ترجمہ) علماء ظاہر پہلے ہی درجۂ (متابعت) پر خوش ہیں۔ کاش اس پہلے درجہ ہی کو پورا پورا انجام دے لیں (ناقد محترم غور فرمائیں) متابعت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو انہوں نے صورت شریعت پر منحصر کر رکھا ہے اور اس کے علاوہ کسی اور طریقہ کو مقرر نہیں کیا ہے۔ طریقۂ صوفیہ کو کہ وسیلۂ حصول درجات

Marfat.com

متابعت ہے بیکار تصور کر بیٹھے ہیں، اور ان علمائے ظاہر میں سے اکثر نے اپنا پیر و مقتدا بجز کتاب "ہدایہ" و "بزدوی" کے ماسوا اور کسی کو نہ جانا ہے"۔

(ناقد مجدد کل کو اس مذکورہ عبارت سے بہت زیادہ تکلیف پہنچے گی۔ ہمیں معاف فرمائیں۔ البتہ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ناقد محترم کو حقیقی ہدایت فرما کر کم از کم اُن علمائے ظاہر میں سے ہی فرما دے جو متابعت کے درجۂ اُولیٰ ہی کو پورا پورا انجام دے سکتے ہوں، اور ناقد محترم کو تصوف کی چڑ سے پاک صاف فرما کر صوفی صافی بنا دے، وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ)۔ یہ تھی مختصر سی چنیا بیگم کی روداد۔

ناقد مجدد کا ایک خانہ ساز کمال یہ بھی ملاحظہ ہو کہ مجددین کی فہرست میں ان کو بھی دھر گھسیٹا جو نہ حقیقتاً مجدد تھے، نہ وہ اس خاص علم و معرفت ظاہری و باطنی کے فقدان کی وجہ سے جو ایک مجدد مائۃ کے لیے ضروری ہے مجدد ہونے کے مستحق تھے، نہ من جانب اللہ تعالیٰ ان کو منصب عالیہ مجدد مائۃ عطا ہوا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض کو بوجہ تبحر علم ظاہری، ورع و تقویٰ، وفور اتباع شریعت و سنت، کثرت افادیت دین و مذہب وغیرہ اپنی طرف سے مجدد کا مرتبہ دے دیا جائے۔ مثلاً علماء، محدثین، فقہاء، زہاد، متقین وغیرہ کو مجدد تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ علامہ ملا علی قاری وغیرہ نے فرمایا ہے۔ لیکن وہ مجدد مائۃ جس کے متعلق احادیث میں ارشاد ہوا ہے وہ ایک منصب عالی ہے جو من جانب اللہ تعالیٰ عطا ہوا کرتا ہے۔ ایسا مجدد ظاہراً و باطناً عالم اور عالم والوں کو اپنے فیوض و برکات سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ اور یہ مجدد سازی کی غلطی اس لیے ہوئی کہ بہ سبب لاعلمی اور بربناء تعصب اعتقادی یہ پتہ تو تھا ہی نہیں کہ مجدد مائۃ کون ہو سکتا ہے، اور مجدد کن ظاہری و باطنی اوصاف کا حامل ہوتا ہے۔ اور پھر دوسرا کمال یہ کہ خود ہی ان مجددین کا گھروندا بنایا بھی اور خود ہی توڑ پھوڑ بھی ڈالا کہ اونہوں، یہ سب بھی جزوی مجدد

Marfat.com

تھے اپنے دل کو نہیں بھاتے۔ اس تمام پارٹ کے ادا کرنے سے ہمارے تو پیش نظر مطلب سعدی دیگرست والا معاملہ ہے۔ یعنی ان سب مجددین نے کام پورا نہیں کیا، جزوی مجدد ہی جو ٹھیرے۔ اب آؤ، آؤ! اس چودھویں صدی میں میری طرف دیکھو اور جزو و کُل کا فیصلہ خود ہی کر لو۔ میں تو اپنے منہ سے کوئی دعویٰ کرتا نہیں ہوں، مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ میں تو بلا دعویٰ خدائے تعالیٰ کے روبرو پیش ہو جاؤں گا۔"

آیئے اب مجدّد مائۃ کی طرف۔ حدیث شریف ہے: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا (رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ) غور کا مقام ہے کہ ہر صدی پر ایک ایسے مجدد کی ضرورت ہے جو دین کی تجدید کرے۔ ایسا شخص وہی ہو سکتا ہے جو علماء ربانی اور عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کا مصداق ہو، تام المعرفت ہو (یعنی علم باطن اور تصوف میں کامل دستگاہ رکھتا ہو) تمام علوم ظاہری کا پورا متبحر، مدقق، محقق ہو، اس کا علم علمِ لدنی ہو۔ تام المعرفت، علم لدُنی اور عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کی صفات سے اتصاف والا وہی ہو سکتا ہے جو علوم ظاہری کے علاوہ علوم باطنی، سلوک و معرفت، اور تصوف میں بھی منتہی الی اقصی الغایات والنہایات ہو اور اس طرح ظاہراً و باطناً کامل مکمل ہو کر مکمل متبع آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو۔ ہر کس و ناکس اور علم ظاہر میں کچھ شُدبُد اور کچھ دسترس حاصل کر لینے والا یا جدید قسم کا لیڈر مجدد مائۃ نہیں ہو سکتا ہے بلکہ محض علم ظاہر میں تبحر رکھنے والا بھی بغیر دیگر مذکورہ جزوں کمالات کے مجدد نہیں ہو سکتا ؎

ہر گدائے مرد میداں کے شود　　پشۂ آخر سلیماں کے شود

Marfat.com

ایسے منصب والا یعنی قطب ارشاد اور مجدّد بیشک صاحب علم ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو علم دیا جاتا ہے کہ تو مجدد مائۃ اور تو قطب ارشاد ہے۔ اندھیرے میں اندھے کی لاٹھی نہیں ہوا کرتا ہے۔ اس کو تجدید دین کا جو منصب عطا فرمایا جاتا ہے تو اُس کے متعلقات اور امور تجدید شریعت مطابق کتاب وسنت نیز اس کو الہامات الٰہیہ سے نوازا جاتا رہتا ہے اور اس طرح وہ اپنا تبلیغی فرض ادا کرتا ہے۔

اب غور فرمایا جائے حدیث شریف کے مبارک الفاظ پر اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ یعنی تحقیق اللہ عزّ وجل مبعوث فرماتا ہے۔ لفظ اِنَّ تحقّق وتاکّد کے لیے آتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے مبعوث فرمانے سے تحقیقی طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مجدّد کو مبعوث فرماتا ہے۔ کسی دوسرے کو نہ مجدّد بنانے کا حق پہنچتا ہے نہ کوئی دوسرا بنا سکتا ہے (جیسا کہ بہت سے مجددین ناقد محترم نے بیک گردش قلم بنا ڈالے) نہ کسی کو یہ حق ہے کہ وہ خود مجدّد بن بیٹھے (غور فرمائیں محترم ناقد) نیز یہ لفظ "بعثت" انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان کی نیابت کرنے والوں کے واسطے بھی استعمال فرمایا گیا۔ یہ قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ مجددین وغیرہ خاص نائب مناب ہوتے ہیں آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور جس طرح بعثت انبیاء علیہم السلام عالم والوں کے لیے رحمت ہوتی ہے، بہ تبعیت ان اولیاء کرام کی بعثت بھی رحمت ہوتی ہے، منکر مانے یا نہ مانے۔ اور چونکہ مجدد تجدید دین متین کرتا ہے لہٰذا اس کا کلی کام یہی ہے اور اس لحاظ سے وہ جزوی مجدّد نہیں ہوگا بلکہ اپنا کار مفوضہ پورا انجام دینے کی وجہ سے کلّی مجدّد ہوگا۔ یہ اصطلاحات یعنی جزوی اور کلی کی۔ جدید قسم کے لیڈر مجدّد کی عقلی منتزعات بمفاد خود ہیں، لہٰذا جزوی اور کلی کی بے معنی بحث کوئی معنی نہیں رکھتی۔

Marfat.com

واضح رہے کہ ہر مجدد مائۃ کی تجدید دین کا اثر سو برس تک رہتا ہے یہاں تک کہ دوسرا مجدد مائۃ برسر صدی مبعوث فرما دیا جائے۔ یہ تھی بحث مجدد مائۃ کی۔ اب مجدد الف کا مرتبہ اسی نسبت سے معلوم کرنا چاہیے یعنی جو فرق کہ مائۃ اور الف یعنی سو اور ہزار میں ہے وہی فرق مجدد مائۃ اور مجدد الف میں ہے حضرت جناب شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز مجدد الف ثانی تھے اور اس کے متعلق یہ حدیث شریف ہے:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْعَثُ اللّٰہُ رَجُلًا عَلٰی رَأْسِ اَحَدَ عَشَرَ مِائَۃِ سَنَۃٍ ھُوَ نُوْرٌ عَظِیْمٌ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ بَیْنَ سُلْطَانَیْنِ جَائِرَیْنِ وَلَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ الْجَمُّ الْغَفِیْرُ رِجَالُ الْوُفُ۔ الخ (کَمَا ذَکَرَہٗ فِیْ جَامِعِ الدُّرَرِ۔ ماخوذ از کتاب دُرَّۃُ الْمُضِیَّۃِ فِی الْمَنَاقِبِ الْاَحْمَدِیَّہ مؤلفہ حضرت جناب قطب ارشاد مولانا محمد ارشاد حسین عمری مجددی نقشبندی رام پوری)۔

نیز علامہ جلال الدین سیوطی نے کتاب جَمْعُ الْجَوَامِع میں یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ:

یَکُوْنُ رَجُلٌ فِیْ اُمَّتِیْ یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا

افسوس یہ ہے کہ ہمارے ناقد محترم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں نہ تھے جو یہ مشورہ دے سکتے کہ یہ آپ مزمن مریضوں کو پھر وہی غذا دینے لگے اور پھر اسی چنیا بیگم (تصوف) کا چسکا لگانے لگے جس نے صدیوں مسلمانوں کو تھپک تھپک کر سلایا۔ یہ آپ کرتے کیا ہیں؟ نیز ہمارے جدید لیڈروں قسم کے ناقد مجدد کچھ ایسی عملی امداد بھی ضرور کرتے کہ وہ جزوی مجدد سے کلی مجدد میں تبدیل ہو جاتے۔ مگر وہ تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا، اب کیا ہو سکتا ہے ؎

خیال زلف بتاں میں نصیر پیٹا کر گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

محترم ناقد کی تحریروں، تنقیدوں اور تبلیغ و عمل سے ظاہر ہے کہ تصوف و طریقت سے صرف بیزاری

Marfat.com

ہی نہیں ہے بلکہ اسلام اور دین کو بھی علامہ ابن تیمیہ اور عبدالوہاب نجدی وغیرہ کے دائرے میں محدود کر دیا ہے۔ قرآن و حدیث سے جن امور کا ثبوت موجود ہے اس سے بھی انکار ہے اور جمہور اہل حق کے خلاف ان کا استنباط اپنے ہوائے نفس اور منتزعات عقلی کے موافق کر کے باقی اسلام کے پورے سواد اعظم کو جاہلیت مشرکانہ کی بھٹی میں جھونک دیا گیا۔ اقطاب، اغواث، ابدال غرض تمام اولیاء اللہ کو تو اَرْبَابٌ مِّنْ دُوْنِ اللہ قرار دے دیا یعنی جمہور ملت اسلامیہ نے ان حضرات کو چونکہ ارباب مِنْ دُوْنِ اللہ کا درجہ دے رکھا ہے لہٰذا ان سب کے جاہل مشرک ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ پھر توسل و تقرب الی اللہ تعالیٰ، کرامات اولیاء، تصرفات، مجاہدات، ریاضات، مراقبات، مکاشفات، اعمال و وظائف، ذکر اذکار، مخالفت نفس امارہ، فاتحہ، درود، عرس وغیرہ وغیرہ سب بدعات اور رسوم جاہلیت مشرکانہ بحضرت حق سبحانہ، انبیاء، اولیاء، مجددین، غرض سبھی پر تنقید کر ڈالی ؎ آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو۔

غرض یہ ہے کہ اس قسم کی مذکورہ تنقیدوں اور اس قسم کے تمام معارف موحدانہ کی گل افشانیوں سے تو ایمان و اسلام پر کوئی زد نہیں پڑتی ہے، ہاں البتہ مذکورۂ بالا تصوف سے متعلق تمام امور کے اختیار کر لینے سے جمہور مسلمان مشرک ہو جاتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اُمت مرحومہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے لقب سے سرفراز ہوا اور جو اُمَّۃٌ مُّذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ کی بشارت سے مبشر اور جس کی فضیلت سے کتابوں کے ابواب و فصول بھرے پڑے ہیں اس کو تو کلیتہً جاہل مشرک قرار دے دیا جائے، اور ایک چھوٹی سی ٹکڑی کو سواد اعظم اہل حق سے تڑا کر اور فاسد عقیدوں میں مبتلا کر کے موحدین و صالحین کا لقب دے دیا جائے، اور ما بقی سب مشرکین و ضالین ؎

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

Marfat.com

اب تصوّف اوراس کے متعلقات کے متعلق بعض دلائل بیان کیے جاتے ہیں بحسن توفیقہٖ وعلیہ التکلان۔

تصوّف، بدعات میں سے کوئی بدعت نہیں ہے۔ اور تصوّف شرک جلی وشرک خفی میں سے کسی شرک کی بھی کوئی قسم نہیں ہے کہ جس کے اختیار کر لینے سے مسلمان جاہل مشرک قرار دے دیا جائے۔ اکابر رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے تصوف کی بیسیوں تعریفیں فرمائی ہیں جن کا نقل کرنا موجب تطویل ہے۔ یوں سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت حقہ کی پابندی اور طریقت وحقیقت اور سیر وسلوک باطنی کے مدارج طے کر لینے کے بعد جب انسان درجۂ عالیۂ حقیقت شریعت پر پہنچ کر تہذیب اخلاق کر کے متخلق باخلاق اللہ تعالےٰ اور متبع کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے اسی کا دوسرا اصطلاحی نام تصوف ہے اور ایسا انسان کامل صوفی کہلاتا ہے۔ دَرَجَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ۔

اس جامع مختصر تعریف سے وہ نام نہاد تارک شریعت غرا دنیا طلب لوگ خارج ہو گئے جو شیخ اور پیر بن بیٹھے ہیں اور اپنا لقب صوفی رکھ چھوڑا ہے اور جو تصوف وصوفیاء کرام کو بدنام کرتے ہیں۔ اب رہے حقیقتاً وہ صوفی صاحب احوال باطنی اور سالک سیر الی اللہ تعالیٰ جن کا مسلک وحدت وجود ہے اور جن کی آڑ پکڑ کر وہ لوگ جن کے قلوب مرض باطنی سے پاک نہیں ہیں، تصوف اور صوفیائے کرام پر معترض ہوتے ہیں اُن کے متعلق تشریح وتوضیح یہ کی جاتی ہے کہ ہر علم اور ہر راستہ کے کچھ مدارج ہوا کرتے ہیں اور دوران حصول علم وسیر راہ مختلف احوال پیش آتے ہیں۔ جب یہ طالبان خدائے عزوجل وسالکان راہ مولیٰ جلّ شانہٗ اس راہ باطنی میں قدم رکھتے ہیں اور مدارج قرب طے کرتے چلے جاتے ہیں تو بعض تجلیات ظلیہ کا ورود ان کو ایسا مغلوب الاحوال کر دیتا ہے کہ بجز اپنے مشہود کے ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ

Marfat.com

اس غلبۂ حال میں ان کو اپنا وجود بھی نظر نہیں آتا، اور اس غلبۂ حال میں کلمات سکریہ ان سے سرزد ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ ان کی یہ دید اور ان کے یہ کلمات خلاف شریعت ہیں لہٰذا موردِ طعن و ملامت ہو جاتے ہیں ؎

در عشق چنیں بوالعجبیہا باشد

یہ ان کا حال ہم نے چند عام فہم الفاظ میں بیان کیا، ورنہ یہ مسئلہ وحدت وجود بڑا دقیق و وسیع مسئلہ ہے اور یہ ایک باطنی حال ہے جس کو صاحبِ باطن ہی "جس پہ گزرتی ہے وہی جانتا ہے" کے مصداق کے موافق سمجھ سکتا ہے۔ اور ایسا مغلوب الاحوال بزرگ معذور ہے۔ اِنَّ السُّکَارٰی مَعْذُوْرُوْنَ۔ ایسے مغلوب الاحوال اکابر اولیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے متعلق طریق وسط و اعتدال یہ ہے کہ ان کے اقوال پہ عمل نہ کیا جائے۔ اور چونکہ وہ خود مقبولان بارگاہِ الٰہی جل شانہٗ ہیں، اپنی نافہمی اور بے سمجھی سے ان کو ہدفِ تیرِ ملامت نہ بنایا جائے۔ ایسے قتیلِ تیغِ محبت اور اللہ تعالیٰ کے عشق میں مغلوب مدہوش بزرگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گرفت نہیں ہے، نہ انہوں نے خود اپنے اندر یہ حال پیدا کیا ہے، نہ دانستہ بہ قائمی ہوش و حواس ایسے کلمات سکریہ خلاف شریعت ان سے سرزد ہوئے ہیں۔ اور ایسے ایک دو، دس بیس، سو دو سو نہیں بلکہ صوفیہ کا ایک جمِ غفیر ہے اور ان میں بڑے بڑے اکابر گزرے ہیں۔ کیا کہا جائے گا حضرت محی الدین ابن عربی صاحب فصوص الحکم قدس اللہ سرہ العزیز کو جو ایک عظیم المرتبت وحدۃ الوجودی مقبولان بارگاہِ الٰہی میں سے تھے، اور حقیقتاً مسائل دقیقہ وحدت الوجود کی تدوین و ترتیب انہوں نے ہی کی ہے۔

حضرت سیدنا جناب موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ مبارک میں ایک دل جلے، سوختہ جاں، عاشقِ مولیٰ جل شانہٗ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے فرطِ اشتیاق و محبت سے بے تاب ہو کر جب یہ کہا کہ "اے اللہ! اگر تو میرے پاس آجاتا تو میں تیرا منہ دھلاتا،

Marfat.com

تیرے بالوں میں کنگھی کرتا وغیرہ وغیرہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کلمات کفریہ کے سننے کی تاب نہ رہی اور ان کو ڈانٹا۔ وہ ڈر گئے۔ حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت حق سبحانہ کی طرف سے خطاب فرمایا گیا جس کو حضرت مولانائے روم علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور مثنوی میں بڑے پرکیف الفاظ میں اس طرح ادا فرمایا ہے کہ ؎

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندۂ ما را چرا کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی — نہ برائے فصل کردن آمدی
موسیا آداب داناں دیگر اند! — سوختہ جان و رواناں دیگر اند

الغرض یہ ایک حال ہے اور ایسے احوال والوں پر دو قسم کے لوگ ہی معترض ہوا کرتے ہیں۔ ایک وہ جو اپنی بے سمجھی، کم فہمی اور بے علمی کی وجہ سے، دوسرے وہ کہ جن کے دلوں میں مرض ہو اور جو سرے سے ہی تصوف کے منکر ہوں اور تصوّف کو اپنی چڑ بنا بیٹھے ہوں۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را — ذرّۂ دردے دلِ عطار را

سچ ہے ؎

ہم زہد و قناعت کے بھی منکر نہیں ناظمؔ — پر قاعدۂ فقر و فنا اور ہی کچھ ہے

حقیقتاً غور کا مقام ہے، جبکہ عشق مجازی میں عاشق و معشوق میں اتحاد و یگانگت اس درجہ کو پہنچ سکتی ہو کہ ؎

عجیب عشق کا دونوں طرف اثر پھیلا — وہ کہہ رہی اَنَا الْقَیْس وہ اَنَا لَیْلیٰ

Marfat.com

تو عشق حقیقی میں انسان خلیفۃ الرحمٰن جس کی خلقت و فطرت ہی سرشت عشق سے ہو اگر اس قدر مغلوب الاحوال اور از خود رفتہ ہو جائے کہ بجز اپنے مشہود اور محبوب کے اور کچھ نظر نہ آئے تو اس میں کونسا استبعاد ہے؟ ہاں، جو مستقیم الاحوال اکابر اس مقام وحدۃ الوجود سے آگے مقام عالی کی طرف ترقی فرما جاتے ہیں ان سے ایسے کلمات سرزد نہیں ہوتے اور اس حال سے اور اس کے اظہار سے عامۂ مومنین کے اندر جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کا وہ دفعیہ فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مختصر یہ کہ ہمارے مذکورہ بیان اور مذکورہ تعریف تصوف سے تصوف و صوفیائے کرام پر مذکورۂ بالا دو وجوہ سے نادان اور متعصب جو اعتراض کرتے تھے وہ مندفع ہوئے۔ اس کے بعد اختصار کے ساتھ عرض ہے کہ تصوّف، طریقت، حقیقت، سیر و سلوک، علم باطن، ان سب کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے، وَھُوَ ھٰذَا:

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ

اللہ نے مومنوں پر البتہ تحقیق احسان فرمایا ہے کہ انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا (جو) اُن پر اس کی (اللہ تعالیٰ کی) آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اللہ (قرآن) اور کام کی بات سکھاتا ہے۔

نیز حق سبحانہٗ نے فرمایا:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا (صلی اللہ علیہ وسلم)

جیسے ہم نے تم پر تمہیں میں سے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا کہ ہماری آیتیں

Marfat.com

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

تم پر پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور قرآن اور بھید کی باتیں سکھاتا ہے اور جو تم نہیں جانتے وہ بتاتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار خصوصیات مخصوص ہوئیں: (۱) تلاوت آیات قرآنی. (۲) تزکیۂ نفوس (۳) تعلیم کتاب (قرآن) (۴) تعلیم حکمت۔

غور کرنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا۔ تو مومن وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا۔ لہٰذا ایمان لانے کی حیثیت سے ایک انسان مومن تو ہو چکا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیات بھی اس کو پڑھا دیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ایمان ظاہری کی تکمیل ہو چکی۔ اب اس ظاہری ایمان کی تکمیل کے بعد انہی مومنین کا تزکیۂ نفس فرمایا جاتا ہے۔ یعنی نفس میں باطناً جو مشرکانہ امور مرکوز تھے ان کا تزکیہ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شرک جلی، دوسری قسم شرک خفی۔ ایمان باللہ کے ساتھ ہی شرک جلی زائل ہو گیا، اور یہ ہے تصفیہ قلب۔ اور شرک خفی سے تزکیہ کے بعد نجات ملی، یہ ہے تزکیۂ نفس۔ اور یہی تصفیۂ قلب اور یہی تزکیۂ نفس طریقت، حقیقت اور تصوف ہے۔ لہٰذا تصوف کا ثبوت قرآن سے ثابت ہوا۔ اور اولیائے کرام جو آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہر شریعت اور باطن شریعت کے ساتھ کامل مکمل متبع ہوتے ہیں، بہ تبعیت یہی تصفیۂ قلب اور یہی تزکیۂ نفس فرمایا کرتے ہیں۔ نیز آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو من جانب اللہ تعالیٰ مخلوق کے لیے سراپا ہدایت و رحمت، مبلغ اکمل اور ہادی اعظم تھے اور ہیں، ان کا کام مومنین کی تکمیل کے متعلق ہیں ختم نہیں ہو جاتا ہے بلکہ اس تصفیۂ قلب و تزکیۂ نفس کے ذریعہ ایک مومن کو اس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ علم و حکمت کے اسرار غامضۂ الٰہیہ اور اشارات و رموز حقانیہ کو سمجھ سکے۔ قرآن وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُزَكِّيْكُمْ

Marfat.com

کے مراتب حاصلہ کے بعد ہی ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ط لہٰذا مومن اس تصفیہ وتزکیہ کے بعد حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض صحبت مقدسہ، آپؐ کے وسیلہ، آپؐ کی امداد، آپؐ کی توجہ وتصرف قلبی سے حکمت اور بھید کی باتیں، باطنی رموز واسرار غامضۂ الٰہیہ، حقائق ودقائق قرآنی (جن کا منکرین انکار کرتے ہیں) سیکھ لیتا ہے۔ یہی امداد وتوجہ وتصرف ظاہری وباطنی ہے، اور ان حِکَم واسرار الٰہیہ اور مدارج قرب الٰہی پر تدریجاً وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (ای الموت) تک فائز ہوتے رہنے کا نام عروجات ومدارج روحانی ہے، اور اسی کا نام سیر وسلوک اور مقامات ہے۔ لہٰذا منکرین کے ان تمام حقائق سے انکار کرنے کو کیا کہا جائے گا؟ انکار ہی نہیں بلکہ شرک کے لقب سے ملقب کرنے کو۔ مجدد، ابدال وغیرہ بحیثیت مجموعی اولیائے کرام کا انکار سمجھ سے بالاتر ہے جبکہ اولیاء کا ثبوت قرآن مجید دے رہا ہے کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور حدیث قدسی اَوْلِيَائِيْ تَحْتَ قَبَائِيْ الخ نیز اور دیگر احادیث اس پر ناطق ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وجود اہل اللہ کرامتے است از کرامات ودعوت ایشاں مر خلق را بحق جل سلطانہ رحمتے است از رحمتہائے حق جل سلطانہ واحیائے قلوب اموات آیتے است از آیتہائے عظمیٰ۔ ایشاں امان اہل ارض اند وغنیمت روزگار اند بہم یمطرون وبہم یرزقون درشان ایشان است۔ کلام ایشاں دوا است ونظر ایشاں شفا۔ هُمْ جُلَسَآءُ اللّٰهِ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ وَلَا يَخِيْبُ اَنِيْسُهُمْ"

یعنی اہل اللہ کا وجود کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے اور مخلوق کو حق سبحانہ کی طرف ان کی دعوت (بلانا

Marfat.com

حق جل سلطانہٗ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور ان کا مردہ دلوں کو زندہ کر دینا بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ وہ زمین والوں کے لیے امان ہیں اور غنیمت روزگار ہیں۔ ان کے ذریعہ سے بارش برسائی جاتی ہے اور ان کے ذریعہ سے مخلوق کو رزق پہنچایا جاتا ہے۔ یہ ان کی شان ہے۔ ان کا کلام دوا ہے اور ان کی نظر شفا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے جلیس ہیں اور یہ اہل اللہ وہ جماعت ہے کہ ان کا جلیس بدبخت نہ ہوگا اور ان کا انیس گھاٹے میں نہیں رہے گا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان احادیث کی طرف اپنے ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے:

(۱) قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ (رواہ البخاری)

(۲) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْغُوْنِيْ فِيْ ضُعَفَائِكُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ (رواہ ابوداؤد)

(۳) وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ (رواہ فی شرح السنۃ)

اور حدیث قدسی ہے:

(۴) اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ وَاَنَا مَعَ عَبْدِيْ مَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ شَفَتَاهُ۔

مگر یہاں اولیاء اللہ، صوفیائے کرام، تصوف وغیرہ کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ اگر اس خصوص میں تفصیل سے بیان کیا جائے تو ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے۔ اور حالانکہ کتابیں بھری پڑی ہیں جو دیکھتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ اور جو باوجود دیکھنے کے سمجھنا تو درکنار انکار کر بیٹھتے ہیں ان کا کوئی علاج ہی نہیں ــــ منکر را غیر از انکار چارۂ کار نیست

اب رہے مدارج اولیاء، تو بعض مدارج کا ذکر حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مجددین کے

Marfat.com

بیان میں حدیث نقل کی جا چکی ہے لہٰذا مجدد کا ثبوت حدیث سے ہے۔ اب رہے ابدال، تو یہ لیجیے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یَسْقِیْ بِھِمُ الْغَیْثَ وَیَنْصُرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَآءِ وَیَصْرِفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابَ ط

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ شام کی تخصیص بجہت قرب ہے ورنہ ان کی برکت و نصرت تمام عالم کو شامل ہے خصوصاً جو کوئی ان سے مدد و استغاثت کا طالب ہو۔ وہو ابدال کا ذکر حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے دیگر احادیث میں بھی ہے (مشکوٰۃ)۔ مذکورہ مختصر احادیث سے اولیاء اللہ تعالیٰ کی برکات و تصرفات کا بھی ثبوت ظاہر ہے، جن کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔

اب لیجیے مراقبات کی اصل کو ——— مراقبہ مشتق ہے ترقب سے جس کے معنی انتظار کے ہیں۔ لہٰذا مراقبہ کے معنی انتظار فیض الٰہی کے ہوئے۔ جناب حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حضرات صحابہ ایسے ساکت و صامت گردنیں ڈالے اور سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے کہ یَجْلِسُوْنَ حَوْلَہٗ خَاشِعِیْنَ کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِھِمُ الطَّیْرُ مُقْنِعِی الرُّءُوْسِ غَاضِّی الْبَصَرِ وَاَفْئِدَتُھُمْ ھَوَآءٌ۔ کیا حدیث صحیح نہیں ہے؟ صحابۂ کرام کا اس طرح ساکت و صامت سر جھکا کے بیٹھنا اخذ فیوض باطنی کے لیے تھا اور اسی کا نام مراقبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع کامل صوفیائے کرام نے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا۔ بتایا جائے اس میں کونسا شرک ہے؟

اب رہا بیعت کا معاملہ، تو تعجب ہوتا ہے کہ جو شے قرآن، حدیث، خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہم کے مبارک عمل سے ثابت ہو اس کو کس طرح جھٹلایا جا سکتا ہے؟

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

البتہ اللہ راضی ہو گیا ان مومنین سے جنہوں نے درخت کے نیچے (اے محمدؐ) آپ سے بیعت کی ہے۔

یہ ہے مشہور بیعت رضوان۔ دوسری آیت بیعت نساء کے متعلق ملاحظہ ہو:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

یہ واقعہ فتح مکہ کے وقت کا ہے جبکہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر عورات مستورات کی بیعت کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

مختصراً ثبوت بیعت کے لیے یہی دو آیات کافی وافی ہیں۔ اتباعاً صوفیائے کرام بھی اپنے دست حق پرست پر بیعت لے کر مجملاً توبہ کرا دیتے ہیں۔ پھر معلوم نہیں اس میں کونسا شرک گھس گیا۔ نیز بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور پھر تمام موجودہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اور یہ طریقہ سیدنا حضرت عثمان غنی اور سیدنا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کے وقت بھی عمل میں لایا گیا اور اس طرح اس حدیث شریف کے موافق کہ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ طریق بیعت سنت رسول و سنت خلفاء راشدین علیہ وعلیہم التحیۃ والسلام ٹھیرا۔ اس کے بعد تمام اہل حق اہل اللہ مومنین صالحین کا اس پر اجماع ہو گیا۔ اب اگر کوئی گرفتار مرض قلبی معاند منکر اس کو شرک کہتا ہے تو کہا کرے،

Marfat.com

وہ خود ہی دوسروں کو مشرک کہتا ہے اور خود ہی ان فیوض و برکات سے محروم رہتا ہے۔ سچ ہے، الراضی بالضرر لا یستحق النظر۔

اب رہی بات سیر و سلوک باطنی کی، تو حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غار حرا میں تنہا سب سے علیحدہ ہو کر عبادت کرنا، حضرت سیدنا جبریل امین کا علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہونا منصب نبوت کی خوشخبری دینا، وحی کا نازل ہونا، معراج میں تشریف لے جانا: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ نیز عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝ ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی ۝ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۝ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۝ یہ سب سیر و سلوک نہیں ہے تو کیا ہے؟ اولیائے کرام ہر مقام کے مناسب ذکر اذکار، ریاضت و مجاہدات، علم و عمل شریعت کے اتباع کے ساتھ کر کے ان مدارج طریقت و حقیقت کو روحانی طور پر اگر طے فرماتے ہیں تو کوئی ان کی من گھڑت شے نہیں۔ اور محض اپنے متخیلات کو عملی جامہ نہیں پہنایا کرتے ہیں۔ سچ ہے ؎

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ ایست وانکہ دیدش نقد خود مردانہ ایست

یہی وہ مقامات روحانی ہیں جن پر محترم ناقد نے اپنی عدم بصیرت کی وجہ سے اعتراض کیا ہے۔

ریاضات و مجاہدات سے انکار بھی بداہت سے انکار ہے۔ کیا جناب حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی زیادہ کوئی ریاضات و مجاہدات کر سکتا ہے، کوئی معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں نے بھی حکماً و اتباعاً ریاضات و مجاہدات اور مخالفت نفس امارہ کی صورتوں کو اختیار کیا۔ عملیات کا ثبوت بھی بدلائل ثابت ہے۔ ناقد

Marfat.com

نے لکھا ہے کہ "اس سے زیادہ بے عملی کی کوئی صورت انسانی ذہن نے آج تک ایجاد نہیں کی ہم کہتے ہیں کہ آج تک اس قسم کی بے بصیرتی کا اظہار کم کسی انسانی ذہن نے شاید کیا ہو۔ رہے مکاشفات، تو علاوہ وحی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابر نیساں کی طرح الکشافات ہوتے رہتے تھے۔ یہ کیا چیز ہے؟ باتباع اولیائے کرام بھی اس سے مستفیض ہیں، اگرچہ ناقد جیسے منکر ان اوصاف وفضائل سے محروم ہوں تو قصور ان کے اپنے قلبی امراض اور انکار ہیں۔

نیز اب ہم منکرین تصوف وطریقت کے انکار کے جواب میں بہ طریق دیگر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ طریقت وسعی حصول ولایت واجب بلکہ فرض ہے۔ اور اس امر کا اثبات ہم علامۃ الورٰی، علم الہدٰی، بیہقی وقت حضرت مولٰنا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز کے اقوال سے ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ واضح رہے کہ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان نے کوئی قول اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ قرآن وحدیث سے وجوب وفرض ثابت کیا ہے۔ حضرت موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں کہ: (ترجمہ)

"**مسئلہ**: کمال تقویٰ بغیر حصول ولایت ممکن نہیں۔ اور حصول ولایت فنا نفس پر موقوف ہے۔ اور جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ماسوائے حق تعالیٰ پر غالب نہ آجائے بلکہ بجز محبت حق سبحانہٗ کے دوسرے کی محبت کی دل میں ہرگز گنجائش باقی نہ رہے کمال ایمان وکمال تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ اور یہ موقوف ہے فنا قلب پر جس کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلاح قلب سے تعبیر فرمایا ہے صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (متفق علیہ)

یعنی ایمان کامل نہیں ہو سکتا ہے تم میں سے کسی کا بھی جب تک میں اس کو اپنے باپ، اپنے بیٹے اور تمام انسانوں سے

Marfat.com

محبوب تر نہ ہو جاؤں۔ نیز قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ثَلٰثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ، مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا، وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ، وَمَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ۔ (متفق علیہ) یعنی "تین قسم کے آدمی حلاوت ایمان پاتے ہیں۔ ایک وہ جس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب خدائے تعالیٰ اور اس کا رسول ہو، دوسرا وہ جو کسی کو دوست نہ رکھے مگر حق تعالیٰ کے لیے۔ تیسرا وہ جس کو دوزخ میں داخل ہونے سے بھی زیادہ بُرا معلوم ہو اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف رجوع کرنا۔" مطلب یہ ہے کہ اور لوگ تو دوزخ کے ڈر سے عبادت کرتے ہیں اور وہ کفر کو دوزخ سے بھی زیادہ برا جانتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہیے محض اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے نہ دوزخ کے ڈر اور بہشت کے لالچ کی وجہ سے۔ نیز حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بزرگ وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ اور صحابۂ کرام سے زیادہ کوئی متقی نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مقام ولایت میں سب اولیاء پر سبقت لے گئے۔"

فقیر کاتب عرض کرتا ہے، مذکورہ اقوال سے بہ ایراد احادیث صحیحین و آیۂ کریمہ چند امور ثابت ہوئے۔ عبادت میں اخلاص اور وہ موقوف ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرنے پر، اور یہ مرتبۂ اخلاص موقوف ہے مرتبۂ ولایت پر، اور حصول ولایت منحصر ہے شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپ کے بعد آپ کے کامل مکمل متبعین کی صحبت پر، خواہ وہ صحابہ کرام ہوں یا ان کے بعد دوسرے اولیائے کرام، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آگے چل کر حضرت جناب قاضی صاحب قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

"کمالات باطنی کے حصول کے لیے طلب طریقت میں کوشش کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ یعنی "اے ایمان والو! نامرضیات خدا سے پرہیزگاری اختیار کرو کمال پرہیزگاری۔ یعنی ظاہراً و باطناً اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی امر نہ ہو"

فقیر کاتب عرض پرداز ہے کہ اس مذکورہ آیۂ کریمہ میں حق تعالیٰ نے مومنین سے خطاب کر کے اتَّقُوا اللّٰہَ فرمایا ہے اور اتَّقُوْا صیغہ ہے امر کا اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے اور امر حصول کمال تقویٰ کا ہے تو معلوم ہوا حصول کمال تقویٰ مومنین پر واجب ہے اور کمال تقویٰ بغیر مرتبۂ ولایت کے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور ولایت نام ہے کمالات باطنی کا۔ اور یہ کمالات باطنی اور ولایت طریقت ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا طلب طریقت کی سعی کرنا واجب ہوئی۔

تنبیہ: ولایت اکثر و بیشتر من جانب اللہ تعالیٰ عطیہ اور نتیجہ ہے کسب و سعی کا۔ اور کسب نام ہے اپنی ذاتی کوشش کا بہ طریق اتباع شریعت و صحبت و توجہ پیر طریقت کامل مکمل، و ذکر اذکار ماخوذ از پیر طریقت، اور بہت نادر یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بغیر اس کی سعی کے مرتبۂ ولایت عطا فرما دے، اور ایسی صورت کا نام ہے مَوْھِبَتْ۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں کہ:

مسئلہ: جب کہ طلب کمالات باطنی واجب ٹھیری تو تلاش پیر کامل مکمل بھی ضروریات میں سے ہے کہ حق تعالیٰ کا وصول پیر کامل مکمل کے بغیر بہت ہی کم اور از بس نادر ہے۔ حضرت مولانائے روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

نفس را نکشد بغیر از ضل پیر دامن آں نفس کش محکم بگیر

فقیر کاتب عرض کرتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

زاں روے کہ چشم تست اوّل معبودِ تو پیر تست اوّل

Marfat.com

البتہ اس طرح سعی وکسب حصول ولایت کے بعد ولایت کا عطا فرمایا جانا امر ہے وہبی، یعنی بخشش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ پس معلوم ہوا، سعی طلب طریقت کے لیے اور حصول کمالات باطنی کی کوشش واجب ہے، اور بعد اس کے حاصل ہونا ولایت کا موہبت یعنی بخشش ہے لہٰذا یہ موہبت وہ ہے جو کسب وکوشش اور صحبت وتوجہ پیر کامل مکمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی۔ اور وہ دوسری موہبت جو نادر ہے اور بہت کم ہے وہ موہبتِ صرف ہے جو بغیر سعی وکوشش کے من جانب اللہ تعالیٰ عطا ہوتی ہے۔

نیز حضرت موصوف قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ: "کثرتِ نوافل کا تقویٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے" یعنی انسان تقویٰ اختیار نہ کرے اور نوافل دن رات پڑھتا رہے تو کوئی نتیجہ اور فائدہ نہیں۔ پھر ارشاد فرماتے ہیں:

"تقویٰ عبارت ہے ادائے واجبات سے اور منہیات سے بچنے سے۔ اور ادائے فرائض وواجبات کا بغیر اخلاص کے کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔ اور منہیات سے بچنا بغیر فنائے نفس متصوّر نہیں۔ پس تحصیل کمالات ولایت فرائض میں سے ہے"

نیز ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

"طلب زیادتی علم باطن بھی فرائض میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا یعنی اے محمدؐ! کہیے کہ الٰہی میرے علم کو زیادہ کر۔ اور قناعت کامل پر بھی مراتب قرب پر قناعت کر لینا اسی طرح حرام ہے جس طرح ناقص پر حرام ہے"

اب ہم محترم ناقد مولانا مودودی صاحب سے انصاف طلب ہیں، اگر کچھ انصاف اور بصیرت باقی ہے کہ ان مدلل دلائل قویہ کے بعد جن کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیا گیا ہے۔ تصوّف، طریقت، ولایت اور ان کے متعلقہ امور سے انکار کس قدر مضحکہ خیز بلکہ غیر شرعی نظریہ ہے۔ پھر کمال یہ ہے کہ قرن ثانی کے

Marfat.com

بعد سے جبکہ یہ صفات کاملہ بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ البتہ تدوین و اصطلاحات کا وجود نہ تھا۔ اس وقت تک لکھوکھہا علماء عقلاء کا بدلائل شرعیہ اجماع رہا ہو صرف ایک مودودی صاحب کا انکار کیا وقعت رکھتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ دلائل نقلیہ قرآن و حدیث اور اجماع امت سے انکار محض ہے اور ایسے منکر کا شرعاً کیا حکم ہے؟ ہم غور کرتے ہیں تو مودودی صاحب کے اس حربہ اور ان لوگوں کے حربہ میں جو ملّا ازم کے نام سے اسلام پر کرتے ہیں کوئی فرق نہیں پاتے۔ مثلاً ایک طرف سابق صدر پاکستان غلام محمد صاحب مرحوم اور بعض موجودہ دیگر زعماء پاکستان وغیرہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان ملّا لوگوں نے یعنی ملّا ازم نے اسلام کا سیتاناس ملایا۔ درآنحالیکہ ان لوگوں کو خود اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں بجز اس کے کہ محض کلمہ گو کہلاتے ہیں۔ ورنہ اسلام کی کونسی شے انہوں نے اپنے اندر باقی رکھی ہے، تو دوسری طرف مودودی صاحب کا ارشاد ہے کہ تصوف اور صوفی لوگوں یعنی صوفی ازم نے اسلام کا ناس لگایا اور اسلام کی رُوح برباد کردی۔ لہٰذا حربہ ایک ہی ہے صرف حربہ کی نوعیت اور صورت بدلی ہوئی ہے۔

ناقد محترم نے اپنی کتاب تجدید و احیائے دین میں۔ امام آخر الزمان حضرت مہدی موعود علیہ الرحمۃ و الرضوان کے متعلق جو گل افشانی اور مضحکہ خیزی کی ہے اب اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ

"لوگ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کوئی اگلے وقتوں کے مولویانہ و صوفیانہ وضع قطع کے آدمی ہوں گے

بیچارہ کاتب عرض کرتا ہے (کیونکہ یہ مولویانہ صوفیانہ وضع قطع تو قابلِ ملامت بلکہ شرک ہے، صرف دو ہی قسم کی وضع قطع جائز ہو سکتی ہے یا کرٹ پتلون، یا ٹانگوں سے چسپاں چوڑی دار پاجامے کے ساتھ اونچی شیروانی اور پاکستانی جناح کیپ) ارشاد ہوتا ہے:

تسبیح ہاتھ میں لیے یکایک کسی مدرسہ یا خانقاہ کے حجرے سے برآمد ہوں گے

(کیونکہ تسبیح کا ہاتھ میں لینا، حجرۂ عبادت میں قیام کرنا یہ سب شرک ہے۔ رہے مدرسہ اور خانقاہیں، تو وہ ٹھیرے

Marfat.com

شرک کے اڈے۔ ایسے بڑے لیڈر مہدی کے لیے جو عالم کی کایا پلٹ دے گا اور تمام دنیا پر حکومت کرے گا اس کے لیے تو میز کرسی، صوفے سٹ وغیرہ سے آراستہ پیراستہ چھوٹی سی کوٹھی بھی نامناسب ہے، بلکہ قصر صدر پاکستان سے بھی بڑا قصر ہونا چاہیے۔ مبارک حجرۂ نبوی کی تقلید کرنے والے صوفیوں اور مولویوں کے حجرے کا کیا ذکر۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے، حکومت الٰہیہ کا قیام تو ہولے، پھر ایسا قصر تیار ہو ہی جائے گا۔ رہا معاملہ مولویانہ وصوفیانہ وضع قطع کا، تو حضرت جناب سرور کائنات شہنشاہ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام و روحی فداہ کی مبارک موٹے کپڑے کی ازار، مبارک کملی اور کھردرے کپڑے کا مبارک قمیص یا حلہ اور مبارک عمامہ جن کی اتباع میں صوفی اور مولوی ایسی وضع قطع بناتے ہیں۔ اب نہ مہدی کا وہ لباس ہونا چاہیے نہ وضع قطع وہ ہونی چاہیے۔ اب تو آئزن ہاور اور ماسٹر بلڈ گاتن والا لباس یا کم از کم پاکستانی لباس کام دے گا۔ اور اب تو فقط صالحین کے جدید اسکولوں کی فیکٹری سے بنی وولی کھڑے جائیں گے) فرماتے ہیں:

اور آتے ہی انا المہدی کا اعلان کریں گے۔ علماء و مشائخ کتابیں لیے پہنچ جائیں گے اور لکھی ہوئی علامتوں سے جسم کی ساخت وغیرہ کا مقابلہ کر کے انھیں شناخت کریں گے اور پھر بیعت ہوگی اور اعلان جہاد کر دیا جائے گا۔

(گویا احادیث صحیحہ میں ان کے مبارک حلیہ وغیرہ کے متعلق جو بیان ہے، نیز بیعت و جہاد کے متعلق جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ سب العیاذ باللہ غلط ہے) پھر فرماتے ہیں:

چلے کھینچے ہوئے درویش اور سب پرانے طرز کے بقیۃ السلف ان کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے

(گویا مسلمانوں کے جس قدر مرتاض و مجاہد اللہ والے درویش اور مسلمانوں کے اسلاف کرام گزرے ہیں ناقد کی اس طنز آمیز تحریر سے ناکارہ ثابت ہوتے ہیں۔ اُن اسلاف کے بیچارے ناکارہ بقیۃ السلف امام مہدی کی شناخت کا ناکارہ کام انجام دیں گے یعنی یہ سب کچھ بھی غلط ہے) نیز ارشاد ہوتا ہے کہ:

Marfat.com

تلوار تو محض شرط پوری کرنے کے لیے برائے نام چلانی پڑے گی، اصل میں سارا کام برکت اور روحانی تصرف سے ہوگا۔ پھونکوں اور وظیفوں کے زور سے میدان جیتے جائیں گے جس کافر پر نظر ماردیں گے تڑپ کر بیہوش ہوجائے گا اور محض بددعا سے ٹینکوں اور ہوائی جہازوں میں کیڑے پڑجائیں گے۔

(دیکھی آپ نے علماء وصوفیائے کرام اور اسلاف عظام کی تضحیک اور دیکھا آپ نے برکات وتصرفات کا مذاق اُڑانا) آگے ٹیپ کا بند ملاحظہ ہو۔ ناقد فرماتے ہیں:

مگر جو کچھ میں سمجھتا ہوں اس سے مجھ کو معاملہ برعکس نظر آتا ہے

(یعنی احادیث صحیحہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا نعوذ باللہ من ذٰلک صحیح نہیں ہے۔ میں جو کچھ سمجھتا ہوں، اصل معاملہ یوں ہے) آخر میں فرمایا جاتا ہے کہ:

میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا (یعنی مہدی) اپنے زمانے میں بالکل جدید طرز کا لیڈر ہوگا۔ وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی، وغیرہ۔ اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی جدتوں کے خلاف مولوی اور صوفی صاحبان سب سے پہلے شورش برپا کریں گے۔ میں توقع رکھتا ہوں وہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان بھی نہ کرے گا، بلکہ اسے خود بھی اپنے مہدی ہونے کی خبر نہ ہوگی۔ اور اس کی موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہ تھا (یعنی مہدی) وغیرہ وغیرہ من الخرافات۔

بالکل ٹھیک ہے اور درست سمجھا گیا ہے

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

بیشک جدید طرز کا لیڈر، یعنی داڑھی مونچھ صفاچٹ میدان۔ ملاحظہ فرمایا جائے آج کل کے بالکل جدید طرز کے لیڈروں کو۔ کوٹ پتلون، سوٹ، بوٹ در بر، برہنہ سر، یا کسی موقع پر ہیٹ والا ٹوپی کا ٹوکرا

Marfat.com

برسر۔ جدید طرز کا لیڈر، یعنی آج کل کی پُرفریب، مکاری، جھوٹ وغیرہ کی سیاست کا بیّاس۔ تمام علوم جدیدہ کا مجتہد و مبصر! یعنی بیک وقت بیرسٹر بھی، ڈاکٹر بھی، انجینیر بھی، فلسفی بھی اور سائنس دان بھی۔ پھر کیا ہے، حرکت میں برکت ہے۔ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنا بنا کر دنا دن چھوڑے گا اور کافر دنیا کو ختم کر دے گا۔ بلکہ ہمیں تو ایک اور اندیشہ پیدا ہو گیا۔ وہ یہ کہ اکھنڈ، کٹر اور اصلی موحدین مسلمین کے ملک یعنی نجد کے دارالخلافہ ریاض میں تو بھارت سے ایک رسول السلام پہنچ ہی چکا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بالکل جدید طرز کا لیڈر مہدی مع اپنی مہدیہ کے صدر پاکستان کے خاص وائی کاونٹ ہوائی جہاز میں بیٹھ کر مکۂ مکرمہ نہ پہنچ جائے اور بغیر احرام باندھے کعبۃ اللہ کا معائنہ کر کے نہ طواف کر کے ـــــ کیونکہ جدید طرز کے لیڈر آثار قدیمہ کا معائنہ ہی کیا کرتے ہیں ـــــ اعلان نہ کر دے کہ آئی ایم اپ ٹو ڈیٹ مہدی ـــــ مگر نہیں! ہم نے غلطی کر دی۔ اُسے تو خبر ہی نہ ہو گی کہ میں مہدی ہوں۔ وہ تو بس اپنے کارنامے شروع کر دے گا۔ لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ العلی العظیم واستغفر اللہ ربی من کل ذنب وخطیئۃ واتوب الیہ

حضرت امام آخر الزمان مہدی موعود علیہ الرحمۃ والرضوان کے متعلق ناقد محترم نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کو پیش نظر اور ذہن میں رکھا جائے اور ہم اس کے مقابلہ میں بخوف طوالت صرف چند احادیث صحیحہ نقل و ایراد کرنے کے بعد کچھ عرض کریں گے۔

احادیث الرسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

(۱) عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(۱) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اس وقت تک فنا نہ ہو گی

Marfat.com

لَاتَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكُ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد)۔

یہاں تک کہ عرب پر ایک شخص تسلط کرلے گا۔ یہ شخص میرے اہل بیت سے ہوگا اس کا نام میرے نام پر ہوگا (ترمذی وابوداؤد)

(۲) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ فِيْهِ رَجُلًا مِّنِّيْ اَوْ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاِسْمُ اَبِيْهِ اِسْمَ اَبِيْ، يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا

(۲) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کے فنا ہونے میں ایک ہی دن رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز فرمادے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح کہ پہلے وہ ظلم وجور سے معمور تھی۔

(۳) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ (رواہ ابوداود)

(۳) ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مہدی میری عترت اولاد فاطمہؓ سے ہوگا (ابوداؤد)

(۴) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِيُّ مِنِّيْ اَجْلَى الْجَبْهَةِ اَقْنَى الْاَنْفِ يَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ

(۴) اور ابوسعید الخدری سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی مجھ سے (یعنی میری اولاد میں سے) ہے۔ روشن کشادہ پیشانی والا، بلند ناک والا ہوگا جو درمیان سے اُٹھی ہوئی ہوگی۔ زمین اسی طرح

Marfat.com

ظُلْمًا وَّجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ۔

(رواہ ابوداؤد)

عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔

(۵) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ اِخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيْفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِيْ هَارِبًا اِلٰى مَكَّةَ فَيَاْتِيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُوْنَهٗ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُوْنَهٗ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ اِلَيْهِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا رَاَى النَّاسُ ذٰلِكَ اَتَاهُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُوْنَهٗ ثُمَّ يَنْشَاُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اَخْوَالُهٗ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ اِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْاِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ فِي الْاَرْضِ فَيَبْعَثُ

(۵) اُم سلمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک خلیفہ کے مرنے پر اختلاف ہوگا۔ پھر ایک شخص مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف بھاگ جائیگا۔ مکہ کے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اس کو گھر سے باہر نکال کر لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔ لوگ اس کو اپنا خلیفہ بنالیں گے حالانکہ وہ شخص اس کو پسند نہ کرتا ہوگا۔ (یہ شخص مہدی ہوں گے) پھر شام سے (بادشاہِ شام کی طرف سے) اس کے مقابلہ کے لیے ایک لشکر بھیجا جائے گا جس کو مکہ مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) زمین میں دھنسا دیا جائیگا جب یہ حال معلوم ہوگا تو ملک شام کے ابدال اور عراق کے صلحاء اولیاء بہت سے لوگ اسکی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر قریش سے ایک اور شخص پیدا ہوگا جس کی ننہال قبیلۂ بنی کلب سے ہوگی۔ یہ شخص بھی اُس شخص (مہدی) کے خلاف

Marfat.com

سَبْعَ سِنِيْنَ ثُمَّ يَتَوَفّٰى وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ ط (رواہ ابوداؤد)

لشکر بھیجے گا اور اس لشکر پر امام مہدی کا لشکر غالب آئیگا اور یہ فتنہ بنی کلب کے لشکر کا فتنہ ہے۔ امام مہدی لوگوں کے درمیان اپنے نبی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دیگا۔ (یعنی قائم ہو جائے گا) امام مہدی سات برس تک رہیں گے اور پھر وفات پا جائیں گے اور ان کے جنازے پر مسلمان نماز پڑھیں گے۔ (۲۲۱۲)

(۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِيْنَةٍ جَانِبٌ مِّنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِّنْهَا فِي الْبَحْرِ (يعني قسطنطنيه) قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنْ بَنِيْ اِسْحَاقَ - فَاِذَا جَآءُوْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ يُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَّلَمْ يَرْمُوْا بِسَهْمٍ - قَالُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُوْا الثَّانِيَةَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ يَقُوْلُوْا الثَّالِثَةَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيُفْرَجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوْنَهَا فَيَغْنَمُوْنَ

(۶) ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے سنا ہے اس شہر کے متعلق جس کی ایک جانب خشکی کی طرف ہے اور دوسری دریا کی طرف (یعنی شہر قسطنطنیہ) صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ۔ حضور نے ارشاد فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ اس شہر پر ستر ہزار بنی اسحاق (کا لشکر) جہاد کریں گے۔ پس جب اس شہر پر پڑاؤ ڈالیں گے ہتیاروں سے نہ لڑیں گے، نہ تیروں سے تیر باری کریں گے کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اس شہر کے ایک طرف کا حصہ گر جائے گا۔ پھر دوبارہ کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو دوسری طرف کا حصہ گر جائے گا۔ پھر کہیں گے تیسری مرتبہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو ان کے لیے راستہ فراخ ہو جائے گا اور وہ اس شہر میں داخل ہو جائیں گے۔

Marfat.com

فَبَيْنَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ فَقَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ

پس جبکہ وہ آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے تو ایک چیخ (زوردار آواز) سنی جائے گی کہ دجال کا خروج ہو گیا تو وہ ہر شے چھوڑ کر پلٹ پڑیں گے۔

(رواہ مسلم) (صحیح مسلم)

ان مختصر احادیث صحیحہ اور ناقد کے اپنے خاص تخیلات فاسدہ کو سامنے رکھ کر دیکھا جاتا ہے تو صاف نظر آتا ہے کہ ناقد کی میں کو کوئی دخل نہیں ہے۔ وہ میں اپنے میں کے دائرہ کے اندر ہی رہ کر ختم ہو جاتی ہے اور افسوس، مقصد دلی حاصل نہیں ہوتا۔ اور مذکورہ مختصر احادیث صحیحہ کی روشنی میں آفتاب کی طرح یہ چند امور ذیل روشن ہیں کہ:

(۱) حضرت مہدی موعود علیہ الرحمۃ والرضوان بقول ناقد بالکل جدید قسم کے لیڈر اور اپنے عہد میں تمام جدیدوں سے جدید بحیثیت جدید لیڈری نہ ہوں گے۔

(۲) آپ کا حسب و نسب نامہ گرامی بھی معلوم ہو گیا۔ مکہ، مدینہ (زاد اللہ شرفاً وتعظیماً) کی پیداوار ہوں گے کسی پاکستان، کسی شہر کراچی، لاہور وغیرہ یا کسی اور خطۂ ملک کی پیداوار نہ ہوں گے حسباً ونسباً بنی فاطمہ حسنی و حسینی اور عترت رسول میں سے ہوں گے، کوئی ایسے ویسے نہ ہوں گے۔

(۳) آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا حلیۂ شریف بھی بیان فرمایا ہے کہ بلند بینی والے جو درمیان میں سے اُٹھی ہوئی ہو گی اور روشن پیشانی والے ہوں گے۔ اس حلیۂ مبارک کے علاوہ بدن کی ساخت (جس پر ناقد معترض نے اعتراض کیا ہے) وغیرہ کی علامات بھی دیگر احادیث میں فرمائی گئی ہیں۔ مثلاً قدرے دراز قد ہونا، بدن کا چست ہونا، کھلا ہوا رنگ وغیرہ جناب

Marfat.com

حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حلیہ وغیرہ اسی وجہ سے غالباً بیان فرما دیا تاکہ آپ کی شناخت کی جا سکے (اگرچہ اس شناخت پر معترض کو اعتراض ہے) اور جھوٹے مہدی اور جدید قسم کے لیڈر مہدی موعود نہ بن جائیں، ظاہراً یا باطناً، علانیہ یا دل ہی دل میں۔ اور مابین حجر اسود و مقام ابراہیم سب آپ سے بیعت کریں گے۔ معترض کو بیعت سے بھی انکار ہے۔ پھر جبکہ بیعت بھی ہو جائیگی اور غیب سے یہ ندا بھی سنی جائے گی کہ ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی فاستمعوا لہ واطیعوہ باوجود اس کے ان کو خبر ہی نہ ہوگی کہ میں مہدی ہوں اور بے خبری میں سب کام ہوں گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت جناب عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد نزول آپ کو امام بنا کر آپ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائیں گے اور تا وفات بعد ظہور جس کا عرصہ ۷ سال کا ہوگا تمام واقعات کا ظہور ہوگا مگر بقول ناقد معترض مہدی کو اپنے مہدی ہونے کی خبر نہ ہوگی۔

(۴) ابدال اور عراق کے صلحاء و اولیاء کا آپ کو شناخت کرنا بھی ثابت ہو گیا۔ یہ ابدال اور صلحاء اولیاء بھی جماعت صوفیہ ہی میں ہوتے ہیں۔ یہ لیجیے، حدیث نے معترض کے اس شناخت والے اعتراض کو بھی ٹھکرا دیا۔

(۵) برکات و تصرفات کا ثبوت بھی حدیث سے سیر حاصل مل رہا ہے۔ زمین کا مخالفین مہدی کو لے کر دھنس جانا یہ برکت تائید غیبی اور تصرف نہیں ہے تو کیا ہے؟ معترض کے نزدیک یہ بے سر و پا باتیں ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ سب کام برکت و تصرف سے چلے گا۔ نیز بنی اسحاق کی جو حضرت مہدی علیہ السلام کے بہ تعداد ستر ہزار لشکری ہوں گے، قسطنطنیہ پر لشکر کشی اور صرف تین اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے قلعہ شکنی اور فتح۔ یہ تصرف عظیم نہیں ہے تو کیا ہے؟ صدق رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم۔ یوں اعتراض کر ڈالنے کو جس کا جی چاہے کرے۔ بیشک علاوہ شدید ترین جہاد کے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے برکتوں اور پھونکوں سے بھی بعنایت اللہ سبحانہٗ کام لیا جائے گا اور کسی معترض کے اعتراض کی پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

(۶) ناقد معترض نے طنز کیا ہے کہ "تلوار تو برائے نام چلے گی"۔ حالانکہ احادیث سے ثابت ہے کہ ایسا رَن پڑے گا جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ تفصیلات احادیث میں ملاحظہ فرمائی جائیں لیکن یہ طنز تو برکات و تصرفات کے مقابلہ اور انکار میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ برکات و تصرفات وغیرہ اشیاء مندرجۂ تصوّف ہیں اور تصوف معترض کی چڑ ہے۔

اب ناقد معترض کا ایک اور کمال ملاحظہ ہو۔ خود ہی تحریر فرماتے ہیں:

"اسی کا نام الامام المہدی ہے اور جس کے بارے میں صاف پیشین گوئیاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں موجود ہیں"

ظاہر ہے تمام احادیث صحیحہ معترض کی نظر سے گزری ہوئی ہیں۔ امام مہدی، ان کے نام و لقب، ان کے حسب و نسب، ان کی شناخت، ان سے بیعت کیا جانا وغیرہ وغیرہ۔ مگر باوجود اس کے کہ معلوم ہے تمام احادیث مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور مستدرک کی صحیح ہیں، تو ان احادیث صحیحہ کو دیکھنے، پڑھنے اور سمجھنے کے باوجود یہ لکھ دینا کہ:

"ظہور مہدی کے متعلق عام لوگوں کے تصورات کچھ اسی قسم کے ہیں۔ مگر میں جو کچھ سمجھا ہوں اس سے مجھ کو معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔ میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا" الی آخرہ

جیسا کہ ہم پوری عبارت پہلے نقل کر چکے ہیں۔ کیا احادیث صحیحۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار نہیں ہے؟ ہر ذی ہوش، معمولی پڑھا لکھا بلکہ جاہل صرف بھی مضامین احادیث صحیحہ اور معترض کے

Marfat.com

اقوال کو سُن کر بیشک یہی کہے گا کہ محض انکار ہے اور کھلا ہُوا عدم یقین۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ۔

پھر احادیث صحیحہ سے کھلی ہوئی بغاوت یہ کہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اگرچہ یہ پیش گوئیاں مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک وغیرہ کتابوں میں کثرت کے ساتھ موجود ہیں مگر یہاں اس روایت کا نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا جو شاطبی نے موافقات میں اور مولانا اسمٰعیل شہید نے منصب امارت میں نقل کی ہے"۔

عرض یہ ہے کہ جب مذکورہ تمام احادیث صحیحہ موجود ہیں تو ان کے مقابلہ میں شاطبی اور مولوی اسمٰعیل کی روایت کو کیا ترجیح ہو سکتی ہے؟ کیا ان دونوں کی روایت احادیث صحیحہ سے زیادہ معتبر ہے؟ ٹھیک ہے، وہ فائدۂ معہود ذہنی چونکہ ان احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھا جو ان دونوں کی اس روایت میں ہے لہٰذا ترجیح اس کو ہے جو بالکل اپنے مطلب کے موافق ہے۔ اور پھر خود ہی اس کا بھی اقرار ہے کہ:

"میں نہیں کہہ سکتا اسناد کے اعتبار سے اس روایت کا کیا مرتبہ ہے مگر معناً یہ روایت سے مطابقت رکھتی ہے جو اس معنی میں وارد ہوئی ہیں"۔

وہ روایت کیا ہے اور فائدہ کیا ہے؟ وہ ہم عرض کیے دیتے ہیں:

روایت

(۱) ان اول دینکم نبوۃ و رحمۃ وتکون فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ جل جلالہٗ۔

(۱) تمہارے دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے ہے اور وہ تمہارے درمیان رہے گی جب تک اللہ چاہیگا پھر اللہ جل جلالہٗ اسے اُٹھا لے گا۔

(۲) ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ جل جلالہٗ

(۲) پھر نبوت کے طریقہ پر خلافت ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اُسے بھی اُٹھا لے گا

Marfat.com

(۳) ثم یکون ملکًا عاضًا فیکون ماشاءالله ان یکون ثم یرفعها الله جل جلاله

(۳) پھر بدا طوار بادشاہی ہوگی اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہیگا رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ اُسے بھی اُٹھالے گا۔

(۴) ثم تکون ملکًا جبریةً فتکون ماشاءالله ان آن تکون ثم یرفعها الله جل جلاله

(۴) پھر جبر کی فرماں روائی ہوگی اور وہ بھی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے بھی اُٹھالیگا۔

(۵) ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة تعمل فی الناس بسنة النبی ویلقی الاسلام بجرانه فی الارض یرضی عنها ساکن السماء وساکن الارض لاتدع السماء من قطر الاصبّته مدرارا ولاتدع الارض من نباتها و برکاتها شیئا الا اخرجته

(۵) پھر وہی خلافت بطور نبوت ہوگی جو لوگوں کے درمیان نبی کی سنت کے موافق عمل کرے گی اور اسلام زمین میں پاؤں جمالے گا۔ اس حکومت سے آسمان والے بھی خوش ہوں گے اور زمین والے بھی۔ آسمان دل کھول کر اپنی برکتوں کی بارش کرے گا اور زمین اپنے پیٹ کے سارے خزانے اگل دے گی۔

اس مذکورہ روایت کا پانچواں حصہ بھی حضرت امام مہدی موعود علیہ الرحمۃ والرضوان سے ہی مطابقت رکھتا ہے اور انہی کے متعلق یہ پیشین گوئی بھی ہے نہ کسی دوسرے جدید قسم کے لیڈر کے لیے جیسا کہ محترم ناقد یہ روایت نقل کرکے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مہدی کی نوعیت کا جو تصور میرے ذہن میں ہے وہ بھی ان حضرات کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ مجھے اس کے کام میں کرامات، خوارق، کشوف والہامات اور چلّوں مجاہدوں کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک انقلابی لیڈر کو دنیا میں جس طرح شدید جدوجہد اور کش مکش کے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے انہی مرحلوں سے مہدی کو بھی گزرنا ہوگا وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہبی فکر پیدا کرے گا۔ ذہنیتوں کو بدلے گا، ایک زبردست تحریک اُٹھائے گا،

Marfat.com

جو بیک وقت تہذیبی بھی ہوگی اور سیاسی بھی۔ جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اس کو کچلنے کی کوشش کرے گی، مگر بالآخر وہ جاہلی اقتدار کو اُلٹ کر پھینک دے گا اور ایک ایسا زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کرے گا جس میں ایک طرف اسلام کی پوری روح کارفرما ہوگی، اور دوسری طرف سائنٹیفک ترقی اوج کمال پہ پہنچ جائے گی۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ اس کی حکومت سے آسمان والے بھی راضی ہوں گے اور زمین والے بھی۔ آسمان دل کھول کر اپنی برکتوں کی بارش کرے گا اور زمین اپنے پیٹ کے سارے خزانے اُگل دے گی"۔

عجب معاملہ ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہیں وہ سب کام جو حضرت امام مہدی انجام دیں گے۔ لوگ ان کے گرد جمع ہو جائیں گے، ان کو پہچانیں گے کہ یہی مہدی موعود ہیں۔ بیعت ہوگی۔ جہاد شروع ہو جائیں گے، ایسا رَن پڑے گا کہ میدان کارزار پر سے ایک پرندہ ایک طرف سے دوسری طرف اڑ کر میدان کارزار کو طے نہ کر سکے گا۔ سو سو آدمیوں کی ٹولی میں سے صرف ایک ایک آدمی بچ کر آئیگا۔ اور بالآخر فتح امام آخر الزماں کو ہوگی۔ قسطنطنیہ پر فوج کشی ہوگی، اس کو فتح کیا جائے گا۔ پھر خروج دجّال اور نزول حضرت جناب عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا۔ حضرت امام ان کے ساتھ مل کر کام کریں گے تمام عالم میں اسلام پھیل جائے گا۔ برکات کی انتہا نہ رہے گی۔ بیشک آسمان والے اور زمین والے راضی اور خوش ہوں گے، اس سے سائنٹیفک ترقیات کا کوئی ثبوت پایا نہیں جاتا۔ کل سات برس حضرت امام زندہ رہیں گے۔ سائنٹیفک ترقی کو بھی اوج کمال پر پہنچائیں گے یا نہیں، واللہ اعلم، ایٹم اور ہائیڈروجن بم بنیں گے یا نہیں، اور چاند پر راکٹوں کے ذریعہ پہنچا جائے گا یا نہیں؛ یہ تمام انکشافات تو محترم ناقد مولانا مودودی کو ہی ہوئے ہوں گے۔ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئیاں تو ان امور سے بجز خوارق کرامات، تصرفات، برکات عظیمہ، جہاد وغیرہ کے خالی ہیں، مگر محترم ناقد کو خوارق کرامات،

Marfat.com

تصرفات وبرکات سے انکار ہے، ان پر سائنٹیفک رموز منکشف ہوئے ہیں۔ ان مذکورۂ بالا امور پر نظر رکھتے ہوئے ہمیں تو ڈر کچھ اور ہے۔ کہیں محترم ناقد اپنی ذات کو ہی کچھ اور نہ سمجھ لیں اور اپنی تحریک کو خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کے دائرے میں داخل نہ فرما دیں کیونکہ آپ بالکل اپنے زمانے کے جدیدوں میں جدید قسم کے لیڈر بھی ہیں۔ بزعم خود علوم قدیمہ اور جدیدہ پر عبور کا بھی دعویٰ ہے۔ یہ بیچارے مولوی صوفی صاحبان کچھ نہ کچھ شورش بھی آپ کے خلاف مچا چکے ہیں۔ آپ کرامات، تصرفات، کشوف والہامات، ریاضات و مجاہدات وغیرہ صفات سے بھی بالکل کورے ہیں۔ کہیں سے کہیں دور دور تک پتہ نہیں ہے۔ آپ کو بحیثیت جدید لیڈر بڑے سیاسی مرحلوں اور کش مکشوں سے بھی گزرنا پڑ رہا ہے۔ بہ مشکل عمر قید سے رہائی نصیب ہوئی ہے۔ آپ ذہنیتوں کو بدلنے کے لیے زبردست تحریک بھی چلا رہے ہیں۔ تاکہ تمام جاہل، مشرک، طالبین صالحین بن جائیں۔ آپ اسلامی اسٹیٹ ڈھالنے کی فکر میں بھی ہیں۔ البتہ اس کا ہمیں علم نہیں ہے کہ سائنس میں آپ کا کیا مرتبہ ہے۔ اور احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں "مگر میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ اس کے برعکس ہے" سے بھی اس چیز کا اور اس خطرے کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا عرض ہے، خدارا مولنا صاحب ذرا سنبھل کے ؎

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی! ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان ست

ان تمام تنقیدات، خیالات وغیرہ سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ذیل کے تین مناصب عالیہ کی طرف کچھ رجحان ضرور ہے۔ یعنی دال میں کالا کچھ نہ کچھ ضرور ہے:

(۱) کلی مجدد ہونا ، (۲) اولی الامر ہونا ، (۳) مہدی موعود ہونا۔

تو گزارش یہ ہے آپ اس دھندے میں نہ پڑیں، یہ آپ کے بس کا روگ نہیں ہے۔ جہاں اور تحریکیں

Marfat.com

اس پرفتن دور میں چل رہی ہیں ناقد محترم بھی اپنی تحریک چلاتے رہیں۔ بہت سی قسم کے لیڈر ہیں، ایک مولوی قسم کا جدید لیڈر بھی سہی۔ بس یہیں تک جولانی کافی دانی ہے[1]۔

آخر میں عرض ہے کہ ہم کو یا کسی کو بھی ناقد محترم سے نہ کوئی ذاتی عداوت، نہ للّٰہی بغض۔ نہ یہ کہ فیمابین المسلمین تشتت وافتراق پیدا ہو۔ ناقد محترم کی صرف اس تحریک سے کہ پاکستان میں سنت و شریعت (ہم کہتے ہیں بشرطیکہ مذہب حنفی اور مسلک اہل سنت والجماعت کے موافق ہو) کے موافق اسلامی حکومت قائم اور نافذ ہو اور یہ مسلمانوں کی حکومت اسلامی حکومت حقیقی معنی میں ہو جائے کون مسلمان انکار کر سکتا ہے؟ بلکہ ہر مسلمان کی عین خواہش ہے اور پاکستان کے بڑے بڑے علماء نے مولٰنا ناقد محترم کا اس خاص تحریک میں ساتھ بھی دیا ہے اور دینا چاہیے، دراں حالیکہ ہم دیکھ رہے اور دلی دکھ اور درد سے اپنے کرتا دھرتا حکام کے اس رویہ کو سہ رہے ہیں کہ ان کو دین اور اسلام سے نفرت ہے اور ملک کو نیز تمام مسلمانان پاکستان کو بے دینی اور تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں بلکہ حقیقتاً تباہی تو آچکی ہے لیکن حکومت الٰہیہ اجرائے قوانین شرعیہ ونفاذ احکام برطبق مذہب حنفی ومسلک اہل سنت والجماعت کے علاوہ کیا ہے اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جس آنے والی ہستی کے لیے مخصوص ہے اس کے لیے مخصوص رہنے دیں جب کبھی وہ وقت آئے گا خود بخود حاکم علی الاطلاق کی طرف سے وہ سب کچھ ہو جائے گا جس کی پیشیں گوئیاں فرمائی گئی ہیں لیکن حکومت الٰہیہ اگر انہی معتقدات وتخیلات کے ساتھ جن کا ناقد محترم نے اظہار فرمایا ہے کوئی مخصوص حکومت ہے تو ایسی حکومت الٰہیہ مسلمانوں کے لیے کس کام کی جس میں معتقدات فاسدہ برباد ہو جائیں اور ایک نئی قسم کی شریعت وسنت کا نفاذ واجرا ہو۔ کیونکہ ایک ایسی چھوٹی سی حکومت الٰہیہ کا قیام تو سالہا سال ہوئے عمل میں بھی آچکا ہے۔ ایسی شریعت وسنت والی حکومت کے پرچار کرنے والوں نے گنبد خضرا کو صنم اکبر کا لقب

[1] مقدمہ کتاب ختم کرنے کے بعد جبکہ کتابت بھی ہو چکی تھی، محترم مولانا مودودی صاحب کا ایک اور شاہکار نظر پڑا۔ مولٰنا ترجمان القرآن میں

Marfat.com

دے دیا۔ مولد النبی کو کھدوا ڈالا اور ایک زمانے تک گندگی اور نجاست اس میں بھری رہی۔ صحابۂ کرام اور اکابر رضی اللہ عنہم کی تمام قبور کو نیست و نابود کر ڈالا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اس حکومت والوں کے نزدیک اپنی جماعت کے علاوہ تمام مسلمان مشرک، تصوف، مراقبہ، ذکر اذکار، عمل عملیات، کشف و مکاشفہ وغیرہ وغیرہ سے وہاں بھی دلی بیر۔ خدانا خواستہ اگر ایسی حکومت الٰہیہ جیسا کہ ناقد محترم کے مرقومہ معتقدات و خیالات سے ظاہر ہوتا ہے یہاں بھی قائم ہوگئی تو پناہ بخدا! اس سے تو ان فُساق و فُجّار کی حکومت ہی بہتر ہے کہ ہر مسلمان بجائے خود اپنے معتقدات صحیحہ کے موافق عمل درآمد آزادی سے کر سکتا ہے۔ آخر یہ ہندوستان کے تمام مسلمان انگریزوں کی غلامی میں اپنے معتقدات میں آزاد تھے اس حکومت والے سخت فاسق فاجر سہی لیکن بہر حال مسلمان تو کہلاتے ہیں۔

انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنی ہستی پر نظر رکھے اور اپنی بساط سے آگے قدم نہ بڑھائے ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن — کہ جا ہا سپر باید انداختن

بھلا ناقد محترم کو دیکھو۔ بقول عوام "کیا پدی کیا پدی کا شوربا" اور اعتراض کرنا دیکھو اُن پر، وہ کون؟ بقول حضرت مولانا خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس اللہ سرہ العزیز ؎

سرایم مدح آں سیاحِ غواص — کنم خورشید را چوں ذرہ رقاص

مہیں فرزند فاروق ست چوں آب — کنوں نطق از زبانِ او کند رب

سراپا نسخۂ اخلاق فاروق — بزہرِ منقصت تریاق فاروق

چراغ نقشبندِ ہفت محفل! — نگاہش نقشبندِ غیر از دل!

غوث الخلائق، غواص الحقائق، معراج الوصول، منہاج القبول، خزینۃ الرحمۃ

(بقیہ صفحہ ۷۳) مساوات کا درس دیتے رہے لیکن خلافت کے وقت اہل بیت و قریش کو چھوڑ کر خلافت اپنے خاندان والوں کے سپرد کر گئے" (باقی حاشیہ صفحہ ۷۵ پر ملاحظہ ہو)

یعنی دیکھو، جناب حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکمت نظری کچھ تھی اور حکمت عملی کچھ۔ فرماتے کچھ تھے اور عمل کچھ اور فرماتے تھے (باقی

Marfat.com

دفینۃُ الحکمۃ، مشرف القلوب، مشرق الغیوب، لُجّۃُ العُمّل، حجۃ الکُمّل، حدقۃ الاخیار، حدیقۃ الاحبار، نور الطریقۃ، نور الحقیقۃ، زین العالمین، عین العالمین، ذروۃ المُنَا، عروۃُ الرّجا، مراۃ الاراءۃ، مرقاۃ المحبۃ، مطلع الرموز والاشارات، منبع الکنوز والبشارات، ملاح بحر الملاحۃ، مصباح بیت الصباحۃ، الصّلۃ بین البحرین، المصلح بین الفئتین، مُستشہدُ المتکلمین، مُستمسِک المتوحدین، برہانُ السلف، سلطان الخلف، وثیقۃُ ہٰذہ الوفود، طلیعۃُ المہدیّ الموعود، ذُکاء الاصل والفرع، سناء الدین والشرع، وارث سید البشر، منور المائۃِ الحادیۃَ عشر، مُجدّدُ الالف ثانی، الامام الرّبانی ؎

کجا گردد وصفش خامہ آگاہ — چہ نم دریا بد از دریا پرکاہ

ہماں بہتر کزیں پس گوش باشم — سرایم نغمہ وخاموش باشم

سمیّ المصطفیٰ بالاسم الذی بشر بہ عیسیٰ، ابو البرکات الشیخ احمد بن الشیخ عبد الاحد الفاروقی نسبًا والحنفی مذہبًا النقشبندی مشربًا۔ قدس اللہ تعالیٰ سرّہٗ وادام اللہ سبحانہٗ ظلہٗ بعد حیاتہ علی العلمین وادرّ اھم من بحار برکاتہ الی یوم الدین۔

اگرچہ یہ ظاہر بات ہے کہ ناقد کی نظر تنقید نے نہ بارگاہ اقدس واعلی الوہیت کو چھوڑا نہ بارگاہ انور رسالت کو، نہ ہر دو خلفاء راشدین کو، نہ اولیاء وصوفیائے متقدمین ومتاخرین کو ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں — تڑپے ہے مُرغ قبلہ نما آشیانے میں

تو پھر حضرت مجدد الف ثانی کی کیا خصوصیت ہے۔

(۴۲) یہ ایک الزامی پہلو ہے ذات اقدس رسالت پر اور کھلا ہوا کفر۔ العیاذ باللہ۔ اور یہ دلائل پیش فرمانے سے مطلب سعدی دیگر است۔ وہ

Marfat.com

آخر میں دعا ہے، اور تمام ناظرین کتاب مسلمین مومنین بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ناقدِ محترم کو مسلکِ حق اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق بخشے۔ بلکہ یہ دعا کرنی چاہیے کہ ابدال الشام میں سے کسی ابدال کی جگہ جبکہ خالی ہو تو وہ واہب العطیات اُس خالی جگہ کو ناقد محترم مولٰنا سے پر فرما دے تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو جائیں گے اور یہیں سے بیٹھے بیٹھے ہم ان کی برکات سے متمتع ہوتے رہیں گے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ولکن ھذا اٰخر الکلام و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔

اس کے بعد ہی حضرت مخدوم زادۂ گرامی مولٰنا **محمد اللہ خانؒ** صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ نبیرۂ حضرت ایشان ما و سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ مجددیہ عنائتیہ رام پور (بھارت) کا تصوف کے متعلق نہایت مدلل اور کافی وافی مقدمۂ کتاب جو انہوں نے ترجمۂ مقامات ارشادیہ کے ساتھ تحریر فرمایا ہے بغرض استفادہ اسی مقدمۂ کتاب کے ساتھ لکھا جاتا ہے بہ عنوان

کلماتِ طیّبات

عربی و فارسی، یہ دونوں زبانیں ہندوستان میں مسلمانوں کی علمی زبانیں تھیں۔ عربی تو چونکہ قرآن اور ترجمان قرآن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان تھی، اس لیے اس کی حیثیت تو مذہبی بھی تھی۔ لیکن فارسی مذاق بھی عام تھا۔ حتیٰ کہ عربی سمجھنے والوں سے کہیں زیادہ فارسی دان موجود تھے اور تقریباً ہر لکھا پڑھا آدمی فارسی ضرور جانتا تھا یہی وجہ ہوئی کہ علوم و فنون کی تدوین و تالیف میں عربی کے بعد زیادہ تر فارسی

{ کی تردید میں تحریر فرمایا ہے، جزاہ اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزاء۔ اُس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

Marfat.com

ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ اسی بنا پر میرے جدامجد زبدۃ العارفین، عمدۃ المحققین حضرت مرشدنا ومولانا حافظ الحاج شاہ محمد عنایت اللہ خانؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جب "مقامات ارشادیہ" سلوک طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ میں تصنیف فرمائی تو فارسی زبان ہی کو منتخب فرمایا۔ لیکن اب جبکہ یہ حالت ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی فارسی کو نہیں سمجھ سکتے تو ضرورت داعی ہوئی کہ "مقامات ارشادیہ" کا اردو ترجمہ کیا جائے تاکہ طالبان علم ومعرفت کو استفادہ کا اچھی طرح موقع مل سکے۔

یہ ضرورت مدت تک میرے دل میں خلش پیدا کرتی رہی اور میں اُس کی تکمیل سے قاصر رہا تا آنکہ برادرانِ طریقت کے حد درجہ اصرار نے مجبور کیا اور جس طرح ممکن ہوا ۱۹۴۱ء میں میں نے "معارف عنائیہ" کے نام سے ترجمہ شائع کر دیا۔ اصرار کرنے والوں میں اہل بنگال کا اصرار غالب تھا کہ ان ہی کے پیہم تقاضوں سے صاف کیے بغیر ایک نقطی ترجمہ جلدی میں طبع کرا کر شائع کرنا پڑا۔ اب اس کی جلدیں ختم ہوگئیں اور دوسری اشاعت کی ضرورت ہوئی تو میری خواہش ہوئی کہ اس مرتبہ با محاورہ صاف اور آسان ترجمہ شائع کیا جائے تاکہ فہم مطالب میں دقت نہ ہو۔ لہٰذا میں نے اپنے مخلص دوست حضرت قبلہ جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مرید مولانا حامد علی خاں صاحب نقشبندی مجددی مفسر مدرسہ عالیہ کو تکلیف دی اور انہوں نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود میری خواہش کے موافق سلیس و با محاورہ ترجمہ کی تکمیل فرما دی۔ مولانا نے کہیں کہیں ترجمہ کے ساتھ توضیحی نوٹ بھی لگا دیے ہیں جس سے مطالب کا سمجھنا اور بھی آسان ہو گیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اس کتاب میں چونکہ تصوف کے ایک خاص طریقہ (نقشبندیہ) کا بیان ہے لہٰذا یہ کتاب خصوصاً ان ہی حضرات کے لیے مفید ہوگی جو اس سلسلہ سے منسلک اور تصوف کا ذوق رکھتے ہیں۔ نیز اصطلاحاتِ تصوف

Marfat.com

سے واقف ہیں. جو اہلِ علم اس کوچہ سے واقف نہیں ان کو اس سے پورا فائدہ حاصل نہ ہوگا. ہاں اس میں بعض مضامین ایسے ضرور ہیں جن کو اگر بنظرِ انصاف غور سے مطالعہ کیا جائے گا تو شاید اُن حضرات کی غلط فہمی دور ہو سکے گی جنہوں نے اسلامی تصوف کو سمجھے بغیر اس کو خلافِ شریعت گمان کر لیا ہے۔

اس زمانہ میں یہ ایک عجیب مہلک مرض پیدا ہو گیا ہے کہ جہاں علم میں تھوڑی سی شد بد حاصل ہوئی ہمہ دانی کا خیال اور محقق بننے کا سودا سر میں سما گیا. پھر کیا تھا، ہر علم و فن پر آزادانہ تنقید شروع کر دی اور بلا سوچے سمجھے تنقید نہیں بلکہ ہر ایک کی تنقیص کرنے لگے. اہلِ تصوف کا تو ذکر ہی کیا، مفسرین، محدثین، فقہا اور متکلمین میں سے کوئی بھی ان کے زبان و قلم کے تیروں سے نہیں بچا۔

تصوف اور اہلِ تصوف پر زیادہ خفگی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف (بلکہ رُوحانیت) سے بالکل اجنبیت اور ناواقفیت ہے. کیونکہ تصوّف بہت زیادہ لطیف اور دقیق علم ہے. کشفی اور وجدانی ہے. قال سے زائد حال و ذوق سے تعلق رکھتا ہے بلکہ حال قال کا آئینہ ہے جو لوگ صرف علم ظاہر پڑھتے ہیں اور حقیقت علم ظاہر یعنی علم باطن یا بالفاظِ دیگر تصوّف نہیں سیکھتے اور یہ صرف اپنے علم ظاہر پر مغرور ہو جاتے ہیں ان میں ایسے ہی منکرِ حقیقت ہوتے ہیں جو علم باطن اور تصوّف کے منکر ہو جاتے ہیں ان جاحدین و منکرین میں تصوف کو سمجھنے کی بہ سبب جاہلیت اہلیت تو ہوتی نہیں لیکن چونکہ ہمہ دانی کا زعمِ باطل اور تحقیق کا سودا سر میں سمایا ہوا ہوتا ہے لہٰذا اپنی عقل و استدلال سے اس کو سمجھنا چاہتے ہیں. اس طریق سے سمجھ میں تو کچھ آتا نہیں ہے مگر جہل کو علم خیال کر کے وہ اور جہالت و گمراہی میں پڑ جاتے ہیں، پھر اپنے نفسانی اختراعی مفاہیم کو شریعت کے خلاف پا کر اہلِ حقیقت و عرفان کو خواہ مخواہ ہدفِ طعن و ملامت بناتے ہیں. لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک تفقہ فی الدین اور عرفان تام کی نعمت حاصل نہ ہو اور آلہۂ ہوائے نفس کی پرستش اور عقلِ محض کی بندگی سے نجات

Marfat.com

نہ مل جائے۔ صوفیہؒ کے اسرار، احوال اور مقامات کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اس کو تو ایک صاحب ذوق اپنے جوہر حقیقت شناسی کے ذوق ہی سے سمجھ سکتا ہے اور عارف محقق اپنے عرفان ہی سے اس پر مطلع ہو سکتا ہے۔ بقول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ "ارباب ظاہر اس کو کیا جانیں" ؎

شپرہ با حضرتِ خورشید گفت — چشم مرا کور چرا می کنی
گفت ترا طاقت دیدار نیست — کور خودی شکوہ زما می کنی

تصوّف کے رسائل جن میں صوفیہ رحمہم اللہ کے اسرار و احوال اور سیر مقامات کا بھی ذکر ہے وہ حقیقتاً ان ہی لوگوں کے لیے ہیں جو ان کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ دوسرے لوگ خواہ مخواہ بیجا دخل اندازی کرکے دردِ سر مول لیتے ہیں۔ حضرات صوفیہ رحمہم اللہ نے خود تصریح فرمائی ہے کہ اُن کے مخصوص رسائل اجنبی اور نااہلوں کے لیے نہیں ہیں۔ شیخ اکبرؒ کا قول ہے کہ "ہماری ان کتابوں کو ہر شخص مطالعہ نہ کرے۔

من یدر ما قلت لم تخزل بصیرته

ولیس یدریه الا من له بصر (شیخ اکبرؒ)

حضرت امام غزالیؒ نے بھی اپنی بعض کتابوں کے متعلق عوام کو مطالعہ نہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ خود حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے جو مکتوبات ہیں ان میں ان کے اہل کو خطاب ہے، اور انہی کے لیے وہ لکھے گئے ہیں۔ یہ صرف علم تصوف پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ ہر علم و فن کی یہی حالت ہے کہ اس کے مبادی مقدمات اور فنی اصطلاحات و دقائق کو سمجھے بغیر کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک مبتدی طالب علم لیاقت و استعداد پیدا کرنے سے پہلے "شمس بازغہ" یا "شرح اشارات" جیسی دقیق کتابوں کا از خود مطالعہ کرے گا تو اس کی سمجھ میں کیا آئے گا۔ پھر اپنے شوق تنقید میں اُن کے فاضل مصنفین کی وہ

Marfat.com

تنقیص کرنے لگے تو بتائیے اس کو احمق نہیں تو اور کیا کہا جائے گا۔ افسوس کہ بعض لوگ "اعجاب کل ذی رأیٍ برأیه" کے مرض میں مبتلا ہو کر اس موٹی بات کو بھی نہیں سمجھتے اور بمصداق "لعن هٰذه الامة اولها" اسلاف کرام رحمہم اللہ کی ناحق تنقیص میں لگے ہوئے ہیں تصوف کے بارے میں حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی نصیحت جو شرح فتوح الغیب میں لکھی ہے غور کرنے اور ماننے کے لائق ہے:

"گاہ اسرار دقیقہ و علوم غامضہ بر قلوب عرفاء وارد می شود و عبارت بآں کفایت نمی کند پس تسلیم آں بعلم حضرت علیم مطلق سبحانہ باید نمود و زبان انکار نباید کشود۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارفین حق کے قلوب پر اسرار دقیقہ اور علوم غامضہ وارد ہوتے ہیں اور ان کے واضح بیان کے لیے عبارت کفایت نہیں کرتی ہے لہٰذا اگر مراد سمجھ میں نہ آئے تو اس کو حق تعالیٰ علیم مطلق کے علم کے حوالہ کر دینا چاہیے اور زبان انکار نہ کھولنا چاہیے۔

پھر جنہیں ان اسرار الٰہی کا صحیح علم و عرفان عطا نہیں ہوا ہے اور اُن کے زعم و پندار کی یہ حالت ہے کہ الٰہی بھیدوں کو علم الٰہی پر حوالہ کرنے میں خود اپنے علم کی توہین خیال کرتے ہیں تو پھر ان کو حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل ارشاد پر عمل کرنا چاہیے:

بدانکہ در کلام الٰہی سبحانہ و کلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سخنہا است کہ بے تاویل فہم دراں قاصر است و ہمچنیں در کلام اولیاء سخنہا است کہ آنجا تاویل باید نمود تا گمان نیک کہ مامور بہ ست از دست نرود۔

خوب سمجھ لو کہ جس طرح کلام الٰہی سبحانہ و تعالیٰ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن کو بغیر تاویل سمجھنے سے فہم قاصر ہے اسی طرح اولیاء کے کلام کا حال ہے۔ ان کے کلام میں بھی ایسی باتوں کی تاویل کرنا چاہیے تاکہ نیک گمانی جس کا شرعاً حکم ہے ہاتھ سے نہ جاتی رہے۔

Marfat.com

اس کے ساتھ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوب نمبر ۱۶۰ کی عبارت ذیل کا مطالعہ بھی بعض غلط فہمیوں کے ازالہ میں مفید ہوگا:

"باید دانست کہ منشاء تفاوت علوم و معارف در مکتوبات و رسائل کہ ازیں درویش بلکہ از ہر سالک کہ صادر شدہ است ہمیں تفاوت حصول مقامات متفاوتہ است، ہر مقام را علوم و معارف جدا است و ہر حال را قال علیحدہ پس فی الحقیقت تدافع و تناقض در علوم نباشد در (رمز) نسخ احکام شرعیہ است فلا تکن من الممترین"۔

جان لو کہ مکتوبات و رسائل میں علوم و معارف کا تفاوت جو اس فقیر بلکہ ہر سالک سے ظاہر ہوا ہے اس کا سبب مقامات متفاوتہ کا حصول ہے۔ ہر مقام کے علوم جدا ہیں اور ہر حال کا قال علیحدہ ہے۔ پس حقیقت میں علوم میں تدافع اور تناقض نہیں ہے۔ اس کو احکام شرعیہ کے نسخ کی طرح سمجھنا چاہیے اور شک نہ کرنا چاہیے۔

بعض مستشرقین نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے تصوفِ اسلام کو خیال کیا کہ وہ یا تو ایرانیوں سے ماخوذ ہے یا یونانیوں سے اس خیال کو ہمارے مسلمان آزاد مزاج متجددین بھی لے اُڑے اور انہوں نے بھی تقلیداً وہی کہنا شروع کر دیا جو یورپ کے تباہ کن لٹریچر میں پایا، نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے اسلاف کے اُن طریقوں سے روگردانی کی جو کتاب و سنت سے مؤید اور مشید تھے۔ پھر غیروں کی آراء کا شکار ہو کر اور اپنے اوہام میں پھنس کر جادۂ حق سے منحرف ہو گئے ؎

واہ کیا راہ دکھائی ہے ہمیں مرشد نے کر دیا کعبہ کو گم اور کلیسا نہ ملا

یہ یاد رہے کہ "تصوف اسلام" سے ہماری مراد وہ ہے جس سے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ اخلاق حاصل ہو۔

Marfat.com

اعتقاد صحیح اور عمل بالاخلاص کی دولت میسر ہو، روح مجلّٰی اور دل منور ہو کر تجلیاتِ الٰہی کے جلووں کے قابل ہو اور رضائے خداوندی حاصل ہو کر مقامِ قرب و حضور کی سعادت حاصل ہو۔ اس کو جاہلیت و بدعت کہنا بڑی ناانصافی بلکہ بے دینی ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات میں اسلامی تصوف کی خوب وضاحت کی گئی ہے اور شریعت و طریقت کے اتصال و اتحاد پر روشنی ڈالی ہے۔ مکتوب نمبر ۳۶ جلد ۱ کا مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

"شریعت را سہ جزو است: علم و عمل و اخلاص۔ تا ایں ہر سہ جزو متحقق نشود شریعت متحقق نشود۔ چوں شریعت متحقق شد رضائے حق سبحانہٗ و تعالیٰ حاصل گشت کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ است و رضوان من اللہ اکبر۔ پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد و مطلبے نماند کہ بماورائے شریعت در آں مطلب احتیاج افتد طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بآں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است پس مقصود از تحصیل طریقت و حقیقت تکمیل شریعت

"شریعت کے تین جزو ہیں: اعتقاد، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو ثابت نہ ہوں شریعت کا ثبوت نہیں ہو سکتا جب شریعت ثابت ہو گئی تو خدا تعالیٰ کی رضامندی بھی حاصل ہو گئی جو کہ تمام دنیوی اور اُخروی سعادتوں سے بالاتر ہے۔ کلام الٰہی ہے کہ اللہ کی رضامندی سب سے بڑی ہے پس شریعت تمام دنیوی اور اُخروی سعادتوں کی ضامن ہے اور ایسا کوئی بھی مطلب نہیں کہ سوائے شریعت کے کسی اور طرح پورا ہونے کا محتاج ہو طریقت اور حقیقت جس کے ساتھ صوفی لوگ ممتاز ہیں وہ دونوں ہی شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل میں شریعت کی خادم ہیں۔ پس طریقت اور حقیقت کے حاصل کرنے

Marfat.com

است نہ امرے دیگر ورائے شریعت۔ سے شریعت کی تکمیل کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ "تصوفِ اسلام" شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ جیسے علم عقائد اور علم فقہ شریعت ہی کے دو حصے ہیں اسی طرح علم تصوف اور سلوک بھی ہے۔ صحت اعتقاد کا متکفل علم کلام ہے اور اعمال جوارح کی ظاہری درستی "فقہ" سے وابستہ ہے اور یہی اعمال باعتبار اپنے نتائج اور کیفیات باطنیہ کے کہ ان سے تہذیب نفس اور صفات محمودہ مقصودہ تک رسائی حاصل ہو تصوف سے متعلق ہیں۔ علم شرائع (فقہ) میں زیادہ زور صحت اور صورت عمل کی درستی پر ہوتا ہے، اور تصوف میں غایتِ عمل اور قبولیت مقصود ہوتی ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھیے۔ مثلاً نماز ہے۔ اس میں ایک تو اس کے ارکان واجبات، سنن اور آداب کی ٹھیک ٹھیک اس ظاہری صورت کا ہو جانا ہے جس کا تعلق ظاہری اعضاء وجوارح سے ہے کہ تکبیر تحریمہ اس طرح ہو، قیام کا طریقہ یہ ہے، رکوع میں جسم کی صورت ایسی رہے، قرأت یوں ہوتی ہے، رکوع وسجود میں تسبیحات اتنی مرتبہ زبان سے کہی جاتی ہیں، وغیرہ۔ دوسرے اس کے ساتھ نماز کے اصل مقصود، منشاء اور غایت کا پایا جانا بھی ہے یعنی یہ کہ اس افضل عبادت میں روح عبادت، غایتِ خضوع اور حضورِ رب حاصل ہو۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا منشاء پورا ہو رہا ہو، خشیت رب سے قلب بھرپور ہو کر لقائے رب کی امید میں ڈوبا ہوا ہو نہ یہ کہ نماز میں مشقت، تعب اور تھکن محسوس ہو رہی ہو، وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ۔ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ (الآیۃ)۔ پہلی صورت علم شرائع کی ہے اور دوسری علم سلوک اور تصوف کی۔ اس سے سمجھ لیجیے کہ تصوف وسلوک میں حقیقتِ شریعت کے سوا کوئی اور چیز مقصود نہیں ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے بھی اسی طرح ارشاد فرمایا ہے:

شریعت را صورتے است و حقیقتے صورتش — "شریعت کی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک حقیقت

Marfat.com

آن ست کہ علماء ظواہر بہ بیان آں متکفل اند و حقیقتش آں کہ صوفیہ علیہ بآں ممتازاند۔

ظاہری صورت وہ ہے جس کا بیان علمائے ظواہر کے ذمہ ہے اور حقیقت وہ ہے جس کے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ تصوف سے مقصود نہ تو کشف وکرامات کا حصول ہے اور نہ وجد وحال اور اس قسم کے دوسرے کمالات کا بعض جہلا نے غلطی سے بزرگی اور تقویٰ کا دار و مدار ان مذکورہ امور پر سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ کشف وکرامات کا ظہور بعض بزرگوں سے ہوتا ہے بعض سے نہیں جن سے نہیں ہوتا ان کے مرتبہ میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ اور جن سے ہوتا ہے ان کے مرتبہ میں محض ان کی وجہ سے اضافہ نہیں ہو جاتا۔ پس سمجھ لیجیے کہ بعض نام نہاد صوفی جو اپنے اوراد و وظائف اور عبادات و ریاضات سے فقط کشف و کرامات ہی کے طالب رہتے ہیں اور غیبی صور و اشکال کا مشاہدہ یا غیبی الوان و انوار کا معائنہ ہی ان کا مقصود اور متمنّٰی ہوتا ہے۔ انہوں نے تصوف کے مقصد و منشاء کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو صاحب تصرف و کرامت بننے کے شوق میں اور مخلوق کے قلوب کو مسخر کرنے کے لیے غیر مباح مشغلوں سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں ان کا تصوف سے انتساب خود تصوف کی توہین ہے۔ اس کو تصوف اسلام سے کیا نسبت؟ ؎

چراغ مُردہ کجا شمع آفتاب کجا — بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحؒ نے اپنے مکتوب نمبر ۲۶۶ میں اسی کے متعلق تحریر فرمایا ہے:

وایضاً مقصود از سلوک طریقۂ صوفیہ آں نیست کہ صور و اشکال غیبی را مشاہدہ نمایند والوان و انوار را معائنہ کنند ایں خود داخل لہو و لعب ست۔ صور و انوار حسی چہ نقصان

طریقۂ صوفیہ سے مقصود یہ بھی نہیں ہے کہ غیبی صور و اشکال کا مشاہدہ کریں یا غیبی انوار و الوان کا معائنہ کریں۔ یہ چیزیں لہو و لعب میں داخل ہیں ظاہری صورتوں اور ظاہری انوار میں کیا کمی ہے کہ کوئی ان کو

Marfat.com

دارند کہ کسے اینہا را گزاشتہ بریاضات و مجاہدات تمنائے صور و انوار غیبی نماید۔

چھوڑ کر اس تمنا میں ریاضات و مجاہدات کرے کہ غیبی صورتیں اور انوار مشاہدہ میں آجائیں۔

الغرض تصوف سے مقصود یہ ہے کہ جن عقائد و اعمال کی شریعت نے تعلیم دی ہے ان کا یقین پختہ ہو جائے اور وہ استدلال کے مرتبہ سے ترقی کر کے کشف و شہود کے درجہ میں آجائیں۔ سالک جب اس نعمت سے سرفراز ہوگا تو اخلاص کے ساتھ عمل کرنا بھی آسان ہو جائے گا اور رضائے الٰہی کے سوا اس کا کچھ مطلوب نہ رہے گا۔ پھر فضل خداوندی سے کمال عبدیت سے متصف ہو کر مقام قرب و حضور پر فائز ہوگا۔

حقیقتاً گروہ صوفیہ نام ہے مجسم اخلاص اور پیکر زہد و تقویٰ کا۔ اُمت میں سے اسی گروہ نے سب سے بڑھ کر اتباع سنت رسول کا حق ادا کیا ہے اور زندگی کے تمام شعبوں میں سنت کا بڑا اہتمام رکھا ہے۔ اعمال نبوی کے اعتبار سے دیکھو گے تو کثرت عبادات، تلاوت و ذکر، صوم و صلوٰۃ اور قیام لیل وغیرہ اعمال میں حق اتباع اسی گروہ میں ملے گا۔ اخلاق نبوی کے نمونے تلاش کرو گے تو عفو و حلم، رافت و رحمت اور حیاء و تواضع وغیرہ میں یہی گروہ پیش پیش نظر آئے گا۔ اقوال نبوی کے لحاظ سے جانچو گے تو خیر الکلام اور حسن ہدایت و نصیحت کے پیکر انہی کو دیکھو گے۔ اور احوال نبوی کے لحاظ سے غور کرو گے تو زہد و قناعت، صبر و شکر، تفویض و توکل، خوف و خشیت، تسلیم و رضا میں کامل انہی کو پاؤ گے۔ اُن کا یہ پختہ یقین ہوتا ہے کہ سعادت دارین اور مقصود اصلی ظاہراً و باطناً پیروی رسول کریم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا ہے۔ تمام اکابر طریقت کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے جس پر اُن کی کتابیں گواہ ہیں کہ اصلی سرچشمۂ رشد و ہدایت ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ساری کائنات اسی کے طفیل میں ہے۔ جو شخص اس ذات اقدس سے جتنا زیادہ قرب و مناسبت رکھے گا اسی قدر بامراد اور کامیاب ہوگا:

Marfat.com

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ط

اے رسولؐ! کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

افسوس کہ ارباب ظاہر نے صوفیہ کو باوجود اس قدر اہتمام سنت کے بھی بدعتی کہا ہے اور ان کے سلاسل اور طرق تعلیم کو بدعت وجاہلیت قرار دیا ہے۔ بیعت، مراقبہ، اشغال وافکار، توجہ شیخ اور تصرف وغیرہ معمولات صوفیہ میں سے ہر ایک کو وہ خلافِ سنت کہتے ہیں۔ اس مختصر مقالہ میں ان امور کے متعلق بدعت وسنت کی تفصیلی بحث کا موقع نہیں ہے، اکابر دین نے اس کی تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ان کے رسائل میں بڑی خوبی کے ساتھ امور مذکورہ کا کتاب وسنت سے اثبات موجود ہے خصوصاً اس بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے رسائل و فتاویٰ قابل مطالعہ ہیں جن میں بڑی بسط وتفصیل کے ساتھ طرق تصوف سے متعلق ہر ایک چیز کو کتاب و سنت سے ثابت کیا ہے۔ قول الجمیل، سطحات، لمعات، ہمعات، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، الطاف القدس، فتاویٰ عزیزیہ، دیکھنے کی کتابیں ہیں، لہٰذا ہم اس بحث سے صرفِ نظر کرتے ہیں، لیکن اتنا ضرور عرض ہے کہ اگر بدعت کا مطلب یہی ہے جو ارباب ظاہر کہتے ہیں تو اہل دین کا کوئی طبقہ اور علم کا کوئی حصہ اس الزام سے نہیں بچ سکے گا۔ دیکھیے! حدیث کی تالیف وترتیب میں ایک خاص انداز نظر آتا ہے۔ عہد نبوت اور دورِ صحابہ میں ایسا نہ تھا۔ پھر اسی فن حدیث میں سیکڑوں اصطلاحیں ہیں جو بعد میں وضع کی گئی ہیں اس عہد مسعود میں یہ بھی نہیں تھیں۔ فقہ اور علم کلام کی کتابوں کو پڑھیے متکلمین کی تحقیق اور فقہاء کے استنباط نے مسائل کا دفتر تیار کر دیا ہے اور اس کے لیے اصطلاحات الگ ہیں۔ یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم اور صحابہؓ کے بعد ہی میں ہوا ہے تو کیا یہ سب کچھ بدعت ہے؟ حاشا ایسا نہیں ہے بلکہ یہ سب دین کی خدمت ہے اور منشاء دین کے عین مطابق۔ بس اسی طرح تصوف بھی اپنے تفصیلی مسائل اور خصوصی اصطلاحات کے ساتھ دین کی خدمت کے لیے ہے اور منشاء دین کی تکمیل کے لیے۔ مجتہدین کرام اور ماہرین حدیث نے علم فقہ اور حدیث میں اپنے اجتہاد و استنباط سے کام لیا اور ہر زمانے میں وقتیہ ضرورتوں کو حل کرتے اور اصطلاحات کو وضع کرتے چلے گئے۔ اسی طرح صوفیہ نے اپنے علوم و مشاہدات سے کام لیا اور کتاب و سنت کی روشنی میں وقت و ماحول کی مناسبت سے مرض کی نوعیت اور مریض کے مزاج کے مطابق تدبیریں اور معالجے تجویز کیے جو تیر بہدف ثابت ہوئے اور زمانہ گواہ ہے کہ تزکیۂ نفوس، احسان اور تقویٰ کے مدارج کمال پہ فائز کرنے میں علمائے ظاہر سے کہیں زائد اُمت اہل باطن کی تعلیم و تربیت کی منت کش ہے۔

ایک[1] نئی جماعت صالحین کے مصلح اعظم کا قول ہے کہ یہ لوگ معصوم نہیں تھے، ان سے غلطی ہوئی ہے، کتاب و سنت اس کی کسوٹی ہے۔ جواباً عرض ہے کہ بلاشبہہ کتاب و سنت ہی اصل کسوٹی ہے۔ اسی کسوٹی پر جمہور اہل حق اور سواد اعظم نے تصوف اسلام کو پرکھا ہے اور اجزائے تصوف کی نصوص شرعیہ سے تائید اور توثیق کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اخذ و استنباط جمہور اہل حق اور سواد اعظم ہی کا معتبر ہوتا ہے نہ ہر مدعی اور خود رائے کا

[1] اس نئی جماعت نے تھوڑے عرصہ سے جنم لیا ہے اور اپنے بعض نئے معتقدات و نظریات کے ساتھ ظاہر ہوئی ہے وہ تصوف پر رکیک حملے کرتی رہتی ہے۔ اس نے اپنے خیال میں تصوف اسلام کے مروجہ طرق کے ڈانڈے علی الاطلاق جاہلیت مشرکانہ و راہبانہ سے ملا دیے ہیں اور اس میں کوئی تخصیص روا نہیں رکھی ہے۔ حتیٰ کہ امام مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو بھی نہیں چھوڑا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ تمام اکابر دین ماضی و حال، خواہ وہ محدثین ہوں یا فقہاء، متکلمین ہوں یا مفسرین، اس کی نظر میں ناقص، خاطی اور گمراہ ہیں۔ اس کا لٹریچر اسی قسم کی تنقیصات سے پر ہے، اعاذنا اللہ من ذلک الخرافات ورزقنا اللہ الاستقامۃ علی الحق والصواب۔

Marfat.com

اگر علمائے اُمت کے سوادِ اعظم نے غلطی کی ہے تو اس زمانہ میں کسی فرد یا محدث جماعت کے پاس اپنے معصوم ہونے کی کیا دلیل ہے۔ اللہ اللہ، علمائے اسلام تمام مشائخ محققین حضرت مجدد سرہندی قدس سرہٗ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سب اصل کسوٹی کتاب وسنت کے مصرف سے بے خبر تھے اور ابن تیمیہ کے بعد بس اس زمانہ میں بعض اہل اعجاب و پندار ہی اس سے واقف اور خبردار ہوئے ہیں۔

مخالفین تصوف اہل تصوف کے پاک طینت گروہ کو بدنام کرنے اور تصوف سے بدظنی پیدا کرنے کے لیے بعض جاہل اور ریاکار صوفیوں کے اعمال واقوال کو بھی پیش کرتے ہیں جن کو تصوف سے حقیقتاً کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ ان کا یہ طریقۂ تنقید عقل و دیانت اور انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اُمت کے ہر گروہ اور طبقہ میں اچھوں کے ساتھ بُروں کا وجود بھی چلتا رہا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ صوفیہ کا مقدس گروہ بھی اس سے نہیں بچ سکا۔ ہر زمانہ میں صوفیوں کے لباس میں جہاں اور اہل اہواء کا بھی ایک فرقہ رہا ہے اور اہل حقیقت اس پر تنبیہ کرتے ہی آئے ہیں۔ مولانائے روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نباید داد دست

تصوف ہی نہیں دین کے دوسرے شعبوں کو بھی دیکھیے، حدیث کے پاک صحیفہ میں موضوعات کی آمیزش کی ناکام سعی کی گئی اور محدثین کے مقدس لباس میں مدلسین اور اہل اہواء نے ظاہر ہو کر کیا کچھ فتنہ پردازی نہیں کی۔ لیکن اس سے نہ سچے محدثین کے دامن پر کوئی دھبہ آیا اور نہ اصل حدیث سے اعتبار اُٹھا۔ پھر کسی کے غلط طریقۂ عمل سے اصل تصوف سے بدظنی کیوں ہو۔ اور صوفیائے حق پر حرف گیری کیوں؛ دور کیوں جائیے، آج عموماً مسلمانوں کی کتنی زبوں حالت ہے۔ اس کو دیکھ کر اگر کوئی خود اسلام سے بدظن ہونے لگے تو اس کو نادانی اور حماقت کے سوا اور کیا کہا جائے گا۔

Marfat.com

اس میں بھی شک نہیں کہ اس دورِ انحطاط میں ہماری خانقاہوں کی رشد و ہدایت میں وہ پہلی سی شان نہیں رہی۔ نہ طالبین ہی میں وہ طلب و اخلاص پایا جاتا ہے، اور نہ مشائخ میں سابقین کی طرح زہد و تقویٰ۔ لیکن اس کا انحصار فقط اہل خانقاہ پر ہی نہیں مسلمانوں میں کوئی طبقہ ایسا نہیں جس کی حالت میں آج انحطاط کے آثار نمایاں نہیں ہیں۔ مدارس میں طلباء اور علماء کی حالت کو دیکھیے، ان میں اسلاف کے سچے نمونے کس قدر کم ہیں۔ پھر اگر آج مشائخ میں حضرت جنیدؒ اور شبلیؒ یا خواجہ اجمیریؒ اور حضرت مجدد سرہندیؒ جیسے نہیں ہیں تو علماء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا فضل حق جیسے بھی کہاں ہیں۔ اس دورِ انحطاط میں فی الواقع کاملین کی بہت کمی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا خدا کے بندوں سے خالی نہیں رہتی ہے۔ اب بھی کہیں کہیں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو اسلاف کرام کے صحیح طریقے کے موافق شریعت و طریقت کی پوری پابندی کے ساتھ اسلامی تصوف کے ارشاد و تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔

پھر اگر کسی شخص کی نظر میں کوئی کامل نہ آئے تو پیری مریدی اور بیعت کوئی ایسی شے بھی نہیں کہ ہر حال میں ضروری ہو اور اُس کے بغیر نجات اُخروی حاصل نہ ہو کسی سے بیعت نہ ہو نہ سہی، لیکن نفس تصوف کا خلاف اور اولیاء اللہ کا استخفاف نہ ہونا چاہیے کہ یہ حرمان و خسران ابدی کا موجب ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے مکتوب ۱۰۶ میں تحریر فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت خدا تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ اس سے خوش نصیب انسان ہی مشرف ہوتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام ہروی کا حسب ذیل قول نقل فرمایا ہے:

شیخ الاسلام ہروی می فرمایند الٰہی! چیست	شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ خداوندا! یہ کیا ماجرا ہے
اینکہ دوستان خود را کردی کہ ہر کہ ایشاں را	کہ جن کو تو نے اپنا دوست کیا ہے ان کو جس نے

Marfat.com

شناخت ترا یافت و تا ترا نیافت ایشاں را	پہچانا، تجھ کو پایا۔ اور جس نے تجھ کو نہ پایا ان کو
نشناخت۔ بغض ایں طائفہ سم قاتل ست	نہ پہچانا۔ اس گروہ سے بغض رکھنا زہر قاتل ہے۔
وطعن ایشاں موجب حرمان ابدی است،	اور ان پر طعن کرنا ابدی بے نصیبی کا موجب ہے۔
نجانا اللہ سبحانہ وایاکم عن ھذا الابتلاء	خدا تعالیٰ ہم سب کو اس بلا سے بچائے رکھے۔
شیخ الاسلام فرمود "الٰہی! ہر کرا خواہی براندازی	شیخ الاسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "الٰہی! تو جس کو
اورا با ما در اندازی"	مردود کرتا ہے اس کو ہمارے طعن اور بغض میں ڈال دیتا ہے۔
بے عنایات حق و خاصان حق	حق اور خاصان حق کی عنایت کے بغیر
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق	اگر فرشتہ ہو تو اس کا بھی نامۂ عمل سیاہ ہوتا ہے

لہٰذا اس کتاب کے مطالعہ سے طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کی جامعیت اور کتاب وسنت سے موافقت کا حال معلوم ہوگا۔ نیز حقیقی تصوف سے واقفیت پیدا ہو کر تصوف سے متعلق بہت سے شکوک واوہام صرف ان لوگوں کے قلوب سے جن کے قلوب میں ابھی کچھ اصلاحی قابلیت باقی ہے غین ہے این نہیں ہے رفع ہو جائیں گے۔ ورنہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خالص محبت کے ساتھ اپنے خاص بندوں کی محبت بھی عطا فرمائے۔ اور قصوروں کو معاف فرما کر ہر طرح کی لغزشوں سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ ارزقنا حبك وحب من یحبك و حب عمل یقربنا الی حبك، ربنا اھدنا الصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وبارك وسلم۔

Marfat.com

حمد و نعت

(من مکتوب شریف امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ الذی جعل الامکان مرآۃ للوجوب وصیّر العدم۔ مظہراً للوجود۔ والوجوبُ والوجودُ وان کان صفتے کمالٍ لہٗ سبحانہ فھو تعالیٰ وراٰئھما بل وراء جمیع الاسمآء والصفات ووراء جمیع الشیون والاعتبارات ووراء الظھور والبطون ووراء البروز والکمون ووراء التجلیات والظھورات ووراء کُلّ موصولٍ ومفصول ووراء المشاھدات والمکاشفات ووراء کل محسوس ومعقول ووراء کل موھوم ومتخیل فھو سبحانہ وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء ؎

چہ گویم با تو از مرغے نشانہ! کہ با عنقا بود ہم آشیانہ

ز عنقا ہست نامے پیش مردم ز مرغِ من بود آں نام ہم گم

فلا یصل حمد حامد الیٰ جناب قدس ذاتہٖ بل منتھیٰ جمیع المحامد دون سرادقات عزتہٖ فھو الذی اثنیٰ علیٰ نفسہٖ وحَمِدَ ذاتہٗ بذاتِہٖ فھو سبحانہٗ الحامدُ المحمودُ وما سواہ عاجز عن اداءِ الحمد المقصود کیف وقد عجز عن حمدہ سبحانہٗ۔

Marfat.com

من هو حامل لواء الحمد يوم القيمة ـ تحته آدم و من هو دونه وهو افضل البرايا واكملهم ظهورا واقربهم منزلة واجمعهم كمالا واشملهم جمالا واتمهم بدرا وارفعهم قدرا واعظمهم بهجة وشرفا واقومهم دينا واعدلهم ملة واكرمهم حسبا واشرفهم نسبا واعرفهم بيتا لولاه لما خلق الله سبحانه الخلق ولما اظهر الربوبية وكان نبيا وآدم بين الماء و الطين واذا كان يوم القيامة كان هو امام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم الذى قال نحن الآخرون ونحن السابقون يوم القيمة وانى قائل قولا غير فخر وانا حبيب الله وانا خاتم النبيين ولا فخر وانا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدوا وانا خطيبهم اذا انصتوا وانا مستشفعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا يئسوا الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدى ؎

در قافلۂ کہ اوست دانم نرسم این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

صلوٰة الله سبحانه وتسليمانه تعالىٰ وتحياته عز شانه وبركاته جل برهانه عليه وعلىٰ جميع اخوانه من النبيين والمرسلين والملائكة المقربين وعلىٰ اهل الطاعة اجمعين، صلوٰة وسلاما وتحية وبركة هولها اهل وهم لها اهل كلما ذكره الذاكرون وكلما غفل عن ذكره الغفلون ؎

خدا در انتظار حمد ما نیست محمد چشم بر راه ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس محمد حامد حمد خدا بس

Marfat.com

مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمدؐ! از تو می خواہم خدا را — خدایا! از تو حبِ مصطفیٰ را

محمدؐ عربی کا بروئے ہر دو سرا است — کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

Marfat.com

دُعَائے کبریت احمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ اَبَدًا ۝ وَاَنْمٰى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا ۝ وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا وَعَدَدًا مُؤَبَّدًا ۝ وَاَسْنٰى سَلَامِكَ اَبَدًا مُجَدَّدًا ۝ عَلٰى اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَالْجَانِيَّةِ ۝ وَمَجْمَعِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ ۝ وَطُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ ۝ وَمَهْبَطِ اَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ ۝ وَعُرُوْسِ الْمَمْلَكَةِ الْقُدُّوْسِيَّةِ ۝ وَاِمَامِ الْحَضْرَةِ الرَّبَّانِيَّةِ ۝ وَوَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ ۝ وَمُقَدِّمَةِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَقَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَآءِ الْمُكَرَّمِيْنَ ۝ وَاَفْضَلِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ ۝ حَامِلِ لِوَآءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى ۝ وَمَالِكِ اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى ۝ شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ ۝ وَمُشَاهِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ ۝ وَتَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ ۝ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ ۝ وَمَظْهَرِ سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِيِّ وَالْكُلِّيِّ ۝ وَاِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ ۝ رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ ۝ وَعَيْنِ حَبْوَةِ الدَّارَيْنِ ۝ اَلْمُتَخَلِّقِ بِاَعْلٰى رُتَبِ الْعُبُوْدِيَّةِ ۝ وَالْمُتَحَقِّقِ بِاَسْرَارِ الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ ۝ سَيِّدِ الْاَشْرَافِ وَجَامِعِ الْاَوْصَافِ ۝ اَلْخَلِيْلِ الْاَعْظَمِ ۝ وَالْحَبِيْبِ الْاَكْرَمِ ۝ نَبِيِّكَ الْعَظِيْمِ وَرَسُوْلِكَ الْقَدِيْمِ الْكَرِيْمِ ۝ اَلْهَادِيْ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ اَلْمَخْصُوْصِ بِاَعْلَى الْمَرَاتِبِ وَالْمَقَامَاتِ ۝ اَلْمُؤَيَّدِ بِاَوْضَحِ الْبَرَاهِيْنِ وَالدَّلَالَاتِ ۝ اَلْمَنْصُوْرِ بِالرُّعْبِ الْمُعْجِزَاتِ ۝

Marfat.com

الْجَوْهَرِ الشَّرِيْفِ الْاَبَدِيِّ وَالنُّوْرِ الْقَدِيْمِ الْمُحَمَّدِيِّ ۞ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدَنِ الْمَحْمُوْدِ
فِي الْاِيْجَادِ وَالْوُجُوْدِ ۞ اَلْفَاتِحِ لِكُلِّ شَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۞ وَحَضْرَةِ الْمُشَاهِدَةِ وَالشُّهُوْدِ ۞
نُوْرِ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدَاهُ وَسِرِّ كُلِّ سِرٍّ وَّسَنَاهُ ۞ اَلَّذِيْ شُقِّقَتْ مِنْهُ الْاَسْرَارُ ۞ وَانْفَلَقَتْ
مِنْهُ الْاَنْوَارُ ۞ اَلسِّرِّ الْبَاطِنِ ۞ وَالنُّوْرِ الظَّاهِرِ ۞ اَلسَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْاَوَّلِ
الْاٰخِرِ الظَّاهِرِ الْبَاطِنِ الْعَاقِبِ الْحَاشِرِ النَّاهِيْ الْاٰمِرِ النَّاصِحِ النَّاصِرِ الصَّابِرِ الشَّاكِرِ
الْقَانِتِ الذَّاكِرِ الرَّاجِيْ ۞ اَلْمَاجِدِ ۞ اَلْعَزِيْزِ الْحَامِدِ ۞ اَلْمُؤْمِنِ الْعَابِدِ ۞ اَلْمُتَوَكِّلِ الزَّاهِدِ ۞
اَلْقَائِمِ السَّاجِدِ ۞ اَلتَّابِعِ الشَّهِيْدِ ۞ اَلْوَلِيِّ الْحَمِيْدِ ۞ اَلْبُرْهَانِ الْحُجَّةِ ۞ اَلْمُطَاعِ الْمُخْتَارِ ۞
اَلْخَاضِعِ الْخَاشِعِ الْمُسْتَنْصِرِ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۞ طٰهٰ وَيٰسٓ ۞ اَلْمُزَّمِّلِ الْمُدَّثِّرِ ۞ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۞
وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ ۞ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَحَبِيْبِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اَلنَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَالرَّسُوْلِ
الْمُجْتَبٰى ۞ اَلْحَكَمِ الْعَدْلِ الْحَكِيْمِ الْعَلِيْمِ الْعَزِيْزِ الْحَلِيْمِ ۞ اَلرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ ۞ نُوْرِكَ
الْقَدِيْمِ ۞ وَصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ ۞ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَ
صَفِيِّكَ وَخَلِيْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَوَلِيِّكَ وَنَبِيِّكَ وَاَمِيْنِكَ ۞ وَدَلِيْلِكَ وَنَجِيِّكَ وَذَخِيْرَتِكَ
اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ ۞ اَلنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ
الْاَبْطَحِيِّ الْمَكِّيِّ الْمَدَنِيِّ التِّهَامِيِّ ۞ اَلشَّاهِدِ الْمَشْهُوْدِ ۞ اَلْوَلِيِّ الْمُقَرَّبِ الْعَبْدِ الْمَسْعُوْدِ ۞
اَلْحَبِيْبِ الشَّفِيْعِ الْحَسِيْبِ الرَّفِيْعِ الْمَلِيْحِ الْبَدِيْعِ ۞ اَلْوَاعِظِ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ ۞ اَلْعَطُوْفِ
الْحَلِيْمِ ۞ اَلْجَوَادِ الْكَرِيْمِ ۞ اَلطَّيِّبِ الرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ ۞ اَلْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ ۞ اَلصَّادِقِ
الصُّدُوْقِ الْمَصْدُوْقِ الْاَمِيْنِ ۞ اَلدَّاعِيْ اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ ۞ اَلَّذِيْ اَدْرَكَ

Marfat.com

الْحَقَائِقَ بِجُمْلَتِهَا وَفَاقَ الْخَلَائِقَ بِرُمَّتِهَا وَجَعَلْتَهُ حَبِيبًا وَنَاجَيْتَهُ قَرِيبًا وَأَدْنَيْتَهُ رَقِيبًا وَخَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ وَالدَّلَالَةَ وَالْبَشَارَةَ وَالنَّذَارَةَ وَالنُّبُوَّةَ وَنَصَرْتَهُ بِالرُّعْبِ وَظَلَّلْتَهُ بِالسُّحُبِ وَرَدَدْتَ لَهُ الشَّمْسَ وَشَقَقْتَ لَهُ الْقَمَرَ وَأَنْطَقْتَ لَهُ الضَّبَّ وَالظَّبْيَ وَالذِّئْبَ وَالْجِذْعَ وَالذِّرَاعَ وَالْجَمَلَ وَالْجَبَلَ وَالْمَدَرَ وَالشَّجَرَ وَأَنْبَعْتَ مِنْ أَصَابِعِهِ الْمَاءَ الزُّلَالَ وَأَنْزَلْتَ مِنَ الْمُزْنِ بِدَعْوَتِهِ فِي عَامِ الْمَحْلِ وَالْجَدْبِ وَأَبَلَ الْغَيْثَ وَالْمَطِرَ فَاعْشَوْشَبَ مِنْهُ الْفَقْرُ وَالصَّخْرُ وَالْوَعْرُ وَالسَّهْلُ وَالرَّمْلُ وَالْحَجَرُ وَأَسْرَيْتَ بِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى السَّمَوَاتِ الْعُلَى إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى إِلَى قَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى وَأَرَيْتَهُ الْآيَةَ الْكُبْرَى وَأَنَلْتَهُ الْغَايَةَ الْقُصْوَى وَأَكْرَمْتَهُ بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُشَافَهَةِ وَالْمُعَايَنَةِ بِالْبَصَرِ وَخَصَّصْتَهُ بِالْوَسِيلَةِ الْعُظْمَى وَالشَّفَاعَةِ الْكُبْرَى يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ فِي الْمَحْشَرِ وَجَمَعْتَ لَهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرَ الْحِكَمِ وَجَعَلْتَ أُمَّتَهُ خَيْرَ الْأُمَمِ وَغَفَرْتَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ الَّذِي بَلَّغَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ وَنَصَحَ الْأُمَّةَ وَكَشَفَ الْغُمَّةَ وَجَلَى الظُّلْمَةَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَعَبَدَ رَبَّهُ حَتَّى أَتَاهُ الْيَقِينُ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي يَغْبِطُ فِيهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْهُ فِي الدُّنْيَا بِأَعْلَاءِ ذِكْرِهِ وَإِظْهَارِ دِينِهِ وَإِبْقَاءِ شَرِيعَتِهِ وَفِي الْآخِرَةِ بِقَبُولِ شَفَاعَتِهِ فِي أُمَّتِهِ وَإِجْزَالِ أَجْرِهِ وَمَثُوبَتِهِ وَإِبْدَاءِ فَضْلِهِ عَلَى الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ وَتَقْدِيمِهِ عَلَى كَافَّةِ

Marfat.com

الْمُقَرَّبِيْنَ بِالشُّهُوْدِ ۚ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْكُبْرٰى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا ۚ
وَاَعْطِهِ سُؤْلَهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى كَمَا اٰتَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى ۚ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ
مِنْ اَكْرَمِ عِبَادِكَ عَلَيْكَ شَرَفًا وَّمِنْ اَرْفَعِهِمْ عِنْدَكَ دَرَجَةً وَّاَعْظَمِهِمْ خَطَرًا
اَوْ اَمْكَنِهِمْ عِنْدَكَ شَفَاعَةً ۚ اَللّٰهُمَّ اَتْبِعْهُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ وَاُمَّتِهِ مَا تُقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ
وَاَجْزِهِ عَنَّا خَيْرَ مَا جَازَيْتَ بِهِ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهِ وَاَجْزِ الْاَنْبِيَآءَ كُلَّهُمْ خَيْرَ الْجَزَآءِ ۚ
اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَاَبْلِجْ حُجَّتَهُ وَاَبْلِغْ مَا مُوْلَهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ۚ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا شَهِدَتْهُ الْاَبْصَارُ وَسَمِعَتْهُ الْاٰذَانُ وَ
صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ
وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ ۚ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يَنْبَغِيْ
اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَاَوْلَادِهٖ وَاَحْفَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ
وَاَحْبَابِهٖ وَاَخْتَانِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَخَزَنَةِ اَسْرَارِهٖ وَمَعَادِنِ
اَنْوَارِهٖ كُنُوْزِ الْحَقَآئِقِ وَهُدَاةِ الْخَلَآئِقِ ۚ وَنُجُوْمِ الْاِهْتِدَآءِ لِمَنِ اقْتَدٰى بِهِمْ
وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا دَآئِمًا اَبَدًا ۚ وَارْضَ عَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ رِضًى سَرْمَدًا عَدَدَ
خَلْقِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَمُنْتَهٰى عِلْمِكَ كُلَّمَا
ذَكَرَكَ ذَاكِرٌ وَّكُلَّمَا سَهٰى عَنْ ذِكْرِكَ غَافِلٌ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّلَنَا
صَلَاحًا وَّاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَ

Marfat.com

اللِّوَاءِ الْمَعْقُوْدِ ۚ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ ۚ وَصَلِّ يَا رَبِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْاَوْلِيَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَعَلٰى سَيِّدِنَا الشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ
الْاَمِيْنِ الْمَكِيْنِ ۚ وَمَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۚ وَصَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ وَرَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ
ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَا مَضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلٰوةً
تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوةً لَّا غَايَةَ لَهَا وَلَا اِنْتِهَآءَ وَلَا اَمَدَ لَهَا وَلَا اِنْقِضَآءَ
صَلَوَاتِكَ الَّتِيْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ صَلٰوةً مَّعْرُوْضَةً عَلَيْهِ مَقْبُوْلَةً لَّدَيْهِ صَلٰوةً دَآئِمَةً
بِدَوَامِكَ وَبَاقِيَةً بِبَقَآئِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَ
تَرْضٰى بِهَا عَنَّا صَلٰوةً تَمْلَأُ الْاَرْضَ وَالسَّمَآءَ صَلٰوةً تُحَلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُفَرَّجُ
بِهَا الْكُرَبُ وَيُجْرٰى بِهَا لُطْفُكَ فِيْ اَمْرِيْ وَاُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ ۚ وَبَارِكْ لَنَا عَلَى
الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاهْدِنَا وَاَمْدِدْنَا وَاجْعَلْنَا اٰمِنِيْنَ ۚ وَيَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ
لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَاٰخِرَتِنَا وَتَوَفَّنَا عَلَى الْكِتٰبِ
وَالسُّنَّةِ وَاجْمَعْنَا مَعَهٗ فِي الْجَنَّةِ مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ بَئِيْسٍ مَعَ كُلِّ شَفِيْقٍ وَّاَنِيْسٍ ۚ وَاَنْتَ
رَاضٍ عَنَّا وَلَا تَمْكُرْ بِنَا وَاخْتِمْ لَنَا مِنْكَ بِخَيْرٍ وَّعَافِيَةٍ بِلَا مِحْنَةٍ اَجْمَعِيْنَ ۚ خَتَمَ اللّٰهُ
لَنَا بِالْحُسْنٰى هُوَ مَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۚ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ

Marfat.com

نعت شریف

(از عزیز صاحب حاصل پوری)

محمدؐ، علیہ السلام، اللہ اللہ

نبیؐ رفیع المقام، اللہ اللہ

بہ تخلیق اوّل بہ تبلیغ آخر! ہوا دین ان پر تمام اللہ اللہ

وہ سردار ہیں اوّلیں آخریں کے لقب ان کا خیر الانام اللہ اللہ

شفیع الامم، سیّد المرسلیں ہیں تمام انبیاء کے امام اللہ اللہ

زمیں پر محمدؐ تو احمدؐ فلک پر مبارک یہ ہیں ان کے نام اللہ اللہ

مقامِ دنیٰ پر ہوا جلوہ فرما! نبوت کا ماہِ تمام اللہ اللہ

مسلسل تری ذاتِ اقدس پہ آقا درود و سلام اللہ اللہ

کنیزیں ترے گھر کی حورانِ جنت تو غلمان در کے غلام اللہ اللہ

رُخِ پاک صبحِ بہشت بریں ہے تو زلفیں ہیں جنت کی شام اللہ اللہ

سرِ آسماں خم ترے آستاں پر ستاروں کے پیہم سلام اللہ اللہ

عزیزؔ اُدنُ مِنّی کی دلکش فضا میں

فَاَوحیٰ کی شانِ خرام اللہ اللہ

Marfat.com

عرضِ نیاز و التماس

(از فقیر مقصود احمد مجددی متخلص بہ آہ ذریعۂ تخمیس بر اشعار نعتیہ از حضرت مولینا جامی علیہ الرحمۃ)

زدوری اے شہِ عرش آشیانہ زمہجوری نبیِ ذی الکرامہ جہاں تاریک شد اکنوں بیائہ

بتن در پوش عنبر بوئے جامہ
بسر بر بند کافوری عمامہ

ہمہ عالم زہجرِ تست پُر غم! زوصلِ خویش فرما شاد و خرّم کہ جاں باز آید اندر جسم بیدم

زمہجوری برآمد جانِ عالم!
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم

نہ آخر از خدا ہر دم قرینی نہ آخر اُمتانت را مُعینی نہ آخر تو شفیع المذنبینی

نہ آخر رحمۃٌ لِلعالمینی
زمحرومان چرا فارغ نشینی

خدارا حالِ ما دریاب برخیز زہجرت جاں شدہ بیتاب برخیز جگر پر داغ و دل خونناب برخیز

زخاک اے لالۂ سیراب برخیز
زنرگس خواب چند از خواب برخیز

چرا از چشمِ مشتاقاں نہانی؟ درانحالیکہ تو آرام جانی رخت بنما زراہِ مہربانی

بروں آور سر از بُردِ یمانی کہ روئے تست صبحِ زندگانی

Marfat.com

قدم مارہ عرب شاہِ اُمم رنہ خراماں پا بروں مہرِ عجم رنہ! بفرشِ دیدہ پائے ذی حشم رنہ
زحجرہ پائے در صحنِ حرم رنہ
بفرقِ خاکِ رہ بوساں قدم رنہ

بکن شاداں دلِ ناشادگاں را بکن آباد جاں بربادگاں را مددگاری بکن واماندگاں را
بدہ دستے زپا اُفتادگاں را
بکن دلدارے دل دادگاں را

کرم فرمائے شاہِ شاہاں ترحّم بہرِ حق محبوبِ رحماں جمالِ خویش بنما نورِ یزداں
شبِ اندوہ ما را روز گرداں
زرویت روزِ ما فیروز گرداں

کرم بر حالِ ما بہرِ خدا کن قبولِ ایں التماسِ عرضِ ما کن بما احساں پئے قربے فزا کن
ادیم طائفی نعلین پا کن
شراکِ از رشتۂ جانہائے ما کن

بآں روئے کہ صبیحے از نگاہند بدل قربان چشمان سیاہند نہ خواہان جلال و عزّ و جاہند
جہانے دیدہ کردہ فرش راہند
چو فرشِ اقبال پا بوسِ تو خواہند

خوشا کز ہند رختِ خود بہ بندیم خوشا کز شوق مستانہ دویدیم خوشا کز بہر دیدارت چمیدیم
خوشا کز گرد رہ سویت رسیدیم بدیدہ گرد از کویت کشیدیم

Marfat.com

اگرچہ گمرہ و خوار و تباہم اگرچہ در ہوس شام و پگاہم اگرچہ از معاصی روسیاہم
اگرچہ غرق دریائے گناہم
فتادہ خشک لب بر خاک راہم

اگرچہ کردہ ام بیحد گناہے مگر اکنوں بصد فریاد و آہے بدرگاہِ تو حاضر عذر خواہے
تو ابرِ رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی بر حالِ لب خشکاں نگاہے

بکن برآ کہ الطافِ دوامی کہ در دارین یا بدنیک نامی بشو ہر اُمتی را نیز حامی
بحسنِ اہتمامت کارِ جامی
طفیلِ دیگراں یا بد تمامی

Marfat.com

بعض اعمال روز و شب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرما و گرما، سفر و حضر میں بعد نصف شب بیدار ہوتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔ اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۝ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ بعدازاں بیت الخلا کو تشریف لے جاتے۔ پہلے بایاں پاؤں بیت الخلا میں رکھتے بعد اُس کے داہنا، اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ بعدازاں اُس جگہ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر زور رکھتے۔ بعد فراغت بکلوخ طاق استنجا کرکے اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں نکالتے، بعدازاں مستقبل بقبلہ وضو کو بیٹھتے اور بوقت وضو کسی سے مدد طلب نہ کرتے اور آفتابہ بدست چپ رکھتے، اور ابتداء ہاتھ دھونے میں یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْكُفْرُ بَاطِلٌ۔ پہلے داہنے ہاتھ پہ پانی ڈالتے بعدازاں بائیں پہ۔ بعدازاں دونوں ہاتھ جمع کرکے دھوتے اور انگلیوں میں کفِ دست کی طرف سے خلال کرتے اور بوقت مضمضہ مسواک استعمال فرماتے اور تین دفعہ داہنی طرف اور تین دفعہ بائیں طرف کرتے، پھر زبان پر کرتے۔ اور اگر زیادہ کرتے تو رعایت وتر کرتے اور پہلے داہنی طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں۔ بعدازاں بائیں

Marfat.com

طرف کے اوپر کے دانتوں میں اور پھر نیچے کے دانتوں میں اور ہر وضو میں التزام مسواک رکھتے تھے۔ بعد فراغ مسواک کو اکثر خادم کے سپرد کرتے تھے اور وہ اس کو اپنی پگڑی کے بیچ میں رکھ لیتا۔ اور آپ مضمضہ دور ڈالتے تھے اور رعایت تثلیث رکھتے تھے۔ بوقت مضمضہ یہ دعا پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَعَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی صَلٰوۃِ حَبِیْبِکَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ اور تین دفعہ استنشاق بھی تازہ پانی سے جدا جدا کرتے تھے اور بوقت استنشاق یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ۔ اور بعدہٗ منہ مبارک پر کمال آہستگی و سہولت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ داہنے رخسارے پر اور بایاں ہاتھ بائیں رخسارے پر گذارتے اور داہنے کو بائیں پر تقدم کرتے تاکہ ابتدا داہنی سے ہو۔ اور منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِکَ یَوْمَ تُبَیِّضُ وُجُوْہُ اَوْلِیَآءِکَ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَعْدَآءِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ بعدازاں داہنے ہاتھ کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر ہاتھ پھیرتے تاکہ قطرہ نہ رہ جائے اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ دھوتے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا وَّاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ وَلَا تُحَاسِبْنِیْ حِسَابًا عَسِیْرًا وَّاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ بعدازاں داہنے چلو میں پانی لے کر بائیں کف دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اڑیں اور تمام سر کا مسح کر کے اور اطراف سر پر

Marfat.com

دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیر لاتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ بِرَحْمَتِكَ وَ اَنْزِلْ عَلَیَّ بَرَکَاتِكَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ۔ بعدازاں اسی پانی سے مسح گوش باطن سبابہ اور پشت گوش ترانگشت سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَ رَقَابَ اٰبَائِیْ وَاَعْذِنِیْ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ بعدازاں داہنا پاؤں تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر تک دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ قریب خشک کے ہو جاتا اور اسی طرح سے بایاں پاؤں دھرتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ وَ قَدَمِ وَالِدَیَّ عَلٰی صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِیْمِ، یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ فِی النَّارِ بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ اور بعد فراغت وضو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ ۝ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ، وَاجْعَلْنِیْ عَنِ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ وَاجْعَلْنِیْ عَبْدًا شَکُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ اَنْ اَذْکُرَكَ کَثِیْرًا وَّنُسَبِّحَكَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ تا آخر سورۃ اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَآئِكَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَآئِكَ وَعَافِنِیْ مِنَ الْبَلَآءِ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْاَھْوَالِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ۔ اور اعضاء وضو کپڑے سے نہ پونچھتے۔ بعدازاں پوشاک لطیف و نفیس پہنتے و بہ تجمل و وقار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت خفیف گزارتے اور اُن دو رکعت میں قراءت بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے: وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُھُمْ مَّغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا وَنِعْمَ اَجْرُ

Marfat.com

الْعَامِلِيْنَ۔ اور دوسری رکعت میں بعد قرأت فاتحہ یہ آیت پڑھتے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ باقی نماز تہجد کو بطول قراءۃ ادا کرتے، غالباً دو تین سیپارہ قرآن پڑھتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالت غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گزر جاتی۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے۔ پس ازاں دوسری دو رکعتیں بقراءت طویلہ۔ لیکن اول سے کم ادا کرتے۔ اور علیٰ ہذا القیاس بعد کی رکعتیں ایک دوسرے سے کم ادا فرماتے۔ بعد ازاں اگر اوّل شب میں وتر نہ پڑھے ہوتے تو تین وتر پڑھتے اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے اور سوم رکعت میں بعد سورۂ اخلاص قنوت حنفی قنوت شافعی سے ضم کرتے جیسی کہ حنفیوں کی کتابوں میں موجود ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ، اِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِىِّ۔ اور اگر وتر اول شب میں پڑھ لیا کرتے تو تہجد بارہ رکعت پڑھتے اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر بھی اکتفا فرماتے اور اکثر نماز تہجد میں سورۂ یٰسین پڑھتے اور فرماتے کہ اس کی قراءت میں نفع بسیار اور نتائج بے شمار پائے ہیں۔ اور سورۂ الم سجدہ اور ملک اور سورۂ مزمل اور سورۂ واقعہ اور چہار قل بھی پڑھتے تھے۔ اور بعد نماز آخر سورۂ آل عمران اس جگہ سے پڑھتے تھے: اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلٰى آخر سورہ۔ اور ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے۔ بعدہٗ صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافقت سنت سنیہ علیٰ

Marfat.com

مصدرہ الصلوٰۃ والسلام سو جاتے تاکہ تہجد بین النومین واقع ہو اور قبل صبح بیدار ہوتے اور وضو جدیدہ فرما کر سنت گھر پڑھتے۔ بعدازاں بجانب قبلہ داہنا ہاتھ رخسارے کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے۔ پھر اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا۔ بعدازاں فرض فجر بجماعت کثیر اول وقت آخر غلس میں ادا کرتے اور خود امامت فرماتے اور طوال مفصل پڑھتے اور بعد ادائے فرض اسی جلسہ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور سات دفعہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ پڑھتے۔ بعدازاں یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے: اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ اِلَى اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وآیۃ الکرسی وکریمہ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ اِلٰى تُخْرَجُوْنَ۔ پھر یمین ویسار قوم کی طرف رجوع ہو کر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور بعد دعا دونوں ہاتھ مبارک منہ پر لاتے۔ بعدازاں مع اصحاب حلقہ ذکر فرماتے اور شغل باطنی میں تابلندی آفتاب بقدر نیزہ مشغول رہتے۔ حلقہ میں کبھی کبھی حافظ سے قرآن بھی سنتے اور بعد فراغ حلقہ دو رکعت نماز پڑھتے۔ اول رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی اور سورہ یٰسین تا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ اور دوسری رکعت میں اس آیت سے تا آخر سورۂ مذکور و سورۂ والشمس اور پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے۔ کبھی اول رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور کبھی پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ وَاَلَمْ نَشْرَحْ وقُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین مرتبہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھتے اور بعد تشہد درود و استغفار اس طرح پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ اَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ بعدہٗ دعائے استخارہ پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ

Marfat.com

وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَا اُرِيْدُ مِنْ اَيِّ عَمَلٍ خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَلْيَوْمَ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَا اُرِيْدُ مِنْ اَيِّ عَمَلٍ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَلْيَوْمَ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

بوقت شام بعد اتمام اوّابین بھی یہی دعاء استخارہ پڑھتے اور بجائے الیوم اللّیل پڑھتے۔ اور جب بعد نماز صبح سکوت فرماتے تو بعض دعوات یومی بعد اشراق پڑھتے۔ دعوات یہ ہیں: اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدٰهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔ اور شام کے وقت بجائے الیوم اللّیل واصبح امسیٰ پڑھتے اور تین مرتبہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور تین دفعہ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور سات دفعہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اور سات دفعہ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ قَلِّبْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ اور سات دفعہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور سات دفعہ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اور سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تینتیس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور ایک دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

Marfat.com

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور بعض ادعیہ کو بعد نماز اوابین پڑھتے اور ان چہار کلمات کو ہر فرض کے بعد موافق اعداد مذکور بالا پڑھتے۔ بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے اور مقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے اور کبھی کبھی کلمۂ طیبہ کا تکرار کرتے، اور گاہ گاہ طالبانِ خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی کرتے اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ان کا احوال خفیہ اگلا و پچھلا خود بہ تفصیل و شرح فرماتے اور مقامات اور کیفیات سے آگاہ فرماتے۔ اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاصہ و معارف مکشوفہ بیان فرماتے اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا گویا القاءً اعطاءِ حال کرتے ہیں۔ اور بارہا ایسا اتفاق ہوتا کہ جس وقت طالب کوئی معرفت حضرت کی زبان مبارک سے سنتے بمجرد سننے کے اسی معرفت سے توجہ حضرت متحقق ہو جاتے اور ہر ایک کو اس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر و فکر فرماتے، اور تمام کو علو ہمت اور اتباع سنت و دوام ذکر و حضور مراقبت و اخفائے حال کی تاکید فرماتے اور تکرار کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت ترغیب دلایا کرتے اور فرماتے کہ تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ معظمہ کے مثل قطرہ کے ہے بمقابلہ دریائے محیط کے۔ فرماتے کہ یہ کلمۂ طیبہ جامع کمالات ولایت اور نبوت ہے، اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے پر بخش دیں اور بہشت میں بھیج دیں تو بھی گنجائش رکھتا ہے۔ فرماتے کہ اس کے برابر کوئی آرزو دل میں نہیں ہے کہ ایک گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمہ کی تکرار سے ملتذذ اور محظوظ ہوں، مگر کیا کیا جائے کہ تمام آرزو میسر نہیں۔ اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے تاکہ معلوم ہو کہ کونسا مسئلہ مفتیٰ بہ ہے اور کون مسنون و معمول، اور کون بدعت و مردود۔ حضرت کے اصحابوں سے خاموشی کی صحبت ہوتی اور اصحاب پر اس قدر دہشت اور ہیبت غالب تھی کہ مجال انبساط و دم زدن نہ تھی۔ اور حضرت کی

Marfat.com

تمکین اس درجہ کی تھی کہ باوجود تواتر و تکاثر واردات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی اثر تلوین ظاہر نہیں ہوا۔ البتہ بسبیل ندرت چشم پرآب ہو جاتی۔ اور گاہ گاہ اثناءِ بیان حقائق میں تلون رنگ رخسارہ و دیدہ ہو جاتا۔

جب ضحوۂ کبریٰ ہو جاتا تو حضرت نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعت ادا کرتے۔ ہر چند کہ چار رکعت جو اول پڑھتے تھے داخل ضحیٰ نہیں۔ حاصل یہ کہ نماز ضحیٰ بارہ رکعت پڑھتے تھے اور کبھی بسبب قلت انہی چار رکعت پر جو کہ اوّل پڑھتے اکتفا فرماتے اور کبھی دو اول پر ہی۔ اور قراءت نماز چاشت بعد فاتحہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی، وَالشَّمْسِ، وَاللَّيْلِ، وَالضُّحٰی اور چہار قل پڑھتے تھے۔ اوائل حال میں نماز تہجد و ضحی و فی زوال میں اکثر تکرار قراءت سورۂ یٰسٓ فرماتے حتیٰ کہ گاہ گاہ اسّی اسّی مرتبہ اس سورت کا دن رات میں پڑھنے کا اتفاق ہوا جب ضحیٰ کبریٰ ہو جاتا، نماز ضحیٰ خلوت میں ادا کر کے حرم سرا میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھانے کے وقت فرزندوں اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے اور جو کچھ بچتا سب میں حصہ رسد عطا فرماتے، اور اگر اس وقت فرزندوں اور درویشوں اور خادموں میں سے کوئی موجود نہ ہوتا اس کا حصہ رکھ چھوڑنے کے واسطے ارشاد فرما دیتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا بہت لذیذ ہوتا۔ نقل ہے کہ جب حضرت لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے، بادشاہ کا گزر سرہند میں ہوا۔ حضرت نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھانا کھا کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ بیشک کبھی نہ کھایا ہوگا، کیونکہ یہاں سی سرایت انوار و نسبت و طہارت اس کے کھانے میں کہاں۔ راقم الحروف کا اپنا تجربہ ہے کہ جو حضرت مرشدی و مولائی حضرت مولانا غلام نبی صاحب احمدی للہی قدس سرہٗ کے گھر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی خشک ہوتا جو لذت ہوتی وہ کسی امیر کبیر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی مرغن ہوتا نہیں پائی۔ وہی سرایت انوار و نسبت کی وجہ ہے۔ کھانا کھاتے وقت حضرت واہنا زانو کھڑا کر لیتے اور بایاں لٹا دیتے اور گاہ گاہ دونوں زانو کھڑے کر لیتے اور بسم اللہ پڑھ کر

Marfat.com

کھانا شروع کرتے اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور سورۂ لِاِیْلٰف پڑھتے بعد طعام اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ اللَّطِیْفَ الْمَلِیْحَ بِغَیْرِ حَوْلٍ وَّلَا قُوَّۃٍ۔ اور اگر طعام شیریں ہوتا تو ھٰذَا الطَّعَامَ اللَّطِیْفَ الْحُلْوَ فرماتے، اور کبھی یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے تو بھی یہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَکَلَۃٍ وَّبَاذِلِہٖ وَلِمَنْ کَانَ لَہٗ شَیْءٌ فِیْہِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اگر صاحب طعام موجود ہوتا تو فرماتے جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اگر صاحب طعام غائب ہوتا تو جَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اور کبھی یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اجْعَلْھَا عَوْنًا عَلٰی مَا تُحِبُّ۔ اور تین انگلیوں سے لقمہ لیتے۔ اور جب خواہش نہ ہوتی طبق تک ہاتھ لیجا کر مزا لیتے گویا کھانے کی رغبت نہیں ہے۔ محض اس نیت سے کہ کھانا سنت ہے تناول فرماتے۔ آپ کی غذا نہایت قلیل تھی۔ مع ذٰلک فرمایا کرتے کہ بحکم اقتضاء آخر زمانہ بھوک میں کمال اتباع آں سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم میسر نہیں ہوتا۔ اور کھانا نہایت خضوع و خشوع سے تناول فرماتے اور اس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے۔ فرمایا کہ عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی طرف کھانے زیادہ نہیں کھینچتی۔ بعد طعام کے تھوڑی دیر بحکم سنت قیلولہ فرماتے در جیسے ہی سایہ پھرتا اور مؤذن اذان کہتا بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بقوت و عجلت تمام بستر سے زمین پر آتے اور اس میں ناغہ نہ ہوتا۔ اور بوقت سننے اذان کے اعادہ کرتے مگر وقت حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھتے۔ بعد ازاں دعاء اذان پڑھ کر فی الفور ہی کھڑے ہو جاتے اور وضو کر کے نفیس پوشاک پہن کر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے بعد ازاں چار رکعت سنت زوال بطول قراءت

Marfat.com

ادا کرتے اور فرماتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانِ بعثت سے تا زمانِ رحلت سنت زوال ترک نہیں کیں۔ اور اس میں طوال مفصل پڑھتے اور کبھی بمقتضائے گنجائش اختصار قراءت پر اکتفا فرماتے۔ بعد ازاں چار رکعت سنت مؤکدہ ظہر کی پڑھتے اور بعد تکبیر اقامت خود امامت فرماتے اور فرض ظہر پڑھتے اور قراءت طوال پڑھتے اور بعد فراغ فرض یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے بعد ازاں دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے اور پھر چار رکعت سنت زائد پڑھتے۔ بعد ازاں دعوات کہ بعدہٗ ماثورہ ہیں پڑھتے۔ اس کے بعد قوم کی جانب ہو بیٹھتے اور اصحاب حلقہ کرتے اور حافظ قرآن پڑھتا اور حضرت یاروں کی طرف مراقب و متوجہ بیٹھ جاتے۔ بعد فراغ از حلقہ دو ایک سبق دینی درس فرماتے اور جب وقت عصر ہو جاتا تو تجدید وضو کے واسطے اُٹھتے اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے۔ بعد ازاں خود امام ہوتے اور جماعت فرض عصر بجماعت کثیر ادا فرماتے۔ بعد ازاں ادعیۂ ماثورۂ وقت عصر پڑھ کر قوم کی طرف پھر بیٹھتے اور اصحاب حلقہ کرتے اور حافظ قرآن پڑھتا اور حضرت اور اصحاب مراقب بیٹھتے۔ اور کبھی احوال پرسی کا شغل کرتے اور متوجہ حال طالباں ہوتے اور ان کی ترقی کے واسطے ہمت فرماتے اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے۔ بعد ازاں اوّل وقت نماز مغرب پڑھتے۔ بعد ادائے فرض دس مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھتے اور سات دفعہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ پڑھتے اور بعد ازاں چار رکعت نماز اوابین پڑھتے اور اکثر اوقات اس میں سورہ واقعہ اور سورۂ اخلاص پڑھتے اور گاہ چھ رکعت پڑھتے۔ اور نماز عشا بعد از زوال بیاض افق کہ نزدیک امام اعظم صاحب شفق اسی سے مراد ہے و وقت متفق علیہ ہے مسجد میں تشریف لاتے۔ اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے، بعد ازاں چار رکعت سنت یا دو رکعت گزارتے اور پھر فرض ادا کرتے اور بغیر اس کے کہ ادعیہ پڑھیں اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ

Marfat.com

پڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے اور دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ بعدازاں چار رکعت اور مستحب پڑھتے۔ بعدازاں وتر پڑھتے۔ بعدازاں الٓمٓ سجدہ اور کبھی بعد فرض چار رکعت میں سورۂ سجدہ، تَبَارَكَ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ و قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھتے اور دُعاءِ قنوت حنفی و شافعی کہ حنفیوں نے جمع کیا ہے جمع کرتے۔ بعدازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھتے اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھتے۔ اور آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا اور فرماتے تھے کہ اس میں اختلاف ہے۔

بروقت نماز حضرت ہر دو ابہام کو کان کی لو تک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر اس کے کہ کھلی یا چھوڑی رکھیں بلکہ متوجہ بقبلہ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے اور زیر ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے کہ داہنے ہاتھ کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا اور تین انگلیاں کلائی پہ لمبی لمبی رکھی جاتیں اور دونوں پاؤں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا اور دونوں پاؤں پہ برابر زور رکھتے اور ایک پاؤں پر زور دے کر دوسرے کو آرام نہ دیتے اور قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھتے اور نہایت تجوید اور تعمق معانی و اسرار قرآنی سے قراءت پڑھتے۔ بعدازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور قدموں پر نظر رکھتے اور سر پشت کے برابر کیا کرتے اور زانو انگلیاں کھول کر بقوت پکڑتے اور زانو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے بعدازاں قومہ بمقدار تسبیح کرتے اور در حال انفراد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد پڑھتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کی نرمہ پر نگاہ رکھتے اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے اور بوقت سجدہ تمام اعضاء پر برابر زور دیتے۔ اور تشہد میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے اور کنار پر نظر رکھتے۔ اور حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے۔ بہت سے آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہوتے۔

Marfat.com

بعد نماز عشا اور قبل سونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر اور اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا عَنِ الْمُحْسِنِیْنَ و قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ اور چہار قل پڑھتے اور جس وقت لیٹتے پہلوئے راست پر تکیہ کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ وَاِنْ اَرْسَلْتَنَا فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ وَلْیَجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ مَا یَتَکَلَّمُ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ بِکُلِّ لِسَانٍ وَّاَسْتَعِیْذُکَ مِنَ الْبَلَایَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار کرتے پھر تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تینتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھتے اور سو دفعہ بعد نماز تہجد کے بھی پڑھتے اور سو دفعہ ہر روز مواظبت رکھتے۔ پھر خواب کرتے نماز جمعہ کو جس طرح کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے اس طرح ادا کرتے اور بعد فرض جمعہ سات دفعہ سورۂ اخلاص اور سات دفعہ مُعَوِّذَتَیْن مع بسم اللہ پڑھتے اور صلوٰۃ ظہر کو قبل جمعہ نہ ادا کرتے بلکہ اس کو مکروہ جانتے بعد ادا جمعہ پڑھتے اور فرماتے کہ شرائط جمعہ بقول بعض اس وقت نہیں پائی جاتیں اور اس طرح نیت کرتے نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعۃ اٰخر فرض ظہر ادرکت وقتہ ولم ادیہ او اداے نماز ظہر کو بجماعت نہ پڑھتے۔ اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو مفرد ادا کرتے اور اسی طرح سفر میں طریقہ

Marfat.com

جاری رکھتے۔ باوجود اس کے نماز بجماعت ادا کرنے کے نہایت حریص تھے اور فرماتے تھے کہ ہم تابع مجتہد ہیں۔ انہوں نے جو فرمایا ہے وہ کرنا چاہیے اور جو منع کیا ہے اس کو نہ کرنا چاہیے۔ اور آخر عشرۂ رمضان میں مسجد میں معتکف بیٹھتے اور عشرۂ ذی الحجہ میں بھی عزلت کرتے اور ان عشرات میں طاعات و اذکار و صیام کے بہت حریص ہوتے اور درود پڑھتے اور شبہائے جمعہ کو مع اصحاب حلقہ کر کے درود شریف پڑھتے۔ عید اضحیٰ کو راہ میں تکبیریں بلند کہتے جاتے اور عشرہ ذی الحجہ کو حاجیوں کی شباہت کر کے سر اور ناخن نہ ترشواتے اور بعض ادعیۂ ماثورہ پڑھا کرتے اور عشرۂ ذی الحجہ میں ہر روز نماز عشا اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورۂ والفجر پڑھتے۔ نماز کسوف و خسوف پڑھتے اور نماز تراویح کی بیس رکعت ادا کرتے اور سفر و حضر میں بجمعیت تمام ادا کرتے اور تین قرآن شریف سے کم ایام صیام میں ختم نہ کرتے اور ہر چار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْت۔ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْت، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ پڑھتے۔ اور دیگر ایام میں چونکہ خود حافظ قرآن تھے بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا اور نماز وغیرہ میں اس طرح قراءت پڑھتے تھے کہ گویا ادائے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں اور سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا تھا کہ اسرار قرآنی اس مقرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں۔ بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہ ہوتے تھے کہتے تھے کہ حضرت قرآن اس طور سے پڑھتے ہیں گویا الفاظ ان کے دل سے نکلتے ہیں۔ اور ہرگز آواز بنا کر نہ پڑھتے۔ اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی لیکن حضرت کو کبھی کچھ نہ ہوتی تھی اور اسی طرح کھڑے کھڑے قرآن سنتے۔ ملا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کی کہ

Marfat.com

کیا باعث ہے کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی؟ فرمایا شناوری دریائے اسرار قرآنی فرصت نہیں دیتی کہ پلک بھی جھپکاؤں۔ سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے اور جس وقت آیت سجدہ آتی فی الفور سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ کرتے اور حالت انفراد میں رکوع و سجود پانچ و سات بلکہ نو و گیارہ پڑھتے اور کبھی تین مرتبہ پر اقتصار فرماتے حسب موقع۔ اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ باوجود قوت اور استطاعت حالت انفراد میں اقل تسبیحات پر اقتصار کیا جائے۔ اور حالت امامت میں اس قدر کہتے کہ مقتدی بفراغت تین مرتبہ کہہ سکیں۔ اور جس طرح اس بات کی احتیاط کرتے کہ سنت میں نقصان نہ ہو اسی طرح اس میں بھی احتیاط کرتے کہ زیادتی نہ ہو۔ اور سوائے نماز تراویح و کسوف و خسوف اور کسی نفل کی جماعت نہ کرتے اور اس کو مکروہ جانتے۔ اور ہر کام نماز استخارہ سے شروع کرتے اور کبھی صرف دعاء استخارہ پر اکتفا فرماتے۔ اور تشہد میں انگشت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے کہ مذہب حنفی میں حرام و مکروہ ہے۔ ہر چند کہ بہت سے علماء اس کی سنیت کے بھی قائل ہیں مگر بحکم اذا دار الامر بین السنۃ والکراھۃ فترکہ اولیٰ مع ذلک کبھی کبھی بمقتضائے حدیث نوافل میں اشارہ بھی کرتے تاکہ یہ عمل متروک مطلق نہ ہو۔ اور مریض کی عیادت کو جاتے اور ادعیہ ماثورہ سرہانے پر پڑھتے اور دفع مرض کے واسطے توجہ باطنی فرماتے۔ اور قبروں کی زیارت کو جاتے اور بدعاء و استغفار مدد فرماتے اور اموات سے استعانت جائز رکھتے بلکہ خود بھی کرتے اور باطنی توجہ سے رفع عذاب و ترقی درجات کرتے۔ دعوت خاص قبول فرماتے اور دعوت عام میں تشریف نہ لیجاتے اور مجلس سرود خوانی و مولود خوانی میں حاضر نہ ہوتے۔ مولود عبارت از قصائد نعت و اشعار خیر نعت خواندن مکتوب دوسو بہتر جلد اول۔ ذکر جہر ترک اولیٰ بلکہ بدعت جانتے خواص بشر کو خواص فرشتوں پر فضل دیتے اور نبوت کو ولایت سے افضل جانتے۔ اگرچہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہو۔ اور غلبۂ صحو کو غلبہ سکر پر ترجیح دیتے اور صحو خالص نصیب عوام کالانعام کہتے۔ اور اولیاء عشرت کو

Marfat.com

جو کہ خلائق کی ہدایت میں مشغول رہتے ہیں اولیائے عزلت سے جو کہ جنگل و پہاڑوں میں بیٹھتے ہیں بہتر جانتے اور تمام اصحاب کو تمام اولیاء امت سے خواہ وہ قطب ہوں یا غوث افضل جانتے اور مشاجرات صحابہ کو اجتہاد پر محمول فرماتے اور ہوائے نفسانی سے برا سمجھتے۔ طریق مشائخ میں طریقہ نقشبندیہ کو افضل سمجھتے اور فرماتے کہ یہ طریقہ طریقۂ اصحاب ہے۔ شیخ محی الدین ابن العربی کو بہ نیکی یاد فرماتے بلکہ اظہار محبت فرماتے، مع ہذا یہ ارشاد فرماتے کہ ہر چند شیخ سے محبت ہے مگر بعض علوم کشفی میں ان کے پسند نہیں کرتا اور حق ان کے خلاف سمجھتا ہوں۔ مگر خطائے کشفی کو در رنگ خطائے اجتہادی بعید از مواخذہ جانتے۔ بعض کتب مثل بیضاوی و بخاری شریف، مشکوٰۃ و ہدایہ و شرح مواقف و بیضاوی و حاشیہ عضدی و عوارف کا درس بھی فرماتے اور تحصیل علوم کو سلوک صوفیہ پر مقدم کرتے اور فرماتے کہ صوفی جاہل مسخرۂ شیطان ہے۔ اور اگر کبھی سفر جانے کا اتفاق ہوتا تو شنبہ و پنج شنبہ کو شروع کرتے اور باقی ایام کو سفر کے واسطے مبارک جانتے کہ اَلْاَیَّامُ اَیَّامُ اللّٰہِ وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللّٰہِ اور جب سفر پر متوجہ ہوتے تو دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے۔ اول رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ بعد نماز دعاء استخارہ پڑھتے اور برآمد ہوتے وقت سورۂ فاتحہ و آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھتے۔ اور جس وقت سوار ہوتے تکبیر کہتے اور یہ آیت پڑھتے: سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اور جب شہر یا قریہ میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔ اور جب منزل پر نزول فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ اور اثناء عبور راہ میں اکثر پڑھتے اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ مَا خَلَقَ۔ اور دو رکعت نماز بھی پڑھتے۔ سفر میں ہمراہیوں کو تلاوت سورۂ قریش کی ترغیب دیتے۔ جب منزل پر پہنچنے واسطے خیریت نزل

Marfat.com

کے دعاء استخارہ پڑھتے اور بوقت تند ہوا چلنے کے یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَّلَا تَجْعَلْھَا رِیْحًا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَمَا فِیْھَا وَخَیْرَمَا اُرْسِلَتْ بِہٖ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ۔ اور بوقت رعد وظہور صاعقہ یہ تسبیح پڑھتے سُبْحَانَ مَنْ یُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ۔ اور کسی کو بلا میں مبتلا دیکھتے تو یہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاہُ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور اگر کافر بت پرست کو دیکھتے تو بھی یہی دعا پڑھتے اور کافر کی کبھی تعظیم نہ کرتے حتیٰ کہ ایک مرتبہ کی نقل ہے کہ حضرت سلطان کے ہمراہ تھے لشکر سلطانی گنگا پر خیمہ زن ہوا حضرت نے جمیع توابعین کو منع کر دیا کہ اس دریا کا کوئی پانی نہ پیئے کہ ہندوؤں کا معبود ہے۔ وہاں سے دور ایک کنواں تھا وہاں سے پانی منگایا۔ اور ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت (رضی اللہ عنہ) کسی جگہ تشریف لے گئے۔ وہاں کنوؤں کا پانی عمدہ نہ تھا کسی مخلص نے دریائے جمنا کا پانی وہاں سے تین چار کوس پر تھا، حضرت کے استعمال کے واسطے منگایا جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس پانی کے پینے میں تعظیم پائی جاتی ہے فرمایا اس سے فقط استنجا کریں۔ اور جب آئینہ دیکھتے یہ پڑھتے: اَللّٰھُمَّ حَسَّنْ خُلُقِیْ کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ وَحَرِّمْ وَجْھِیْ عَلَی النَّارِ۔ اور اگر اتفاقاً بازار میں گذر ہوتا تو کلمہ توحید پڑھتے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اور جس وقت مسجد میں آتے اگر وقت مکروہ نہ ہوتا تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور اس میں کبھی فرق نہ آتا۔ اور بوقت داخل ہونے کے نیت اعتکاف فرماتے اور اس طرح نیت کرتے: اَعْتَکِفُ مَا دُمْتُ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ۔ اور جب دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تو یہ پڑھتے تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَاعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اور جب ہلال دیکھتے تو یہ پڑھتے:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ اور ہاتھوں کی انگلیوں سے نقش لفظ اللہ بناتے۔ اور اگر مریض کی عیادت کو جاتے تو عَفَاكَ اللّٰہُ کہتے۔ اور جب نیا لباس پہنتے تو پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا الثَّوْبَ بِغَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ اور لباس کا نام بھی تعین کرتے۔ اگر عمامہ پہنتے تو ھٰذَا الْعِمَامَۃَ اور قمیص ہوتا تو ھٰذَا الْقَمِیْصَ فرماتے۔ اور اگر کوئی اور پوشاک پہنتے تو فرماتے: اَلْبَسُ جَدِیْدًا وَّعِشْتُ حَمِیْدًا وَمِتُّ شَھِیْدًا۔ غرضیکہ ہر ایک امر میں حضرت کمال رعایت سنت و مستحب رکھتے اور اس امر کی خادموں کو بھی نہایت تاکید ہوتی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے خادم سے فرمایا کہ فلاں جگہ قرنفل یعنی لونگ رکھے ہیں ان میں سے تھوڑے لے آؤ۔ خادم نے چھ دانہ لاکر سامنے رکھے۔ آپ نے ترش ہو کر فرمایا کہ ہمارے صوفی کو ابھی یہ معلوم نہیں کہ اَللّٰہُ وِتْرٌ وَّیُحِبُّ الْوِتْرَ۔ پھر فرمایا کہ رعایت وتر مستحبات سے ہے۔ مستحب کو لوگ کیا سمجھتے ہیں۔ مستحب "دوست داشتہ"۔ اللہ تعالیٰ اگر دنیا و آخرت کو ایک ایک مستحب کے عمل میں دیں تو بھی کچھ نہیں۔ فرمایا کہ میں اس قدر رعایت مستحب کی کرتا ہوں کہ منہ دھوتے وقت خیال رہتا ہے کہ پہلے پانی داہنے رخسارے پر پڑے کہ تیامن یعنی داہنی سے شروع کرنا مستحب ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نے ایام سخت میں روزہ رکھنے شروع کیے اور بباعث تخافت بدن کے دشواری ہوئی۔ کسی نے عرض کی حضرت یہ دن کیا روزہ رکھنے کے ہیں؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ انہی ایام میں ماہ رمضان گزرا ہے اس میں اکثر دن کو استنجا کرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس کی قضا اجب ہے۔ اور اس تقریب میں اپنے والد ماجد کا ذکر فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہوتا روزہ میں دن کو استنجا نہ کرتے اور اگر بضرورت اتفاق ہو جاتا تو اس کی قضا کرتے۔ سبحان اللہ نعم السلف ونعم الخلف۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ پلنگ پر بیٹھ کر دفعۃً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بچھونے کے نیچے کاغذ

Marfat.com

ہے، نکال لو۔ گویا اس قدر گوارا نہ کیا کہ اتنی دیر میں کہ خادم کاغذ نکالے آپ بیٹھے رہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ فرش پہ بیٹھا ہوا قرآن پڑھتا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ خیال کیا تو اپنے نیچے فرش زیادہ پایا جیسا کہ صدر نشین کے نیچے ہوتا ہے۔ فی الفور اپنے نیچے سے وہ فرش نکال دیا اور اس حافظ کے ہم فرش ہو گئے۔

خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت پیشاب کرنے کے واسطے بیت الخلا میں تشریف لے گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیکھا کہ ناخن پہ سیاہی کا نقطہ لگا ہوا ہے۔ دل میں خیال گزرا کہ یہ نقطہ اسباب کتابت حروف قرآنی سے ہے۔ اس لیے اس جگہ بیٹھنا خلاف ادب ہے۔ یہ سوچ کر فی الفور باہر نکل آئے اور ہاتھ دھو کر پھر استنجا کو تشریف لے گئے۔ غرضکہ آپ کے اخلاق و اوصاف بیان سے باہر ہیں ؎

نہ حسنش غائتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

حضرت کے تین جلد مکتوبات اور چند رسائل جامع شریعت و حقیقت ہیں۔ اہل طریقت کو ان کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کہ از بس کاشف اسرار ہیں۔

Marfat.com

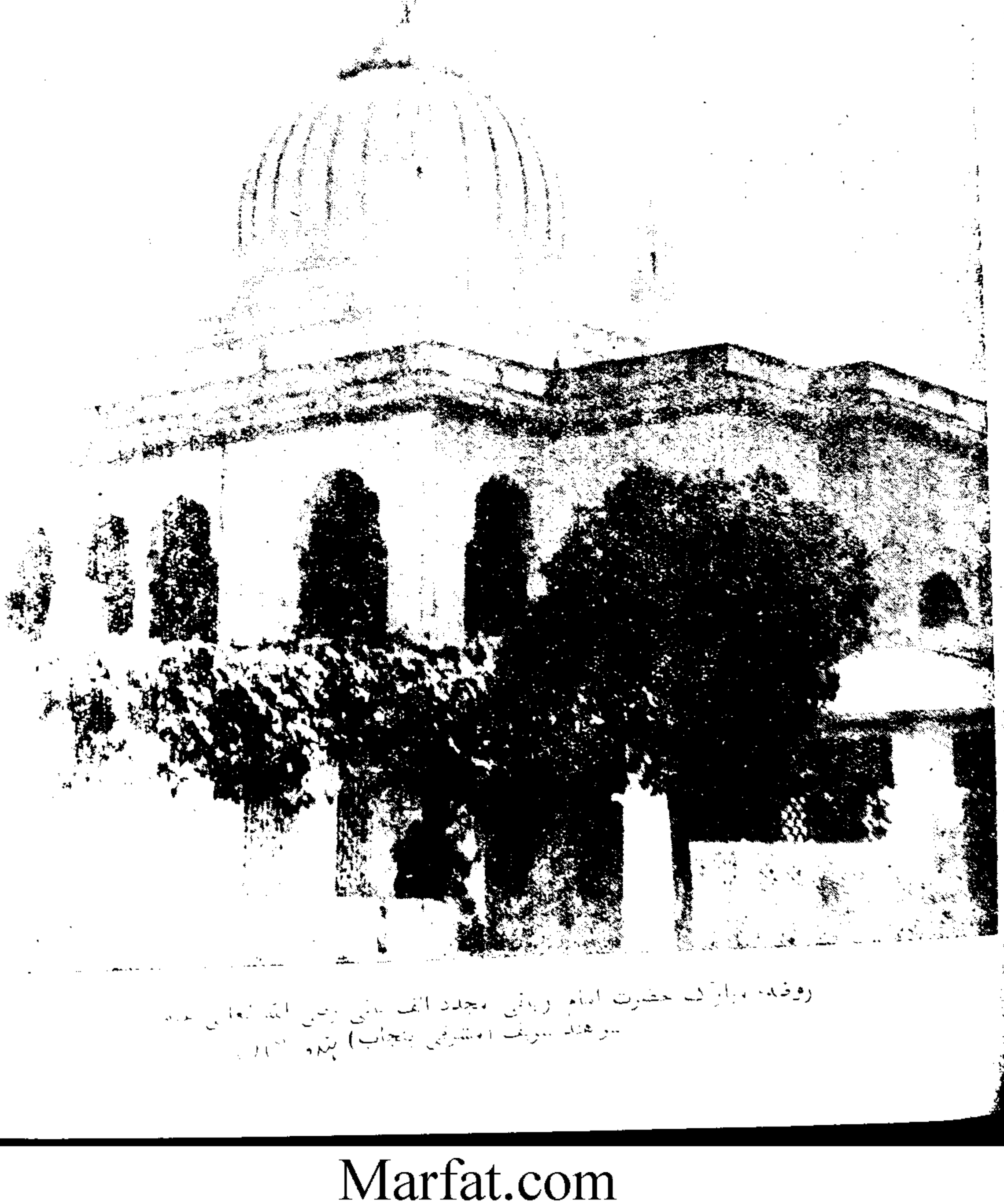

روضہ مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سرہند شریف (مشرقی پنجاب) بھارت

Marfat.com

Marfat.com

دُرَّةُ المَضِيَّةِ فِي المَنَاقِبِ اَحْمَدِيَّة

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ما اعظم من برکۃ نیارج مناطیق البلغاء لدی زبرہ وخرقت زحابیح جراسیق الفصحآء سواذکرہ وتلجلجت لسن مضادی الادبآء عند تلسن بحمرہ وتوجرت نطف اعادا الازکیاء لدی تفکر امرہ وطاحت فی نقطۃ عن طوامیر ثنائہ ۔ مطایا معاشر الکتب لایفضفض من بحار مدائحہ ماثرہ ولایخصخص من ابار محامدہ مآثرہ ولایعلم مراسیم توصیفہ المطری المادح ولایرسم معالم تعریفہ المثنی الکادح فما اثنی لنفسہ یجری بذلک الجناب ۔ واکرم من تالهت افکار العقول فی کمالہ وتولهت انظار العقول فی جلالہ وارتوت اشجار الوجود بروآء رویہ وطلالہ وازدهرت انفاس الشهود بنشر ریتہ وجمالہ وتحیرت فی درک محاسنہ جماهیر الالباب وصلی علیہ رب الجنان وملئها ملائکۃ الوحمن واقتضی اثرهما الثقلان واذیالها کما امر من الفوہ المتان فیا ایها الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا علیہ حسب قاعدۃ حسابۃ الحساب واجزعنا الدالابرار وارض اصحابہ الاخیار وخصص منهم الخلفآء الکبار بجزیل فضلک ونوالک یا غفار وخلصنا من مهالک الاسباب اما بعد فحان لنا ان ننور قلوب السامعین ونعطر مشام المشتاقین وننشط

Marfat.com

قوائم الحضار ونبسط طبائع الاخيار بذكر سلطان العرفاء برهان العلماء عين اعيان
المعارف والحقائق عون اعوان الاسرار والدقائق معراج التكميل منهاج التاثيل
خازن الحكم الربانيه رحمته على العالمين ضامن النعم السبحانيه خليفة في الارضين
الحجة الساطعة للامة المحمدية والحكمة البالغه في الاسرار الالهية الصلة بين البحرين
المصلح بين الفئتين مستشهد المتكلمين برهان الاسلاف متمسك المتوحدين
سلطان الاشراف وثيقة هذه الوفود طليقة المهدى الموعود وارث ميراث الرسالة
ناصب منصب الهداية الجائز لاصناف النعم ملتمس من شرطه والجامع لانوار
الحكم مقتبس من ضياء توأمته الشمس البازغ من سماء سيد البشر منور المائة
(رض الله عنه)
الحادية العشر الامام الربانى مجدد الالف الثانى سيدنا ومولانا واما منا الشيخ احمد
السرهندى ابن سيدنا الشيخ عبد الاحد ابن سيدنا الشيخ زين العابدين ابن
سيدنا الشيخ عبد الحى ابن سيدنا الشيخ محمد ابن سيدنا الشيخ حبيب الله المشتهر
بالامام رفيع الدين بن الشيخ نور الدين بن الشيخ نصير الدين بن الشيخ سليمان
بن الشيخ يوسف بن الشيخ اسحاق بن الشيخ عبد الله بن الشيخ شعيب بن الشيخ
احمد ابن الشيخ يوسف ابن السلطان شهاب الدين على المدعو بفرخ شاه كابلى ابن الشيخ
نصير الدين بن الشيخ محمود بن الشيخ سليمان بن الشيخ مسعود ابن الشيخ عبد الله
المشتهر بالواعظ الاصغر بن الشيخ اسحاق بن سيدنا ابراهيم ابن سيدنا ناصر بن سيدنا
الصحابى الجليل سيدنا عبد الله بن خليفة رسول الله امير المؤمنين سيدنا ومولانا

Marfat.com

عمر ابن الخطاب رضى الله تعالى عنهم اجمعين . نشعر :

نسب جليل الخطب عالى الشان عقد الجياد السادة الازمان

نسب نظام الكون من خزراته ودنت هداه عرائس الاكوان

عقد تنظمت الشموس بسلكه برق يضوء جواهر العزبان

صيغ الجياد تلادة الاجياد السنائه وبهائه الجودان

روض حياص الفضل فى فسحاته شيحر ثمار الطول فى الافنان

فنقول هو الذى وقعت مطايا الاذهان فى عراص ادراك شانه وبركت نيارج التبيان عند مغاض بحار ثنائه وبيانه احاطت فلك كماله ودائر سلوك الاسلاف واتات شمس جلاله سوائر حقوق الاخلاف هلال سكة جنا به كحل عيون الاقطاب وقسطال سدة بابه شكل حقوق الانجاب انفطيع السلسل لعطاش العارفين والضيعه الضيعه لصيقل لرقاب المبتدعين السر السرمدى النور الاحمدى المظهر السنى لغرائب الرسالة الجوهر المضى من عجائب النبوة بشر النبى صلى الله عليه وسلم بوجوده التبريزى واخبر بظهوره ذلك العطريف كما اخرج السيوطى فى جمع الجوامع يكون رجل فى امتى يقال له عمر يدخل الجنة بشفاعته كذا وكذا بين الحرين . وذكر فى جامع الدارقطنى قال النبى صلى الله عليه وسلم يبعث الله رجلا على رأس احد عشر مائة سنة هو ذو عظيم اسمه اسمى بين سلطانين جائرين وليدخل الجنة بشفاعته الجم الغفير رجال الوف . وهو المسمى باسم الرسول الاكرم الكائن بين السلطانين وبشارات الاولياء بظهوره واضاءة الخلائق بنوره مثل الشيخ احمد

Marfat.com

الجام وخليل الله البدخشي والغوث الاعظم عبد القادر الجيلي والشيخ عبد القدوس
الكنكوهي والشيخ سليم الچشتي والشيخ نظام النارنولي والشيخ عبد الله السهروردي
اكثر من اقتصروا وفو من ان تحصى ومن اشتاق الى احواله الغريبة وافتاق الى تطبيق
الحديثين المرويين على ذاته النفيسة فليراجع الى حضر القدس والروضة القيومية
وغيرها من الاسفار الدالة على جلالة قدره وفخامة امره المتحير فيه عقول الانظار و
من خصائله الجميلة مرتبة القيومية والاطلاع على اسرار المقطعات القرانية وبيان
دقائق اسرار الذات والصفات وتبيان حقائق انوار الرسالة والولايات وكون ولايته
ناشيته من مقام المحبية والمحبوبية وتربته حقيقته بهاء الهوتية التي بنعت احدى
عينيها في النشاة الاولى واخراهما ذخرت الاخرى وصفة الرحمن والرحم الرحمين من
جملة ولوازمها تثبت حقائق الاكوان من مناهلها واثبات الترقي من التعين الاول الذي
وقعت في فلاته مطايا عروج الكمل وانكشاف حقيقة الصلوة وحقيقة الكعبة وحقيقة
القران والاشراف على الحقيقة المحمدية والاحمدية المعظمتان وتفصيح ولايات الانبياء
وكمالاتهم وتنقيح مزاولي العزم ومبادي تعيناتهم وتبيين مناشي تعينات الملاء
الاعلى وتعيين محال ظهور الولاية المهدي الموعود وخصوصياتها والتلويح الى اصل
اصالته وولايته والتلميح الى اصالته وولاية المهدي وجزالته والتخصيص باسرار القيومية
وانوار الخلة والتنصيص على امتزاج الصاحبة والملاحنة وغير ذلك من الكمالات التي
عجزت السن الاعلام عن تعبيرها وزلت اقدام الاقلام في ميادين تسطيرها كانت ولادته

Marfat.com

يوم عاشورا سنه احدى وسبعين وتسع مائة من هجره سيد الانس والجان على صاحبها الصلوة والسلام الاتمان فلما اظلمت ايام ظهور الاسلام وتوالت بدو ليالى الشرع بظلم الظلام وانمحت اعلام الدين بازدحام بدع الطغام وانهزمت اصرام اليقين بوام اهواء للئام واشرقت اكمام الاعيان بعيون التوفيق واظهرت اعلام الاكوان بشئون الترفيق وانتقل لالى نوره المودعة فى صلب ابيه الى صدف امه واحتملت الدهر احبار تجديد المتلقين بجده وليث هيولى نوره فى صورة انجاب ما شاءت وانجلى بدر ظهوره عن ظلمة القباب بعد خاتمت وكملت واضاءت مظالم الايام وانارت ليالى الاظلام ورُبِّىَ فى حجر الكرامة ونشأ فى كنف الرافة مرتضعا لبان ثدى التوفيق مغتديا باغذية التوفيق حائزا انواع التمكين متزعا خلق الله بلغ اشده وصار جذعا عارقا الى توج الكمال وصعد الى درج الاجلال وحاز اضافى العلوم النقلية والعقلية وجاز باكناف الفهوم العلمية والعملية وبنى معالمها رسمة السطور ودرء مراسم مبتدعة الرسوم وخُلع عليه من حضرة ابيه خلعة الارشاد واخلاقه فى طريقه القادرية والجشتية والسهروردية وثنى التخليع من شاد اسكندر وخلعه غوث الثقلين عبد القادر جيلانى التى اودعها فى خلفائه بجنابه المعروف بالامام الجيلانى الالف الثانى وعقدت عليه الانامل فى مجالسة الفحول واشكلت ببيان عالمه عقول الاشكالات فى المعقول والمنقول وصار صدر جعا لجهائز الدلهاء ومُسهّلاً مصاعب الدرفاء لكن بقى له السلوك فى الطريق النقشبندى وان كان معطى الكمال لكل من توجه الى

فنصب الشيخ محمد باقي رضي الله عنه على ذلك المنصب وارسل من التوران لتربيته مبشرا بالانتفاع من جنابه المرحب فتوجه الشيخ الى حضرت الدهلي وتلاقى مع جنابه العالي فاظهر ما امروا بان ما ابشر وكان جنابه مسرعا الى سقر الحجاز فاستبطاء واحباب جنابه في ثلاثة ايام بل في يومين واقام رضي الله عنه في فئ حضرت الشيخ بعده مدة شهرين واودع الى جنابه الشيخ اكثر مسترشديه ورجع الى بلدته السرهند مع طالبيه ورقى مارقى الى معارج العرفان ووجد ما وجد من قرب حضرة السبحان ثم استدعى الشيخ لنفسه واهله وبنيه الافادة من جنابه ووصل الى ذروة اماله من بابه ونورت المشارق والمغارب بنوره واحيت السنة مرة اخرى ومحيت البدعة بعد نشوها بظهوره شرب من حياض افاضته الشيخ والشاب وارتوى من بحار افادته الاعواث والاقطاب وتاهيك في فضله استفادة الشيخ منه ويكفيك في بجله اشاعة طريقه وكان رضي الله تعالى عنه ربع القامة اسمر اللون مائلا الى البياض مفصول الحاجبين وازمهما واسعا جنبيه الفياض محور العينين اهدب الاشفار منور الخدين متوسط الفم الداخل الاسرار رقيق الشفتين مفلج الاسنان اقنى الخرين ارق اللسان كث اللحية ومربعها الطف الرقبة واحسنها مشيدا اساس الاجتهاد في الاصول مبشرا بالامامة من حضرت الرسول رافعا اعلام السنة ماحيا ارقام البدعة التوفيق ملازما الانظار والتصديق متابعا للسانه واطواره جسده روح الارواح وروحه قاهر الاجساد والاشباح البرهان الساطع على الحق المبين السلطان اللامع على صدق

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم
سيد المرسلين المقعد لِقَمَاهِدِ الجبارين المُطَرْهف لكمائد المسلمين خلقه
القرآن العظيم وهديه سنة النبى هُيَّنًا مع كونه منطيقا ممزقا اهواء النوس تمزيقا
علماء اصنى كانبياء بنى اسرائيل فى شانه والعلمآء ورثة الأنبياء طبعة عنوانه العميد
الماجد والمجيد الراشد اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اية تمكينه
واولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون نقش جبيه السرا المصون من الاسرار
الدرا المكنون من الاصلات الانوار عضد عضدان الرسالة سند ايقان الولاية صدة
اعوان النبوة رصد اعيان الفتوة معاضدا بالايات الظاهرة مؤيد بالكرامات الباهرة
التى ما وسعتها الاسفار وزيدت عن قطر الامطار نذكر بعضها ليترك انحصار وزين
بها التذكار منها ان وزير الهند لما طلب نور الله الشستزى ليرفض السلطان و
قتل بسيف غضب الامير بعد ما بهت وخسر اشد الخسران وخاب الوزير لفقد الامنية
ونجا الامير من بلاء الضلالة عدل عن ملة الاسلام ومال الى دين النصرانى اللئام و
طلب احبارهم وعرس على السلطان اطوارهم وافتتن السلطان بكيده وابتلى بجسه
وقيده الى ان بلغ الخبر الى ذلك الجناب وراح جنابه الى السلطان لمنعه عن الردة و
الاحتساب فابى السلطان ان يترك دينهم وادعى ظهور الخوارق من تلك الاحبار
وزين بهفواته تزيينهم وطلب الاحبار لينا ظروا مع جنابه فنا ظروا وبهتوا على قوانين
النظر ودائبه فقالوا ان عيسى عليه السلام كان يحيى الاموات وما ظهر من نبيكم مثلها
فان كان مؤيدا بالمعجزات فقال رضى الله عنه هذا امر لا يعسر على احاد امته فما ظنكم

Marfat.com

بحضرته ونظر اليهم نظرة فماتت نصفهم بغتة ولبثو ميتين وكان الاحياء متحيرين ثم
نظر الى الاخرين فماتوا ميتة الاولين ثم قال قوموا باذن الله سبحان فقاموا كلهم و
تحيروا فى امره وعضموا شانه فقتلهم السلطان خاسرين ورجع القهقرى الى ملة
سيدنا المرسلين ومنها انه لما اشتهرت مراتبه من التجديد والقومية وغيرها من
الاصالة والمحبوبية انكرها بعض الاكابر وصلبوا عليه الخوارق والظواهر فاجتمعوا
وقالوا ان رجوا الشيخ عبد القادر الجيلى قدس سره ويقولكما لك فلا تشك فى امرك
فتقوى بهذا الاشارة جنابه الى فخذه الايمن وانشق شقين خرج منه جناب غوث الثقلين
وهو صديق مجلسه الانور وزجر المنكرين اشد الزجر وبشر بجميع كمالاته وبقاء اولاده
الى يوم القيمة ورجع الى السماء والتئم العظم الشامه ومنها ان رجلا من التوران
اراد هدمه المدينة ودخل وقت الليل بخرمته الشوقية جنات عند واحد من اهل
البلد واظهر ارادته بجنابه الانجد وكان ذلك الرجل من منكرى جنابه ومطرودا عن
بابه فتفوه بالالفاظ المنكرة ومنعه عن حضرته المنورة فظهر تمثال جناب المبجل
ومزع جسد المنكر ما يصقل وخاف الضيف من اتهام قتله والتمس احبابه من جنابه
مقر ابفضله فمسح رضى الله عنه بيده جسده الممزع وعاد المقتول الى حالته
الاصلية وفزع فلما اصبح الضيف سار الى جنابه مسير السيل وقال رضى الله لم يذكر
فى النهار ما مضى بالليل وزاد المريد ارادة ويقينا ولقن من حضرته تلقينا واما عيون
الحكم والمعارف النابعة من بحر كلامه ودرر المكاشفة اللامعة المنثورة فى سلك

Marfat.com

نظامه محملت بيان بعضها الاسفار ومكاتيبه ورسائله الزاهرة الانوار وبقى اكثرها مكتونة ولازالت فى صدر المنير مصونة الى ان ناداه منادى حضرة المجيب الرقيب فاناخ مطية الحياة لفناء الجيب الرحيب واودع خلعة الارشاد الى ابنه القيوم العروة لوثقى سيدنا ومولانا محمد معصوم رضى الله تعالى عنهما وارضاهما. وكانت وفاته فى الثامن والعشرين من صفر سنه اربع وثلثين بعد الالف من هجرة سيد الانام على صاحبها الوف التحية والسلام اللهم اجعل فى بحبوحة الجنان مثواه واوصل الى مقام رضاك منتهاه وزدنى شرفه وتكريمه وضاعف فى جاهه وتعظيمه وانزل علينا من بركاته واغمسنا فى بحار فيوضاته وصل وسلم وبارك على سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله و اصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

فنسألك اللهم يا اله العالمين ويا ارحم الراحمين ويا مجيب دعوة المضطرين متوسلا اليك باسمائك الحسنى وبوجهك المقدس الكريم ومبتهلا اليك بانبيائك العلى وبحبيبك الرءوف الرحيم عليه افضل صلوة المصلين وازكى سلام المسلمين الذى ما توسل به كل ذى حاجة الى جناب قدسك الا وصلته الى مطلوبه وان لم يكن السائل اهلا ان يفوز بمقصوده ان ترحمنا وتتوب علينا وتعافينا من سخطك ونقماتك وانزل علينا من رحمتك وبركاتك واعطينا محبتك ومعرفتك وثبتنا فى حضورك ومشاهدتك واحرق موارض قلوبنا بنار عشقك حتى لا يبقى فى قلوبنا غيرك وشوقنا الى جلالك وجمالك واقطع الحجاب بيننا وبينك واسقنا كاسا من شراب محبتك

Marfat.com

والبسنا خلعة وصالك كما منننت على اوليآءك المقربين واحبابك العاشقين وارزقنا حبهم واتباعهم وانفعنا بفيوضهم وبركاتهم لاسيما شيخنا ومرشدنا الاجل قبلة العالم ومظهر نور الاتم حضرة الشيخ مولانا احمد سعيد ادام الله تعالى بركات وجوده على كافة المريدين واحشرنا معهم فى زمرة النبيين والصديقين والشهدآء والصالحين والحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام الاكملان الاتمان وكمال التحية والرضوان على سيد الانس والجان وعلى اله وصحبه واتباعه بداة طريق الحق الديان ما دام اهل الجنة فى سروح وريحان - تمت بالخير -

مؤلف هذا المناقب المسماة بالدرة المضية فى المناقب الاحمدية الامام العلامة البحر الحبر النحرير فهامة الفقيه النبيه ذو المناقب الباهرة والمآثر الظاهرة والمفاخر الزاهرة والمآثر الظاهرة والمعارف الفاخرة والعوارف الزاخرة والكرامات الباهرة والمقامات العلية والاحوال السنية والفضائل الشهيرة اوحد الاعلام الشيخ الامام الهمام لسان الحقيقة وامام الطريقة قطب الارشاد سيدنا ومولانا الشيخ محمد ارشاد حسين العمرى المجددى النقشبندى الرامفورى قدس الله سره اشرق علينا من نوره التام وافاض علينا من بحور الطعام -

Marfat.com

مقاماتِ ارشادیہ

تصنیف لطیف

قطب المحققین والمدققین قیوم زمان غوثِ دوران امامنا وشیخنا ووسیلتنا، شریعت پناہ، حقیقت آگاہ،

حضرت مولینا الحاج حافظ محمد عنایت اللہ خان صاحب نقشبندی مجددی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین مقامات ارشادیہ

عنوان	نمبر صفحہ
خطبۃ الکتاب	۱۳۵
مقصد اوّل	
جامعیت انسان سبب دوری اوست از مقصد اول	۱۳۷
لزوم تزکیۂ نفس برائے حصول مقصد	۱۳۸
فنائے قلب پیش از فنائے نفس ضروری ست	۱۳۹
تلاش مرشد و صفات مرشد	۱۴۰
مرید و مراد - آداب مرشد	۱۴۱
ضرورت سلوک و فضیلت طریقۂ نقشبندیہ	۱۴۴
ازالۂ وہمے	۱۴۵
فضیلت صدیق اکبر	۱۴۶
توضیح مزید پے ازالۂ وہم و فضیلت خاصۂ غوث الاعظم	۱۴۷
لطائف عشرہ و بیان دائرۂ امکان	۱۴۸
اصل لطائف	۱۴۹
بودن لطائف زیر اقدام انبیاء علیہم السلام و بیان تخصیص آں	۱۴۹
مبادی تعینات	۱۵۱

عنوان	نمبر صفحہ
محل ہر لطیفہ در جسم انسانی و تحقیق قلب	۱۵۱
مراقبات - اقسام خطرات و علاج آنہا	۱۵۲
ولایت صغریٰ، مراقبۂ معیت	۱۵۳
ذکر اسم ذات و نفی و اثبات و تہلیل لسانی	۱۵۴
ولایت کبریٰ - معنی اقربیت	۱۵۴
مراقبہ ولایت علیا	۱۵۶
مراقبہ کمالات نبوت	۱۵۶
توحید وجودی و توحید شہودی	۱۵۸
مطلب قول انا الحق و کلام سبحانی	۱۵۹
سیر در حقائق الٰہیہ، مراقبہ حقیقت کعبہ	۱۶۰
قلب انسان انموذج عرش رحمٰن ست کہ دراں از بیت اللہ نشان است	۱۶۱
حقیقت محمدی افضل است یا حقیقت کعبہ	۱۶۲
صورت کعبہ و حقیقت کعبہ	۱۶۲
مراقبہ حقیقت قرآن	۱۶۴
مراقبہ حقیقت صوم و دائرہ سیف قاطع چرا ترک کردہ شد؟	۱۶۴

Marfat.com

عنوان	نمبر صفحہ
مراقبہ حقیقت صلوٰۃ	۱۶۵
سیر در حقائق انبیاء علیہم السلام	۱۶۶
مراقبہ حقیقت محمدی	۱۶۷
ضرورت مجدد الف ثانی	۱۶۹
طریقہ ادائے درود شریف	۱۷۰
سوال دربارۂ عروج ونزول	۱۷۲
فرق میان عروج انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام	۱۷۲
مقصد دوم	
وجہ بیان مصطلحات صوفیہ	۱۷۳
تعریف تصوف	۱۷۴
تعریف صوفی	۱۷۴
بیان شریعت وطریقت وحقیقت	۱۷۵
ولی کرامی گویند؟	۱۷۶
ولایت عامہ وخاصہ	۱۷۶
قاؤ بقا	۱۷۷
طبقات انسان	۱۷۷
قلندریہ	۱۷۸
بیان مناصب اولیاء	۱۷۹
منصب امامت	۱۸۰
قطب ارشاد، قطب مدار، قطب ابدال وقطب الاقطاب	۱۸۰
تفاوت در مراتب اقطاب	۱۸۱
افراد	۱۸۱
تعداد ابدال	۱۸۲
سیر وسلوک وایں چہار قسم است	۱۸۲
اندراج النہایۃ فی البدایۃ	۱۸۳
العلم الیقین	۱۸۴
العین الیقین	۱۸۴
حق الیقین	۱۸۵
الاعیان الثابتہ	۱۸۶
کفر طریقت وحقیقت	۱۸۷
مقام۔ حال۔ فرق۔ جمع۔ جمع الجمع	۱۸۹
فرق ثانی۔ مقام دعوت	۱۹۰
اصطلاحات مشائخ نقشبندیہ نظر بر قدم وغیرہ	۱۹۰
مقامات عشرہ	۱۹۲
فرق میان جذب وسلوک	۱۹۲
خاتمہ	۱۹۴
حلیہ شریف واخلاق لطیف	۱۹۸
در معموری اوقات	۲۰۲
در بیان کشف وکرامات	۲۰۵
وفات حسرت آیات	۲۱۳

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خُطْبَةُ الْكِتَابِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا بِاِنْزَالِهٖ عَلٰی رَسُوْلِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۚ فَمَنْ تَحَدّٰی بِاَقْصَرِ سُوْرَةٍ مِّنْ سُوَرِهٖ مِنَ الْفُصَحَاءِ وَبُلَغَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَجِدْ بِهٖ قَدِيْرًا حَتّٰی ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ سُحِرُوْا تَسْحِيْرًا وَّطَهَّرَ بِهٖ قُلُوْبَنَا عَنْ رِّجْسِ الشَّيْطٰنِ وَالنَّفْسِ تَطْهِيْرًا فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ يَقُوْلُ الرّٰسِخُوْنَ الْكَامِلُوْنَ فِی الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ صَاحِبِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی سِرَاجِ بِلَادِ اللّٰهِ خَيْرِ عِبَادِ اللّٰهِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِهِ الْاَنْجَبِيْنَ وَخُلَفَآئِهِ الرَّاشِدِيْنَ وَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَآئِرِ الْمُهَاجِرِيْنَ النَّاصِرِيْنَ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ اَكْمَلَ صَلَوَاتِكَ وَتَحِيَّاتِكَ يَا مُجِيْبَ الدَّاعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

Marfat.com

اَمَّا بَعْدُ می گوید فقیر الی اللہ محمد المدعو بعنایت اللہ عفا اللہ عنہ رامپوری وطناً حنفی مذہباً نقشبندی مجدّدی مشرباً کہ این عجالۂ نافعہ مختصریست در بیان طریقۂ انیقۂ حضرات نقشبندیہ مجددیہ و دقائق مقامات سلوک ایشان و آدابِ شیخ کہ بر طالبانِ این راہ ضروری ست و بیان بعضے مصطلحات صوفیائے متقدمین و متاخرین و حضرت مجدّد الف ثانی رض از کتب معتبرۂ این حضرات اخذ نمودہ بپیشگیش سالکان جادۂ معرفت و حقیقت کردہ و در بیان بعضے حالات و کمالات حضرت سیّدنا و مرشدنا و مولانا مہبطِ انوارِ طریقت مرکز دائرۂ حقیقت آیۃٌ من آیات اللہ قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین سرآمد علمائے راسخین واقفِ اسرارِ قاب قوسین محبوب ربّ النشأتین حضرت مولانا محمد ارشاد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بعضے مقاصد قدسیہ کہ از فیوضِ آن محرم رازِ یزدانی حضرت ایشان در مدت سی سال بگوشِ ہوش اصفا نمودم و مطالعہ اش بر طالبان این راہ لازم و سالکان طریق را موجب حصول بصیرت تامہ۔ و این رسالہ را بر دو مقصد و خاتمہ و ضمیمہ منقسم ساختم واللہ ولی التوفیق و ہو خیر رفیق۔

مقصد اوّل در بیان طریقۂ انیقۂ سلوک حضرات نقشبندیہ مجدّدیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔

مقصد دوم در بیان بعض اصطلاحات صوفیائے متقدمین و متاخرین و مصطلحات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

خاتمہ در بیان حالات حضرت ایشان قدس سرّہ الاقدس۔

ضمیمہ در بیان بعضے از اعمال و وظائف معمول بہ مشائخ این طریقۂ عالیہ و شجرہا وغیرہ

Marfat.com

مقصد اوّل

بدانکہ مقصود از خلقتِ انسانی ادائے وظائف بندگی ست و دوام اقبال بجناب قدس سبحانہ وتعالیٰ وایں معنی بے تحقق کمال اتباع سید الاوّلین والآخرین ظاہراً و باطناً علیہ من الصلوات اتمہا والتحیات اکملہا صورت نہ بندد وَرَزَقَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ کَمَالَ اِتِّبَاعِہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قَوْلًا وَّفِعْلًا ظَاہِرًا وَّبَاطِنًا عَمَلًا وَّاعْتِقَادًا اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ؎

بعد از خدائے ہر چہ پرستند ہیچ نیست — بے دولت ست آنکہ ہیچ اختیار کرد

ہر چہ غیر از حق سبحانہ مقصود ست معبود ست و از عبادت غیر وقتے نجات شود کہ غیر از حق سبحانہ جل وعلا مقصود نماند اگرچہ از مقاصد اخروی و تنعمات بہشتی باشد۔ ہر چند این مقاصد از حسنات ست امّا نزد مقربانِ لایزالی منجملۂ سیئات، ہر گاہ در امور اخروی حال بدین منوال باشد از امور دنیویہ چہ گوید کہ دنیا معضوبۂ حق سبحانہ است تا او را آفریدہ ہرگز بجانب او نگہ نکردہ حُبِّ او سرِ گناہان ست و طالبانِ آن سگان مستحق لعن و طرد اند اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَمَلْعُوْنٌ مَّا فِیْہَا اِلَّا ذِکْرَ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْہُمْ اشارہ بآن مقصد عالی ست۔

جامعیت انسان سبب دُوری اوست از مقصد اصلی

و انسان چونکہ جامع ترین موجودات ست و بواسطۂ ہر جزوے از اجزا تعلقی و گرفتاری در وے بموجودات متکثرہ پیدا ست پس فی الحقیقۃ جامعیت او باعث دوری او از جناب قدس خداوندی جل سلطانہ از ہمہ بیش گشت و تعلقات متعددہ

Marfat.com

سبب محرومی او از ہمہ زیادہ آمد اگر بتوفیق ایزدی عزشانہ خود را ازین تعلقات پراگندہ جمع سازد و رجعت تفکری نماید فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا وَإِلَّا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا بہترین موجودات بواسطہ جامعیت چونکہ انسان ست بدترین مخلوقات بواسطہ ہمین جامعیت ہم اوست آئینہ بواسطہ جامعیت اتم اگر در عالم دارد از ہر چہ گویند مکدر ترست واگر در کون سبحانہ وتعالیٰ دارد مصفاتر واز ہمہ بیش نماز رَزَقَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِيَّاكُمْ وَنَجَّانَا مِنْ هٰذِهِ التَّعَلُّقَاتِ بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى الْمَمْدُوحِ بِقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ أَتَمُّهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ أَكْمَلُهَا۔

لزوم تزکیۂ نفس برائے حصول مقصد

پس مقصود و مطلوب حقیقی حق است سبحانہ وتعالیٰ و ایمان حقیقی باو سبحانہ واین وابستہ است بنفی ہر دو آلہۂ آفاقی و انفسی آلہۂ آفاقی عبارت از معبودات باطلۂ کفر و فجرہ است مثل لات و عزیٰ وغیرہ و آلہۂ انفسی عبارت از ہوائے نفسانی است کما قال اللہ تعالیٰ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ و حکم ظاہر شریعت بمجرد ابطال آلہۂ آفاقی نیز متحقق می شود این قسم ایمان صورت ایمان ست اما حقیقت ایمان منوط بابطال آلہۂ انفسی ست صورت ایمان را احتمال زوال ست و حقیقت ایمان ازین احتمال محفوظ چہ در صورت ایمان اول نفس امارہ از انکار و کفر خود باز نماندہ است بیش ازین نیست کہ تصدیق قلبی پیدا کردہ است باوجود منازعت نفس امارہ و در ایمان حقیقی نفس امارہ کہ بالذات سرکش است بانقیاد آمدہ است و از سرکشی باز ماندہ بشرف ایمان مشرف گشتہ مقصود از تکلیفات شرعیہ تعجیز نفس ست و تخریب او چہ قلب فی حد ذاتہ منقاد احکام الٰہی ست جل سلطانہ اگر خبثے در قلب پیدا شدہ بواسطہ مجاورت نفس ست ؎

Marfat.com

تواضع زگردن فرازان نکوست گدا گر تواضع کند خوے اوست

پس تزکیۂ نفس ضروری آمد تا حقیقت ایمان صورت بندد و از زوال محفوظ ماند و تزکیۂ نفس مربوط بدرجہ ولایت ست کہ عبارت از فنا و بقاست تا بدرجۂ ولایت نرسد اطمینان نفس محال و تا نفس باطمینان نہ پیوندد بوئے از حقیقت ایمان بمشام جان نرسد و از خوف زوال مصون نماند اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؎

از پے این عیش و عشرت ساختن صد ہزاران جان باید باختن

فنائے قلب پیش از فنائے نفس ضروری ست

پس اوّلاً بفنائے قلب باید کوشید کہ مقدمہ است برائے فنائے نفس و ایقان امور مذکور موقوف بر اخلاص و تقویٰ قال اللہ تبارک و تعالیٰ فَاعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ الآیۃ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ الآیۃ ہر کرا اخلاص و تقویٰ بیشتر ترقی او در مراتب قرب زیادہ تر چنانچہ قال تبارک و تعالیٰ : اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ و طلب زیادت در مراتب قرب کہ غیر متناہی ست ناگزیر چنانچہ فرمود او تعالیٰ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا یعنی آنچہ کہ حاصل شود بس نکند بقول سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؎

خوشش غایتے دارد و نہ سعدی را سخن پایان
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی !

و قناعت بران حرام کما ھو مفھوم من الامر المذکور و مولانا سید روم می فرمایند ؎

اے برادر بے نہایت در گہی ست ہر چہ بر دے می رسی بر دے بایست

Marfat.com

وفرمود موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا وایضاً فرمود:
هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔

تلاشِ مرشد وصفاتِ مرشد

پس امور مذکورہ از قبیل فرائض ست واستحصال آن موقوف بر اتباع پیر کامل مکمل نہ ناقص چنانچہ فرمود حق سبحانہ وتعالیٰ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا الآیۃ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

اگر طالب شخصے عالم ست از کتاب وسنت خود علامات واحوال کملا دریابد واگر عالم نیست از علماء بپرسد فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وبعد طے مراحل اگر ارادۂ بیعت نماید ضرورست کہ ملاحظہ نماید کہ شخصے کہ بآن ارادۂ بیعت دارد استقامت بر اوامر ونواہی وکل امور شرعیہ داشتہ باشد ومستقیم الاحوال بود کہ این اثر اطمینان قلب ونفس ست وبہتر آن ست کہ شیخ مشخص احوال باشد یعنی تشخیص تام باحوال طالب وبصیرت مالا کلام بہ تشخیص خود داشتہ باشد مگر شخص موصوف بزمانۂ کثیر وقرون متداولہ کہ امور مذکورہ درآن بالاصالۃ وبالذات متحقق شوند ظاہر وپیدا می شود۔ پس اگر طالب را بزمانۂ طلب دستیاب نشود باید کہ بمتبعانِ شخص موصوف رجوع نماید ہرچند کہ تشخیص بالذات آنہا متحقق نیست لاکن بالتبع وآنہم غنیمت ست وبر تقدیر عدم آن رجوع نماید بطرف آن کس کہ معرفت در تلوین احوال طالب اورا حاصل شود وبعد بیعت اگر بنظر طالب امرے از وخلاف شرع واقع شود تاویل نماید یا بر سکر محمول یا بر عدم فہم معنی آن واگر شعار آن فسق باشد واجب ست کہ ترک سازد ورجوع نماید بدیگرے واحیاناً اگر بمقتضائے بشریت واقع شود معذور باید داشت چنانچہ بعضے را از صحابہ واقع شدہ۔

Marfat.com

مرید و مراد

وسالکان راہ از دو حال خالی نیستند مرید ند یا مراد اگر مراد اند طوبیٰ لہم براہ انجذاب و محبت کشان کشان خواہند برد و بمطلب اعلیٰ خواہند رسانید و ہر ادبے کہ در کار ستو و بتوسط یا بے توسط تعلیم شان خواہد شد واگر زلتے واقع شود زود متنبہ خواہند فرمود و بر آن مواخذہ نخواہند کرد و اگر بہ پیر ظاہر اعتقاد ے داشتہ باشند بے سعی ایشان بآن دولت و لالت خواہند فرمود بالجملہ عنایت ازلی جل سلطانہ متکفل حال این بزرگواران ست بسبب و بے سبب کار ایشان خواہند کرد اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ واگر مرید ند از شرائط و آداب ضروریہ کہ موقوف علیہ اصلاح ایشان ست در معرض بیان آوردہ می شود بگوش ہوش باید شنید۔

آداب مرشد

بدانکہ طالب را باید کہ روئے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد و در حضور ش بے اذن او بنوافل و اذکار نپردازد و بغیر او التفات ننماید و کلیتہً متوجہ او بنشیند حتیٰ کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ او امر کند و غیر از نماز فرض و سنت مؤکدہ در حضور او ادا نکند۔

نقل کردہ اند از سلطانے کہ وزیرش پیش او استادہ بود، اتفاقاً درین اثنا آن وزیر التفاتے بجانب جامۂ خود کردہ بند آزار بدست خود راست می ساخت درین حال نظر سلطان بر آن وزیر افتاد دید کہ بغیر او متوجہ ست بزبان عتاب گفت کہ این را ہضم نہ می توانم کرد کہ تو وزیر من باشی و در حضور من بہ بند جامہ التفات نمائی ..

باید اندیشید کہ ہر گاہ کہ وسائل دنیاے دنیہ را آداب دقیقہ در کار ست و وسائل وصول الی اللہ را بر جہ اتم و اکمل رعایت این آداب لازم خواہد بود مہما امکن در جائے نہ ایستد کہ سایۂ او بر جامہ یا سایۂ او افتد و در مصلائے او قدم ننہد و در متوضائے او طہارت نکند و ظروف خاصۂ او استعمال نکند و در حضور او آب طعام

Marfat.com

تناول نماید و بکسے سخن نگوید بلکہ متوجہ احدے نگردد و در غیبت او جائیکہ اوست پائے دراز نکند و بزاق دہن بجانب او نیفگند و ہر چہ از غذا و شود آنرا صواب داند اگرچہ بظاہر صواب نماید او ہر چہ پی کند از الہام نکند باذن غذا و تدارک کار می کند بریں تقدیر اعتراض را گنجائش نباشد اگرچہ در بعضے صور در الہامش خطا راہ یابد چہ خطائے الہامی در رنگ خطائے اجتہادی است ملامت و اعتراض بران مجوز نیست و ایضاً چون این را محبتے با پیر پیدا شدہ است پس در نظر محب ہر چہ از محبوب صادر شود محبوب می نماید مجال اعتراض بہر تقدیر نیست و در کلی و جزوی اقتدا بشیخ کند چہ در خوردن و پوشیدن و چہ در خفتن و طاعت کردن و نماز را بطہارت ادا باید کرد و فتحہ را از عمل او اخذ باید نمود ؎

آنرا کہ دمے تنے نگاہست فارغ ست　　از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

الغرض ہیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال ندہد اگرچہ بمقدار حبۂ خردلہ باشد زیرا کہ اعتراض غیر از حرمان نتیجہ نیست و بے سعادت ترین جمیع خلائق عیب بین این طائفہ علیہ است نجانا اللہ سبحانہ من ھذا البلاء العظیم۔ و طلب خوارق و کرامات از شیخ خود نکند اگرچہ این طلب بطریق خواطر و وساوس باشد ہیچ نشنیدہ کہ مومنے از پیغمبرے طلب معجزہ نمودہ باشد معجزہ طلبان کفار ند و اہل انکار ؎

معجزات از بہر قہر دشمن ست　　بوئے جنسیت پے دل بردن ست

موجب ایمان نباشد معجزات　　بوئے جنسیت کند جذب صفات

اگر خدشۂ پیدا شود در خاطر آنرا بے توقف عرض نماید اگر حل نشود تقصیر بر خود نہد و ہیچ منقصت بجناب شیخ عائد نسازد و واقعہ کہ رود ہرگز از شیخ پنہان ندارد و تعبیر وقائع از و طلب کند و تعبیر یکہ بر طالب منکشف شود نیز عرض نماید و صواب و خطا را از وجود بہ کشوف خود ہرگز اعتماد نکند کہ حق با باطل درین دار ممتزج ست

Marfat.com

وصواب باخطا مختلط و بے ضرورت و بے اذن او از وجد انشود کہ غیر او را بروے گزیدن منافی ارادت ست و آواز خود را بر آواز او بلند نکند و با او سخن بلند نگوید کہ سوء ادب ست چنانچہ قال تبارک و تعالیٰ بشان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ و ہر فیضے کہ برسد و ہر فتوحے کہ مدرک شود آن را بتوسط شیخ تصور نماید و اگر در واقعہ بیند کہ فیضے از مشائخ دیگر رسیدہ است آنرا نیز از پیر خود داند و داند کہ چون پیر جامع کمالات و فیوض ست فیض خاص از پیر مناسب استعداد خاص مرید ملائم کمال شیخے از مشایخ کہ صورت افاضہ از وے ظاہر شدہ در مرید رسیدہ است و لطیفۂ از لطائف پیر کہ مناسبت بآن فیض دارد بصورت آن شیخ ظاہر شدہ است بواسطۂ ابتلاء مرید آن لطیفہ را بشیخ دیگر خیال نمودہ است و فیض را از ان دانستہ این مغلطہ عظیم است و جائے مزلۂ اقدام حق سبحانہ تعالیٰ از زلت قدم نگہ دارد و بر محبت و اعتقاد پیر مستقیم دارد بحرمت سید البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات اتمہا و اکملہا بالجملۃ الطریق کلہ ادب ہیچ بے ادب بجز از سدہ

از خدا خواہیم توفیق ادب ! بے ادب محروم ماند از فضل رب

و اگر مرید خود را در رعایت بعضے از آداب مقصر داند و در ادائے ما ینبغی نرسد و بسعی ہم نتواند از عہدہ برآید معفوست اما از اعتراف بتقصیر ناچار ست و اگر عیاذاً باللہ سبحانہ رعایت آداب نکند و خود را مقصر ہم نداند از برکات این بزرگواران محروم ست ؎

ہر کرا روئے بہبود نداشت دیدن روئے نبی سود نداشت

آرے مریدے کہ بہ برکت توجہ پیر بمرتبۂ فناء و بقا برسد و راہ الہام و طریق فراست بروے ظاہر شود و پیر آنرا مسلم دارد و بکمال او گواہی دہد می رسد کہ بہ بعضی الہام بہ پیر خود خلاف کند و بمقتضائے الہام خود عمل کند

Marfat.com

اگرچہ نزد پیر خلاف آن متحقق شود چہ این مرید درین وقت از ربقۂ تقلید برآمدہ است و تقلید در حق وے خطاست نمی بینی کہ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم الصلوات والتسلیمات در امور اجتہادیہ و احکام غیر منزلہ بآن سرور خلاف کردہ اند و در بعضے اوقات صواب بجانب اصحاب ظاہر شدہ است کما لا یخفی علی ارباب العلم۔

ضرورت سلوک و فضیلت طریقۂ نقشبندیہ

پس باید دانست کہ چون این امور منوط باخلاص است کما قال تبارک و تعالیٰ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ و آن بے فنا صورت نہ بندد و محبت ذاتیہ متصور نشود لاجرم سلوک طریق صوفیہ کہ محصل فنا و محبت ذاتیہ است نیز ضروری آمد تا حقیقۃ اخلاص متحقق شود و طرق صوفیہ در مراتب کمال و تکمیل چونکہ متفاوت اند پس ہر طریقے کہ ملتزم متابعت نسبت سنیہ باشد از برائے اختیار اولیٰ و انسب ست و آن طریق اکابر نقشبندیہ است قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم العلیۃ چہ این بزرگواران درین طریق التزام سنت نمودہ اند و اجتناب از بدعت فرمودہ مہما امکن عمل برخصت تجویز نمی کنند اگرچہ بظاہر در باطن نافع یابند و عمل بعزیمت از دست نمی دہند اگرچہ بصورت در سیرت مُضر و احوال و مواجید را تابع احکام شرعیہ ساختہ اند و اذواق و معارف را خادم علوم دینیہ و السنہ جواہر نفیس شرعیہ را در رنگ طفلان بجوز و مویز وجد و حال عوض نمی کنند و بتُرّہات صوفیہ مغرور و مفتون نمی گردند از نص لفص نمی گرایند و از فتوحات مدنیہ کہ وحی ست بفتوحات مکیہ کہ کشف ست التفات نمی نمایند مع ذلک طریق ایشان موصل و اقرب طرق ست چہ نسبت ایشان بحضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منسوب ست فوق ہمہ نسبتہائے مشائخ۔ اما فہم ہر کس بمذاق این اکابر نرسد، حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ فرمودہ اند کہ خواجگان این طریقہ علیہ بہر زراقی و رقاصی نسبت ندارند کارخانۂ ایشان بلند ست ؎

Marfat.com

جیف باشد شرح او اندر جہان! ہمچو راز عشق باید در نہان!
لیک گفتم وصف او تا رہ برند! پیش ازان کز فوت او حسرت خورند

اگر دفاتر در بیان خصائص و کمالات این برگزیدگان ثبت نمودہ آید حکم قطرہ دارد از دریائے بے نہایت

ع دادیم نشان ترا گنج مقصود ترا

ازالۂ وہمے

متوہم نشود کہ اکابر سلاسل دیگر بغیب ذات و نقطۂ نہایت النہایت نرسیدہ اند بخلاف سلسلۂ ہذا، مَعَاذَ اللّٰہ عَنْ ذٰلِکَ برائے رفع توہم مذکور عبارت حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی رضی اللہ عنہ از رسالۂ مکاشفہ نقل می شود، بگوش ہوش باید شنید:

باید دانست کہ سلوک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد از تحصیل جذبہ نہ سلوک فوقانی ست کہ بحضرت امیر کرم اللہ وجہہ منسوب است و ازان تعبیر باین عبارت فرمودہ اند سَلَکْتُ مِنْ طُرُقِ السَّمَآءِ فَاِنِّیْ لَاَعْلَمُ طُرُقَ السَّمٰوٰتِ مِنْکُمْ مِّنْ طُرُقِ الْاَرْضِ و این سلوک تعلق بسیر آفاقی دارد بلکہ آن سلوک از قبیل سیر انفسی ست بآن می ماند کہ نقبی از خانۂ جذبہ کندہ اند و تا غیب ذات رسانیدہ اند و بآن راہ رفتہ اند و حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا نیز ازین راہ بنہایت رسیدہ اند و سلوک فوقانی نیز کہ بسیر آفاقی تعلق دارد ہر چند مقتبس از مشکوٰۃ آنحضرت است علیہ الصلوٰۃ والسلام اما مخصوص حضرت امیر ست خلفائے ثلثہ از راہہائے دیگر بغیب رفتہ اند مسلک حضرت صدیق اکبر معلوم گشت و مسلک حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہدایت و ہمچنین حضرت ذو النورین طریق علیحدہ دارند و تسلیک سالکان باین مسالک اربع واقع است تسلیک بمسلک حضرت امیر رضی اللہ عنہ خود شائع است و اکثر سلاسل بہمان مسلک متوجہ مقصود ند و ہمچنین مسلک حضرت صدیق

Marfat.com

از سلاسل دیگر مخصوص بسلسلۂ خواجہ ہاست امامشائخ کبار از غیر این سلسلہ نیز بآن مسلک سلوک نمودہ بمقصود رسیدہ اند وچون تسلیک این مسلک بواسطۂ خفا وتستر صعوبتے داشت چنانچہ مولوی بآن اشارہ فرمودہ ؎

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را

ہمچنین سالک حضرت فاروق رض وحضرت ذی النورین رض خفائے داشتند وتسلیک آنہا منحصر بود بسلک حضرت امیر رض ظہوری داشت ہمان مسلک حضرت امیر رض شائع گشت ومشائخ ہمین مسلک ظاہر را اختیار کردند ایضاً چون حضرت امیر متاخر بودند مسلک ایشان شیوع پیدا کرد ولا جرم سلاسل آن منتسب گشتند وہمان مسلک را اختیار نمودند وبعضے قاصر فہمان تسلیک وتکمیل را مخصوص بحضرت امیر می دانند وخفا نسبت بآنحضرت را کمال غیر مکمل خیال می کنند غافل از جرأتہائے ایشان چون سلوک ایشان بمسلک حضرت امیر واقع شدہ است ماسوے آنرا نفی کردہ مرتکب این امر شنیع می گردند ؎

چو آن کرمے کہ در سنگے نہان ست زمین وآسمان او ہمان ست

این حقیر بعضے کابر مشائخ را دیدہ کہ بمسلک حضرت فاروق رض سلوک نمودہ اند وحضرت غوث الثقلین باین مسلک بغیب ذات واصل گشتند ودر مسلک حضرت امیر از فنا وبقا کہ اول قدم در ولایت ست ترقی نمودہ اند وحضرت شیخ ابو سعید خزاز بمسلک حضرت فاروق رض سالک گشتہ اند مگر نشنیدہ اند کہ پیغمبر علیہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا فرمودہ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اگر معنی تکمیل وافادہ در ایشان نمی بود تسلیک این مشائخ بمسلک حضرت فاروق رض از کجا بودے فَتَأَمَّلْ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَاصِرِيْنَ۔

فضیلت صدیق اکبر رض

وبعضے حضرت علی رض وطریقۂ ایشان را بر طریقۂ صدیق اکبر رض از حدیث اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

Marfat.com

ترجیح داده اند واز حدیث مذکور ترجیح هرگز ثابت نمی شود زیرا که علم وعرفان بعروج متحقق وثابت می شود وآنرا قرب ولایت می نامند وترجیح نبوت را بر ولایت از تصانیف امام الطریقه ظاهر وباهر وحضرت صدیق اکبرؓ بکمالات نبوت متصف شده اند چنانچه درشان اوشاں وارد ست اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ کَهَاتَیْنِ الْاَصْبَعَیْنِ وودر شان حضرت فاروق فرموده اند لَوْکَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وعلیٰ هذا درشان حضرت ذی النورین رضی پس از احادیث که درشان این بزرگواراں وارد اند فرق فیما بینهم ظاهر وباهر گشت ونیز حضرت امام ربانی رضی فرموده اند:

توضیح مزید پئے ازالۂ وہم وفضیلت خاصۂ غوث الاعظم رضی

باید دانست که واصلانِ ذات این بزرگوان که با فراد ملقب اند نیز اقل قلیل اند از اکابر صحابه رضی اثنا عشر از اہل بیت رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین باین دولت فائز اند از اکابر اولیاء الله غوث الثقلین قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس الله سره الاقدس باین دولت ممتاز اند ودرین مقام شان خاص آنه که اولیائے دیگر ازان خصوصیت نصیب اند وهمین امتیاز فضلی باعث علو شان ایشان شده است که فرموده اند قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ اگرچه دیگران را هم فضائل وکرامات بسیار است اما قرب ایشان بآن خصوصیت از همه زیاده تر است درعروج بآن کیفیت که بایشان می رسد با صحابه رضی اثنا عشر درین باب مشارک اند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

Marfat.com

لطائف عشرہ و بیان دائرۂ امکان

لہٰذا امور ضروریہ برائے تزکیۂ نفس و تحصیل کمالات باطنیہ بر وفق بیان این اکابر از اقوال ایشان اقتباس نمودہ در معرض بیان می آریم۔ وَمِنَ اللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

بداں کہ انسان مرکب از لطائف عشرہ است، پنج از عالم امر و پنج از عالم خلق۔ اکابر ایں طائفہ علیہ شروع تعلیم مبتدی از لطائف عالم امر مقرر فرمودہ اند زیرا کہ کمالاتے کہ بعالم امر تعلق دارند مقدمات اند و معارج کمالاتے را کہ بعالم خلق متعلق اند و کمالات اولیٰ از ظلیۃ خالی نیستند و مخصوص اند بکمالات ولایت و کمالات ثانیہ از شائبۂ ظلیت کہ مناسب ظہورات این نشأۂ دنیویہ اند برآمدہ اند از مقامات نبوت نصیب کامل یافتہ۔ پس طریقت و حقیقت کہ بولایت مربوط اند خادمان باشند مر شریعت را کہ ناشی از مرتبۂ نبوت ست و ولایت زینہ باشد مر عروج نبوت را۔

دائرۂ امکان

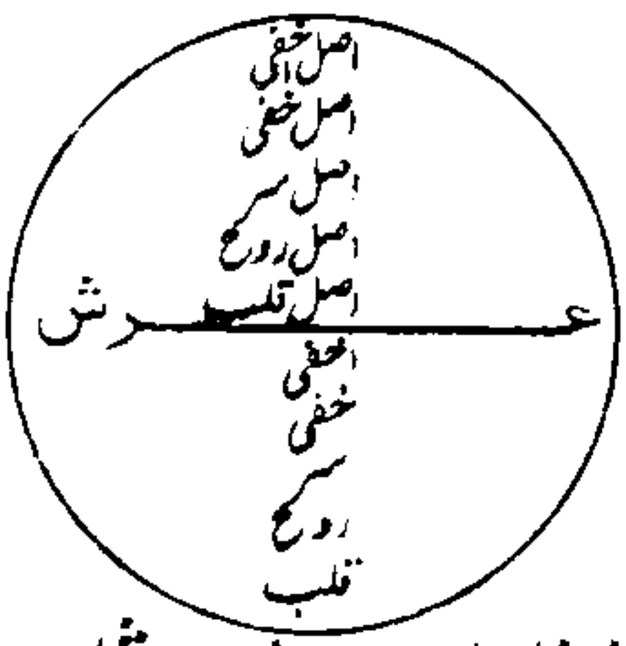

بدان ارشدک اللہ تعالیٰ کہ ولایت عبارت از قرب الٰہی ست جل سلطانہ کہ بے شائبۂ ظلیت صورت نہ بندد و بے حیلولۃ حجب حصول نہ پذیرد اگر ولایت اولیاست البتہ بداغ ظلیت متسم ست و ولایت انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ہرچند از ظلیت برآمدہ اما بے حیلولۃ حجب اسماء و صفات متحقق نیست و ولایت ملاء اعلیٰ ہرچند از حجب اسماء و صفات بلند رفتہ لیکن از حجب شیون و اعتبارات ذاتیہ چارہ ندارد و نبوت و رسالت ست کہ شائبۂ ظلیت باو راہ نیافتہ است و حجب اسماء و صفات و اعتبارات را در راہ گذاشتہ پس ناچار نبوت از ولایت افضل باشد و قرب نبوت ذاتی و اصلی باشد وَمَنْ لَمْ یَطَّلِعْ عَلٰی حَقِیْقَتِہِمَا حَکَمَ

Marfat.com

بِالْعَكْسِ وَجَزَمَ بِالْقَلْبِ پس چون ولایت زینہ باشد مر عروج نبوت را معلوم شد کہ سیرے کہ اکابر نقشبندیہ قدس اسرارہم اختیار کردہ اند وابتدا از عالم امر نمودہ اولیٰ وانسب ست چہ ترقی از ادنی کہ عالم امر ست باعلیٰ کہ عالم خلق ست باید نمود نہ از اعلیٰ بادنیٰ چنانچہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات شروع سیر از عالم امر نمودہ اند واز شریعت بحقیقت آمدہ اند کہ تعلق بعالم خلق دارد فافہم وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔

اصل لطائف

باید دانست کہ اصل ہر لطیفۂ کہ از عالم خلق ست اصل لطیفۂ از لطائف عالم امر ست مثلاً اصل نفس اصل قلب ست واصل باد اصل روح واصل آب اصل سر واصل نار اصل خفی واصل خاک اصل اخفی ست

بُودَن لطائف نے را اقدام انبیاء علیہم السّلام وبیان تخصیص آن

وہر یک لطیفہ زیر قدم یکے از انبیائے اولوا العزم واقع ست وبیان تخصیص ہر یکے از لطائف بایکے از انبیائے اولوا العزم مبنی بر چند مقدمات ست۔

مقدمہ اولیٰ ولایت بر پنج درجہ است۔ درجۂ اول مناسبت بتجلی افعالی دارد وآنرا مقام قلب گویند ودرجۂ ثانیہ مناسبت بتجلی صفات ثبوتیہ دارد، آنرا مقام روح نامند ودرجۂ ثالثہ مناسبت بتجلی شیونات ثبوتیہ دارد وآنرا مقام سر گفتہ اند ودرجۂ رابعہ مناسبت بتجلی صفات سلبیہ دارد کہ مقام تقدیس وتنزیہ است آنرا مقام خفی گویند ودرجۂ خامسہ کہ جامع جمیع درجات ست وقابلیت تجلی ذاتی دارد وآنرا بمقام اخفی تعبیر کنند۔

مقدمۂ ثانیہ حقائق ممکنات ظلال اسماء وصفات الٰہیہ جل شانہٗ اند کہ باعدام تعبیر کردہ می شوند یعنی عدم کہ مضاف باشد بسوئے صفت وحقائق انبیاء علیہم السلام اصول آن ظلال اند یعنی صفات وجوبیۂ حق تعالیٰ جل شانہٗ

Marfat.com

مقدمہ ثالثہ تجلی ظہور شیونی درسر تبہ ثانیہ است از انجا کہ پرتو اول صفت تکوین حقیقت آدم علیہ السلام ست واین صفت منشا صدور افعال گشتہ وپرتو ثانی حقیقت قلب ست کہ محل تجلی افعالی ست باین وجہ لطیفہ قلب زیر قدم مبارک حضرت آدم علیہ السلام ست زیرا کہ حقیقت آدم علیہ السلام صفت تکوین گشتہ وحقیقت قلب محل تجلی افعالی ست واصل منشا افعال صفت تکوین ست پس حقیقت آدم علیہ السلام مربی حقیقت قلب ست وعلی ہذا القیاس حقیقت ابراہیم علیہ السلام ورب او صفت العلم ست کہ اجمع جمیع صفات ذاتیہ است وحقیقت روح کہ محل تجلیات صفات ذاتیہ است بجہت مناسبت حیاتیت ومحبیت مرتبط باوشان گشتہ یعنی نسبت باقدم مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام ست وچونکہ نوح علیہ السلام درین امر بایشان مشارکت دارند لہذا تعلق ارتباط لطیفہ بایشان بآن وجہ مذکور ست وحقیقت لطیفہ سر محل تجلیات شیونات ست و رب وحقیقت موسی علیہ السلام از شیونات شان الکلام ست ازین وجہ لطیفہ مذکورہ را بقدم آنحضرت مرتبط ساختہ اند وحقیقت ورب عیسی علیہ السلام از صفات سلبیہ است کہ موطن تنزیہ وتقدیس ست وحقیقت لطیفہ خفی محل تجلیات صفات سلبیہ ست ازان ارتباطش بآں مسلم گشت ودرجہ خامسہ را از درجات ولایت کہ قابلیت تجلی ذاتی دارد باخفی تعبیر کنند وآن زیر قدم حضرت خاتم النبیین ست صلوات اللہ علیہ التسلیمات زیرا کہ در آن سرور کائنات مظہر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم رب الارباب ست کہ در شیونات ازو تعبیر بشان العلم کردہ می شود در تعینات تعین حبی وجامع جمیع صفات وشیونات ذاتیہ است فلہذا مرکز وماوائے ہمہ اوست صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ لطیفہ اخفی محل تجلی ذاتی الٰہی ست وحقیقت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع صفات وشیونات ست وتجلی ظہور شی بمرتبہ ثانیہ است لہذا زیر قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد صحیح گفتہ شد ؎

موسیٰ از ہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین ذات می نگری در تبسمے

Marfat.com

طالبے راکہ مرو صولش از لطیفۂ قلب باشد آدمی المشرب گویند و ہرکہ وصولش از لطیفۂ روح بود ابراہیمی المشرب باشد و آنکہ وصولش از لطیفۂ سر باشد او موسوی المشرب باشد و ہرکہ وصول او از لطیفۂ خفی بود او عیسوی المشرب ست و ہرکہ وصولش از لطیفۂ اخفی بود او محمدی المشرب ست صلی اللہ علیہ وسلم و علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔

مبادی تعینات

و باید دانست کہ ہرکہ مبدا تعین او صفت کلی آمد تعینات دیگر کہ مبادی آن جزئیات آن کل است تابع آن کس خواہند بود و زیر قدم او زندگانی خواہند نمود از ایں جاست کہ می گویند فلانے زیر قدم محمد ست و فلانے زیر قدم موسیٰ و فلانے زیر قدم عیسیٰ علیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات انہا را کلہا بایں قلب زیر قدم آدم و روح زیر قدم نوح و ابراہیم و سر زیر قدم موسیٰ و خفی زیر قدم عیسیٰ علیہم السلام و اخفی زیر قدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

محل ہر لطیفہ در جسم انسانی و تحقیق قلب

و جناب باری محل ہر یک از لطائف در جسم انسان بمصلحت خویش مقرر فرمودہ چنانچہ محل [illegible] پستان چپ بفاصلہ دو انگشت۔

متوہم نشود کہ مراد از قلب مضغہ است کہ بجسم انسان موجود شکل صنوبری مخروطی دارد و بایں کہ از [illegible] کہ شکل مخروطی دارد در وسط سینہ مائل بجانب چپ محاذی پستان چپ ست نہ از پستان چپ چنانکہ در [illegible] معتبرۂ طب مذکور ست پس مراد از قلب مضغہ نیست بلکہ لطیفۂ از لطائف عالم امر ست و آن نور از تنزل مجرد است است و محلش فوق عرش حق سبحانہ و تعالیٰ از حکمت غامضۂ خویش باین جا خصوصیتے و نسبتے کردہ است کہ

Marfat.com

بعض از صوفیۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اطلاق مضغہ بر قلب نیز می فرمایند برین تقدیر مراد از قلب حقیقت جامعہ انسانی خواہد بود کہ مرکب است لطائف عالم امر و عالم خلق ست و اطلاق مضغہ بران باعتبار عناصر ست حق تعالیٰ باین جا تعلقے پیدا کردہ است و آن نہ بشکل مخروطی و نہ موجود زیر پستان چپ بلکہ محض تعلق اوست باین جا

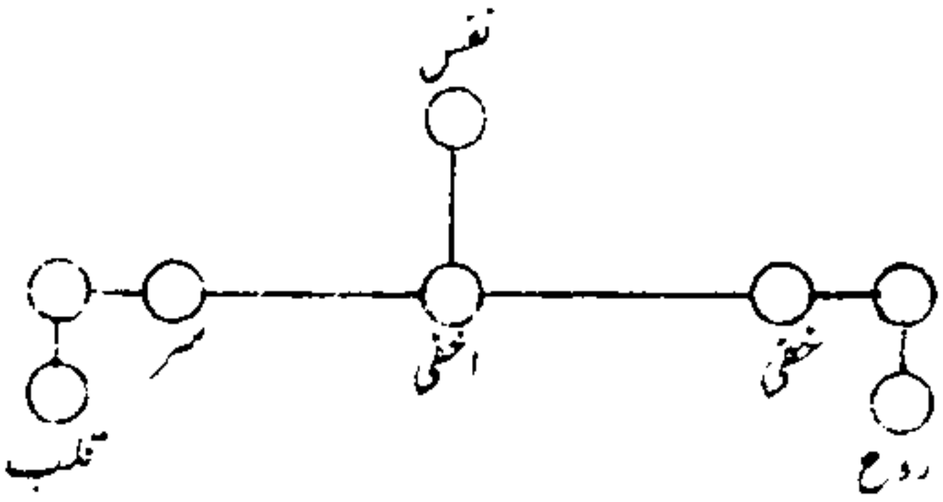

و محل روح زیر پستان راست بفاصلۂ مذکورہ و محل سر برابر پستان چپ بفاصلۂ دو انگشت مائل بسینہ و محل خفی برابر پستان راست بفاصلۂ دو انگشت مائل بوسط سینہ و محل لطیفہ اخفی درمیان سینہ و محل لطیفہ عنصریہ یعنی لطیفۂ قالبیہ تمام بدن ست و محل نفس پیشانی۔

و طریقۂ ذکر زبان را بکام چسپانیدہ کہ متحرک نشود و لفظ مبارک اللہ ازان محل و از محال مذکورہ از خیال بگوید بعد از انفراغ از اذکار مذکورہ مراقبات شروع می شود

مراقبات

اول مراقبۂ احدیت باین لحاظ کہ فیض می آید از ذاتیکہ جامع جمیع صفات ست و منزہ از جمیع نقصانات بر لطیفۂ قلب و بعد توجہ مرشد علامت تمامیت آنکہ خطرہ تا دیر نگذرد

و خطرہ بر چند قسم ست بعضے ازان کہ طالب را ازالۂ آن ضروری ست بیان کردہ می شود

اقسام خطرات و علاج آنہا

خطرۂ قلبی[1] و نفسی[2] و قالبی[3] و علاج ہر یکے از دیگرے فی الجملہ جدا و ممتاز ست۔ علاج خطرات قلبی کثرت ذکر کہ ہر لحظہ در لوم رقیقہ غافل نباشد چنانچہ فرمودہ حق سبحانہ و تعالیٰ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ

Marfat.com

وعزلت از اغیار باقلتِ غذا بقدر مسنون، وعلاج خطرات نفسی کثرت نفی واثبات بحبس دم ومخالفت نفس درحرکات وسکنات ودیگر امور کہ متعلق آن باشند وبسیار تضرع وزاری باذکر خفی ومراقبہ کہ متعلق مقام باشد کما قال اللہ تعالیٰ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً۔ وعلاج خطرات قالبی کثرت تہلیل لسانی است وکثرت نوافل خصوصًا نوافل مسنونہ ومع ہٰذا توجہ والتفات شیخ کامل ومکمل ہرجا ضرورست بغیر او ہیچ کار نمی برآید ؎

بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق! گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

وبعضے را بدیدن انوار وغیرہ تمام می شود وطالبے را کہ استعداد کامل دارد فنائے قلب در مراقبات قلبیہ حاصل می شود وہمہ تعلقات قلبی زائل می شوند واکثرے را در مراقبات نفس فنائے مذکور دست می دہد شیخ کامل مکمل اگر خواہد باذنی التفاتش فنائے مذکور درہمین مراقبات مذکور بمنصۂ ظہور جلوہ گر گردد ونوبت تا نفس نمی رسد۔

ولایت صغریٰ۔ مراقبۂ معیّت

بعد ازان مراقبۂ معیت مفہوم آیۂ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ومورد فیض ہم درین جا قلب ست ودرین جا ذکر تہلیل لسانی بسیار مفید باشد ودرین جا سیر تجلیات افعالی وانکشاف توحید وجودی می باشد واین را ولایت صغریٰ نامند وولایت اولیا وقرب ایشان قرب معیت ست کہ دائرۂ ظلال ست آنرا وجود نیست مگر در علم واجب اوّل صوفی بدان واصل می شود کہ اصل اوست ودرین جا معیت باظلال بہم می رسد باصفاتیکہ در علم موجود ست کہ متعلق بولایت کبریٰ وعلیا نہ آن صفات کہ در خارج موجود ست کہ معیت آن بمقاماتِ دیگر تعلق دارد واستغراق وبے خودی ودوام حضور و

مراقبۂ معیت

Marfat.com

نسیان ماسوا درین جا حاصل می شود وگاہے درین مقام سکر و مستی و جذبات فنا و بقا و نیز حالات دیگر وارد می شوند حسب استعداد طالب و ہمین امور بر تمامیت مراقبہ موصوفہ دلالت می دارند

ذکر اسم ذات و نفی و اثبات و تہلیل لسانی

وعدد اسم ذات بست و پنج ہزار و نفی و اثبات یازدہ صد و تہلیل لسانی از پنج ہزار کم نشود۔

ولایتِ کبریٰ

بعد ازین شروع می شود سیر در ولایت کبریٰ و ولایتِ کبریٰ متضمن ست بر سہ دائرہ و یک قوس۔

مراقبہ اقربیت

دائرہ اولیٰ مراقبۂ اقربیت مفہوم آیۂ شریفہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی فیض می آید از ذاتیکہ نزدیک ترست بسوئے جانِ من از رگِ جانِ من و منشا دائرہ اولائے ولایت کبریٰ ست بر لطیفۂ نفس و لطائف خمسہ۔

معنی اقربیت

معنی اقربیت اینکہ اصل بظل از ذاتِ ظل اقرب ست۔ پس باید دانست کہ ہمچنانکہ اصل بظل از ذاتِ ظل اقرب ست، ہمچنین اصل الاصل بظل از ذات ظل و ہم از ذات اصل اول وے اقرب ست و ہمچنین اصل اصل الاصل از ہمہ اقرب ست پس ذات واجب تعالیٰ شانہ بممکن اقرب ست از شیونات و شیونات بوے اقرب اند از صفات و صفات اقرب اند بوے از ظلال و ظلال اقرب اند از ذات وے و درین جا کثرت تہلیل بسیار زنی بخشد و حضور نگرانی و عروج و نزول و جذبات مثل تقلب حاصل می شود مگر حالات اینجا بے رنگ و بے مزہ است و بعد قوت گرفتن حالات نفس حالات قلبیہ فراموش می گردند و ہمین علامت اتمام مراقبہ است۔

Marfat.com

دائرۂ ثانیہ مراقبۂ محبت ماخوذ از آیۂ شریفہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ یعنی فیض می آید از ذاتیکہ مرا دوست می دارد و من اورا دوست می دارم و منشأ دائرۂ ثانیہ ولایت کبریٰ ست کہ اصل دائرۂ اولیٰ ست و مورد فیض درین دائرہ لطیفۂ نفس ست فقط

مراقبۂ محبت

و در دائرۂ ثالث نیز ہمین مراقبہ باین لحاظ کہ فیض می آید از ذاتیکہ مرا دوست می دارد و من اورا دوست می دارم و منشأ دائرۂ ثالث کہ اصل دائرۂ ثانی ولایت کبریٰ ست می کند و ہمین طور مراقبۂ قوس کہ فیض می آید از ذاتیکہ مرا دوست می دارد و من اورا دوست می دارم و منشأ قوس کہ اصل دائرۂ ثالث ولایت کبریٰ ست۔ این سہ گانہ بذاتِ مقدس در حضرت ذات اعتبارات اند کہ مبادی صفات و شیونات گشتہ اند درین مقام شرح صدر واقع می شود چنانچہ فرمود حق سبحانہٗ و تعالیٰ بشان نبی کریم اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اشارت ست بجانب کمالات لطیفۂ اخفی کہ محل تجلی ذاتی الٰہی ست و تجلی ظہور شی بمرتبۂ ثانی ست پس ذات حق سبحانہ بلطیفۂ اخفی بجمیع شیونات و صفات و اسماء خود ظہور فرمودہ است و ہر کرا ذات منکشف گشت تمامی امور کہ منتسب بذات اند بر او منکشف خواہند بود ازین وجہ فرمودہ علیہ السلام اُوْتِيْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ علوم اوّلین و آخرین بتمامہ ہویدا و ظاہر گشت بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، درین جا مقام صبر و شکر و رضا دست می دہد و بقبول تکالیف شرعیہ احتیاج دلیل نماند و نظریات بدیہیات می شود و سالک در مراقبات دوائر ثلثہ و قوس اگر تفکر دقیق دارد امتیاز فیما بینہما تواند کرد یعنی در اقربیت ذات مع الصفات الثمانیۃ المتمیزہ و در مراقبۂ محبت اولیٰ اصول آن اعتبارات و در ثانیۂ محبت اصول اصول غیر متمیزہ و در قوس ذات صرف کہ در تعین علمی ظاہر گشت و مشہود گردیدہ و ہر یک

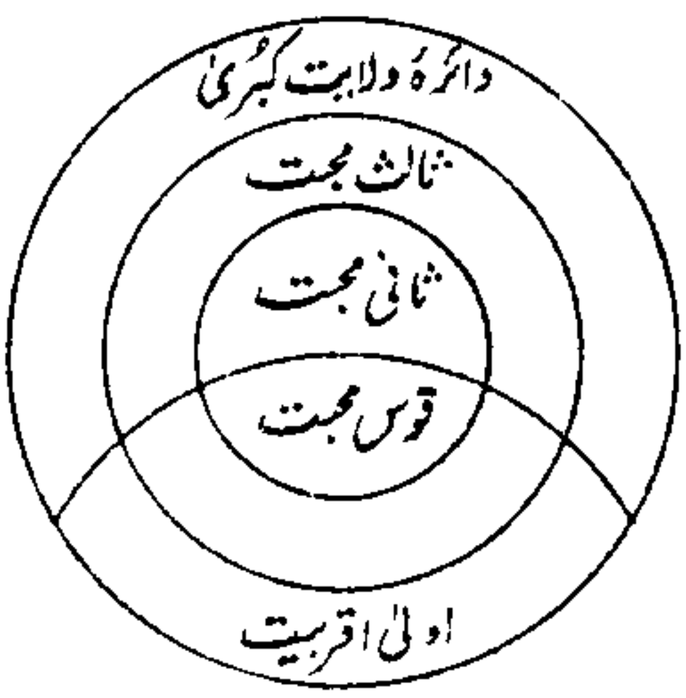

Marfat.com

ازامور مذکورہ ممتازی باشد بنظر دقیق معارف اینجا کتاب وسنت است۔

مراقبہ ولایت عُلیا

پس بعد تمام شدن ولایت کُبریٰ وسیر اسم اظاہر شروع در سیر اسم الباطن و ولایت علیا کہ ولایت ملاء اعلیٰ ست مشہود می شود و کار بعناصر ثلثہ سوائے عنصر خاک می افتد۔

دائرہ ولایت علیا

باید دانست کہ سیر تفصیلی اسم الظاہر سیر در صفات ست بے آنکہ در ضمن آنہا ذات ملحوظ شود تعالیٰ و تقدس و در سیر اسم الباطن کہ مناسب حال این سیر استتار و تبطن ست سیر در اسماء ست اما در ضمن آنہا ذاتِ او تعالیٰ ملحوظ ست آن اسماء در رنگ ستر ہا اند کہ ماورائے آنہا ذات ملحوظ می گردد تعالیٰ و تقدس مثلاً در صفت علم ذات اصلا ملحوظ نیست و در اسم العلیم ملحوظ ذات ست در پس پردۂ صفت علم زیرا کہ علیم ذاتے ست کہ مراورا علم ست فَالسَّيْرُ فِي الْعِلْمِ سَيْرٌ فِي اسْمِ الظَّاهِرِ وَالسَّيْرُ فِي الْعَلِيْمِ سَيْرٌ فِي اسْمِ الْبَاطِنِ وَقِسْ عَلٰى هٰذَا سَائِرَ الصِّفَاتِ وَالْاَسْمَاءِ درین مراقبہ فیض می آید از ذاتیکہ موسوم باسم الباطن ست و منشاء ولایت علیا بعناصر ثلثہ سوائے عنصر خاک درینجا ذکر تہلیل لسانی وصلوٰۃ ناقلہ ترقی مے دہد و توجہ و حضور و عروج ونزول عناصر ثلثہ را حاصل می شود و وسعت عجیب و مناسبت بملأ اعلیٰ پیدا می گردد بلکہ بعض اوقات ملائکہ کرام مبصر می شوند۔

مراقبہ کمالات نبوّت

بعد ازان مراقبہ کمالات نبوت باین لحاظ کہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشار کمالات نبوت ست بر لطیفۂ عنصر خاک کہ شی عجیب ست یعنی مظہر تجلی ذاتی الٰہی ست بیشتر باعث کرب وقت نزع ہمین ست کہ رُوح تحمل مفارقت محل ظہور محبوب خود را نمی تواند کرد در عنصر موصوف

دائرہ کمالات نبوت

Marfat.com

نیستی محض و در جانب آخر ہستی محض فَافْهَمْ تُحْرَفُ الْاَشْيَآءُ بِاَضْدَادِهَا در اینجا حضور بے جہت حاصل می گردد و نگرانی و طپش طلب بیتابی و شوق دور می گردد و یقین کامل راسخ می باشد حال و مقام و معرفت از اینجا کوتاہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ بر حال ایشان شاہد کامل آمدہ ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

وصول ست حصول نے و وصول عبارت از فنا کردن خود بغلبۂ عشق در ذات حق پس موحد نماند کہ صدائے تَوْحِيْدَيْنِ ازان برخیزد کہ مقام اولیا ست درین مقام انبیا اتباع شرع بالکمال وسعت نسبت باطن بیکیفی و یاس و حرمان دست می دہد این مقام مقام انبیا ست بغیر تبعیت ایشان حاصل نمی شود و با قیام توحید ہیچ سروکار ندارد کہ آن متعلق ولایت ست و نیز درین مقام تَجَلِّی ذاتی دائمی ست بے پردۂ شیون و اسمار و صفات معاملۂ فنائے نفس نتیجۂ تجلی صفات ست و از گذشت آن کاروبار با تجلی ذات و معاملۂ این تجلی از گفت بیرون ست ذوقی و وجدانی ست نہ بیانی و ترجمانی این قدر ہست کہ این تجلی ذاتی دائمی است لِاَنَّ الذَّاتَ اِذَا تَجَلّٰى لَا اِسْتِتَارَ لَهٗ از اینجا معلوم شد کہ تَجَلِّی بَرْقِی کہ گفتہ اند نہ تجلی ذات ست تجلی شانی است از شیونات ذات او تعالیٰ کہ اصل اسمی ست کہ مبدأ تعین سالک ست باین علاقہ آئینہ داری صورت عارف نمودہ است و برنگ آن برآمدہ نہ تجلی ذات او تعالیٰ و کمالات رسالات و کمالات اولوا العزم موجبیت از دریائے کمالات نبوت این ہر سہ دائرہ باہم مثل ابرہ داشتند و مثل مرکز و محیط نوعی تفاوت در مرتبہ دارند کہ بر اولی الابصار ظاہر می شود چون درین مبحث ذکر توحیدین اعنی وجودی و شہودی درمیان آمد درین زمان فساد کہ ناحق را حق پندارند گان بسیارند و حق را حق دانندگان قلیل لازم آمد کہ بیان ہر دو قسم آن و احقاق حق نمودہ شود و این امر در مکتوب چہل و سیوم جلد اول حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کما ینبغی مذکور ست لہٰذا عبارت ضروریہ آن ملخصاً نقل نمودہ شد وہو ہٰذا :

توحید وجودی وتوحید شہودی

توحید یکہ در اثناء راہ این طائفہ علیہ را دست می دہد دو قسم ست توحید شہودی وتوحید وجودی۔ توحید شہودی یکے دیدن ست یعنی مشہود سالک بجز یکے نباشد وتوحید وجودی یک موجود دانستن ست وغیر او را معدوم انگاشتن وباوجود عدمیت مجالے ومظاہر آن یکے پنداشتن پس توحید وجودی از قبیل علم الیقین آمد وشہودی از قسم عین الیقین۔ توحید شہودی از ضروریات این راہ ست چہ فنا بے این توحید متحقق نمی شود وعین الیقین بے آن میسر نمی شود زیرا کہ رویت یکے باستیلائے او مستلزم عدم رویت ماسوای اوست بخلاف توحید وجودی کہ نہ چنین ست یعنی ضروری نیست چہ علم الیقین بے آن معرفت حاصل ست چہ علم الیقین مستلزم نفی ماسوائے او نیست غایۃ ما فی الباب مستلزم نفی علم ماسوائے اوست در وقت غلبۂ استیلائے علم آن یکے مثلاً شخصے کہ یقینے بوجود آفتاب پیدا کرد باستیلائے این یقین مستلزم آن نیست کہ ستارہا را در آن وقت منتفی ومعدوم داند اما وقتیکہ آفتاب را دید البتہ ستارہا را نخواہد دید ومشہود او جز آفتاب نخواہد بود ودرین زمان کہ ستارہا را نمی بیند می داند کہ ستارہا معدوم نیستند بلکہ می داند کہ ہستند اما مستور ند ودر شعشان نور آفتاب مغلوب اند واین شخص با جماعۂ کہ نفی وجود ستارہا در آن وقت کنند در مقام انکار ست ومی داند کہ آن معرفت غیر واقع است پس توحید وجودی کہ نفی ماسوائے یک ذات ست تعالیٰ وتقدس با عقل وشرع در جنگ ست بخلاف شہودی کہ در یکے دیدن ہیچ مخالفت نیست مثلاً در وقت طلوع آفتاب ستارہا را نفی کردن ومعدوم دانستن خلاف واقع ست۔ اما ستارہا را در ان وقت نادیدن خلاف واقع نیست بلکہ آن نادیدن بواسطۂ غلبۂ ظہور نور آفتاب است وضعف بصر رائی اگر بصر رائی بنور ہمان آفتاب مکتحل شود وقوت پیدا کند ستارہا را از آفتاب جدا بیند و

Marfat.com

این دید درحق الیقین ست

مطلب قول انا الحق و کلام سُبحانی

پس اقوال بعضی از مشایخ کہ بظاہر شریعت حقہ مخالف می نمایند و بتوحید وجودی بعضے مردم آنہا را فرد می آرند مثل قول ابن منصور الحلاج انا الحق و ابی یزید البسطامی سُبحانی و امثال اینہا اولیٰ و انسب آنست کہ بتوحید شہودی فرود باید آورد و مخالفت را دور باید ساخت ہرگاہ ما سوائے حق سبحانہ از نظر شان بحتی شد در غلبۂ آن حال باین الفاظ تکلم فرمودند و غیر از حق سبحانہ اثبات ننمودند معنی انا الحق آنست کہ حق ست نہ من چون خود را نمی بیند نہ آنکہ خود را می بیند و آنرا حق می گوید این خود کفر ست اینجا کسے نگوید کہ اثبات ناکردن نفی می کند و آن بعینہ توحید وجودی ست زیرا کہ گوئیم کہ از عدم اثبات نفی لازم نمی آید بلکہ در آن موطن حیرت ست احکام تباین ساقط شدہ اند و در سبحانی نیز تنزیہ حق ست نہ تنزیہ خود کہ او بتمامہ از نظر مرتفع شدہ است حکمے با و تعلق نمی گیرد و امثال این سخنان در مقام عین الیقین کہ مقام حیرت ست بعضے را رو می دہد و چون ازین مقام می گذرانند و بحق الیقین می رسانند از امثال این کلمات تحاشی می نمایند و از حد اعتدال تجاوز نمی فرمایند اینجا کسی نگوید کہ ارباب توحید وجودی نیز ہمچنانکہ یکے می دانند یکے می بینند پس از عین الیقین نیز نصیبے دارند زیرا کہ در جواب گوئیم کہ ارباب این توحید صورت مثالی توحید شہودی را دیدہ اند نہ آنکہ بآن توحید متحقق شدہ اند توحید شہودی را باین صورت مثالی او فی الحقیقت ہیچ مناسبت نیست زیرا کہ در وقت حصول آن توحید حیرت ست حکم بامرے در آن موطن نیست و صاحب توحید وجودی با وجود شہود صورت مثالی آن توحید شہودی از ارباب علم ست چہ نفی وجود ما سوا می کند و نفی حکمی ست از احکام از مقولۂ علم حیرت و علم بایک دیگر جمع نمی شوند پس ثابت شد کہ صاحب توحید وجودی از مقام عین الیقین بہرہ ندارد آرے صاحب توحید شہودی را بعد از مقام حیرت اگر ترقی واقع شود بمقام معرفت کہ حق الیقین ست

Marfat.com

می رسانند و در آن موطن علم و حیرت جمع می شوند و علمی کہ بے حیرت ست و پیش از حیرت ست علم الیقین ست این جواب بمثالے واضح گردد مثلاً شخصے در خواب بواسطۂ مناسبت کہ بمقام پادشاہت دارد خود را پادشاہ دید و لوازم پادشاہت در خود یافت و معلوم ست کہ آن شخص پادشاہ نشدہ است بلکہ صورت مثالی پادشاہت را در خود دیدہ است و فی الحقیقۃ پادشاہت را بآن صورت مثالی ہیچ مناسبت نیست آرے آن شہود اگرچہ بصورت مثالی باشد اما از استعداد آن شخص متحقق شدن بحقیقت آن صورت خبر می دہد اگر جانے بگذد عنایت خداوندی جل سلطانہ شامل حال او شود بآن مقام می رسد از قوت تا فعل فرق بسیار ست، بسا آہن کہ قابلیت مرآتیت داشتہ باشد تا مرآۃ نشود بدست پادشاہان نرسد و از حصول جمال شان بہرہ نیابد انتہی ملخصاً

بعد ازان **مراقبۂ کمالات رسالت** یعنی فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء کمالات رسالت ست

بہ ہیئت وحدانی سالک عروج و نزول و انجذاب تمام بدن را حاصل گردد تلاوت قرآن شریف و کثرت نماز در کمالات ثلثہ و حقائق کہ پیش می آیند ترقی می بخشد۔

بعد ازان مراقبۂ کمالات **اولوا العزم** یعنی فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء کمالات اولوا العزم ست بہ ہیأت وحدانی سالک نسبتِ کمالات ثلثہ بافوق چون نسبت ظل باصل ست و فی الواقع سیر درین جا در نفس وجود ست کہ ظل ذات بحت ست نہ در ذات و ہیأت وحدانی فوق خود مشہود می گردد و تلاوت قرآن مجید کم از کم سہ پارہ و اشتغال و اذکار و امور یکہ موافق اتباع سنت سنیہ باشد فائدۂ عظیم می بخشد۔

سیر در حقائق الٰہیہ، مراقبہ حقیقت کعبہ

بعد ازان مراقبۂ حقیقت کعبۂ ربانی کہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء حقیقت کعبۂ ربانی ست بہ ہیأت

Marfat.com

وحدانی سالک درین مقام عظمت وکبریائی حق مشہود می گردد وہیبتے عجیب بر باطن سالک غلبہ می کند وفنا وبقا حاصل می شود چونکہ طالب متصف بحقیقت کعبۂ ربانی می باشد نظر باطن خود می بیند کہ حقیقت مقدسہ تمامی عالم را احاطہ کردہ است بعدہٗ می یابد کہ سوائے آن ہیچ شئے موجود نیست۔

دائرہ حقیقت کعبۂ ربانی

قلب انسان نمونہ عرش رحمٰن ست کہ دران از بیت اللہ نشان است

بدانکہ در انسان چنانکہ قلب نمونۂ عرش رحمٰن ست جل سلطانہ وظہور قلبی او انموذج ظہور عرشی ست از بیت اللہ نیز در آن نشانہ است کہ میانہ است واز یمین وشمال بیگانہ وبحسن سبقت یگانہ ارباب این دولت بالاصالۃ انبیا اند علیہم الصلوات والتسلیمات وبہ تبعیت ووراثت این بزرگواران از امت ایشان ہر کرا باین دولت مشرف سازند ظہور عرشی ہر چند فوق ہمہ ظہورات ست اما معاملہ کہ بہ بیت المقدس مربوط است فوق ہمہ ظہورات وتجلیات ست اینجا نام تجلی وظہور بردن ننگ است تجلیات وظہورات حکم محیط دائرہ دارند واین معاملہ در حکم مرکز آن دائرہ است وشک نیست کہ محیط دائرہ با وجود وسعت نفس مرکز دائرہ است زیرا کہ ہمان نقطۂ مرکز ظل خود را ہمین ساختہ است وبرنگ صد نقطہ برآمدہ محیط دائرہ گشتہ است ودر ماسخن فیہ تعبیر بنقطہ تعبیر باقرب اشیاست والا آنجا نقطہ نیز در رنگ دائرہ مفقود ست نہ ظل ہر را آنجا مجال ونہ مظہر را در آن موطن محل ونہ اصل گنجائش دارد ونہ ظل چہ اصل نیز ازان دولت سرا در رنگ ظل در راہ ماندہ است ؎

چہ گویم با تو از مرغے نشانہ! کہ با عنقا بود ہم آشیانہ
ز عنقا ہست نامے پیش مردم ز مرغ من بود آن نام ہم گم

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی قدسنا اللہ بسرہم الاقدس در رسالۂ مکاشفات خود بجواب سوال یکے از خدام بیان حقیقت کعبہ را باستقصا رسانیدہ اند لہذا انقلش درین مقام انسب نمود و ہو ہذا:

حقیقت محمدی افضل ست یا حقیقت کعبہ؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اما بعد می شنوی محمد طاہر بدخشی استفسار نمودہ کہ در رسالہ مبدا و معاد واقع ست کہ صورت کعبہ چنانکہ مسجود الیہ صورت محمدی ست حقیقت کعبہ نیز مسجود الیہ حقیقت محمدی ست علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات ازین عبارت فضیلت حقیقت کعبہ لازم می آید بر حقیقت محمدیہ علی مظہرہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ وحالانکہ مقرر ست کہ مقصود از خلقت عالم عالمیان و ست علیہ الصلوٰۃ والسلام و آدم و آدمیان ہمہ طفیلی وے اند علیہ الصلوات والسلام لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْہَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ کَمَا وَرَدَ

صورت کعبہ و حقیقت کعبہ

باید دانست کہ صورت کعبہ عبارت از سنگ و کلوخ نیست، چہ اگر سنگ کلوخ در میان نباشد کعبہ کعبہ ست و مسجود خلائق ست بلکہ صورت کعبہ با آنکہ از عالم خلق ست در رنگ حقائق اشیا امر یست عظیم کہ از حیطۂ ادراک و خیال بیرون ست از عالم محسوسات ست و ہیچ محسوس نہ و متوجہ الیہا ست مر اشیارا و ہیچ در توجہ نہ ہستی ست کہ بلباس نیستی پوشیدہ است و نیستی ست کہ بکسوت ہستی خود را آراستہ در جہت بے جہت ست و در سمت بے سمت است بالجملہ این صورت حقیقت منشی عجوبہ ایست کہ عقل در تشخیص آن عاجز ست و عقلا در تعیین آن حیران گویا نمونہ از عالم بے چونی و بے چگونگی دارد و نشانہ از بے شبہی و بے مثلی

Marfat.com

در وے تعبیہ است بلے تا چنین نباشد شایان مسجودیت نبود و بہترین موجودات علیہ الصلوات والتسلیمات بشوق وآرزو قبلۂ خود اختیار نفرمودندے فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ درشان آن نص قاطع ست وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا در حق وے قرآن ماوح بیت اللہ ست کہ کینونت خاص مرصاحب را جل شانہ باوے است واظلال ونسبت مجہول الکیفیۃ بے چون و بے چگون را باو وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى در عالم مجاز کہ قنطرۂ حقیقت ست بیت مبنئی از بیتوتت ست کہ جائے قرار وآرام گاہ صاحب خانہ است ارباب دول را ہرچند نشستگاہ بسیار ست واماکنۂ نشست وبرخاست بے شمار اما ذاتی خانہ است کہ از مزاحمت اغیار بیگانہ است ومسکن وآرام گاہ جانانہ است اگرچہ بحکم حدیث قدسی وَلٰكِنْ يَسَعُنِيْ قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ گنجائش ظہور بے چونی پیدا کند لیکن نسبت بیتیت کہ مبنئی از بیتوتت است از کجا پیدا کند ومنع مزاحمت اغیار کہ از لوازم بیت ست از کجا آرد وچون غیر وغیریت را در آن موطن مدخل نبود ناچار مسجود گاہ وخلائق باشد کہ غیر را سجدہ نبود وغیریت منافی مسجودیت بود محمد رسول اللہ بجانب خود سجدہ تجویز نفرمودند وبجانب بیت اللہ بشوق ورغبت سجدہ نمودند سر تفاوت را از ینجا دریاب شَتَّانَ مَا بَيْنَ السَّاجِدِ وَالْمَسْجُوْدِ۔

اے برادر، چون شمۂ از صورت کعبہ معلوم نمودی اکنوں لختے از حقیقت کعبۂ معظمہ بشنو حقیقت کعبہ عبارت از ہیچون واجب الوجود ست جل سلطانہ کہ گردے از ظہور ظلیت بوے راہ نیافتہ است وشایان بود ومعبودیت ست این حقیقت را جل سلطانہا اگر مسجود حقیقت محمدی گوید چہ محذور آید وافضلیت آن از ین چہ قصور دارد آرے حقیقت محمدی از حقائق سائر افراد عالم افضل ست اما حقیقت کعبۂ معظمہ از عالم نیست تا بوے این نسبت نمودہ آید ودر افضلیت او توقف کردہ شود عجب ست کہ تفاوت صور این دو صاحب دولت بساجدیت ومسجودیت عقلائے ذوفنون را بے تفاوت ایشان نبردہ است کہ در مقام اعتراض ماندہ اند و ب

Marfat.com

بطعن و تشنیع گشاده حضرت حق سبحانہ انصاف شانرا بدہد کہ نافہمیده ملامت نکنند رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ط انتہی

و در انصاف تام باین مقام مذکور خود را مسجود لہ تمامی عالم می یابد شیخ کامل اگر مناسب حال طالب می داند تبدیل مقام می فرماید لیکن برائے ناقص تبدیل این مقام آن وقت مناسب ست کہ فنا درین مقام حاصل نشود یعنی بعد اتصاف وغیرہ نہ خود را نہ مقام خود را بلکہ شئی من الاشیاء را نمی یابد پس آن وقت تکمیل مقام می گردد و ازان بعد اگر تبدیل کردہ شود اولیٰ و انسب ست

مراقبۂ حقیقت قرآن

بعد ازان مراقبۂ حقیقت قرآن بمحاذیکہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء حقیقت قرآن ست بر هیات وحدانی سالک می کنند بواطن کلام اللہ درین مراقبہ ظاہر می گردد و در خواندن زبان قاری حکم شجرۂ موسوی پیدا می کند بلکہ تمام بدن حکم زبان دارد و بعض اوقات درد و ثقلے بر باطن سالک ہویدا می شود آیۂ کریمہ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا بران برہان تام ست و حرف و صوت نیز بر طرف می گردد و کلام نفسی را بلا حرف و صوت و بلا تقدم و تاخر کلمات مشاہدہ می کند و بعد انہماک درین مقام تام خود را متصف بکلام نفسی می یابد بلکہ بجز کلام نفسی خود را نمی بیند بعدہٗ ہیچ نمی یابد و نمی بیند پس درین جا تکمیل تام حاصل می شود تبدیل مقام بفوقانی می باید کرد۔

دائرۂ حقیقت قرآن مجید

مراقبۂ حقیقت صوم و دائرۂ سیف قاطع چرا ترک کردہ شد؟

اکابر این طائفہ علیہ مراقبۂ حقیقت صوم را گذاشتہ اند زیرا کہ مراقبۂ حقیقت قرآن آنرا متضمن ست چنانچہ امام الطریقہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ در مکتوبات قدسی آیات در مکتوب صد و شصت از

Marfat.com

جلد اول بتصریح فرمودہ اند و نیز قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رضی اللہ عنہ فرمودہ اند کہ حقیقت صوم در پہلوئے حقیقت قرآن ست و دائرہ سیف قاطع در پہلوے ولایت کبریٰ ست ظاہر السیف قاطع موجبیت از اسماء صفات و اواز قبیل ولایت کبریٰ ست چون نفس را فنائے اتم آنجا دست دہد لہٰذا نام او سیف قاطع شد

مراقبہ مستقل نیست

مراقبہ حقیقت صلوٰۃ

بعد ازان مراقبہ حقیقت صلوٰۃ کہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ است بر ہیأت وحدانی سالک درین جا دو جزو سالک را میسر می گردد حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ پس در صلوٰۃ امرے عجب رُو می دہد کہ ازین دار فانی برمی آید و در دار اُخروی داخل می شود و مضمون حدیث

دائرہ حقیقت صلوٰۃ

شریف اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ بوجہ کمال لائح می گردد و نیز اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ اشارہ ایں باین وَاَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ تصریح ہمین ما جرا ست و در غایت اشتغال و انہماک در مقام مذکور نزد سالک ہیچ فرق در میان عابد و معبود نمی ماند خصوصاً در سجدہ کہ فانی صرف بود پس فرق کہ مبنی ست بر اثنینیت ساقط گردد و لذت این آن می داند کہ می داند چہ لذت سماع و نغمہ و چہ ذوق و وجد و تواجد در جنب آن ہیچ و زنے ندارد، ع

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

و لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ چہ عجب کہ باین اشارہ باشد

بعدہ مراقبہ معبودیت صرفہ کہ فیض می آید از ذات بحت کہ معبود صرف ست بر

دائرہ معبودیت صرفہ

ہیأت وحدانی، عارف درین مقام قدم کوتاہ و نظر در جولان چنانچہ قف یا مُحَمَّدُ اشارہ

Marfat.com

بہمین جا برآست یعنی مراتب سابقہ تمام گشت و مرتبۂ وجوب پیش می آید و قدم فوق از مرتبۂ حقیقت صلوٰۃ اصلا تجاوز نمی کند اگر بسر شود سیر نظری، بآن معنی کہ آنجا شہود و مشاہدہ است و یا قدم را آنجا گنجائش ست آنجا موی را گنجائش نیست قدم چہ باشد بلکہ وصولی ست مجہول الکیفیۃ اگر در صورت مثالیہ بنظر مرتسم گشت وصول نظری می گویند و اگر بقدم وصول مذکور و الا لفظ و قدم در آنحضرت جل شانہ ہر دو والہ و حیران در سیر قدم گاہ تا حقیقت صلوٰۃ ست کہ منتہائے مقام عبدیت ست و آن صلوٰۃ ست کہ از مراتب وجوب برائے مرتبۂ تنزیہ صرف صادر می شود و ہر سہ معنی کلمہ طیبہ بوجہ کمال حاصل می شود یعنی لَا مَوْجُوْدَ (موجود) اِلَّا اللّٰہُ لَا مَعْبُوْدَ (معبود) اِلَّا اللّٰہُ لَا مَقْصُوْدَ (مقصود) اِلَّا اللّٰہُ درین جا عبادت صلوٰۃ کہ در منتہیان ست مفید می باشد تا این جا سیر حقائق الٰہیہ تمام گشت و سیر در حقائق انبیاء علیہم السلام شروع می شود

سیر در حقائق انبیاء علیہم السلام

باید دانست کہ ہر کدام از افراد محبت دو اعتبار دارد یکے محبیت و دیگرے محبوبیت ظہور کمالات محبوبیت مخصوص بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و ظہور کمالات ذاتیۂ محبیت خاص بحضرت موسیٰ علیہ السلام و ظہور کمالات صفاتی و محبوبیت اسمائی خاص بجناب ابراہیم و دیگر انبیاء علیہم السلام۔ اول شروع سیر سالک در کمالات صفاتی و حقیقت ابراہیمی کہ مقام خُلّت اشارہ بآن ست می شود۔

درین ہمام مرتبۂ دائرۂ حقیقت ابراہیمیؑ کہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشا حقیقت ابراہیمی ست بر ہیات وحدانی سالک می کنند انبیا درین مقام تابع حضرت خلیل اند و جناب سرور کائنات بامر اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا مامور لہذا صلوٰۃ و برکات خود را تشبیہ می فرمایند بصلوٰۃ ابراہیم و حقیقت ابراہیمی فی الواقع مرتبہ ایست از مراتب ظہور ذات جناب سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم و چونکہ درین عالم ہنوز ظہور تمام نشدہ بود ارشاد می شد کہ مرتبہ سابقہ خود را نگہ دارید و اتباع کنید نہ از دیگرے کہ ذات مقدسہ شما را از

Marfat.com

کمالات پر کردہ ایم و بخصوص اتباع این مرتبہ رمزے ست فافہم و اَعَلَ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا و بعد از ظہور تام می فرمودند اَنَا اَوَّلُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ الحدیث وَ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا الحدیث وقال اللّٰہ سبحانہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا درین مقام مذکور کثرت درود شریف بسیار مفید می باشد انس خاص و خلوت باختصاص مر سالک را بجناب باری و بالعکس حاصل می شود و بعد تکمیل این مقام بوجہ این اختصاص مذکور باذات حق بیچ التفاتے بجانب کس باقی نماند

بعدہٗ سیر عارف در حقیقت موسوی علیہ السلام کہ محبیت صرفہ است شروع می شود و درین جا مراقبہ دائرہ حقیقت موسوی کہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء حقیقت موسوی علیہ السلام ست بہ بیات وحدانی سالک می کنند درین مقام محبت ذات مرذات خویش را جلوہ گری می شود باوجود این محبت ذاتی شان استغنا و بے نیازی آشکارا می گردد ازین سبب بعض کلمات از حضرت موسیٰ علیہ السلام سر زد شدہ اند کما قال اللّٰہ تعالیٰ حکایۃً عن قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِنْ ہِیَ اِلَّا فِتْنَتُکَ۔ درین مقام کثرت درود شریف خاصۃً صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خصوصاً علی کلیمک موسیٰ فائدہ کثیر می بخشد۔

مراقبہ حقیقت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام

وفوق این مراقبہ حقیقۃ الحقائق کہ مراد از حقیقت محمدی ست صلی اللّٰہ علیہ وسلم کہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشاء حقیقت محمدی ست بر ہیات وحدانی سالک و ذات مبارک موصوف مقدسہ متصف ست بامحبیت و محبوبیت چنانچہ از اسم مبارک کہ متضمن دو نیم ست ہمین اشارہ

است کہ مسمی بدو اسم ست، کہ بہ دو اسم مبارک او در قرآن مجید مسطور ست فرمود او تعالیٰ شانہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ونیز فرمود در حکایت بشارت رُوح اللہ اِسْمُہٗ اَحْمَدُ وہر کدام این دو اسم را ولایت علیحدہ است ولایت محمدی ہر چند ناشی از مقام محبوبیت اوست علیہ الصلوٰۃ والسلام امّا آنجا محبوبیت صرف کائن نیست مُزجی از نثار محبت دارد اگرچہ آن مُزج بالاصالۃ او را ثابت نباشد اما مانع مقام محبوبیت صرف کائن و ولایت احمدی از محبوبیت صرف ست کہ شائبہ محبیت ندارد این ولایت از ولایت سابق پیش قدم ست و یک مرحلہ از مطلوب نزدیک تر و محب مرغوب تر چرا کہ محبوب چندانکہ در محبوبیت تمامتر بود و استغناء و بے نیازی او کامل تر باشد در نظر محب زیباتر در آید و رعناتر نماید و بشیفتہ محب را بخود جذب سازد و شیفتہ و والہ تر گرداند ؎

تنہا آفتم زیبائی اوست بلائے من ز ناپروائی اوست

مراد از بلا افراط عشق ست کہ مطلوب عاشق ست سبحان اللہ احمد عجیب اسمی ست سامی کہ مرکب از کلمہ مقدسہ احد ست و حلقہ حرف میم کہ از غوامض اسرار الٰہی ست جل شانہ کہ در عالم چون تعبیر از ان ستر مکنون بغیر از سر حلقہ میم نتوان کرد اگر گنجائش می داشت حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بآن تعبیر می فرمود و احمدؐ احد ست کہ لاشریک لہ است و حلقہ میم طوق عبودیت ست کہ بندہ را از مولیٰ ممیز گردانیدہ است پس بندہ ہمان حلقہ میم ست و لفظ احد از برائے تعظیم او آمدہ و اظہار اختصاص نمودہ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ؎

چو نام اینست نام آور چہ باشد مکرم تر بود از ہر چہ باشد

بعد از ہزار سال کہ آثار تاثیرے نہادہ اند در تغیر امور عظام معاملہ آن ولایت با این ولایت کشید و ولایت محمدی بولایت احمدی انجامید و کار و بار از دو طوق معبودیت بیک طوق رسید و بجائے طوق نخستین حرف الف کہ رمزے از رب اوست متمکن گشت تا محمدؐ احمدؐ گشت علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام. بیانش این ست کہ دو طوق عبودیت

Marfat.com

عبارت از دو حلقۂ میم ست کہ در اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اندراج یافتہ است توانند بود کہ آن دو طوق باشد بدو تعین او باشد یکی از ان دو تعین جسدی بشریت دوم تعین روحی ملکی در تعین جسدی ہر چند بواسطۂ عروض موت فتورے راہ یافتہ و تعین روحی قوت گرفتہ اما اثر آن تعین باقی ماندہ بود ہزار سال بایست تا آن اثر نیز زائل شود و نشانے از ان تعین باقی نماند و چون ہزار سال آخر شد و اثرے از ان تعین باقی نماند و یک طوق عبودیت از ان دو طوق گسستہ شد و زوالے و فنائے بآن طاری گشت و الف الوہیت کہ آزاد رنگ بقا باللہ توان گفت بجائے آن بنشست ناچار محمدؐ احمدؐ گشت و ولایت محمدی بولایت احمدی انتقال فرمود پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبارت از دو تعین آمد و احمدؐ کنایہ از یک تعین باشد پس این اسم بحضرت اطلاق اقرب باشد و از عالم دور تر۔

ضرورت مجدّد الف ثانی

و چونکہ ولایت مذکورہ متبدل گشت لہٰذا بجائے او شخصے باید کہ انجام کار او نماید و آن مجدد الف ثانی بود رحمۃ اللہ علیہ کہ کار ولایت محمدیہ باو تفویض نمودہ شد تا بالف ثالث و علیٰ ہذا القیاس الی ما شاء اللہ و ولایت مجدّد الف ثانی بعد مدت بمرتبۂ مذکورہ خواہد رسید کہ بجائے او مجدّد الف ثالث خواہد شد لیکن مجدد الف ثانی فضیلت جزئی بر تمام مجدّدان الوف دارد زیرا کہ مجدّد موصوف خاص نائب مناب ولایت محمدیہ بلا واسطہ بود و است و دیگران بواسطۂ آن مجدّد موصوف ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

و نیز درین مراقبہ فنا و بقا بطرز خاص حاصل می شود عارف را کہ از حاطۂ حریہ بیرون ست ؎

لذتِ بے نشناسی بخدا تا نچشی !

و اتحاد خاص و نسبت باختصاص بآن سرور پیدا می شود و توسط و تبعیت بنظر سالک از میان برخیزد معلوم

Marfat.com

می شود کہ تابع برنگ متبوع ہر چہ می گیرد از اصل می گیرد گویا ہر دو از یک جامی گیرند و محبت خاص آن سرور ہم پیدا می شود چنانچہ امام الطریقہ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ فرمودہ اند کہ "خدائے عزوجل را برائے آن دوست میدارم کہ رب محمد ﷺ است"۔ و نیز درین مقام بجمیع امور از حرکات و سکنات اتباع علی وجہ الکمال با سید المرسلین مرغوب میباشد باید دانست کہ حقیقت محمدی حقیقۃ الحقائق ست۔ دیگر چہ حقائق انبیا و چہ حقائق ملائکہ کرام مثل ظل ست مراورا ﷺ وسعت عجیب و مناسبت خاص با جسد مبارک پیدا می شود درود شریف کہ بعد ازین بیان کردہ شود فائدہ خاص می رساند۔

طریقہ اولے درود شریف

و طریقہ مشغولی و ادائے درود شریف این ست کہ متوجہ بطرف اقدس جناب سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودہ منہمک و مستغرق شود درود فیض و انوار لطیف مناسب مقام و سکینہ تام فائض می گردد کہ ازان در باطن سالک انشراح و انبساط عجیب پیدا می شود و مناسبت خاصہ نیز بآن حضور پر نور ظاہر و ہویدا شود بعد ازین مراقبہ ذات و حقیقت احمدی ﷺ کہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشا حقیقت احمدی ﷺ ست بر ہیات وحدانی سالک بکیفیتے عجیب و علو نسبت با شعشعان انوار ظہور فرماید کہ از بیان افزون و انکشاف محبوبیت درین مقام بطرز خاص حاصل می شود و نیز فنا و بقائے خاص نہ فنا و بقائے مصطلح بلکہ انتقال از مرتبہ محبیت بطرف مرتبہ عالیہ محبوبیت۔ ذاتیہ کہ تعین روحی ست و اول تعین جسدی و بعد کمال تعین ہر یکے کیفیت امتزاجی و جامعیت پیدا می شود و ہر چند کہ جسد مبارک آن سرور حکم روح داشتہ باد لہ قطعیہ تشریف فرما شدن ذات مقدسہ بمعراج بجسد خاص خود ورنہ در صورت بقائے حکم جسدیت رفتن و عروج بآن مرتبہ عالیہ محال بود و این امر کسی را از خواص حاصل نشدہ است چنانچہ حضرت کلیم اللہ خواستگار این امر شدہ اند

دائرہ حقیقت احمدی ﷺ

Marfat.com

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ بحکم لَنْ تَرَانِیْ مقبول نفرمودند کہ اختصاص این با سید المرسلین بودہ و درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ

وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ فائدہ عظیم می دہد۔

بعد ازین مراقبۂ حب صرف کہ فیض می آید از ذات بحت کہ منشأ حب صرف ست بہ ہیات وحدانی سالک می کند علو و بیرنگی در اینجا لازم ست کہ این را قرب از ذات مطلق و لاتعین ست و آن

شئے کہ اول از ذات پاک بظہور آمدہ حب صرف ست کہ منشأ ظہور و مبدأ خلق مخلوقات

است چنانچہ در حدیث شریف وارد کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ و نزد محققین صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمین حقیقت محمدیہ ست صلی اللہ علیہ وسلم و حدیث لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ دال ست برین مدعا و آنچہ در حقائق سابقہ گذشت ظل این مقام بودہ است و آنچہ در اینجا مکشوف و مشہود می باشد بطور اصل فافہم وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ۔

بعد ازین مراقبۂ لاتعین ست کہ فیض می آید از ذات بحت کہ مبرا و منزہ ست از تعینات و ہیات وحدانی سالک سیر نظری ہم درین مقام حیران و سرگردان گاہے می باشد و گاہے سقوط محض عارف

کامل را درین جا حالت عجیب پیدا می شود نسبت خود را فراموش می کند و از دیگران می پرسد کہ آیا در من چیزے از نسبت معلوم می شود یا نہ و گاہے بنام خدا اشتغال کردہ بودم و این ہم نماند و سالکین در حالت توجہ با مریدان خویش نمی توانند بلکہ قاعدہ ہمین ست کہ مخلصان بجانب او متوجہ می شوند و مستغرق می باشند یک لمحہ فیض صحبت او فضیلت دارد از ہزار سال بدیگرے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عزیزانے کہ متصف شدہ اند باین صفات مرتبہ حکم عنقا دارند ؎

Marfat.com

در نیابد حال پختہ ہیچ خام پس سخن کوتاہ باید والسلام

سوال در بارۂ عروج ونزول

سوال: ہرگاہ کہ سالک توجہ بامریدان خویش نمی تواند کرد پس عروج ونزول کہ اختیاری ست چگونہ محقق خواہد شد کہ استفادۂ طالبین بآن مربوط است؟

جواب: عروج ونزول بر دو قسم ست اختیاری وغیر اختیاری۔ اختیاری در مقامات تحتانی کہ صفت سالک ست ثابت می باشد در اینجا کہ تعلق بذات مطلق باشد وصوفی مستغرق ومنہمک بذات موصوف می شود خود را متصف باطلاق می باید پس عروج ونزول در اینجا بلا اختیار خواہد بود یعنی باختیار جناب باری عزاسمہ ہر کرا مناسب حال او می داند عروج فرماید وتنخیص موصوف کما لیست بین یدی الغسال است

فرق میان عروج انبیاء علیہم السلام واولیائے کرام

وفرق در میان عروج ونزول اولیاء وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام این ست کہ صاحب ولایت مقامات عروج را تمام نا کردہ نزول کردہ است از جہت آنکہ فوق را نگاہی تحت را نگاہ است نہ تنہا فوق را نگاہ کند نہ تنہا تحت را نگاہ کند وصاحب نبوت عروج تمام کردہ ہبوط فرمودہ است لہذا بکلیہ خود متوجہ بدعوت خلق است چونکہ عروج کامل نشدہ است ہبوط او مثل ارشاد نشد حتی کہ او در حرکات وسکنات ظاہری مثل عوام بنظر صورت می بیند چنانچہ کفار در حق نبی کریم گفتند کہ یَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ومع ہذا ہرگاہ کہ خواہند عروج می فرمایند مثل شب معراج جناب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم وقت ملاقات بحضرت موسیٰ علیہ السلام واقع شد کما ورد فی الحدیث فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَقَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً

Marfat.com

كُلَّ يَوْمٍ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ الحدیث۔ مگر عروج وزول کہ از مشکوٰۃ نبوت مقتبس ست ونصیب کُمَّل اولیاست وبہرہ یاب از کمالات نبوت آن ست کہ وقت عروج ماسوائے حق نظر اونمی آید یعنی ہمہ منتفی شود و شئے من الاشیاء باقی نماند ہمچنین در وقت نزول باشد یعنی قطع نظر از ماسوی باشد گویا گاہے باین امر متصف نشدہ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ط لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؛

مقصدوم

وجہ بیان مصطلحات صوفیہ

چونکہ بنائے مسائل ہر علم وفہم مطالب ودقائق آن متوقف ست بر اصطلاحات خاص کہ [illegible] نمودہ اند بناءً علیہ برائے ہر طائفہ از علماء الفاظ اند کہ استعمال می کنند برائے تسہیل افہام خود [illegible] فہم وافہام مطالب ودقائق بمخاطب بقصد تسہیل بر وقوف معانی عند الاطلاق پس نزد طائفہ صوفیہ علیہ الرحمۃ الفاظ اند کہ استعمال می کنند فیما بینہم برائے کشف معانی ونیز مقصود باشد کہ معانی الفاظ ایشان بر اجانب مخفی باشد بحکمت غیرت بر اسرار خویش کہ ودیعت نہادہ است جل جلالہ بقلوب ایشان تا برنا اہل شائع نکردد پس چند

Marfat.com

الفاظ اصطلاحیہ ضروریہ نیز در معرض بیان می آرم تاکہ طالب را در سلوک طریق و در فہم انواع فیوض لطائف وغیرہ و معرفت احوال قلب و نفس و تمیز در میان حالات نفس و قلب و ادراک حال و مقام و کیفیات باطن کہ بحسب ہر مقام رست و بایست و بے رنگی کہ مخصوص بعض مقامات ست بصیرت تامہ حاصل گردد و فی الجملہ ممد و معاون او باشد و من اللہ التوفیق۔

تعریف تصوّف

بدان کہ در توضیح المذاہب می گوید اما تصوّف در لغت صوف پوشیدن ست و این از زہد و ترک دنیا ست و در اصطلاحات اہل عرفان پاکیزہ کردن دل ست از محبت ماسوی اللہ و آراستہ کردن ظاہر ست من حیث العمل و الاعتقاد بامورات و دور بودن از منہیات و مواظبت نمودن بفرمودہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و قیل ہو تصفیۃ القلب عن موافقۃ البریۃ و مفارقۃ الاخلاق الطبعیۃ و اخماد الصفات البشریۃ و مجانبۃ الدواعی النفسانیۃ و منازلۃ الصفات الروحانیۃ و التعلق بالعلوم الغیبیۃ و استعمال ما ہو اولی علی السرمدیۃ و النصح لجمیع الامۃ و الوفاء لہ تعالی علی الحقیقۃ و اتباع رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الشریعۃ۔

تعریف صوفی

الصوفی بالضم و کون الواو و فی یک از نزدیک اہل تصوف شخصے را گویند کہ فانی بنفسہ باقی بحق باشد مستخلص از طبائع و متصل بحقیقۃ الحقائق گشتہ باشد و قیل صوفی آن ست کہ دل خود را صاف گردانیدہ باشد مر خدائے را عزوجل جز خدائے دیگرے را نخواہد و قیل الصوفی کائن و بائن اے کائن بحق و بائن از خلق قال الجنید الصوفیۃ ہم القائمون مع اللہ تعالی بہ بیتۃ لا یعلم بقیامہم الا اللہ تعالی و قال السہل

Marfat.com

التَّسْتَرِیُّ اَلتَّصَوُّفُ اَلْقِیَامُ مَعَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِحَیْثُ لَا یَعْلَمُہٗ غَیْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقَالَ الْجُنَیْدُ اَیْضًا اَلصُّوْفِیُّ کَالْاَرْضِ یعنی مثل زمین ست، ورتواضع وفروتنی۔ این ہمہ تعریفہائے صوفی میاں یکدیگر نیستند بلکہ ہمہ موافق ہستند۔

بیان شریعت، طریقت وحقیقت

الطریقۃ در اصطلاح صوفیہ عبارت ست از سیرۃ مصطفویہ کہ مختص ست بسالکان الی اللہ وباللہ و فی اللہ از قطع منازل وترقی در مقامات ودر مجمع السلوک می فرماید کہ شریعت نگاہ داشتن معاملات ست وطریقۃ تزکیۂ باطن از خصائل ذمیمہ وکدورات بشریہ وفی رسالۃ القشیری الشریعۃ التزام العبودیۃ والحقیقۃ شہادۃ الربوبیۃ وکل شریعۃ غیر مؤیدۃ بالحقیقۃ فغیر مقبولۃ وکل حقیقۃ غیر مؤیدۃ بالشریعۃ فغیر محصولۃ اذ الحقیقۃ لا تحصل الا بالشریعۃ وتحقیق آن رسالہ چنیں عبارت از حقیقۃ شریعۃ ست نہ آنکہ حقیقۃ از شریعۃ جدا ست وطریقت عبارت از طریق وطریق ست بحقیقۃ شریعت نہ امر مباین از شریعۃ وحقیقۃ پس پیش از تحقق حقیقت شریعت حصول صورۃ شریعت وحصول حقیقت شریعت در مقام اطمینان نفس ست وحق الیقین المقصود شریعت وحقیقت بین یکدیگر فرق اجمال وتفصیل ست واستدلال وکشف است وغیب وشہادت احکام وعلومیکہ بموجب شریعت بین ومعلوم شد واندراز تحقق بحقیقۃ حق الیقین ہمین احکام وعلوم بتفصیل منکشف می گردد واز غیب بشہادت می آیند علامت وحصول بحقیقت حق الیقین مطابقت علوم ومعارف آن مقدمہ ست بعلوم ومعارف شریعت و تا برمخالفت است دلیل ست بر عدم وصول بحقیقۃ الحقائق از خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز سوال کردند کہ مقصود از سیر وسلوک چیست؟ فرمودند تا معرفت اجمالی تفصیلی گردد واستدلالی کشفی شود سر ذلک

Marfat.com

اللہ سبحانہ الثبات والاستقامۃ علی الشریعۃ علماً وعملاً صلوٰۃ اللہ وسلامہ علی صاحبہا

ولی کرا می گویند؟

الولی عند اہل التصوف والسلوک ہو العارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی والمعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات ربما ذکر المحقق التفتازانی فی شرح العقائد وفی النفحات الولی ہو الفانی عن حالہ الباقی فی شاہدہ الحق لکن لا عن نفسہا اختیاراً ولامع الغیر قراراً۔

در رسالہ قشیریہ آمدہ کہ ولی را دو معنی ست یکی فعیل بمعنی مفعول وآن کسی ست کہ حق تعالیٰ متولی امور او باشد فما قال اللہ تعالیٰ وَہُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ پس او را نگہدارد حق تعالیٰ بسوئے نفس او یک لحہ وبمدد جذبہ باصل الاصل پیوندد امور او بر صلاح وصوفیہ صرا دمی گویند۔ دوم فعیل بمعنی اسم فاعل آن کسے ست کہ تولی کردہ عبادت حق تعالیٰ را واجب ست او را بحقوق اللہ تعالیٰ بر سبیل استقصاء واستیفاء ودوام حفظ حق تعالیٰ او را در ہمہ احوال مقتضا واز شروط ولی آن ست کہ محفوظ باشد از اصرار بر معصیت چنانکہ شرط نبی ست کہ معصوم باشد ونیز از شروط ولی آن ست کہ اخفائے حال خود کند چنانکہ از شروط نبی ست کہ اظہار حال خود کند پس ہر کسیکہ اعمال او بشریعۃ موافق نیست او مخادع ومغرور ست وفی خلاصۃ السلوک الولی علی ما قال البعض ہو الذی یکون مستور الحال ابدا والکون کلہ ناطق علی ولایتہ والمدعی الذی ناطق بولایتہ والکون کلہ ینکر علیہ۔

ولایت عامہ وخاصہ

وولایت دو قسم ست عامہ وخاصہ۔ ولایت عامہ مشترک ست میان ہمہ مؤمنان وعبارت ست از قرب

Marfat.com

بلطف حق وہمہ مؤمنان قرینہ بلطفِ حق چراکہ اینہارا از ظلمت کفر بیرون آوردہ بنورایمان مشرف ساختہ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وولایت خاصہ مخصوص ست بواصلان از ارباب سلوک وھی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق و بقائہ بالحق۔

فنا و بقاء

یعنی ولایت خاصہ مرکب ست از فنائے بندہ در حق وبقائے بندہ بحق فنا در حق سقوط شعور ست از غیر وبقا بحق شعور ست بحق با عدم شعور بغیر

طبقات انسان

ومراتب طبقات مردم علی اختلاف درجات سہ قسم ست۔ قسم اول واصلان وکاملان، وآن طبقہ علیا ست قسم دوم سالکان طریق کمال، وآن طبقہ وسطیٰ ست۔ قسم سوم مقیمان زمین ومغاک وآن طبقہ سفلی ست کہ ہمت ایشان تربیت بدن ست از حصول خواہشات نفسانی وشہوانی بطن وفرج ولباس وننگ وناموس وغیرہ از عبادات وطاعات بجز تحریک زبان نصیبے ندارند۔

وواصلان دو قسم اند: اوّل مشایخ صوفیہ، کہ بواسطۂ کمال متابعت حضرت نبوی علیہ السلام ماذون شدہ اند۔ این طائفۂ کاملان اند ومکمل کہ عنایت الٰہی ایشان را بعد از استغراق در عین جمع از شکم ماہی فنا خلاص دادہ بساحل ومیدان بقا رسانیدہ۔ دوم آن جماعت کہ بعد از وصول بدرجۂ کمال حوالۂ تکمیل ورجوع خلق بایشان نشدہ وغرق بحر جمع گشتند ودر شکم ماہی فنا مستہلک شدند وبناحیۂ بقا نرسیدند۔

وسالکان نیز بر دو قسم اند: طالبان وجہ اللہ وطالبان بہشت وآخرت۔ اما طالبان حق دو طائفہ اند۔ متصوفہ محق، وملامتیہ۔ متصوفہ محق آن جماعت اند کہ از نقص صفات بشری خلاص

Marfat.com

یافتہ اند و بعضے احوال صوفیہ مطلع نہایات ایشان گشتہ ولیکن ہنوز ببقائے نفوس متشبث ماندہ باشند و بدان سبب از وصول بفنا و نہایات اہل قرب و صوفیہ متخلف گشتہ اند۔ اما **ملامتیہ** جماعتے اند کہ در رعایت معنی اخلاص و صدق بغایت سعی کنند و در سر عبادات و کتم طاعات از خلق اہتمام لازم دانند چنانچہ عاصی کتم معاصی کند ایشان از ظہور عبادات بجہۃ مظنۂ ریا محترز می باشد و ہیچ چیز از اعمال صالحہ ترک نکنند و مشرب ایشان ہمیشہ معنی اخلاص ست و این طائفہ ہرچند عزیز ست لیکن ہنوز بسبب حجاب وجود بشری در قلوب ایشان انکشاف تام نیافتہ لہذا از جمال توحید محجوب ماندہ اند چہ در اخفاے اعمال خود نظر دل بخود باقیست و کمال آن ست کہ خود را نہ بیند و نداند و مستغرق ذات باشد صوفیہ را جذبۂ عنایت ازلی الٰہی از وجود پرداختہ و حجاب خلقت و انانیت از دیدۂ شہود برانداختہ و بمرتبۂ رسانیدہ کہ خود را و خلق را نمی بینند پس ملامتیان مُخلِص بکسر لام اند و صوفیہ مُخلَص بفتح لام یعنی ملامتیہ اعمال خود را خالص می سازند از شائبۂ ریا و صوفیہ را حق تعالیٰ خالص میگرداند بخصلتے کہ حق تعالیٰ را باشد نہ غیر او را۔

اما **زہاد** طائفہ اند کہ ہنوز بایمان و ایقان حقیقت آخرت و جمال عقبیٰ را مشاہدہ کنند و دنیا را بمقابلۂ عقبیٰ قبیح شمردند و از مقتضیات نفس بکلی اعراض می نمایند و مقصود جمال اُخروی دارند۔

اما **عباد** طائفہ اند کہ پیوستہ بر فرائض و نوافل و وظائف مداومت نمایند از برائے ثواب اُخروی۔

قلندریہ

و جماعتے کہ در تخریب نظر حق مبالاتے زیادہ می نمایند و اکثر سعی ایشان در تخریب رسوم و عادات و اطلاق از قیود آداب مخالطات بود و سرمایۂ حال جز فراغ خاطر و طیب قلب نبود و ترسم بر سوم زہاد و عباد از ایشان صورت نہ بندد و اکثر نوافل و طاعات ننمایند و جز برادائے فرائض مواظبت ننمایند و جمع و استکثار

Marfat.com

اسباب دنیوی بایشان منسوب باشد وبطیبۃ قلب قانع وطلب مزید احوال ننمایند ایشان را قلندریہ خوانند واین طائفہ جہت عدم ریا با ملامتیہ مشابہت دارند فرق میان ایشان وملامتیہ آن ست کہ ملامتیہ بجمیع نوافل وطاعات تمسک جویند لیکن آنرا از نظر خلق پنہان دارند۔ امّا قلندریہ از عدد فرائض درنگذرند وباظہار واخفائے اعمال مقید نشوند۔ امّا طائفہ کہ درین زمان بنام قلندری موسوم اند ورقبۂ اسلام از گردن بہ داشتہ اند واز اوصاف مذکورہ خالی اند این اسم برایشان عاریت ست وایشان را حشویہ گفتن لائق ست۔ انتہی۔

این بیان را چندان حاجت نبود مگر برائے بصیرت فی الجملہ مفید بود

بیان مناصب اولیاء

اکنون مناصب اولیا را بیان می کنم۔ بدانکہ برائے کمل تابعان نبی علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات نصیب اندازان جملہ

نہتوم آنکہ قیام جمیع حقائق عالم بذات او وابستہ باشد ومدار ہستی تمام عالم بر ذات او منوط باشد بحیثیت کہ جمیع عوالم عرض او قطب وغوث وفرد وابدال وغیرہ نائب وپیشکار او ہند خلیفہ اکمل ذات واجب الوجود است وقبلۂ توجہ ہر ذرّہ از ذرات عالم مایۂ او از بقیۂ طینت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد ؎

کار جہان بسر نرود بے رضائے او! در دست اوست بختے نہ چرخ را مہار

بر جملہ خاکدان روان ست حکم او! چون جادہ در صحاری وچون موج در بحار

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

مجدّد: مجدد مائۃ بعد از صد سال باکمالے باشد کہ در آن صد سال فیضے وہدایت ورشد کسے را

Marfat.com

کہ نصیب شود بہ طفیل او و بواسطۂ آن مجدد باشد و مستفیضان خواہ غوث باشند و قطب وغیرہ

مجدّد الف: در ہزار سال یک کس باشد کہ ہمہ اولیا مع مجددان مانند بواسطۂ او فیض یابد از ذات مبدا فیاض باشند خواہ کسی را کیفیتش معلوم شود یا نہ زیرا کہ عادت اللہ جاری ست کہ بعد از ہزار سال پیغمبرے اولوا العزم ظہور پذیرد کہ دین الٰہی را بطرزِ جدید رواج دہد مگر درین امت با وجود انقطاع سلسلۂ نبوت و رسالت و انقطاع تبدیل و نسخ ہمچنین عزیز الوجودے را ضرورت افتاد کہ علوم و معارف حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہ تبعیتہ آن سرور وارث شدہ تر و تازہ کند و کمالاتے و علوے کہ بذات بحت متعلق اند بران ظاہر شوند آن مجدد الف ثانی اند رضی اللہ عنہ۔

منصب امامت

و چون کمل تابعان بہ تبعیت او کمالاتِ مقام نبوت را تمام کنند بعضے ایشان را بمنصب امامت سرفراز می سازند و بعضے را بمجرد حصول آن کمال اکتفا می فرمایند و این ہر دو بزرگ در نفس حصول آن کمال برابر ند تفاوت در منصب و عدم منصب ست و در امور یکہ تعلق بآن منصب دارند و چون کمل تابعان کمالات ولایت کبری را تمام کنند بعضے را بہ منصب خلافت مشرف سازند اگر صاحب منصب باشد و بعضے را بمجرد حصول آن کمال اکتفا نمایند

قطب ارشاد، قطب مدار، قطب ابدال و قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہم

این ہر دو منصب تعلق بکمالات اصلیہ دارند و در کمالات ظلیہ مناسب منصب امامت منصب قطب ارشاد و مناسب منصب خلافت منصب قطب مدار گویا این دو مقام کہ در تحت اند اظلال آن دو مقام کہ در فوق اند۔

غوث: وزد حضرت امام ربانی قیوم زمانی غوث غیر قطب مدار ست بلکہ ممد و معاون روزگار اوست

Marfat.com

قطب مدار در بعضے امور از وے مدد خواہد و در نصب مناصب ابدال نیز او را دخل ست و قطب مدار او را باعتبار اعوان و انصار نیز گویند چہ اعوان و انصار قطب الاقطاب بمنزلۂ دست و پائے وے اند و ہمین قطب مدار قطب ابدال است حضرت امام ربانی قطب زمانی در معرفتے می فرمایند کہ قطب ابدال واسطۂ وصول فیوض ست کہ بوجود عالم و بقائے آن تعلق دارد و قطب ارشاد واسطۂ حصول فیوض ست کہ بارشاد عالم و ہدایت مخلوق تعلق دارد پس تخلیق و ترزیق و ازالۂ بلیات و رفع امراض و حصول عافیت و صحت منوط بفیوض مخصوصہ قطب ابدال است و ایمان و ہدایت و توفیق حسنات و اجتناب از سیئات نتیجۂ فیوض قطب ارشاد و قطب ابدال در ہمہ وقت در کار ست و خلو عالم از وے متصور نیست کہ نظام عالم بوے مربوط ست اگر یکے از افراد این قطب میرد دیگرے را برجائے او نصب کنند اما قطب ارشاد لازم نیست کہ در ہمہ وقت کائن بود و وقتے باشد کہ عالم ہمہ از ایمان و ہدایت بالکل خالی بود۔

تفاوت در مراتب اقطاب

و تفاوت بحسب کمال در افراد این اقطاب بیشمار ست بعدد ان وصلوا الی درجۃ الولایۃ۔

افراد

و فرد اکمل از اقطاب ارشاد بر قدم خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ست علیہ و علیہم من الصلوات والتسلیمات و کمال ذلک الفرد مطابق لکمالہ صلی اللہ علیہ وسلم و انما الفرق بینہما بالاصالۃ والتبعیۃ لا غیر جمیع اقسام ولایت از وے قیام دارد و علیٰ ہذا القیاس بر ہر مقام قطبے ست برائے محافظت آن مقام، خواہ در آن مومنان باشند یا کافران و چون قطب ارشاد ترقی کند بمقام فردانیت رسد و فردانیت آنکہ او را مراد نباشد مراد او ہمہ مراد حق باشد۔ و قطب ابدال رئیس جمیع ابدال باشد ازین جہت ہمہ جا تصرف

Marfat.com

می کند البتہ صاحب مناسب صاحب علم باشد

تعداد ابدال

الابدال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدلاء امتی اربعون رجلا اثنا عشر بالشام وثمان وعشرون بالعراق ورلطائف اشرفی می گوید حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم را دو قسم کردہ نصف شرقی و نصف غربی داز عراق نصف شرقی خواستہ چنانچہ خراسان و ہندوستان و ترکستان و سائر بلاد شرقیہ در عراق داخل اند و از شام نصف غربی خواستہ چون شام و مصر و سائر بلاد غربیہ پس نفیس این چہل تن مذکور بر تمام عالم ساریست اللہ تعالیٰ ایشان را قوتے دادہ کہ ہر جا خواہند بطی الارض می روند۔ مولوی عبد الغفور در حاشیہ تفحات می آرد فقط ابدال در عرف صوفیہ مشترک لفظے ست تارۃً اطلاق کنند بر جمع کہ تبدیل کردہ اند صفات ذمیمہ بصفات حمیدہ و عدد ایشان منحصر نیست و تارۃً اطلاق کنند بر عددے معین بر تقدیر اطلاق بر عددے معین بعضے بر چہل تن اطلاق کنند چنانکہ گذشت و بعضے بر ہفت اطلاق کنند از ین بعض بعضے بر آنند کہ اوتاد از ابدال خارج اند و بعضے گویند اوتاد نیز از جملہ ابدال اند و دو از ین ابدال اما مانند و یکے از ین ہفت قطب ابدال و این ہفت تن را ابدال از ان گویند کہ چون یکے از ینہا بر دو دیگرے کہ بحسب مرتبہ از و فروتر بود بجائے او نشینند و حفظ مرتبہ او کنند

سیر و سلوک و این چہار قسم است

و سیر و سلوک عبارت از حرکت و انتقال علمیہ است کہ از مقولہ کیف است حرکت اینی یعنی انتقال مکانی را در سیر و سلوک ہیچ دخل نیست۔ اول سیر الی اللہ باللہ از علم اسفل بعلم اعلیٰ میرود و از ان اعلیٰ باعلائے دیگر تا منتہی شود بعلم واجب تعالیٰ بعد طے علوم الممکنات کلہا و زوال آن باسرہا این حالت را بفنا

Marfat.com

تعبیر می کنند و ثانی سیر فی اللہ عبارت از حرکت علمیہ است در مراتب وجوب از اسماء و صفات و شیون و اعتبارات و تقدیسات و تنزیہات حتیٰ کہ منتہی شود بمرتبہ کہ از وے ہیچ عبارت تعبیر نمی توانند کرد و مشارٌ الیہ ہم نمی شود نیست موسوم باسمے و نا معلوم بکنایتے و نہ در ادراک بدرکے آید این سیر موسوم بیقاست و ثالث سیر عن اللہ باللہ عبارت از حرکت علمیہ است کہ از علم اعلیٰ العلم اسفل فرود می آید و از اسفل باسفل دیگر حتیٰ کہ رجوع کند رجوع تمکری و نزول کند از علوم مراتب الوجوب بکلہا و صاحب این سیر ھُوَ الْعَارِفُ الَّذِیْ سَرَیٰ اللّٰہَ بِاللّٰہِ وَسَرَجَعَ عَنِ اللّٰہِ بِاللّٰہِ وَھُوَ الْوَاجِدُ الْفَاقِدُ وَھُوَ الْوَاصِلُ الْمَفْجُوْرُ وَھُوَ الْقَرِیْبُ الْبَعِیْدُ و سیر رابع سیر در اشیاء ست یعنی عبارت از حصول علوم اشیاء ست شیئاً فشیئاً بعد زوال علوم اشیاء باسرہا در سیر اول پس سیر رابع مقابل بسیر اول ست و سیر ثالث مقابل ست سیر ثانی را و سیر الی اللہ و سیر فی اللہ از برائے تحصیل نفس ولایت ست کہ عبارت از فنا و بقاست و سیر ثالث و رابع از برائے حصول مقام وسعت کہ مخصوص بانبیائے مرسل ست صلوات اللہ علیہم و متابعان کمل را از مقام این بزرگواران نیز نصیب ست قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ؎

برشکر غلیطد اے صفرائیان! از برائے کوری سودائیان

اندراج النہایۃ فی البدایۃ

بزرگواران این طریقہ علیہ کہ شروع از مقام جذبہ می نمایند و بمدد التزاف ترقی می نمایند این انجذاب در حق ایشان در رنگ ریاضیات و مجاہدات ست در حق دیگران پس آنچہ دیگران را مانع وصول ست این بزرگواران را ممد و معاون۔ لامکانیت عالم را عین مکانیت تصور نمودہ بلا مکانے حقیقی توجہ فرمایند و ہیچونی آن عالم را عین چون دانستہ بہ بیچون حقیقی ارتقا نمایند لاجرم بغیر در وجد و حال در رنگ دیگران مفتون

Marfat.com

نمی گردند و بجز دمویزاین راہ بر مثال طفلان گول نمی شوند و بترہات صوفیہ مباہات نمی کنند و بشطحیات مشائخ افتخار نمی نمایند، متوجہ احدیت صرف اند از رسم و صفت جز ذات مقدس نمی خواہند بخلاف سالکان طریق بقدم تزکیہ دریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ کہ قطع بادیہاے عالم خلق نمودہ چون شروع سیر در عالم امر نمایند و در انجذاب تخلیع التذاذ وحی افتند بساست کہ باین انجذاب قناعت کنند و باین التذاذ کفایت ورزند و ظنہ لامکانیت این عالم دامنگیر شان شود و شائبہ بے چونی آن عالم را از بیچون حقیقی باز دارد ہم درین مقام سالکے نمودہ کہ "سی سال روح را بتجلی پرستیدم"۔ و دیگرے گفتہ کہ سراستوا و تنزیہ فوق العرش از معارف غامضہ است کہ فی الحقیقت داخل دائرہ امکان ست تشبیہ تنزیہ نماست پس تشرف نمودن از مقام جذبہ و وارد شدن بر ایشان حالات کہ منتہیان دیگر طرق را وارد شود اندراج نہایات ایشان در بدایت ایشان ست۔

علم الیقین

علم یقین در ذات حق سبحانہ و تعالیٰ عبارت از شہود آیات ست کہ دال اند بر قدرت او تعالیٰ و شہود آن آیات را سیر آفاقی گویند و شہود حضور ذاتی جز در سیر انفسی متصور نیست۔

العین الیقین

عین الیقین عبارت از شہود حق ست ایزد سبحانہ بَعْدَ اَنْ کَانَ مَعْلُوْمًا بِالْعِلْمِ الْیَقِیْنِیِّ این شہود مستلزم فنائے سالک ست، در غلبۂ این شہود تعین بالکلیہ گم می گردد و در دیدۂ شہود او اثرے ازان باقی نماند فانی و مستہلک می گردد، نزد این طائفہ علیہ این شہود را تعبیر با دراک بسیط و معرفت کنند و این عین الیقین حجاب علم الیقین ست چرا کہ در وقت تحقق این شہود ہمہ حیرت و نادانی نقد وقت ست علم را در آن موطن اصلا گنجائش نیست

Marfat.com

حق الیقین

حق الیقین عبارت از شہود اوست سبحانہ بَعْدَ اِرْتِفَاعِ الْبَیْنِیْنِ وَاِضْمِحْلَالِ التَّعَیُّنِ اما این شہود او حق را سبحانہ بحق ست جل وعلا اِذْ لَا یَحْمِلُ عَطَایَا الْمَلِکِ اِلَّا مَطَایَاہُ واین در بقا باللہ کہ مقام بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ است صورت بندد وجود موہوب حقانی عبارۃ از انکشاف عین ثابتہ اوست یعنی بمحض موہبت حق سبحانہٗ وتعالیٰ بعد از فنائے تعینات کونیہ بروظاہر شدہ است کہ تعین او ہمان تعین بسیط است کہ مرتبۂ جمع ست این ہر سہ تعین را بعبارت دیگر بیان می کنم:

علم الیقین در ذات حق سبحانہ عبارت از شہود آفاقی ست کہ دلالت می کند بر ذات او جل سلطانہٗ چہ شہود وظہور ذات جز در نفس متجلی نشود وآنچہ در بیرون خود مشہود ست ہمہ آثار ودلائل وتعینات اند کہ دلالت می کند بر ذات جل وعلا پس تجلیاتے کہ در صورت وانوار می باشد غیر صورت متجلی ست ودر اصل علم الیقین ست ہر صورتے کہ باشد ہر نور کہ ظاہر می شود نور بارنگ وبے رنگ درین امر مساوی ست۔ حضرت مخدومی مولانا عبدالرحمٰن الجامی قدس اللہ تعالیٰ سرہ السامی در شرح لمعات می فرمایند در بیان این بیت ؎

اے دوست ترا بہر مکان می جستم ہر دم خبرت از ین وآن می جستم

کہ این بیت اشارہ بمشاہدۂ آفاقی ست کہ مفید علم الیقین ست واین شہود آفاقی چون از مقصود خبرے می دہد وحضور آن نمی بخشد الا بالآثار والعلامات چنانکہ دود وحرارت مفید حضور آتش نیستند الا بالاستدلال وبالآثار والعلامات لاجرم از دائرۂ علم نمی برآید ومفید عین الیقین نمی شود۔

عین الیقین عبارت از شہود عبدست مر حق سبحانہٗ را بعد ارتفاع حجاب تعین وے واین شہود نیز واین طائفہ علیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم معتبر است با دراک بسیط واین ادراک عامہ را حاصل ست لیکن فرق آنست

Marfat.com

کہ خواص را وجود غیر حق سبحانہ مزاحم آگاہی نیست و در دیدۂ شہود شان جز حق سبحانہ مشہود نہ و عوام را بخلاف آن ست و این ادراک منافی علم ست کہ آنجا ہمہ حیرت ست چنانکہ علم منافی این شہود ست عین حجاب آن علم ست کما ذکرہ الشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فی کتاب الحجب عِلْمُ الْیَقِیْنِ حِجَابُ عَیْنِ الْیَقِیْنِ وَعَیْنُ الْیَقِیْنِ حِجَابُ عِلْمِ الْیَقِیْنِ۔

حق الیقین عبارت از شہود اوست جل شانہٗ با وتعالیٰ و یافتن او را سبحانہ عین خود و این در بقا باللہ صورت بندد کہ بعد از تحقق بفنائے حقیقی حق سبحانہٗ او را از نزد خود بوجود موہوب خفائی مشرف گرداند و از سکر حال و بے خودی بصحو افاقہ بخشد آنجا علم نہ عین حجاب یک دیگر نباشد در عین شہود عالم ست و در عین علم شاہد و این تعین کہ آنرا عین حق می داند درین مرتبہ نہ تعین کونی ست چہ اثرے ازان نماندہ است بلکہ خفائی ست کہ نزد اکابر معتبر بوجود موہوب خفائی ست کما مرّ تنبیہ و آنکہ در باب تجلیات صوری تعینات و صور خود را حق می داند تعینات کونی ست کہ فنا بآن راہ نیافتہ و این فرق چون بر بعضے متوسطان راہ مخفی شدہ است خیال کردہ اند کہ در حق الیقین نیز ہمین تعینات کونی را حق می دانند و این جہل منجر باکابر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم گشتہ است و گمان بردہ اند کہ این حق الیقین ما را در قدم اوّل کہ تجلی صوری ست و تعبیر ازان بکشف ملکوت می کنند حاصل می شود

اَلْاَعْیَانُ الثَّابِتَہ

اسمے از اسماے باری تعالیٰ کہ مبدا تعین و قیوم و رب سالک است او را عین ثابتہ او گویند یعنی منتہاے ہر سالک ہمان اسم ست کہ مبدا تعین او ست و بعد از وصول بعین ثابتہ خود سیر او در ہمان عین ثابتہ اوست زیرا کہ آن مشتمل ست بر شئونات الٰہی انتہائیہ و این سیر را سیر فی اللہ گویند زیرا کہ تعین علمی او تعینی ست کہ از مرتبہ

Marfat.com

جمع وصفاتے کہ او مشتمل برآن ست صفات الٰہی نہ کونی پس فی الحقیقت سیر فی اللہ باشد

کفر طریقت و حقیقت

در شریعت چنانکہ کفر و اسلام ست در طریقت نیز کفر و اسلام ثابت است وچنانچہ در شریعت کفر شرارت ونقص ست و اسلام کمال در طریقت نیز کفر طریقت نقص ست و اسلام طریقت کمال۔ کفر طریقت عبارت از مقام جمع ست کہ محل استتار ست تمیز حق از باطل درین موطن مفقود ست چہ مشہود سالک در مرایائے جمیلہ و رذیلہ جمال وحدت محبوب ست پس خیر و شر و کمال و نقص را جز مظاہر و ظلال آن وحدت نمی یابد لاجرم انکار کہ ناشی از تمیز ست در حق او معدوم ناچار ہمہ در مقام صلح ست و ہمہ را بر صراط مستقیم می یابد و باین آیۂ کریمہ ترنم می نماید مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ و گاہے مظہر را عین ظاہر دانستہ خلق را حق می انگارد و مربوب را عین رب می داند۔ این ہمہ گلہا ست کہ از مرتبۂ جمع شگفد حسین منصور درین مقام می گوید ؎

كَفَرْتُ بِدِيْنِ اللّٰهِ وَالْكُفْرُ وَاجِبٌ لَدَيَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ قَبِيْحٌ

این کفر طریقت بکفر شریعت مناسبت تمام دارد ہرچند کافر شریعت مردود است و مستحق عذاب و کافر طریقت مقبول ست و مستوجب درجات چہ این کفر طریقت از استیلاء غلبۂ محبت محبوب حقیقی ناشی شدہ است غیر محبوب ہمہ را فراموش ساختہ پس مقبول بود و آن کفر از استیلائے جہل و تمرد پیدا گشتہ ناچار مردود باشد و اسلام طریقت عبارت از مقام فرق است بعد الجمع کہ موطن تمیز ست حق از باطل و خیر و شر این جا متمیز این اسلام طریقت را با اسلام شریعت مناسبت تمام ست بلکہ چون اسلام شریعت بکمال می رسد نسبت اتحاد باین اسلام پیدا می کند بلکہ ہر دو اسلام اسلام شریعت اند فرق درمیان اینہا بظاہر شریعت و بباطن شریعت

Marfat.com

است وبصورت شریعت وحقیقت شریعت مرتبۂ کفر طریقت از اسلام صورت شریعت بلند ترست ہرچند نسبت باسلام حقیقت شریعت پست وادون ست ؎

آسمان نسبت بعرشش آمد فرود لیک بس عالی ست پیش خاک تود

واز مشائخ کسیکہ بشطحیات تکلم نمودہ است وسخنان مخالف ظاہر شریعت گفتہ ہم در مقام کفر طریقت بودہ کہ ہوطن کفر وبے تمیزی ست وبزرگانے کہ بدولت اسلام طریقت مشرف گشتہ انداز امثال این سخنہا پاک ومنزہ اند وبظاہر وباطن بہ اقتدا بانبیاء دارند ومتابع ایشانند علیہم الصلوات والتسلیمات پس واضح گشت شخصیکہ بے حصول این حال وحصول بدرجۂ کمال کفر طریقت باین سخنہا تکلم نماید وہمہ را برحق وصراط مستقیم داند وتمیز باطل از حق نمی نماید از زنادقہ وملاحدہ است کہ مقصودش ابطال شریعت ست ومطلوبش رفع دعوات انبیا کہ رحمت عالمیانند علیہم الصلوات والتسلیمات پس این کلمات از محق ہم صادر شوند واز مبطل ہم محق را آب حیات ومبطل را سم قاتل در رنگ مارنیں کہ بنی اسرائیل را آب خوشگوار بودہ وقبطیان را خون ناگوار این مقام مزلۃ الاقدام ست جم غفیر از اہل اسلام بتقلید سخنان اکابر ارباب سکر از صراط مستقیم منحرف گشتہ ودین خود را برباد دادہ اند نداشتہ اند کہ قبول این سخنان مشروط بشرائط است کہ در ارباب سکر موجود نبودہ ایشان مفقود معظم این شرائط نسیان ماسوائے اوست سبحانہ کہ دہلیز آن قبول ست وامتیاز محق از مبطل متفرع بر شریعت وعدم استقامت بر شریعت آنکہ محق ست باز بجبر بار گران پانصد رکعت نماز نافلہ ادامی کرد وطعامیکہ از دست ظلمہ می رسید اگرچہ از وجہ حلال بودہ نمی خورد وآنکہ مبطل ست ایشان احکام شرعیہ بروے چون کوہ قاف گران ست، آیہ کریمہ کَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ترجمان حال شان رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا۔

Marfat.com

اَلْمَقَامُ مَا یَتَحَقَّقُ بِهِ الْعَبْدُ وَیَتَّصِفُ بِهٖ یعنی مقام آن ست کہ صاحبِ آن بآن متحقق باشد ومتصف باشد وہر گاہے کہ خواہد بنوع تصرف بآن برسد وبضرب تطلب در آن متحقق شود۔ پس مقام ہر کس موضع اقامت اوست باین تصرف وتطلب وشرطِ او آنکہ تا انصاف او بآن مقام کما ینبغی وفائے او در آن مقام نشود ترقی بمقام عالی ازان مترتب نگردد۔

اَلْحَال حالتے کہ وارد شود بر سالک بغیر قصد وارادہ وبغیر اکتساب او از طرب وحزن وبسط و قبض وشوق وانزعاج وہیبت وغیرہ پس فرق درمیان مقام وحال اینکہ احوال مواہب ست ومقام مکاسب وصاحب الاحوال ترقی می کند از حال خود وصاحب مقام متمکن باشد در مقام۔

اَلْفَرْقُ: فرق مرتبہ ایست کہ منسوب باشد بتو یعنی عبارت ست از امتیاز درمیان خیر وشر ونقص وکمال وعابد ومعبود واعمال صالحہ وغیر صالحہ وایشان آنہا کہ بقصد وارادہ از سالک صادر شوند۔

اَلْجَمْعُ عبارت ست از آن مرتبہ کہ مسلوب باشد از سالک امتیاز درمیان خیر وشر ونقص وکمال و عابد ومعبود وایشان اعمال صالحہ وغیر صالحہ بقصد وارادۂ خود وباہر کس در مقام صلح بودن بسبب ورود تجلیات صفاتیہ وشیونیہ کہ مقدمۂ فناست واین مقام منتہاے سیر الی اللہ معرفت این مقام حیرت ست ہر چہ داند از حق داند وہر چہ بیند از حق بیند۔

جمع الجمع مرتبۂ اعلی ست از جمع کہ در آن علم وادراک فناے خود در حق کہ سالک راست ہم نماند یعنی درین مقام علم حضوری سالک بخود مفقود باشد بالکلیہ در ذات از راہ اسمی کہ قیوم اوست وہیچ تعینی از تعینات کونیہ در نظرش نباشد درین مرتبہ ہیچ تصرف از سالک باقی نماند ودر بادی النظر ہر چہ از و صدور یابد از تصرفات حق ست سبحانہ۔ سالک درین جا کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ ست این را بفناے تام تعبیر کنند

Marfat.com

وسیر فی اللہ گویند

فرق ثانی۔ مقام دعوت

بعد ازین اگر فضل ایزد متعال ردگار او باشد حالتے عزیز رو دہد و آنرا فرق ثانی و بقائے تام تعبیر کنند کہ سالک از مغلوبیت خود از حق بخلق رجوع نماید این مقام دعوت ست انبیا راست بالاصالۃ و کمل تابعان را نیز بہ تبعیت ایشان حاصل است درین مقام تعینی کہ سالک متصف ست باو نہ از تعینات کونیہ است بلکہ بحض موہبت این تعین از نزد خود داده اند کہ مظہر وجود موہوب حقانی ست این سیر را سیر عن اللہ باللہ گویند و فرقے کہ قبل از جمع باشند عامہ راست و فرقے کہ بعد از جمع مرتب شود مخصوص بانبیاست و کار دعوت باو مربوط ست و مظہر این قوم ست۔

و اصطلاحاتیکہ حضرات طریقہ علیہ نقشبندیہ مقرر فرمودہ اند:

اوّل نظر برقدم ست۔ عبارت ازان ست کہ طالب را باید کہ در رفتن نظر خود بر قدم دارد چہ در وقت رفتن نظر پراگندگی می کند و محسوسات متلونہ انتشار حاصل می شود اگر نظر را بر قدم دوختہ شود بجمعیت اقرب باشد این برائے دفع تفرقہ است کہ از آفاق می خیزد

دوم ہوش در دم عبارت از ہوشیار بودن سالک در ہر نفس کہ ذاکر ست یا غافل این لحاظ بتدریج بدوام حضوری رساند و در رعایت این معنی دفع تفرقہ نفس ست این معنی ہم عبارت از وقوف زمانی ست

سوم سفر در وطن عبارت از سیر در انفس ست کہ منشا حصول اندراج النہایۃ فی البدایۃ ست کہ مخصوص باین طریقہ علیہ است ہر چند کہ سیر در انفس در جمیع طرق ست اما بعد از سیر آفاقی ست و درین طریق شروع ازین سیر ست و سیر آفاقی در ضمن این سیر مندرج ست سالک را باید کہ تفحص کند نفس خود را آیا باقی ست در آن حسب غیر

Marfat.com

یا نہ اگر بیاید از سر نو توبہ کند و بکلمۂ لا نفی آن نماید و بکلمۂ الا اللہ اثبات محبت حق جل سبحانہ بکند و بدامت این کلمۂ طیبہ صفات ذمیمۂ خود را چون بغض و حسد و بخل و عداوت وغیرہ دور باید ساخت

چہارم خلوت در انجمن: ہر گاہ کہ سفر در وطن متحقق شد پس در انجمن نیز در خلوت خانہ وطن سفر نماید۔ پس باید کہ در انجمن تفرقۂ متکلم و مخاطب نباشد و ملتفت احدی نگردد و این ہمہ تکلفات و تحلات در ابتداست و در وسط و انتہا ہیچ از ینہا در کار نیست در عین تفرقہ بجمعیت ست و در نفس غفلت حاضر یعنی تفرقہ و عدم تفرقہ در جمعیت باطن سالک برابر ست مع ذلک اگر ظاہر را با باطن جمع سازد و تفرقہ را از ظاہر نیز دفع نماید اولی و انسب خواہد بود آیۂ کریمہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ در شان ایشان است باید دانست کہ در بعضے اوقات از تفرقہ ظاہر چارہ نبود کہ حقوق خلق ادا شوند پس تفرقہ ظاہر نیز در بعضے اوقات مستحسن باشد اما تفرقہ باطن ہیچ وقتے از اوقات مستحسن نیست کہ آن خالص برائے حق است سبحانہ پس سہ حصہ از عبادت سلم از برائے حق باشد جل شانہ باطن بتمام و نصفے از ظاہر و نصفے دیگر از ظاہر برائے ادائے حقوق خلق ماند و در ادائے آن حقوق چونکہ امتثال اوامر حق است آن نصف دیگر ہم راجع بحق است تعالیٰ و تقدس اَلَيْسَ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ

پنجم یاد کرد: اما یاد کرد عبارت از ذکر اللہ ست اسم ذات باشد یا نفی و اثبات و ذکر ست کہ موجب فنا و بقاست ذکر ست کہ موصل بخداست ؎

ذکر گو ذکرنا ترا جان ست — پاکی دل نہ ذکر یزدان ست

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ نص قاطع برین مدعاست۔

ششم بازگشت کنایہ ازان ست کہ بعد از چند بار ذکر کردن بدل مناجات بحق تبارک و تعالےٰ

Marfat.com

می کردہ باشد الٰہی مقصود من توئی ورضائے تو ترک کردم دنیا وآخرت را برائے تو، نعمت خود بر من تمام کن و روزی دہ وصول تام بجناب قدس خویش و این شرط عظیم ست در ذکر کردن ازین تغافل نکند وبسیار مفید ست

ہفتم نگاہداشت: عبارت از دفع وساوس وخطرات از قلب۔ سالک را ضروری ست کہ ہوشیار و بیدار باشد از خطور خطرات در قلب نگذارد کہ اندرون رود و استیلا نماید پس مشکل شود ازالۂ آن از این طریق بلکہ جمعیت وطمانینت حاصل می شود چون خطرہ از قلب بالکل منتفی گردد فنائے قلب حاصل گشت اما از دماغ ریزان می شود و بعد از فنائے نفس از دماغ نیز زائل شود بعد ازان در ادراک خطرہ کہ از کجا می آید حیرت ست انتفائے خطرہ پیش ارباب عقول معقول نیست لیکن طریقۂ دوستان خدا ورائے طور عقل است

کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
آن خیالاتے کہ دام اولیاست عکس مہ رویان بستان خداست

مقامات عشرہ

ورسیدن بمقام ولایت بغیر حصول مقامات عشرہ کہ توبہ وانابت وزہد وقناعت وورع وصبر وشکر و توکل وتسلیم ورضاست متصور نیست خواہ بالاجمال باشد چنانچہ در طریقۂ ایشان نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ اسرارہا ایشان کہ درین خاندان نسبت اجمالی جذبی ست یا بتفصیل کما فی السلاسل الاُخر کہ سیر در انجا تفصیلی وسلوکی است۔

فرق میان جذب وسلوک

شَتَّانَ مَا بَيْنَ الْجَذْبِ وَالسُّلُوْكِ كَمَا قَالَ الْإِمَامُ الْعَارِفُ الرَّبَّانِيُّ اَلْقَيُّوْمُ الزَّمَانِيُّ الْمُجَدِّدُ وَالْمَنُوْرُ لِلْاَلْفِ الثَّانِيْ فِيْ مَعْرِفَةٍ مِّنْ مَّعَارِفِهٖ:

Marfat.com

"سالک مجذوب در معرفت بر مجذوب سالک مزیتے دارد و در محبت عکس آن چرا کہ مجذوب سالک مربی او اللہ سبحانہ ست من اول الامر الی اخرہ تربیت کردہ او را بمحبت خاص و جذب نمودہ بطرف جناب قدس خویش بعنایت کاملہ و مراد از معرفت معرفتیست کہ متعلق ست بتجلیات افعالیہ یعنی معرفت اشیاء کونیہ و متعلق ست بصفات اضافیہ الٰہیہ اما معرفتے کہ متعلق ست بذاتہ تعالیٰ و آن عبارت از جہل و معرفتے کہ متعلق است بصفات سلبیہ تنزیہیہ و آن مشتمل ست بحیرت و معرفتے کہ متعلق ست بصفات ذاتیہ موجودہ متعلق ست بشیونات ذاتیہ اعتباریہ پس مجذوب سالک احق ست بآنہا و اولیٰ ست بتفاصیلہا لیکن معارفے کہ متعلق اند بمقامات عشرہ من الزہد والتوکل والصبر والرضا وغیرہا پس سالک مجذوب احری ست بتفاصیل آن زیرا کہ آن قطع کردہ این مقامات را تفصیلاً و عبور نمودہ ترتیباً دقائق ہر مقام بہ تفصیلی می داند کہ نمی داند آنرا مجذوب سالک چرا کہ رسیدہ ست باین مقامات اجمالاً و حاصل نمودہ زبدۂ ہر مقام و خلاصۂ آن سالک باعتبار ظاہر و صورت اتم ست درین مقامات و مجذوب سالک باعتبار زبدہ و خلاصہ اکمل است درینہا (زیرا) در باطن عوام کہ ناظر بظاہر و صورت اند اتم ست از ثانی در مقام زہد و توکل و ورع و غیرہا و نمی دانند کہ در ثانی وجود رغبت منافی زہد نیست و ہمچنین تعلق باسباب منافی توکل ندارد و وجود کراہیت در موانع نمایندۂ رضا نیست پر آنکہ رضا بقضاء اللہ ست سبحانہ و ہمچنین تعلق او باسباب باللہ است جل سلطانہ و گرہ او باللہ عزوجل ست باوجود این اوصاف ناقص است بشہادت سبحانہ و تعالیٰ رغبت نفی کند در دنیا مثلاً مگر برضاء او سبحانہ لا بغیرہ و اگر رغبت می کند باشارۂ نفس پس نفس او دنی ست در حق پس این رغبت دنی الحقیقۃ لاجل رب او ست جل سلطانہ"۔

ہشتم یادداشت عبارت ست از توجہ صرف مجرد از الفاظ و تخیلات و صور بے غیبت یعنی حضور دوام ذات حضرت ست تعالیٰ و تقدس بے تخلل حجب شیونے را اعتبار اتے بحق اینست کہ این توجہ حاصل نمی شود مگر

Marfat.com

بعد فنائے اتم وبقائے اکمل۔

اما وقوف عددی عبارت از رعایت نمودن عدد طاق ست در نفی واثبات۔

و وقوف قلبی عبارت از توجہ بسوئے قلب کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت واقع ست وحکمت درین توجہ مانند حکمت در مراعات ضرب است نزدیک خاندان چیلانیہ۔

خاتمہ

در بیان برخے از حالات وواقعات کرامت آیات آن روح مجسم درایت نفس مکرم ولایت شمع شبستان ہدایت بحر مواج افاضت وافادت ہادی راہ شریعت وحقیقت محرم راز خلوت خانۂ کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا واقف اسرار سراپردہ کُنتُ نَبِیًّا طلیعۂ صبح وصال قسیم اذواق وحال مقدمۃ الجیش جَاهِدُوا فِی اللّٰہ یکہ تاز معرکۂ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ ساقی صہبائے محبت واخلاص چاشنی فرمائے الطاف خاص الخاص نظارگی تماشائے جبروت عنقائے ہوائے لاہوت مقام شناس قَابَ قَوسَین مخدوم عالم مراد اعظم پیر ومرشد حضرت مولانا محمد ارشاد حسین قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ الاقدس بزبان قلم حوالت می رود اگرچہ حالات شریفہ ومقامات رفیعہ خدام عالی شان از اندازۂ نطق بیان برتر وہم وفہم از ادراک شمۂ ازان حلقہ بیرون ست اما نظر بمقالۂ مَا لَا یُدرَکُ کُلُّہٗ لَا یُترَکُ کُلُّہٗ نفحۂ ازان ختن ورائحہ ازان چمن بقدر قدرت پیشکش ناظرین منتظرین می سازد وبدین خدمت برسعادت بخت خود می نازد تا رہروان طریقت را بجائے بانگ درا وسالکان کعبۂ حقیقت را رہنما گردد۔

Marfat.com

وطن اصلی بزرگان حضرت ایشان رضی اللہ عنہ خطۂ فاخرۂ سرہند کہ سَرِ ہند است بودہ پیرہ دستی قوم سکھان وجبر و تعدی ایشان بر ہمہ ساکنین عموماً و بر خواص مسلمین خصوصاً رنگ آن ریختہ کہ اجداد امجاد حضرت ایشان رضی اللہ عنہم دل از خانمان برانگیختہ جادہ پیمائے اقطار و امصار گردیدند از انجملہ آبائے فرخ نقائے حضرت درین دیار رسیدہ سکونت ببلدۂ بریلی ورزیدند و از آنجا اجداد ایشان رضی اللہ عنہم بدار السرور مصطفیٰ آباد معروف بہ پیور اقامت گزیدند و ایشان ریاست مذکور کہ بقدر دانی اہل کمال معروف و مشہور بارادتمندی راس و رئیس نامزد نزدیک و دور بودند مراتب تعظیم و تکریم حضرات چنانکہ باید و شاید بتقدیم رسانیدہ ورود مسعود ایشان را نعمت عظمیٰ و غنیمت کبریٰ شمردہ روز بروز بترقی ارادت و ادائے لوازم خدمت می افزودند از ابتدا تا انتہائے ظہور ولادت باکرامت حضرت ایشان درین شہر سعادت بہر چہاردہم صفر ۱۲۴۹ھ اتفاق افتاد و در خیر و برکت بر روے اہالی این دیار کشادہ از انجا کہ حسب ارشاد عارف روم کہ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آزا در دلش انداختند

ذات اقدس را برائے کارے در جلاے بروز آوردہ بودند ہمین کہ چاشنی شربت تمییز بر ایشان ہمیوندند فرمان ارادت و داعی سعادت بخدمت والد ماجد خود و بزم افادت شیخ احمد علی صاحب مرحوم کہ ہر دو استاد آفاق و در فنون خود با طاق بودند تکمیل فن فارسی فرمودہ در صحبت حافظ غلام نبی صاحب و مولوی جلال الدین صاحب و مولوی نصیر الدین خان صاحب کہ ہر یک مشہور زمانہ و در کمالات خود ہا یگانہ بودند تحصیل صرف و نحو و بجز آن نمودند بعد ازان در شہر قرد دس مثال لکھنو کتب منقول را باتمام رسانیدہ پس از چندے در ماوائے خود بصحبت علامۂ دوران ملا محمد نواب صاحب بنابر استفادۂ باقی ماندۂ کتب معقول و غیر آن جمع نمودند از انجا کہ مولانائے موصوف در آن روزہا بہ تعلیم و تہذیب نواب محمد کلب علی خان صاحب مرحوم در عالم

Marfat.com

صغرسنی مامور بودند ناچار حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ باتفاق ایشان درمجلس استفادت نواب ممدوح موجب گرمی ہنگامہ صحبت می شدند چونکہ جد امجد ایشان اعنی نواب محمد سعید خان رحمۃ اللہ علیہ والی ریاست بغرض تعلیم وتلقین مذہبی ودکس را از اہالی لکھنؤ کہ مجتہد وقت بودند درخدمت نواب مذکور الصدر بلند اقبال کہ تائید ایزد باکمال متعہد حال ایشان بود مقرر می داشتند آنچہ مجتہدان مامور از عقائد مخصوصہ خود ہا در روز بروح خاطر نواب صاحب سابق الاوصاف نقش می بستند حضرت ایشان درصحبت شب بآب صاف اظہار حق ہمہ آن نقشہاے سرابی را پاک می شستند کوشش مجتہدان ہمہ رائگان می افتاد وسود سرمایۂ آنہا سراسر نتیجہ زیان می داد آخر کار حکایت شکایت بہ پیش گاہ دولت رسیدہ صحبت حضرت ایشان با نواب صاحب ممدوح بمفارقت انجامید حضرت ہادی باکمال آزادی بدارالملک دہلی رونق افزا شدند واز حسن اتفاق جناب مولانا ہم عنقریب علاقہ اینجا گسستہ در دہلی با حضرت ایشان عقد صحبت را استحکام افزا شدند شب مفارقت روی در پردۂ عدم کشید ومجلس افادت واستفادت ہر روز گرم گردید تا آنکہ صیت کمالات حضرت مخدومی گوش آفاق را نواختہ وعالمیان را آرزومند استفادہ ساختہ بعد از فراغ این کار بمدرسہ اشارۂ جناب مولانا محمد نواب صاحب کامیاب فیض صحبت کیمیا خاصیت حضرت قبلۂ انام مرجع خاص وعام شاہ احمد سعید صاحب مجددی شدند وبکمال صدق ارادت وحسن عقیدت شرف بیعت قبول کردہ منازل سلوک طریقت ومدارج عروج معرفت در اسرع اوقات طے فرمودہ بسند اجازت وخلافت ممتاز وسرفراز آمدند چنانکہ از مقام محبیت بمحبوبیت رسیدند از ینجا قیاس باید کرد کہ صاحبزادگان حضرت در رشک افزودند وکمالات حضرت ایشان را بزبان صدق بیان علی رؤس الاشہاد ستودند روزے درمیان صاحبزادگان موصوف وحضرت ماشکر آبی پدید آمد حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ بپاس ادب از حضرت قبلہ التماس رخصت خود درمیان آوردند ودرین خصوص اصرار ومبالغہ را درکار کردند درجواب ارشاد شد کہ کسے از دل وجان خود دوری

Marfat.com

واز چشمان خود مہجوری گوارا نمی کند ازین خیال درگزرید و باتفاق باہمدیگر چون شیر و شکر بسر برید و در صحبت حضرت قبلہ مدتے بر کتب تصوف و حقائق و اسرار تفسیر و حدیث گذشتہ واز بطون آنہا باجہ گشتہ سلوک مجددیہ را بانجام و اتمام رسانیدہ باقامت وطن مالوف خود مجاز و مامور گردیدند حضرت شاہ نسیم اللہ صاحب خلف اصغر حضرت قبلہ کہ سجادہ نشین و مجموعۂ اسرار یقین بودہ اند در کتاب مقامات سعیدی در ضمن احوال حضرت ایشان می نگارند کہ ایشان از اکابر اصحاب و از اجلۂ خلفائے کامیاب حضرت قبلہ بودہ اند کہ طے مراتب سلوک چنانکہ باید فرمودہ اند و نیز در ہمان کتاب می آرند کہ حضرت قبلہ اکثر اوقات در کمال قابلیت ایشان در علوم صوری و معنوی تر زبان و رطب اللسان شدہ اند۔ نسب حضرت ایشان بدہ واسطہ بحضرت امام ربانی قیوم زمانی می رسد بدین تفصیل:

مولانا و مرشدنا محمد[1] ارشاد حسین[2] بن حکیم احمد حسین[3] بن میان غلام محی الدین[4] بن میان فیض احمد[5] بن شاہ کمال الدین[6] بن شیخ درویش احمد بن شیخ زین العابدین[7] عرف شاہ فقیر اللہ بن شیخ ضیاء الدین یوسف[8] بن حضرت شاہ محمد یحییٰ[9] فرزند اصغر حضرت قطب ربانی مجدد و منور الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

در ایام فتنہ انجام غدر حضرت قبلہ از خانقاہ مظہریہ برآمدہ از راہ پنجاب و بندر کراچی بدار الامان حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً ہجرت فرمودند و حضرت ایشان را از مقام پانی پت رخصت انصراف وطن ارزانی داشتند حضرت ایشان بعد از چندے بتحریک شوق و محبت بزاد راہ توکل با خادمے خاص محمد موسیٰ بخاری بحج بیت اللہ و سعادت عتبہ بوسی روضۂ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شرف اندوز و بر مراد دلی فیروز گشتند و تا مدت یک سال در سایۂ روضۂ مبارکہ فیض صحبت حضرت قبلہ دریافتہ باشارت سراسر بشارت سید الاصفیا خاتم الانبیاء علیہ الف الف تحیات بواسطۂ ہدایت نزدیکت دور باقامت دار الاسلام

Marfat.com

را مبور ما مورشدہ معاودت فرمودند و بعد از ورود بخلوت و عزلت اوقات گرامی بسر می نمودند در فیض کشادہ بود و خوان ہر گونہ نعمت آمادہ۔

حلیۂ شریف و اخلاق لطیف

قامت با استقامت متوسط سر بر شکوہ پیشانی کشادہ، ریش انبوہ، چشم سیاہ بسرخی مائل، ابرو دراز، از ہم جدا قبلۂ مراد سائل، بینی بحالت اعتدال عذار با جمال، چہرہ گندم رنگ بسان بدر مدور با ہیبت و جلال روشن چون آفتاب، قطار دندان بآب و تاب گوئی سلک در ناب ہر کہ دیدہ را بجمال با کمال آشنا می کرد بزبان حال مضمون این بیت ادا می کردہ ؎

ہیبت حق ست این از خلق نیست ہیبت این مرد صاحب دل نیست

اکثرے از محبان و غیر ایشان را رویت حضرت رسالت مآب علیہ الصلوات والتسلیمات در صورت مثالی حضرت ایشان روداده باب ارادت و عقیدت بر روے ایشان کشادہ۔

سینہ فراخ و کشادہ میان باریک موے سر و ریش سراسر سیاہ نہ تاریک، الحاصل از سر تا پا با تمام اعضا در غایت اعتدال صورت معنی حسن و جمال۔ عمامۂ سفید متوسط بر سر قمیص متشقق الصدر و بر سجہ و عصا دست آشنا، گرم رفتار، نرم گفتار، حرف دلفریب مہر افزا، بیگانگان را یگانہ نما، بہر یک با صفا، بعہد با وفا، بفقیران بعطف، با میران با عنا، با بزرگان با ادب و خدمت، با خوردان بترحم و شفقت، علم با عمل، کلام با قلل و دل، یتیمان را غم گسار، بیوگان را یتیمار دار نخ۔ ہمہ اہالی شہر گوئی مرید بودند و بندۂ زر خرید، چہ مومن چہ کافر بے تسخیر بدل و جان مسخر خلق و محبت حضرت گردن ہمگنان را طوق، بود و حرمت و ادب ایشان بر جمیع حکام و امرا فوق۔

Marfat.com

درعہد مسند نشینی نواب محمد مشتاق علی خان خلف نواب محمد کلب علی خان مرحوم وظیفہ معمولی خانقاہ بایماے بعضے موقوف گردید از خزانۂ غیب خرچ خانقاہ بقدر کفایت برابر رسید بناے این خانقاہ در عہد ریاست نواب کلب علی خان صاحب مرحوم از جانب مہاراجۂ اندور در زمانے کہ راجہ موصوف مہمان ریاست بود تعمیر یافتہ بتولیت حضرت ایشان مخصوص ومفوض شدہ بود بعد از نواب خلد آشیان بکارگزاری مدار المہام از تولیت حضرت بدر رفتہ بتصرف سرکار در آمد وموجب سبکدوشی گشت نواب کلب علی خان صاحب مرحوم می خواستند کہ چندہ براے مصارف خانقاہ برائے دوام مقرر کردہ آید حضرت ایشان قبول نکردند کہ بعد از ما ہمین مواضع در اولاد ما منشاء نزاع وخسارت آخرت خواہد شد بعد از مراجعت مدینہ منورہ اوقات عزیز با فاقہ وافاضت در خلوت وعزلت بصفات صبر وتوکل وقناعت ورضا وتسلیم وریاضت ومجاہدات بسر شد چنانچہ نقدی کہ در ایام علالت نواب کلب علی خان صاحب مرحوم بواسطۂ محمد عثمان خان کارگزار ریاست بخدمت حضرت فرستادند قبول نیفتاد کہ صدقہ حق مساکین ست ما حسبۃ للہ برائے صحت ایشان دعا می کنم نواب ممدوح بعد از استماع جواب رقعہ در خدمت حضرت ارسال داشتند ودر آن نگاشتند کہ ہر چند مبتلاے فسق وفجور ا مانہ از اخلاص وعقیدت اہل اللہ دورے

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْہُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

حضرت دعا فرمودند واثر اجابت پدیدار شد کہ از منہیات بکلی بیزار شدند واز جملہ صلحاے روزگار

نواب صاحب مرحوم از عہد ولیعہدی اخلاص وعقیدت با حضرت می داشتند بعد از وقوع وظہور ہمچو آیات کہ عین کرامات ست علم ترقی اخلاص وعقیدت در میدان محبت ومودت برافراشتند وبعد از اصرار کہ از طرف نواب در برابر انکار حضرت تکرار یافت مصارف خدام بقدر کفایت از سرکار قرار یافت واز روزے کہ بناے

Marfat.com

مہمات ریاست وابستہ بصواب دید حضرت بود در ہر کارے فتح و فیروزی می نمود و پیش گورنمنٹ آناً فاناً اعزاز ریاست می افزود ہمین کہ از زیارت بیت اللہ مراجعت نمود بار در حجرۂ صاحب جی قدس سرہٗ بعرصۂ نہ ماہ از حفظ قرآن فراغت فرمودند پس بیوہ را در عقد ازدواج گرفتہ در احاطہ کٹے باز خان صرف بتوکل بسر می نمودند نوبت فاقہ بہفتہ می کشید و امراض و عوارض بر آن مزید می گردید اما بوجہ کمال استقامت بر ہیچ کس از یار و اغیار آثار مصائب پدیدار نشد حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ورد زبان بود۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا خاطر نشان درمرض خارش کہ از حد متجاوز شدہ والد ماجد حضرت معالج بودند چون حضرت را التفات بمداوا ندیدند رنجیدند و کلمات بزرگانہ بر زبان آوردند حضرت آن کلمات را آثار کمال محبت شمردند و آخر بدو حرف اختصار کردند کہ شفا بدست خداست نہ در دست دوا۔ از ہمان روز عارضہ رو بتخفیف نہاد و باندک فرصت صحت کلی دست داد پس از چندے حضرت اقامت محلۂ چاہ شور را بر خود شیرین فرمودند و عمارتے عالی با خانقاہے از سرکار برائے ایشان تعمیر پذیرفت اقوام افغان کہ سرکشی سرشت ایشان ست بمقتضائے جہل و نادانی بر بنائے اینکہ حضرت در تحریر فتویٰ پاس رعایت احدی نفرمودند با حضرت بر سر عناد و آمادۂ ضرر و فساد بودند چون حضرت بکمال ہمت و شجاعت پروائے آن نمی داشتند آخر رفتہ رفتہ ہمہ سر اطاعت بر قدم حضرت گزاشتند انجام کار تمام از اہالی ہنود و اسلام حضرت را از پدر مشفق و مہربان تر می انگاشتند۔ در واقعۂ شہر آشوب قتل مدار المہام بعض نمک بحرام باغراض خود افتراہا ساختند و حکام را در گمان انداختند کہ آنانکہ غبار این فتنہ بر انگیختہ اند بایماے ایشان خون مدار المہام ریختہ اند چنانکہ بر بنائے ہمین افترا پریذیڈنٹ کونسل فوج انگریزی طلب داشت و ہمت بر اخراج حضرت ایشان از ین شہر برگماشت چہ بیقین می دانست کہ این کار نہ آسان ست بلکہ از اہالی این شہر عموماً ہر تنے بر ایشان از دل و جان قربان ست از انجا کہ تائید ایزدی ہمراہ بود و

Marfat.com

دعوی دروغ بے گواہ ازین خیال درگزشت وطومار این مقدمہ درنوشت تا آنکہ جملہ حکام الی لفٹنٹ بمعذرت پیش آمدند وپشیمان از اندیشۂ خویش واز ہمین بود کہ ترقی درمشاہرہ رونمودہ امور انتظامی ریاست باتفاق رائے حضرت وابستہ شد وسلسلۂ خودرائی یکسر گسستہ این ہمہ از آثار کرامات ست وحفظ حمایت رحمانی را علامات

روزے صاحبزادہ مہدی علیخان داماد نواب احمد علی خان کہ مذہب شیعہ داشت بغرض فاسد از خدمت حضرت ایشان استفتا نمود کہ آیا تزویج درمیان سنی وشیعہ جائز ست یا ناجائز؟ حضرت جواب آنرا بایکے از شاگردان حوالہ فرمودند او نوشت کہ نزد حنفیہ درست نیست. چون جواب بدستش افتاد فوراً با آنکہ منازعتے باہم درمیان بود منظرگاہ نواب کلب علی خان صاحب مرحوم درآورد نواب مرحوم کہ جواب را دیدند وبکنہ آن رسیدند بغرض درآمدند واز خود برآمدند کہ درآن حرفے نسبت بایشان عائد می شد باری بردباری وہوشیاری را کارفرمودند وانکار کہ جواب بقلم ایشان نیست روزیکہ مہدی علی خان نیز حاضر بود درین معنی از حضرت ایشان استفسار درمیان آمد وبرزبان نواب آمد کہ درجواب ہمچو استفتا تامل مناسب بود حضرت درجواب فرمودند حق ہمین ست کہ نوشتہ شد واخفائے آن درشرع ممنوع وپاس ورعایت کسے دراظہار امر شرعی نامطبوع این قدر گفتہ برخاستند و بدولت خانہ رسیدہ مغا بقصد شاہجہان پور جانب بریلی راہ طے نمودند وبمولوی محمد امداد حسین صاحب برادر بزرگ خود باوردن مستورات وتوابع از عقب ارشاد فرمودند، چون این خبر گوش زد نواب صاحب شد از وفور محبت واخلاص کہ بحضرت داشت بیتاب شد وبعض اراکین را فرمان داد کہ بہرچہ زودتر حضرت ایشان را براہ دریافتہ دستار وعماہا بر قدم گزارند واز جانب ما عرض دارند کہ عفو تقصیر دبے ادبی را امیدوارم وبرخطائے خود شرمسار بعد ازین ہیچ گاہ دراحکام شرعیہ مداخلت بیجا درکار وحرف ارباب غرض را دربارۂ حضرت در دربار گنجائش بار نخواہد بود ما بسر کار وارسیدیم وصورت مراد مدعی را درآئینہ ذہن رسا معائنہ دیدیم غرضش بیش ازین نبود

Marfat.com

کہ اخلاص بعناد و صلح بفساد انجام پذیرد و آتش فتنہ عالمی را درگیرد الحاصل نزدیک بموضع دہمورہ ہمہ این مراتب طے گردید و ناچار کار بمعاودت کشید ہمین کہ در تسبیح خانہ قدم رنجہ فرمودند سواری نواب صاحب در رسید و عہد و پیمان باہم استوار گردید کہ در بربادی ریاست نکوشند و خطائے ارادت مندان بذیل عفو بپوشند ازین پس در ہیچ امرے خلاف و دیں ہیچ کارے انحراف بمیان نخواہد آمد و ہمین بظہور پیوست چنانکہ در اوقات علالت نواب صاحب کہ اپیل خاص بحضرت رجوع بود در انفصال اکثر مقدمات سود رعایا و زیان سرکار رو نمود رنجے درمیان و حرفے بر زبان نیامد۔

در معمورئ اوقات

ہرگاہ ثلثے از شب باقی می ماند بعد از وضو و ادعیۂ ماثورہ و نماز تہجد تا صبح بتلاوت قرآن شریف مصروف بودہ سنت فجر ادا فرمودہ بر شق ایمن اضطجاع ساختہ بروقت فریضۂ فجر بقرأت طویلہ مسنونہ با عمامہ در مسجد گذاردہ، بعد از طلوع آفتاب فاتحہ خواندہ در تسبیح خانہ بمس نفیس با ورادپرداختہ بعد از دعائے حزب البحر و نماز اشراق و نماز و دعائے استخارہ توجہ بحاضرین می فرمودند کہ ایشان تا وقت توجہ از ختم حضرت امام ربانی یعنی صد بار درود شریف وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ یا نصد بار یا زصد بار درود شریف و ختم حضرت ایشان و درود شریف صد بار و یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا مَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْاَلُكَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یا نصد بار یا زصد بار درود شریف فراغت می نمودند توجہ چندان قوی می افتاد کہ کاردہ سالہ بیک سال می کشاد پس ازین ہنگامہ درس و تدریس طلبہ تا نصف النہار گرم می ماند در فصل صیف بعد از قیلولہ یک ساعت وضو کردہ سنت نفی از زوال و قرآن شریف بقدر معمول خواندہ نماز ظہر مطابق حنفیہ مستحبًا تاخیر در مسجد با جماعت پس از سنت قبل الظہر بقاعدۂ مسنون بقرارت طویلہ ادا

Marfat.com

کردہ در تسبیح خانہ با ارباب حاجت صحبت می داشتند وعصر بطریقۂ حنفیہ تاخیر خواندہ تا شام بتدریس مثنوی معنوی ومکتوبات امام ربّانی (رحمۃ اللہ علیہ) وعوارف واحیاء العلوم وقصیدۂ تائیہ وغیرہ دیگر کتب تصوف بر سبیل بدلیت تا نماز مغرب ہمت می گماشتند قریب اذان فاتحہ خواندہ نماز مغرب کردہ پس از رکعتین تادیہ بر سر مصلا توقف کردہ در تسبیح خانہ باوراد وتوجہ مثل اوّل روز تا ثلث اللیل مصروف می شدند اما ختم صلوٰۃ تنجینا سہ صد وسیزدہ بار وختم خواجگان نقشبند معمول ومخصوص خدام بود وبعد از فراغ حلقہ اکثر در مسجد با جماعت علماء وفقراء صلوٰۃ العشاء ادا می فرمودند وازانجا داخل خانہ شدہ با اہل وعیال بقدر سد رمق صرف غذا می شدند روز سہ شنبہ کہ مخصوص بملاحظۂ فتاوے واردۂ امصار واقطار بود دران روز توقف بدرس طلبہ می افتاد روز جمعہ غسل وتبدیل لباس سفید با قمیص وعمامہ بوقت مستحب ظہر چہار رکعت قبل جمعہ خواندہ بر سر منبر عصا بدست راست آغاز بخطبۂ طویلۂ اول نمودہ باختتام رسانیدہ بعد جلسۂ خفیفہ وخطبۂ ثانیہ دو رکعت بسورۂ جمعہ ومنافقون با صفوف جماعت گزاردہ چہار رکعت احتیاط الظہر مستحباً ودو رکعت بعد الجمعہ ادا کردہ بر سر منبر فاتحہ خواندہ بقدر یک رکوع تفسیر قرآن بامکات واسرار ادا می فرمودند کہ دل از حاضرین می ربودند۔ ہر کسی از ارباب صورت ومعنی بقدر استعداد وقابلیت کامیاب وباندازۂ حوصلہ ازان شربت حیات بخش سیراب می شدند از بعضے نعرہا بر می زدند وبعضے از خود بے خبر بر سر بدیوار ودر تا قریب عصر مجلس وعظ برپا وابواب ہدایت برکہ ومہ وا مے بود چنانچہ در مدت سی سال دو بار آغاز تفسیر بانجام کشید واز فاتحہ باختتام رسید پس از فاتحہ اختتام وادائے نماز عصر باجماعت کثیرہ بر مزارات متصلۂ مسجد فاتحہ واستغفار خواندہ حاضر دولت خانۂ والدین شریفین گردیدہ بشرف پابوسی رسیدہ دید دیگر اعزّہ واقارب می فرمودند وبہر یکے انواع امداد واحسان می نمودند باوصف آنکہ در ہفتہ ہمین چار روز تدریس بر سبیل دوام می شد باری در ہفت سال تحصیل علوم تمام می شد۔

Marfat.com

نواب قطب الدین خان دہلوی رسالہ در مناقب حضرت امام ابو حنیفہ و اجتہاد ایشان تالیف نمودہ بودند مولوی نذیر حسین سر آمد غیر مقلدین را حسد بران داشت کہ تردید آن پرداختہ رسالہ بنام معیار ترتیب دادہ نزدیک و دور شائع ساخت نواب موصوف ازین معنی خیلے پیچ و تاب خوردہ بسابقہ معرفتے کہ درمیان بود ہر دو رسالہ را بخدمت حضرت فرستادہ در بارۂ تردید آن اصرار و مبالغہ از حد بکار بردند و بقلم آوردند کہ اکثرے از خیل وہابیہ بتوہین ائمہ دین کمر بستہ سر راہ یسار و یمین نشستہ اند برداشتن این مردم فریبان از راہ و باز نمودن راہ از چاہ موقوف بر ہمت آن دین پناہ است کہ دست دیگران از شکستن سر این اژدہا سیرتان کوتاہ است ع

این کار از تو آید مردان چنین کنند

ہر چند کہ حضرت ایشان از ہمچو امور اجتناب و اعراض می فرمودند اما از انجا کہ پاس خاطر نواب صاحب سابق الذکر عزیز بود و رعایت حفظ دین متین نیز قلم برداشتند و ہر چہ نگاشتنی بود بر نگاشتند، دو روز یعنی سہ شنبہ و پنج شنبہ برائے این کار معین ساختند و بدلائل عقلیہ و نقلیہ اثبات وجوب تقلید شخصی را استواری دادہ از اتمام آن پرداختند بعد از تکمیل و ترتیب بانتصار الحق موسوم و معروف گردیدہ الحق کتابے است کہ چشم زمانہ تا این دم مثلش ندیدہ ہر کہ دید بسوی او دیدہ گذاشت و از دل و جان عزیز داشت نواب صاحب دہلوی ہر گاہ کہ دیدند از کمال شادمانی در پوست نگنجیدہ بدل و جان بر گزیدند حفظ عقائد دین را حصاری ست و خونریزی مفاسد مفسدین را شمشیر آبدار۔ این مفسدان با آنکہ قابلیت ترجمہ لفظی قرآن و حدیث ندارند معلم الملکوت را از کمترین شاگردان خود می شمارند و میان بدعوی اجتہاد بستہ بیباکانہ زبان بطعن ائمہ مجتہدین کہ ستون دین متین اند می کشایند کہ امام ابو حنیفہ آنجا غلط کردہ و شافعی اینجا راہ خطا پیمودہ و بایزید و منصور زبان بکلمات کفر کشادہ و آب دین برباد دادہ اعوذ باللہ من شرور النفس الامارۃ۔

Marfat.com

در بیان کشف و کرامات

نواب کلب علی خان صاحب والی ریاست رامپور در مرض الموت بخدمت حضرت ایشان زبان بمعذرت کشاده التماس نمودند که هر چند چنانکه باید و شاید ازین جانب خدمت خدام اقدس بظهور نه پیوست و در قدردانی و مرتبه شناسی ایشان غیر از قصور صورت نه بست عفو تقصیر را امیدوارم و امداد و همت را خواستگار که خداوند کریم بفضل عمیم مشکلم آسان نماید و خاتمه ام بالخیر فرماید چنانچه حضرت هشت روز با نفس نفیس توجه باصلاح حال ایشان برگماشته و یکدم غیر از وقت طعام که بخانهٔ خود صرف می فرمودند تنها نگذاشتند درین چند روز آثار غریبه ظاهر و احوال و جذبات آشکار شد و ازین سرای فانی بدار الملک جاودانی انتقال و بجنان وصال ارتحال فرمودند اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ شش ماه قبل از انتقال وصیت نامه سربمهر بحضرت تفویض شده بود که چون مُرغِ رُوح از قفس تن بال پرواز کشاید مطابق آنچه درین نگارش و گزارش یافته بعمل درآید! بروقت که ملاحظه رفت سِرّ سربسته آشکار و چند امور پدیدار شد:

اوّل اینکه مابین مقبرهٔ حضرت شاه جمال و مزار شاه محمد عمر بنده را بخاک سپارند۔

دوم اینکه سوائے حضرت ایشان و برادر ایشان اعنی مولوی امداد حسین صاحب دیگر بتجهیز و تکفین و تدفین کار ندارند

سوم آنکه صَرف تجهیز و تکفین از ریاست نگردد همین سه صد روپیه که امانت ست بس ست زیاده ازین هوس۔

خلاصه همچنین بعمل آمد دیگر حضرت را بدربار و با مور ریاست کاروبار نبود۔ هر چند که ریاست اصرار نمود آخر حال ریاست زبون شد و کار دگرگون شد، ملازمان شهری معزول و بیرونی منصوب گشتند قانون انگریزی کشادند و احکام شرعی در نوشتند مبلغ پنج لکھ و پنجاه هزار روپیه که از مصرف زکوٰة در خزینه جمع بود نواب ممدوح در حین حیات

Marfat.com

خود بحضرت شوریٰ آورد کہ برائے این زر بقیۂ زکوٰۃ آئینے تجویز کردہ آید کہ بدان جائداد سے خریدہ از توفیر آن وظیفۂ مناسب بعلماء و فقراء و مساکین و طلبہ واصل می شدہ باشد کہ دراین روزگار احدے را توفیق امداد ایشان نماندہ، باآنکہ از جائے ذریعۂ معاش ندارند و در سوال برخود بستہ بابے نوائی و خونخواری شب را بروز می آرند اگر حضرت بنفسِ نفیس این بار بر خود گوارا فرمایند از همه اولیٰ و انسب می نماید کہ دران جیف و میل را احتمال نیست۔ چون ازین جانب انکار و ازان جانب اصرار از حد گذشت نواب صاحب تولیت این کار تاحیات خود برخود گرفتند و بعد خود بعهدۂ حضرت سپردند و دستاویزے مرتب کردہ در کمشنری بریلی رجسٹر رسانیدہ بدست حضرت نہادہ حکم بجمع کردن زر مذکور بدکان مہاجنے فرمودند کہ اثر بیہوشی بہ نواب صاحب طاری شد۔ باز ہرگاہ قدرے بافاقہ رسیدند تاکید و تہدید ہر چند تجدید یافت کارگزاران عمل برآن نہ پسندیدند کہ نواب صاحب داعی اجل را لبیک اجابت گفتند و زرے کہ فرق نثار بود باز بہ خزانہ جمع نمودند و آن دفتر را گاؤ خورد و آن بیضہ را آب برد حضرت سپاس سبکروشی بجا آوردند و ازین غبار کہ برخاستہ بود رو بصفا۔

نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کہ از مریدان خاص حضرت شاہ عبدالغنی صاحب برادر خورد حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہما بودند و از ادراک و فصاحت بہرۂ کامل داشتند باشتیاق ملاقات حضرتِ ایشان وارد مسجد شدہ از دور قدرے بتعظیم خم کردند۔ حضرت نظر باخلاص و ارادت ایشان را در برگرفتہ پہلوئے خود جا دادند ایشان بہیبت دور تر نشستند یکے از حاضرین از مبالغۂ ایشان در تعظیم سوال کرد جواب یافت کہ حضرت ایشان نسبت سابق این قدر علو کردند کہ دل بسجدہ می فرمود، برکوع کفایت نمودم، شما کہ چشم ندارید قدر و منزلت حضرت چہ شناسید و چہ دانید کہ کدام ہستند۔

تصرفات حضرت از اجرائے قلوب بذکر الٰہی و القائے سکینۂ غیر متناہی و جمعیت خاطر و حل مشکلات باطن

Marfat.com

وظاہر وعبور دادن از مقامات وحالات ورسانیدن بمرتبۂ فنا واستغراق از سیر انفس وآفاق وطہارت از اوصاف ذمیمہ وصول باوصاف حمیدہ وایصال بدرجۂ بقا وجز آن بتوجہ باطن کہ دراندک مدت طالب را میسر می شد نہ باندازۂ شرح وبیان ست ونہ رخصت باظہار وافشائے آن کسانیکہ از زندان بُعد وحرمان بجنان قرب وصل رحمٰن رسیدہ اند وبدام حضور وآگاہی ومشاہدہ بدون مجاہدہ وکشف توحید بلا ترک وتجرید واستغراق بحر وحدت وحیرت بتیہ احدیت مشرف گردیدہ اند بقطرۂ از آب وذرۂ از آفتاب پے بردہ اند واز خمخانۂ فیض بے پایان بیش از جرعۂ نخوردہ شہود وحدت در کثرت قدم اول سالکان ست وجذبات محبت واسرار معرفت تقریر حیرت ایشان حل مشکلات وقضاے حاجات مردم وفتح ابواب ظاہر وباطن وتصرف در مکونات را خبار بالغیب کہ عوام از کرامات شمارند وخواص بدان التفات ندارند اکثر بوقوع آمدہ برخے از انہا گذارش ونگارش می پذیرد۔

در سفر حجاز ہرگاہ مرکب نواب محمد کلب علی خان صاحب در آب نزدیک بود کہ بتہ نشیند وتباہی گزیند نواب موصوف بامید استمداد بسوئے حضرت نگاہے گردد در آوردند حضرت ایشان تسلی وتسکین خاطر ایشان فرمودند کہ اگرچہ طوفان آفات ست اما جہاز شما بساحل نجات ست ان شاء اللہ تعالیٰ آخر شرطۂ توفیق زید وکشتی را بساحل سلامت کشید۔

ہمچنین در اثنائے راہ مدینہ طیبہ چہار صد کس از بدویان سواری نواب صاحب درمیان گرفتند کہ تا زر خطیر نگیریم نگذاریم ہرچند لشکریان نواب صاحب در راندن آنہا سعی می کردند سودے نداشت کہ سواری حضرت در رسید ومعلوم شد کہ معاملہ چیست؟ فرمودند بایشان سر وکار مدارید بحال خود بگذارید دست از آنہا برداشتند وبسلامت گذشتند این از اثر توجہ حضرت بود کہ بلا صرف زر رہائی رو نمود ورنہ خدا داند کار بکجا می کشید پیداست کہ والیۂ بھوپال چون بدادن زر فرمان نداد راہ ندادند وبازگردانیدند ناچار بحرمان برگردید وبشرف آستان

Marfat.com

بوس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم زسید۔

وقتے یکے از زبردستان این شہر در صدد ایذا و آزار فقیر شد بواسطۂ یکے اجازت ترک شہر از خدمت حضرت طلب داشتم کہ تاب تحمل آن در خود ندیدم چون توقف مصلحت نبود پیشتر از انکہ دستوری حاصل کنم در رفتم در اثنائے راہ چنان ادراک می کردم کہ کسے مرا بہ پس می گرداند و قدم از پیش بہ پس می افتاد آخر چند منزل بدشواری پیشتر رفتہ بخانہ برگشتم چون سعادت قدمبوس دریافتم فرمودند رفتن شما مصلحت نبود چگونہ می رفتید۔

یکے از مخلصان حضرت را دختر دو سالہ گم شد، چون اثرش پدید نیامد قریب بمغرب اطلاع بکوتوالی دادہ صورت واقعہ بخدمت حضرت عرض دادند بعد از تاملے ارشاد شد کہ جائے تردد نیست ان شاء اللہ تعالے نیم شب دختر داخل خانہ می شود آخر ہمچنین واقع شد کہ بوقت مذکور پیادۂ کوتوالی دختر را بخانہ خودش رسانیدہ بیان کرد کہ یکے از پہرہ داران شاہ آباد دروازہ او را بکوتوالی حاضر کردہ بود گفت کہ قریب بمغرب دختری خواست از در شہر بیرون رود بخود گفتم خداوند بچہ کیست مبادا بیرون شہر شدہ گم شود دستش گرفتم و نزد خود نشاندم کہ تا کسے از جویندگان در رسد بدو سپارم چون نرسید بکوتوالی حاضر کردم۔ صبح حضرت فرمودند کہ این دختر را چنے در قبضۂ تصرف خود آوردہ بود، چون در دائرۂ قطب نتوانست بدر برد، باز گذاشت و در گذشت۔

روزے حضرت بعیادت فقیر کہ بمرض صعب مبتلا بود تشریف فرما شدند، حافظ کریم بخش را در مکان بیرونی کہ بعارضۂ درد گردہ از زندگانی نا امید شدہ بود ارشاد شد کہ حافظ کریم بخش حالتے صعب دارد، عرض کردم کہ خادم بدو مصیبتے گرفتارم بمصیبت خود و ہم بمصیبت ایشان کہ مردم اگر تیمارمن می کنند بکسی ایشان بلائے جانم می شود و اگر بخدمت ایشان مصروف می شوند تنہائی آفتے بسرم می آرد۔ این حرف در دل حضرت جا کرد ہر گاہ برخاستند اندکے سرہانین ایشان مکث فرمودہ متوجہ شدہ تشریف بردند و مرض بر اثر قدم حضرت رفت، ہمان دم برخاستہ

Marfat.com

نشستند غیر از ضعف و نقاہت اثرے از رنجوری باقی نبود و تا حال چاق و تندرست اند

می فرمودند بتقریب دعاؤ فاتحۂ سر قبر نواب صاحب مرحوم می رفتم در اثنائے راہ ظلمتے گنبد از معائنہ شد کہ از زمین سر بفلک می شود، دریافتم کہ جائیست مخصوص برائے گور فلانے چندے نگذشت کہ آن عیار جفاکار را ہمانجا خاک کردند و مردمان را از شر و فتنۂ او پاک۔

نظر حضرت برائے بیماران صوری و معنوی شفا بود چنانکہ بیانش گذشت

و نیز در منا مولوی نواب صاحب مہاجر اُستاد حضرت آمدہ بحضرت فرمودند کہ والدۂ شما (مراد بانوے خانۂ خود) از شدت درد زہ بیتاب و بے قرار است و التفات شما را اُمیدوار حضرت فوراً برخاستند، فقیر در رکاب بود، حضرت اندرون خانہ قدم رنجہ فرمودند و بندہ بدر استاد۔ ہمین کہ تشریف آوردند فرمودند کہ فضل الٰہی ست بندہ را از مولانا نواب صاحب دریافت شد کہ نظر ایشان شفاست و حرز ہر گونہ آفت و بلا، مر بندہ باندک توجہ آرام گرفت۔

ڈرمنڈ کلکٹر پیلی بھیت چون کمشنری بریلی یافت و ایجنٹی ریاست بنامش قرار گرفت نواب صاحب را پریشانی در اضطراب انداخت از بنکہ بسبب اتصال پرگنۂ ریاست بضلع مذکور در زمان کلکٹری او میان او و نواب صاحب نزاعے و پرخاشے واقع بود خود بمکان حضرت آمدہ پردہ از روئے کار برداشتہ ما فی الضمیر خود اظہار نمودند ارشاد شد کہ بحسب ظاہر باید کہ در آمیزگاری و پاسداری دقیقۂ فرو گذاشت نباید کرد تا کار از شقاق بوفاق کشد، نواب صاحب فرمان حضرت را بدل و جان گرفتند و بدان کاربند شدند تا کارش بجائے رسید کہ از مخالفت گذشتہ مطیع و فرمانبردار نواب صاحب گردید روزے در اثنائے راہ از پیش حضرت گذشت یکے از مردم نشان داد کہ ڈرمنڈ ست کہ با نواب خلاف دارد نظر بسوئش کردہ فرمودند ہمین ست کہ دشمن دین است

Marfat.com

ہمین کہ در بریلی رسید معزول گردید و فرمانے از گورنمنٹ صادر شد کہ در قلمرو سرکار روزگار نیابد کہ بائیس رامپور پرخاش می گیرد۔

بارہا فرمودند کہ ہر کہ ازین دارالحرب سر ہجرت دارد درنگ نکند کہ روزے می رسد کہ کفار راہ حرمین شریفین مسدود نمایند و بر مسلمانان دست جور و بیداد کشایند یکے را از اہل جلسہ خطرہ بخاطر گذشت کہ دیگران را ہجرت فرمایند و خود ہجرت نمی نمایند ہمین کہ این خطرہ بخاطر گذشت ارشاد شد کہ انتظار مسند نشینی نواب صاحب در پیش دارم اگر بشریعت استقامت گیرد بہتر ورنہ من ہم این دیار را می گذارم۔ بعد چندے ازین سخن داعی اجل را لبیک گفتند۔ وجمال خود را از دیدۂ ظاہر بینان نہفتند۔ ہر گاہ زمان رخصت قریب رسید نسبت نوحہ و فریاد کہ عادت زنان ست ممانعت فرمودند، اما بعض از زنان بفرمان نابخردی و کوتاہ اندیشی از وصیت تجاوز نمودند بیان می کردند کہ ما در خدمت حضرت حاضر بودیم و احوال ایشان را ناظر کہ حضرت باشارت چشم از نوحہ و زاری و گریہ و بے قراری منع می فرمودند ہر گاہ چشمہا می کشودند محرر این سطور کہ در تجہیز و تکفین و تدفین حاضر و کمر بستہ بود بچشم خود معائنہ نمود کہ ہر دو انگشت شہادت چنانکہ بقاعدۂ نماز در شہادت بعقد پیوستہ بود ہزارہا مردم در جنازہ حاضر و عورات بر در و بام گریان و ناظر بودند اکثر از ہنود ہم با گریہ و آہ ہمراہی نمودند کودکے صغیر در ہجوم برنا و پیر در افتاد، عالمے بر سر او گذشت ہر چند پامال گردید اما باثر برکات حضرت بخیر گذشت و گزندے بموئش نرسید چنانکہ ہر کس بمعائنہ دید بعد از چندے چنانکہ حضرت خبر دادہ بودند در بندر بمبئی بیماری طاعون را رواج و خلقے درین پردہ ہلاک و تاراج شد و باز راہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً بنا بر مصلحت خود بستند و زائرین مشتاقین را بداغ حرمان رنجور و دردمند کردند۔ چون بعضے از دیار از زیست بیزار و مرگ را خواستگار آمدند ناچار در طاعون تخفیف دادہ راہ مسدود را کشادند اما قیود و شرائطے کہ از ہزاران ہزار یکے تاب تحمل

Marfat.com

آن ندارد نہادند ہر چند راہ بازو تخفیف آغاز نمودہ اند بارے ہر وقت در بند آن بودہ اند کہ کار مسلمانان تنگ و پائے ایشان بسنگ آید ؎

گر ہمین مکتب و ہمین ملاست کارِ طفلان تمام خواہد شد

جناب مولوی محمد امداد حسین صاحب برادر بزرگ حضرت ایشان حکایت می کردند کہ روزے پس از ادائے فریضۂ فجر ہمپائے ایشان از در مسجد برمی آمدم کہ ایشان از ریگِ راہ چیزے برگرفتہ بدست مبارک پاک کردند ونگاہ داشتند پرسیدم چیست ؟ در دست من سپرد نادیدم کہ نگینہ وہمرنگ الماس ست واسم حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز در غایت آب وتاب بخطے خوش کہ خط رخسارۂ دلبران در برابر آن جز از رخسارہ نقروشد واز شرم آب وتاب آن عنیز از محو ساختن خود با اشک ندامت نکوشد در کنار دارد ونگاہ نظارگیان بجملۂ دام حروف خود ہمچو دل عشاق در کمند چین گیسو بجرم وخطا گرفتار چون امانت بودہ پس دادم ودل بحرمان نہادم حضرت پردہ از روے کار برنداشتند وباز گرفتہ با خود نگاہ داشتند امامن بمعنی آن رسیدم واظہار در ہیچ صورت مصلحت ندیدم روزے تقریباً در خدمت حضرت اتفاق تحقیق افتاد آنچہ شنیدہ بودم در مرتبۂ تصدیق افتاد۔

در عہد نواب مشتاق علی خان بپاس رعایت یکے از ہنودان کارفرمایان سرکار حسب منشا رسپہ سالار باہم عہد ودر بازداشتن قربانی گاؤ جہد نمودند اہالی اسلام بجوش تمام آن حال بخدمت حضرت شرح دادہ بچون ریختن معاندین ومفسدین ومعاونین مستعد وآمادہ شدہ گوش برآواز رخصت واجازت بودند ودرین کار نہایت درجہ شتابی واظہار اضطراب واضطرار می نمودند حضرت ایشان را از تعجیل در ہیچ امور باز داشتہ فرمودند کہ اول حجتے باید پیش نہادن وعرضداشتے درین خصوص دادن، اگر قبول نیفتد وکار از چارہ وتدبیر در گذرد،

Marfat.com

اختیار باقی ست ہمین دور و ہمین بزم و ہمین جام و ساقی ست بعد ازان کہ درخواست قبول نگشت و تحمل از اندازہ درگذشت اہالی اسلام گاوان از ہر جا کہ دیدند گرفتہ دست بقربانی کشادند و از گوشت پارہا لقمہ در دہان ہنود نہادند و حکام راہ فرار پیش گرفتند و ہنودان پناہ بخانہائے خویش۔ چون قربانی تمام شد و خلق بآرام پیادگان کوتوالی چند کس را بے گناہ از راہ گرفتہ در بند کردند و خاطر خود خورسند۔ مسلمانان کہ از کار خبر یافتند در پیش حاکم بالا ایستادند کہ اگر جان خود را عزیز دارید اسیران بے گناہ را بگذارید۔ ناچار فرمان آزادی داد اما کینہ در دل امانت نہاد ہر نفس در بند آن بود کہ حیلہ بکار برد و مسلمانان را بدام کشد و از ہر کہ بمجادلہ و مقابلہ در آمد انتقام مرحوم بضمیرش پے برد رجوع بخدمت حضرت کردہ خواستند کہ قاعدہ نہادہ شود کہ کار آسان شود و ہر یکے در امان گردد حضرت تحریرے پیش حکام فرستادند کہ ہر یکے از فریقین از معمول قدیم انحراف و بایجاد امر جدید باہم خلاف نکنند۔ اگر بینند کہ کسے از جانبین عدول نمایست مستحق سزاست چونکہ اندرین قاعدہ آنچہ کہ اندیشہ کردند متصور نبود یعنی مراد ہنود کہ آزادی وغیرہ بود چہرہ نکشود بعذر برخاستند و ترمیم بعض الفاظ خواستند حضرت کہ بما فی الضمیر دانا بودند فرمودند کہ اگر امان و سلامت منظور ست تغییر و ترمیم درام مجوزہ از امکان دور آخر ناچار در جلسہ عام رؤسا و حکام برنجویز مسطور مہر و دستخط نمودہ بدفتر سپردند و غنیمت شمردند فتنہ و فساد فرار گزید و امن و امان قائم گردید بعد از چندے کہ بپاداش اجرائے قربانی سر شورش برداشتند و بنائے بت خانہ جدید گذاشتند باز جوش اہل اسلام تازہ شد کمر تخریب بستہ بخدمت حضرت ایشان متصدی فرمان جہاد و ویران ساختن آن بنیاد شدند حضرت ہمہ ایشان را بصبر و قناعت راہنمونی فرمودہ بہ نگہداشت ضابطہ و قانون مجبور فرمودند کہ اول درخواست ممانعت امر جدید کہ بین الفریقین موجب فساد و عناد ست بحاکمان مجاز باید داد بعد ازان ہر چہ مصلحت وقت باشد بعمل باید آورد ایشان درخواست پیش و عمل بفکر دور اندیش کردند حکام کہ از جانب اہل اسلام ملالے بخاطر داشتند حسب مراد ہنود حکمے کہ سراسر خلاف

Marfat.com

ایشان بود نگاشتند کہ بنائے بت خانہ بدستور قائم و برجائے خود دائم خواہد بود چون از سعی و کوشش ایشان کارے نمکشود بلکہ عقدہ دیگر در کار افزود حضرت ایشان (رحمۃ اللہ علیہ) اسلامیان را تسکین فرمودند و بتدبیر صوری و ہمت معنوی توجہ نمودند کہ بچندے از پیش گاہ لفٹنٹ حکمے بتاکید در باب خرابی و ویرانی بتخانہ جدید صادر گردید و ممانعت و ہدایت شد کہ در حال و مآل امرے کہ موجب برہمی مسلمانان و خلاف ایشان باشد وقوع نگیرد و وجود نہ پذیرد حکام از صدور این فرمان حیران و از کردار خود پشیمان شدہ بنائے بتخانہ را ویران و جمع ہنود را ازان پریشان کردند از ہمت و ظہور کرامت حضرت برہمگنان پدیدار و بر نزدیک و دور آشکار گشت چون تصرفات حضرت بے شمار و بر کس قابل اظہار نیست لاجرم این خاکسار ازین خیال درگذشت و این طومار را بذکر اندکے از احوال پر ملال واقعہ جگر گداز مصیبت طراز آن قطب العارفین مدار المحققین در نوشت۔

وفات حسرت آیات

روز ہشتم جمادی الآخرہ تپ محرقہ عارض شد و حدت روز بروز شدت گرفت۔ اگرچہ شدت و کرب کمال بود اما استقلال و استقامت بحال۔ نماز پنجگانہ متیمم با جماعت ادا می کردند و اوراد و وظائف و تلاوت قرآن بقدر دو پارہ بدستور جملہ بجا می آوردند و بحالت شدت آہے سرد و اشعار پر درد بہ زبان و اشک از چشم ہا روان می شد تا آنکہ روز دوشنبہ پانزدہم ماہ مذکور سنہ ۱۳۱۱ھ[1] از عشا تلخی سکرات دیدند و دم صبح تحتین جام وصال کشیدند سنین عمر شریف مطابق سنین عمر نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام بشصت و سہ رسیدہ و مدت ارشاد و تعلیم و وعظ و تلقین بسی و دو سال کشیدہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ ؎

[1] مادۂ تاریخ وفات حضرت اقدس روضہ منیرست کہ بحساب ابجد یک ہزار و سہ صد و یازدہ ازان برمی آید و عمر شریفش شصت و سہ سالہ بود پس ولادت حضرت ایشان در سنہ ۱۲۴۸ھ یک ہزار دو صد و چہل ہشت بودہ ۱۲

Marfat.com

خوب تر اندر جہان زین چہ بود کار — دوست بر دوست شد یار بر یار
آن ہمہ اندوہ بود این ہمہ شادی — آن ہمہ گفتار بود این ہمہ کردار

بعد از تجہیز و تکفین نماز جنازہ در صحن عید گاہ خواندہ ازین رو کہ بسبب کثرت واژدہام مردم کہ تخمیناً دہ دوازدہ ہزار بودند جائے برائے نماز قائمی کردہ در مکان مملوکہ در پس خانقاہ در پیش روئے مسجد کہ وعظ گاہ بود حسب وصیت بخلوت خانۂ تراب مثل آفتاب در نقاب بحجاب جائے دادند بفرمان رضا و تسلیم کہ غیر ازین گریز گاہے و پناہے نیست گردن نہادند۔ از اولاد حضرت ایشان کہ بعنایت الٰہی ہمہ برخوردارند چہار پسر و دو دختر یادگار صاحبزادۂ بزرگ مولوی محمد احسان حسین صاحب کہ بخدمت حضرت ایشان بتحصیل علوم ضروری نمودہ مابقی را بصحبت شاگردان رشید آن قبلۂ ارباب ایقان تکمیل فرمودند در آن وقت پانزدہ سالہ بودند صاحبزادۂ دوم میان رضوان حسین کہ از دیگران محبوب تر بودند بعد چندے بدہ سالگی رفاقت پدر بزرگوار خود نمودند صاحبزادۂ سوم میان مولوی محمد معوان حسین صاحب بفضل الٰہی بصحبت کُمّل تلامذۂ آنحضرت از تحصیل علوم ظاہریہ فراغت حاصل کردہ بتکمیل علوم باطنیہ و تدریس علوم ظاہریہ مشغول اند۔ چہارم میان محمد ریحان حسین صاحب بعنایت الٰہی مصروف بتحصیل کمال نزد اکمل تلامذۂ حضرت ایشان اند حق سبحانہ ہمگنان را از علم و عمر برخوردار و بمرادات کامگار فرماید بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد باقی آثار کرامت کہ در اثنائے انتقال دیدہ افروز حاضرین شدہ چونکہ در اوراق سابقہ اشارت بدان رفتہ مثل پامال شدن طفل صغیر در اقدام برنا و پیر و سلامت ماندن از گزند و آسیب بحفظ رب قدیر و در عقد بودن انگشتان شہادت بر تختۂ غسل از روئے کرامت وجدانیہا بلحاظ تکرار و رعایت اختصار دریں جا نظر انداز شد و از انجا کہ تفصیل تمام احوال از قبیل محال بود لاجرم اکتفا بہ ایجاز و اجمال نمود و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی خیر خلقہ سید المرسلین و النبیین صاحب علوم الاولین والآخرین سیدنا و مولانا محمد و آلہ الطیبین الطاہرین و اصحابہ الہادین المہدیین الی الدین المبین الی یوم الدین، آمین

Marfat.com

معارف عنائیہ

ترجمۂ اردو

مقامات ارشادیہ

مترجمہ

حضرت مولانا محمد اللہ خان صاحب نقشبندی مجددی نبیرۂ حضرت ایشان وسجادہ نشین

خانقاہ عالیہ مجددیہ عنائیہ (رامپور)

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین معارف عنائتیہ

عنوان	نمبر صفحہ
خطبۃ الکتاب	۲۱۹
مقصد اول۔ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت	۲۲۱
انسان کی جامعیت ہی اصل مقصد سے دوری کا سبب ہے	۲۲۳
فنائے قلب کی ضرورت	۲۲۵
تلاش مرشد اور صفات مرشد	۲۲۶
مرید اور مراد	۲۲۸
آداب مرشد	۲۲۹
ضرورت سلوک اور فضیلت طریقۂ نقشبندیہ	۲۳۳
ایک وہم کا ازالہ	۲۳۴
فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۳۷
ازالۂ وہم کے لیے مزید توضیح اور حضرت غوث پاک کی فضیلت خاصہ	۲۳۸
لطائف عشرہ اور بیان دائرۂ امکان	۲۳۸
اصل لطائف	۲۴۰
لطائف کا زیر اقدام انبیاء علیہم السلام ہونا اور اس کی تخصیص کا بیان	۲۴۰
بہادی تعینات	۲۴۳
آدمی کے جسم میں ہر لطیفہ کا محل اور قلب کی تحقیق	۲۴۴
مراقبات	۲۴۶
خطرات کی قسمیں اور اس کا علاج	۲۴۶

عنوان	نمبر صفحہ
ولایت صغریٰ۔ مراقبۂ معیت	۲۴۷
ذکر اسم ذات و نفی اثبات اور تہلیل لسانی	۲۴۸
ولایت کبریٰ	۲۴۹
اقربیت کے معنی	۲۴۹
مراقبہ ولایت علیا	۲۵۲
مراقبہ کمالات نبوت	۲۵۳
توحید وجودی اور توحید شہودی	۲۵۵
قول انا الحق اور کلام سبحانی کا مطلب	۲۵۶
مراقبہ کمالات رسالت	۲۵۸
مراقبہ کمالات اولوا العزم	۲۵۹
مراقبہ حقیقت کعبہ	۲۵۹
قلب انسان عرش رحمٰن کا نمونہ ہے اور اس میں بیت اللہ کا بھی نشان ہے	۲۶۰
حقیقت محمدی افضل ہے یا حقیقت کعبہ	۲۶۱
صورت کعبہ اور حقیقت کعبہ	۲۶۱
مراقبہ حقیقت قرآن	۲۶۳
مراقبہ حقیقت صوم اور مراقبہ سیف قاطع کیوں چھوڑا گیا؟	۲۶۴
مراقبہ حقیقت صلوٰۃ	۲۶۴
مراقبہ معبودیت صرف	۲۶۵

Marfat.com

عنوان	نمبر صفحہ
مراقبہ حقیقت ابراہیمی	۲۶۶
مراقبہ حقیقت موسوی	۲۶۸
مراقبہ حقیقت محمدیؐ	۲۶۹
مجدد الف ثانی کی ضرورت	۲۷۱
درود شریف کے پڑھنے کا طریقہ	۲۷۲
مراقبہ حقیقت احمدی	۲۷۲
مراقبہ حبّ صرف	۲۷۳
مراقبہ لاتعین	۲۷۴
عروج ونزول سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب	۲۷۴
انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے عروج ونزول میں فرق	۲۷۵
مقصد دوم	
مصطلحات صوفیہ کے بیان کی وجہ	۲۷۷
تصوف کیا ہے؟ صوفی کون ہے؟	۲۷۸
طریقت، شریعت اور حقیقت کا بیان	۲۷۹
ولی کس کو کہتے ہیں؟	۲۸۰
ولایت عامہ وخاصہ۔ طبقات انسان	۲۸۲
واصلین کی دو قسمیں۔ سالکین کی دو قسمیں	۲۸۳
طالبین حق کے دو گروہ متصوفہ محق اور ملامتیہ	۲۸۳
بیان مناصب اولیا	۲۸۵
قیوم۔ مجدد مائۃ۔ مجدد الف	۲۸۶
منصب ولایت و منصب خلافت	۲۸۷

عنوان	نمبر صفحہ
قطب ارشاد، قطب مدار، قطب ابدال اور قطب الاقطاب	۲۸۷
غوث۔ اقطاب کے مراتب میں تفاوت	۲۸۸
ابدال کی تعداد	۲۸۹
اوتاد۔ سیر وسلوک	۲۹۰
اندراج النہایۃ فی البدایۃ	۲۹۱
علم الیقین	۲۹۲
عین الیقین۔ حق الیقین	۲۹۳
الاعیان الثابتہ	۲۹۵
مقام جمع	۲۹۶
اسلام طریقت۔ مقام فرق	۲۹۷
مقام۔ حال	۲۹۸
فرق۔ جمع۔ جمع الجمع	۲۹۹
فرق ثانی۔ مقام دعوت	۳۰۰
بیان اصطلاحات حضرات نقشبندیہ تطریہ قدم وغیرہ	۳۰۰
مقامات عشرہ	۳۰۳
جذب وسلوک میں فرق	۳۰۴
خاتمہ	۳۰۶
حلیہ شریف واخلاق لطیف	۳۰۹
معموری اوقات	۳۱۴
کشف وکرامت	۳۱۶
وفات حسرت آیات	۳۲۲

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خُطبۃ الکِتاب

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے اپنے رسُول کو سرتاپا ہدایت بنا کر بھیجا اور اس پر اپنی کتاب (قرآن) نازل فرمائی اور اس میں (یعنی قرآن میں) کوئی کجی نہ رکھی (یعنی بہ لحاظ الفاظ نہایت سلیس اور عام فہم اور بہ لحاظ معانی نہایت اعلیٰ اور سچے حقائق پر مبنی) اور (یہ کتاب یعنی قرآن) ٹھیک اتاری تاکہ (رسول) ڈر سنا دے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سخت آنے والی آفت کا اور ان ایمان لانے والوں کو خوشخبری سنا دے جو نیک کام کرتے ہیں (اس بات کی خوشخبری) کہ ان کے لیے (نیک کاموں کا) اچھا بدلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا اپنے رسول پر قرآن نازل فرما کر کہ وہ تمام عالم والوں کو (اللہ تعالیٰ کے) عذاب سے ڈرائے۔ اور جب عرب کے فصیحوں اور بلیغوں سے شرطیہ مطالبہ کیا گیا کہ اس کتاب (قرآن) کی سورتوں میں سے سب سے چھوٹی سورت کے مانند کوئی سورت بنا لاؤ تو وہ اس پر قدرت نہ پا سکے اور عاجز ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے پر جادو کر دیے جانے کا گمان کیا۔ اور اسی کتاب کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے قلوب کو شیطان و نفس کی ناپاکیوں سے پاک فرما دیا۔ اس کتاب (قرآن) میں صاف صاف وہ آیات بھی ہیں جو محکمات کہلاتی ہیں اور اصل کتاب ہیں، اور دوسری آیات بھی ہیں جو متشابہات کہلاتی ہیں۔

Marfat.com

کامل علمائے راسخین کہتے ہیں کہ ان آیات متشابہات پر ہم ایمان لائے ہیں، اور ان آیات سے مراد کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ـــــ اے خداوند تعالیٰ! تو ہمارے آقا اور اپنے نبی سید المرسلین خاتم النبیین صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ محمد رسول اللہ پر کامل رحمت نازل فرما جو تمام عالم کے لیے ایک روشن چراغ اور تیرے تمام بندوں میں سب سے زیادہ افضل ہیں اور ان کی آل، اطہار اور ان کی ازواج امہات المومنین اور تمام مہاجرین و انصار پر قیامت تک درود بھیج۔

اس حمد و صلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ کا بندۂ محتاج محمد عنایت اللہ عفی اللہ عنہ حنفی نقشبندی مجددی رامپوری لکھتا ہے کہ یہ کتاب حضرات نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے اچھے طریقوں، مقامات سلوک، اور آداب شیخ کے بیان میں ایک مختصر رسالہ ہے۔ اس راہ کے جو طالبین ہیں اُن کو ان تمام امور کا جاننا لازم ہے۔ اس رسالہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور دوسرے متقدمین و متاخرین صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اصطلاحوں کو بھی بیان کیا ہے، اور یہ سب کچھ انہی حضرات کی معتبر کتابوں سے اخذ کر کے راہِ حقیقت کے سالکوں کی خدمت میں بطور تحفہ پیش ہے۔ نیز اس رسالہ میں کچھ مختصر حالات و کمالات حضرت سیدنا و مرشدنا و مولانا محمد ارشاد حسین نقشبندی مجددی رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھے گئے ہیں۔ نیز حضرت کے بعض وہ مقدس مقاصد جن کو حضرت کے فیوض سے میں نے تیس سال تک حضرت کی صحبت شریفہ میں حاضر رہ کر بہ غور و ہوش سنا، لکھے گئے ہیں۔ ان کا مطالعہ اس راہ کے طالبوں اور سالکوں کے لیے پوری پوری بصیرت حاصل کرنے کا سبب ہوگا۔ اور اس رسالہ کو دو مقصدوں، ایک خاتمہ اور ایک ضمیمہ پر منقسم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی توفیق ہے اور وہی اچھا رفیق ہے۔

پہلا مقصد حضرات نقشبندیہ کے طریقہ، سلوک پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

دوسرے مقصد میں صوفیہ کی اصطلاحات کا بیان ہے۔
خاتمہ میں حضرت پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات لکھے گئے ہیں۔
ضمیمہ میں مشائخ کرام کے معمول بہا اعمال و وظائف اور ہر چہار طریقوں کے شجرے شامل کیے گئے ہیں۔

مقصد اوّل

انسان کی پیدائش کی غرض و غایت

انسان کی پیدائش کی غرض و غایت وظائف بندگی کا ادا کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ رجوع رہنا ہے اور یہ غرض و غایت ظاہراً و باطناً بغیر کمال اتباع حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناممکن ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَاِیَّاکُمْ کَمَالَ اِتِّبَاعِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوْزًا بِفَلَاحِ ظَاہِرًا وَّ بَاطِنًا عَمَلًا وَّاِعْتِقَادًا اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ؎

بعد از خدائے ہر چہ پرستند ہیچ نیست — بے دولت ست آنکہ بہیچ اختیار کرد

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شے کی بھی پرستش کرنا ہیچ ہے۔ — جو شخص ایسی ہیچ شے کو اختیار کرے بے دولت ہے

اور اس میں شک نہیں کہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہی بغیر کسی شرکت کے معبود حقیقی اور مقصود ہے۔ اس کے سوا جس چیز کو مقصود اصلی ٹھیرایا جائے گا وہی انسان کا معبود ٹھیرے گا اور حقیقتاً غیر کی عبادت اور پرستش سے نجات جبھی حاصل ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور مقصود باقی نہ رہے، یہاں تک کہ بہشت اور اس کی نعمتیں

Marfat.com

بھی مقصود نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے اولیا اور مقرب بندے آخرت کے مقاصد اور بہشت کی نعمتوں کو بھی گناہوں میں شامل سمجھتے ہیں۔ (جاننا چاہیے کہ مقربین الٰہی جل شانہٗ اپنی غرض نفسانی اور عیش و آرام کی وجہ سے طلبگار جنت نہیں ہوتے ہیں، نہ دوزخ سے پناہ اس وجہ سے مانگتے ہیں کہ ان کی ذات کو عذاب دوزخ سے تکلیف پہنچے گی، کیونکہ یہ بھی ایک غرض نفسانی ہے۔ بلکہ وہ جنت کی خواہش اس لیے کرتے ہیں کہ رضائے الٰہی جل شانہٗ کا مقام ہے، اور دوزخ سے پناہ اس لیے مانگتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا مقام ہے۔ عام مومنین اور خواص کے لیے بہر صورت آخرت کے مقاصد اور بہشت کی طلب مذموم اور بری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے بہشت کی التجا اور دوزخ سے پناہ کے لیے ہمیشہ التجا کرتے رہنا چاہیے) جب آخرت کے ایسے امور ان حضرات کے نزدیک ممنوع ہوئے تو دنیاوی امور بطریق اولیٰ ممنوع ہوئے۔ کیونکہ دنیا مبغوضۂ حق سبحانہٗ ہے جب سے دنیا کو پیدا فرمایا کبھی اس کی طرف نظر نہیں فرمائی۔ اس کی محبت سب گناہوں کی اصل ہے اور اس کے طلبگار بارگاہِ قرب سے دور اور مستحق لعنت ہیں (البتہ جب کہ دنیا مقصد اصلی نہ ہو اور دنیا کو محض مزرعۂ آخرت سمجھ کر دائرۂ شریعت کے اندر رہ کر دنیوی امور بقدر حاجت و ضرورت انجام دیے جائیں اور یہ دنیوی امور ذکر و عبادت الٰہی میں ممد و معاون ثابت ہوں تو ایسی دنیا دنیا نہیں اور ممنوع بھی نہیں ہے) حدیث شریف میں ہے:

اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَّا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے وہ ملعون ہے مگر ذکر خدا اور وہ چیز کہ دوست رکھتا ہے اس کو خدائے تعالیٰ

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ

اللہ کہو اور سب کو چھوڑ۔

اسی مقصد اعلیٰ کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

انسان کی جامعیّت ہی اصل مقصد سے دُوری کا سبب ہے

موجوداتِ عالم میں جامع ترین ہستی انسان ہے یعنی جو کچھ عالمِ کبیر میں تفصیلاً ہے اس کا خلاصہ انسان کے اندر موجود ہے۔ اور انسان اپنی اس جامعیت کی وجہ سے اپنے ہر ہر جزو کے لیے بہت سی مخلوقات سے علاقہ اور گرفتاری رکھتا ہے اور اس کا محتاج، لہٰذا انسان کی یہ گرفتاری اور اس کے یہ بے نہایت تعلقات اس کی محرومی کا سبب بن جاتے ہیں اور اس کو بارگاہِ قدس سے اس قدر دور کر دیتے ہیں کہ کسی مخلوق کو بھی اتنی دُوری نہیں ہوتی ہے۔ اگر توفیق خداوندی شامل ہو اور انسان اپنے کو ان پریشان تعلقات سے یکسو کرلے اور اس بُعد اور دوری کو زائل کر دے اور اپنے حقیقی رب کی طرف متوجہ ہو جائے تو اس کی یہ بڑی کامیابی ہے، ورنہ بہت بڑی گمراہی ہے۔

انسان بوجہ اس جامعیت کے اگر بہترین مخلوقات ہے تو اسی طرح اسی جامعیت کی وجہ سے بدترین مخلوقات بھی وہی ہے کیونکہ جب انسان جامع اتم ٹھیرا اور اس کا حال آئینہ کی طرح ہوا تو آئینہ جامع اتم ہونے کی وجہ سے اگر اپنی توجہ عالم کی طرف رکھے تو ہر چیز سے زیادہ مکدر اور سیاہ ہو جاتا ہے، برخلاف اس کے اگر اس کا قبلۂ توجہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہو تو وہ سب سے بڑھ کر روشن اور صاف ہوتا ہے۔ وفقنا اللہ سبحانہٗ و ایاکم ونجانا من ھذہ التعلقات بحرمۃ النبی المصطفیٰ الممدوح بقولہ سبحانہ وتعالیٰ ما زاغ البصر وما طغیٰ علیہ والہ من الصلوات اتمہا ومن التسلیمات اکملہا۔ (لہٰذا)

تزکیۂ نفس حصولِ مقصد کے لیے لازم ہے

حق سبحانہ اور اس پر ایمان لانا مقصودِ حقیقی اور مطلوبِ اصلی ہے اور اس مقصد کا حصول موقوف ہے دو چیزوں کی نفی پر۔ ایک آفاقی معبودوں کی نفی، دوسرے انفسی معبودوں کی نفی۔ آفاقی معبودوں سے مراد کفار و

Marfat.com

مشرکین کے معبودان باطلہ ہیں جیسے لات وعزیٰ وغیرہ اور انفسی معبودوں سے مراد نفس کی خواہشیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ الآیہ (اے محمدؐ) کیا آپ نے اُس شخص کو بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے۔

ظاہر شریعت کا حکم صرف آفاقی معبودوں کے باطل کرنے سے متحقق ہو جاتا ہے اور ایسا ایمان صورتِ ایمان ہے۔ لیکن حصول حقیقتِ ایمان اسی وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ خواہشات نفسانی کو بھی زائل و باطل کیا جائے۔ صورتِ ایمان کے زوال کا احتمال ہے اور حقیقتِ ایمان زوال سے محفوظ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ صورتِ ایمان میں نفس امارہ اپنے انکار اور کفر سے باز نہیں آیا ہے صرف اس قدر ہوا ہے کہ دل نے تصدیق حاصل کی مگر نفس امارہ اس سے جھگڑ رہا ہے اور ایمانِ حقیقی میں نفس امارہ جس کی ذات میں سرکشی ہے تابع دار ہو جاتا ہے اور اپنی سرکشی سے باز آکر مشرف بایمان حقیقی ہو جاتا ہے۔ شرع شریف کے احکام فرائض اور واجبات وغیرہ کے ادا کرنے سے غرض ہی یہ ہے کہ نفس عاجز اور پائمال ہو جائے۔ کیونکہ قلب اپنی ذات سے حکم خداوندی کا مطیع اور تابعدار ہے۔ اگر قلب میں کچھ خباثت پیدا بھی ہوتی ہے تو وہ نفس امارہ کی ہمسائیگی اور ہمنشینی سے ہوتی ہے ؎

تواضع زگردن فرازان نکوست گدا گر تواضع کند خوئے اوست

لہٰذا تزکیہ نفس ضروری ٹھیرا تاکہ ایمان حقیقی حاصل ہو اور زوال سے بھی محفوظ رہے۔ اور تزکیہ نفس کا حصول درجۂ ولایت پر موقوف ہے اور ولایت فنا و بقا کا نام ہے یعنی جب تک درجۂ ولایت حاصل نہ ہوگا نفس کا اطمینان پانا محال ہے، اور جب تک نفس کو اطمینان نصیب نہ ہوگا دل و دماغ کو حقیقت ایمان کی ہوا بھی

Marfat.com

نہیں لگے گی نہ ایمان خوفِ زوال سے محفوظ ہوگا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

آگاہ ہو جاؤ! بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہے نہ رنج۔

از پئے ایں عیش و عشرت ساختن صد ہزاراں جاں بباید باختن

فنائے قلب کی ضرورت

حصول اطمینانِ نفس سے ہمیشہ کا عیش حاصل کرنے کے لیے پوری محنت اور مجاہدے کی ضرورت ہے فنائے قلب چونکہ فنائے نفس کا مقدمہ ہے لہٰذا پہلے فنائے قلب میں کوشش کرنی چاہیے اور اس کا مدار اخلاص و تقویٰ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کی عبادت اس حالت میں کرو کہ تم اس کی خالص طاعت کرنے والے ہو۔

( )

فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

جس قدر ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

لہٰذا حتی الامکان اخلاص و تقویٰ کو لازم پکڑنا چاہیے اس لیے کہ جو شخص اخلاص و تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہوگا وہی مراتب قرب میں زیادہ ترقی کرے گا، جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

بیشک تم میں زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہی ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے۔

( )

قرب کے مراتب کی انتہا نہیں ہے لہٰذا ان کی طلب میں کوتاہی نہ چاہیے۔ زیادتی کی طلب اور کوشش میں اضافہ ہوتا ہی رہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے: قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ یعنی جو کچھ حاصل ہو اس پر ہرگز

Marfat.com

بس نہ کرے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں قناعت حرام ہے۔ اسی لیے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

اے برادر بے نہایت درگہے ست ہر چہ بروے می رسی بروے بایست

نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول قرآن شریف میں ہے:

لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ۝ — ہمیشہ چلتا رہوں گا تا آنکہ پہنچوں میں مجمع البحرین کو یا چلوں بہت زمانہ۔

ھَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ — کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ سکھائے تو مجھ کو کچھ مطلب کی بھلی باتیں جو تجھے سکھائی گئی ہیں۔

جب یہ بات ثابت ہو چکی اصل مقصد اور مطلب تک پہنچنے اور اس کی کامیابی کے لیے اخلاص، تقویٰ، تصفیہ اور تزکیہ نفس، بقا لازمی اور فرائض میں سے ہے تو ان کا حصول بغیر پیر کامل ممکن نہیں۔

تلاش مرشد اور صفات مرشد

حصول مقصد کے لیے سب سے پہلے رہبر کامل مکمل کی تلاش ضروری ہے۔

جاننا چاہیے کہ پیروی پیر کامل کی چاہیے نہ پیر ناقص کی۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ناشکر گزار، گناہ گار اور غافل کی پیروی اور صحبت سے صراحتاً منع فرمایا ہے:

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ — نہ اطاعت کر تو ان میں سے گناہگار یا ناشکر گزار بندے کی۔

Marfat.com

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا — اور نہ اطاعت کر تو اس کی جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

مولانا سے روم علیہ الرحمۃ کی اس نصیحت کا مطلب بھی یہی ہے کہ بیعت کے لیے ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیے، کیونکہ آدمی کے بھیس میں اکثر شیطان بھی ہوتے ہیں

اگر طالب خود عالم ہے تو کتاب وسنت کی روشنی میں کاملوں کے احوال وعلامات معلوم کرلے اور اگر عالم نہیں ہے تو علماء سے پوچھ لے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ — اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے دریافت کرلو۔

بیعت کے ارادہ کے بعد ضرور ہے کہ اس بات کا لحاظ رکھے کہ جس سے بیعت کا ارادہ ہو وہ اوامر ونواہی اور امور شرعیہ پر قائم ہو اور مستقیم الاحوال ہو کہ یہ قلب اور نفس کے اطمینان کا اثر ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ایسا پیر ہو جو مرید کے احوال کی تشخیص بھی کرسکتا ہو اور بصیرت رکھتا ہو، نہ یہ کہ فقط مرید کے بیان سے اُس کے احوال کا اندازہ کرے بلکہ اپنی بصیرت اور تشخیص سے اس کے احوال کا تعین کرسکے۔ مگر ایسا پیر جس میں خود یہ صفت بالذات مفقود پائی جاتی ہو بہت زمانوں اور قرنوں کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ اگر طالب کو ایسا باکمال بزرگ شخص مل جائے تو یہ اس کی بڑی خوش قسمتی ہے۔ اور اگر ایسا پیر نہ مل سکے تو اس کے پیروؤں کی طرف رجوع کرے۔ ذاتی طور سے اگرچہ اس میں تشخیص احوال نہیں ہے لیکن بالتبع تو ہوتی ہے اور یہ بھی غنیمت ہے۔ پھر اگر ایسا بھی نہ ملے تو اس شخص کی طرف رجوع کرے جس کو طالب کے تلوین احوال میں معرفت حاصل ہو۔ (تلوین احوال یعنی صوفی کے قلبی احوال کا بدلتے رہنا۔ اسی کے مقابل تمکین ہے یعنی قلبی اطمینان اور کشف حقیقت ہمیشہ رہتا ہو)۔

بیعت کے بعد اگر طالب کی نظر میں اپنے پیر کا کوئی قول وفعل خلاف شرع معلوم ہو تو اُس کی تاویل کرے

Marfat.com

یا اس کو اپنے قصورِ فہم پر اور یا اس کے سکر و بیہوشی پر محمول کرے، لیکن اگر اس سے بُرے افعال برابر صادر ہوتے ہوں تو اس کی صحبت ترک کر دے اور دوسرے شیخ کے پاس جائے۔ البتہ اگر اتفاقاً کوئی خلاف بات بمقتضائے بشریت اس سے ظہور میں آجائے تو اسے معذور سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ ایسا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ہوا ہے اور اس سے ان کی شان ہدایت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ۔

میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کسی کی پیروی کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔

مرید اور مراد

سالکین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مرید، دوسرے مراد، جو مراد ہیں ان کی خوش قسمتی کا کیا کہنا۔ خود حق تعالیٰ ایک خاص جذب و محبت کے راستہ سے ان کو اپنی معرفت اور قرب کے اعلیٰ مقام پر کھینچ لیتا ہے، اور ان کو (مراد سالکین) جس ادب اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلیم فرماتا ہے۔ اور اگر ان سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اس پر ان کو جلد متنبہ فرما دیتا ہے اور اس پر ان سے مؤاخذہ بھی نہیں کرتا ہے۔ اور اگر ان کو ظاہری پیر کی ضرورت ہوتی ہے تو ان کی جستجو اور سعی کے بغیر اُن کو عطا فرما دیتا ہے۔ غرض کہ حق تعالیٰ کی عنایت ازلی ان بزرگواروں کی کارساز ہوتی ہے اور ان کا کام کبھی سبب سے اور کبھی بلا سبب بنتا رہتا ہے۔ وَاللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ الآیہ میں ایسے ہی حضرات کی طرف اشارہ ہے جن کو مراد اور مجتبیٰ کہا جاتا ہے۔

اب قسم اوّل یعنی مرید کے لیے کچھ شرائط اور ضروری آداب مرشد جن پر اس کی اصلاح موقوف ہے بیان کرتا ہوں، بغور سننا چاہیے:

Marfat.com

آدابِ مرشد

جاننا چاہیے کہ طالب اور مرید پر لازم ہے کہ اپنے قلب کو ہر طرف سے ہٹا کر پیر کی طرف ہی متوجہ کرے اور اس کے حضور میں بغیر اس کی اجازت کے نفل نماز اور ذکر میں بھی مشغول نہ ہو۔ کسی دوسری جانب قطعاً التفات نہ کرے اور ہمہ تن اُسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے، حتیٰ کہ ذکر میں بھی مشغول نہ ہو۔ ہاں اگر وہ خود ذکر کا حکم کرے تو مضائقہ نہیں۔ بلا اُس کے حکم کے پانچوں وقت کی فرض نمازوں کے علاوہ کچھ نہ کرے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے سامنے اس کا وزیر کھڑا تھا۔ اسی حالت میں وہ بادشاہ کے سامنے اپنے لباس کا کمر بند درست کرنے لگا۔ جب بادشاہ کی اس پر نظر پڑی تو دیکھا کہ وزیر اپنے لباس کی طرف متوجہ ہے اور بادشاہ کی طرف سے بے التفاتی برت رہا ہے۔ سخت ناراض ہوا اور کہا کہ میں اس کو گوارا نہیں کر سکتا کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے حضور میں میری طرف سے توجہ ہٹا کر اپنے لباس کی طرف التفات کرے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جب دنیا کے وسائل کے لیے جو حقیر چیز ہے ایسے آداب درکار ہیں تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے وسائل میں پورے طور پر ان آداب و شرائط کی رعایت کس قدر ضروری ہوگی۔

حتی الامکان خیال رکھے کہ پیر کے لباس یا اس کے سایہ پر اس کا سایہ نہ پڑے۔ اس کی خاص جائے نماز پر قدم نہ رکھے، اور نہ اس کے وضو کی جگہ میں خود طہارت کرے، اور نہ اس کے خاص برتن کو اپنے کام میں لائے۔ اُس کے روبرو نہ کھائے اور نہ پیئے اور نہ کسی سے بات کرے، بلکہ کسی کی جانب متوجہ بھی نہ ہو۔ اور جس جگہ وہ ہو اُس طرف پاؤں دراز نہ کرے اور نہ اس کی جانب تھوکے۔ اس کے کسی معاملہ میں جو بظاہر سمجھ میں نہ آئے خواہ مخواہ نکتہ چینی نہ کرے۔ کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ پیر (عارف باللہ) جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اذن الٰہی کے ماتحت کرتا ہے۔ لہٰذا اس حالت میں نادانوں کو اعتراض کی گنجائش

Marfat.com

نہیں۔ مانا کہ بعض صورتوں میں الہام میں خطا بھی واقع ہو جاتی ہے لیکن اس کا حال مجتہد (مجتہد علوم شرعیہ) کی خطا کی طرح ہے اور شرعاً اجتہادی خطا پر مؤاخذہ نہیں ہے لہٰذا خطائے الہامی پر بھی مؤاخذہ نہیں ہے۔ اس صورت میں اُس پر ملامت اور اعتراض جائز نہیں ہے۔

دُوسرے یہ بات بھی ہے کہ مرید کو جب پیر سے محبت پیدا ہو گئی ہے تو جب محب کی نظر میں محبوب کی ادائیں محبوب ہی دکھائی دیتی ہیں تو اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔

مرید کلی طور پر اپنے پیر کی اقتدا کرے۔ کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے، سونے اور عبادت کرنے میں پیر کی پیروی کرے۔ نماز اُس کے طور پر پڑھے اور فقہ کو اس کے عمل سے اخذ کرے ؎

آں را کہ در سرائے نگارست فارغ است

از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

الغرض پیر (عارف باللہ) کی حرکات و سکنات میں کسی اعتراض کو دخل نہ دے اگرچہ اعتراض چھوٹا اور بالکل معمولی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اعتراض کا نتیجہ بے نصیبی کے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ شخص بدترین انسان ہے جو اس بلند پایہ گروہ کا عیب تلاش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بری آفت سے نجات عطا فرمائے۔

پیر سے کرامتوں اور خوارقِ عادت امور کو بھی طلب نہ کرے، اگرچہ یہ طلب بطریق وسوسہ اور خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ کبھی نہیں سنا کہ کسی مومن نے کسی پیغمبر علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا ہو۔ معجزہ طلب کرنے والے کفار اور منکرین ہی ہوتے ہیں ؎

معجزات از بہر قہر دشمن است — بُوئے جنسیت پئے دل بردن است

معجزات دشمن کو مقہور کرنے کے لیے ہوتے ہیں — آدمی اپنے ہم جنس ہونے کی بُو سے گرویدہ ہو جاتا ہے

Marfat.com

موجب ایماں نہ باشد معجزات　　بوئے جنسیت کند جذب صفات

معجزے ایمان لانے کا سبب نہیں ہوتے ہیں!　　ہم جنس ہونے کی بو ایک کے صفات دوسرے میں جذب کر لیتی ہے

اگر دل میں کوئی خطرہ پیدا ہو تو اس کو فوراً پیر سے عرض کرے اور سمجھ میں نہ آئے تو اپنا قصور سمجھے پیر کا نقصان نہ سمجھے۔ جو واقعہ ظاہر ہو وہ پیر سے نہ چھپائے۔ خواب اور واقعات کی تعبیر پیر سے دریافت کرے، اور جو تعبیر اپنی سمجھ میں آئے وہ بھی عرض کر دے، اور درست و نادرست پیر سے معلوم کرے۔ اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے کیونکہ (اس دنیا میں) حق و باطل ملے ہوئے ہوتے ہیں اور صواب و خطا میں اختلاط ہوتا ہے۔

اور پیر سے بغیر اس کی اجازت کے جدا نہ ہو۔ کیونکہ غیر کو پیر پر ترجیح دینا خلافِ ارادت ہے۔ اور اپنی آواز اُس کی آواز پر بلند نہ کرے اور اس سے بات آہستہ کہے کہ آواز سے کہنا بے ادبی ہے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی شان مبارک میں فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ　　اے ایمان والو! نبی کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ　　اور اس سے تڑخ کر نہ بولو جیسے تڑختے ہو آپس میں،

بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ　　ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام

اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝　　(اعمال) اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

چونکہ پیر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نائب ہے اس لیے اُس کا بھی وہی حکم ہے جو اُن کا ہے۔

اور جو فیض حاصل ہو، اور جو کشادگی ادراک میں آئے وہ پیر کے توسط سے سمجھے۔ اگر واقعہ میں دیکھے کہ دوسرے مشائخ سے کوئی فیض پہنچا ہے تو اُس کو بھی اپنے پیر کی طرف سے جانے۔ بات یہ ہے کہ پیر کی ذات کمالات و فیوضات کی جامع ہوتی ہے اور پیر کی جانب سے مرید کی استعداد کے موافق ہی افاضہ ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے

Marfat.com

کہ مرید کسی دوسرے باکمال بزرگ کے کسی کمال سے مناسب استعداد رکھتا ہے تو اس صورت میں خود اُس کا پیر ہی اُس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہو کر فیض پہنچاتا ہے۔ مرید کو یہ سمجھنا چاہیے کہ پیر کا جو لطیفہ اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اُس بزرگ کی صورت میں میری آزمائش کے لیے ظاہر ہوا ہے جس کو میں نے دوسرا بزرگ خیال کیا اور اُس کی طرف سے اس فیض کو جانا۔ ایسا واقعہ کبھی بہت بڑی غلطی کا باعث اور لغزش کا سبب ہوتا ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ایسی لغزشوں سے محفوظ رکھے اور پیر کی محبت اور اعتقاد پر بطفیل سید البشر علیہ الصلوٰۃ و السلام مستقیم رکھے، آمین۔

الحاصل یہ راہ ساری کی ساری ادب ہی ادب ہے، بے ادب کو قربِ خدا حاصل نہیں ہوتا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب — بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

اللہ تعالیٰ سے ہم ادب کی توفیق چاہتے ہیں — بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے

اور اگر مرید بعض آداب کی رعایت کرنے سے قاصر رہا ہو اور کوشش کے باوجود بھی پورے آداب بجا نہ لا سکا ہو تو قابلِ معافی ہے لیکن اس کو اپنی تقصیر کا اعتراف کرنا لازم ہے۔ اور اگر معاذ اللہ ایسا بیباک ہو کہ نہ آداب کی رعایت کرے اور نہ اپنی کوتاہی کو کوتاہی سمجھے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے بے نصیب ہے:

ہر کرا روئے بہبود نداشت — دیدن روئے نبی سود نداشت

البتہ جو مرید پیر کی توجہ کی برکت سے مرتبۂ فنا و بقا کو پہنچا ہو اور اس پر الہام و فراست کی راہ کھلی ہو اور پیر اس کو تسلیم بھی کر لے اور اس کے کمال کا اقرار کرے تو اس کو اپنے الہام کے موافق عمل کرنا درست ہے اگرچہ اُس کے پیر کے نزدیک اُس کے خلاف متحقق ہو۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مرید تقلید کی حد سے گزر چکا ہے اور اب محض تقلید اس کے حق میں خطا ہے۔ دیکھو، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بعض

Marfat.com

اجتہادی امور ہیں اور بعض ان امور میں جن کے بارے میں وحی نہیں آتی تھی آپ سے اختلاف کیا ہے اور بعض اوقات اصحابؓ کی رائے صواب قرار پائی، کما لا یخفی علی اولی العلم۔ جیسا کہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ضرورت سلوک اور فضیلت طریقہ نقشبندیہ

جب ثابت ہوا کہ امور مذکورہ اخلاص پر موقوف ہیں اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِص (الآیہ) اور یہ اخلاص بغیر فنا کے حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ محبت ذاتی بغیر فنا کے متصوّر ہو سکتی ہے تو سلوک طریقہ صوفیہ جس سے فنا اور محبت ذاتی حاصل ہوتی ہے ضروری ہوا تاکہ حقیقت اخلاص میسّر ہو کر مراتب کمال حاصل ہوں۔

طرقہائے تصوف میں سے جو سلسلے رائج ہیں ان میں سے ہر ایک سلسلہ گو مرتبہ کمال اور تکمیل رکھتا ہے لیکن بایں ہمہ وہ مراتب کمال و تکمیل میں مختلف ہیں۔ لہٰذا جس طریقہ میں پیروی سنت کا التزام زیادہ ہے اسی کو اختیار کرنا اولیٰ اور انسب ہے، اور وہ طریقہ اکابر نقشبندیہ قدس اسرارہم کا ہے۔ انہوں نے اس طریقہ میں سنت کا التزام کیا ہے اور بدعت سے پرہیز کیا ہے۔ وہ رخصت پر عمل کرنا تجویز نہیں کرتے۔ اگرچہ دوسرا اس کو اپنے باطن میں نافع پائیں، اور عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑتے اگرچہ اپنی سیرت میں بظاہر اس کو نقصان رساں جانیں۔ ان حضرات نے احوال و وجد کو احکام شرعیہ کا تابع کیا ہے اور اذواق و معارف کو علوم دینیہ کا خادم سمجھا ہے۔ لڑکوں کے مثل شرع کے جواہر نفیسہ کو دے کر وجد و حال کے اخروٹ و نقل وہ نہیں خریدتے ہیں اور ترہات[1] صوفیہ سے مغرور و مفتون نہیں ہوتے ہیں۔ نص کو چھوڑ کر صوفیہ کے کلام کی طرف نہیں جھکتے ہیں اور فتوحات مدنیہ یعنی وحی کے مقابلہ میں فتوحات مکیہ یعنی کشف کی طرف التفات نہیں کرتے۔ پھر ان تمام خوبیوں کے ساتھ

[1] ترہات بضم اول و را کے مہملہ مشددہ سخنہائے باطل لغو آمیز جمع ترہیہ یعنی باطل (منتخب اللغات) مترجم عفرلہ

Marfat.com

اکابر نقشبندیہ کا طریقہ البتہ موصل اور دیگر طرق کے مقابلہ میں اقرب ہے۔ اس کی نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے، جو تمام مشائخ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی نسبت سے بالا ہے لیکن ہر شخص کی سمجھ ان اکابر کے مذاق تک رسائی نہیں پاتی چنانچہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"خواجگان ایں طریقہ علیہ بہر زاقے و رقاصے نسبت ندارند کارخانہ ایشاں بلند ست"

اس طریقہ کے مشائخ اہل مکر و رقص سے نسبت نہیں رکھتے ہیں۔ ان کا کارخانہ بلند ہے۔

حیف باشد شرحِ او اندر جہاں
ہمچو رازِ عشق باید در نہاں

اہل دنیا کے سامنے اس کی شرح مناسب نہیں ہے
اس کو تو راز عشق کی طرح پنہاں رہنا چاہیے

لیک گفتم وصفِ او تا راہ برند
پیش ازیں کز فوت او حسرت خورند

لیکن میں نے اس کا کچھ بیان لوگوں کی ہدایت کے لیے کر دیا
کہ اس کے فوت ہونے سے حسرت و افسوس نہ کریں

ان برگزیدہ حضرات نقشبندیہ کے خصائص اور کمالات میں اگر دفاتر لکھے جائیں تو وہ ایسے ہوں گے جیسے دریائے ناپیدا کنار کے مقابلہ میں ایک قطرہ ع

دادیم نشاں ز گنج مقصود ترا
بس ہم نے خزانۂ مقصود کا پتہ تجھ کو دے دیا۔

ایک وہم کا ازالہ:

یہ وہم نہ ہونا چاہیے کہ دوسرے سلسلوں کے اکابر غیب ذات اور نقطہ نہایت النہایت کو نہیں پہنچے اور فقط اس سلسلے والے ہی پہنچے ہیں (خدا کی پناہ) ایسا خیال صحیح نہیں ہے۔ اس وہم کو دفع کرنے کے لیے حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ مکاشفہ کی عبارت کا ترجمہ لکھا جاتا ہے، بغور پڑھیے:

Marfat.com

"جاننا چاہیے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلوک جذبہ حاصل کرنے کے بعد وہ سلوک فوقانی نہیں ہے جو حضرت امیر کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے اور اس کو حضرت امیر نے اس طرح تعبیر فرمایا ہے:

سَلُوْنِیْ مِنْ طُرُقِ السَّمَآءِ فَاِنِّیْ	مجھ سے آسمانوں کی راہیں دریافت کرو، کیونکہ
لَاَعْلَمُ طُرُقَ السَّمٰوٰتِ مِنْکُمْ مِّنْ	تم کو جس قدر زمین کی راہیں معلوم ہیں اس سے
طُرُقِ الْاَرْضِ۔	زیادہ میں آسمانوں کی راہیں جانتا ہوں۔

حضرت امیر کا یہ سلوک سیر آفاقی سے تعلق رکھتا ہے اور حضرت صدیق کا سلوک (سلوک نقشبندی) سیر انفسی سے تعلق رکھتا ہے، گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات خانہ جذبہ سے ایک سوراخ کر کے غیب ذات تک پہنچے ہیں اور اسی راہ سے چلے ہیں۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی راہ سے نہایت کو پہنچے اور سلوک فوقانی جو سیر آفاقی سے تعلق رکھتا ہے بلاشک اس کا نور بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشکوٰۃ نور سے حاصل ہوا ہے۔ لیکن حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے ساتھ وہ مخصوص ہے باقی تینوں حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم دوسری راہوں سے غیب تک پہنچے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مسلک تو معلوم ہو چکا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی جداگانہ ہے اور اسی طرح حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ طریق علیحدہ رکھتے ہیں۔ اور سالکین کا سلوک طے کرنا ان چاروں طریقوں سے واقع ہوا ہے۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے مسلک کے موافق راہ سلوک پر چلانا شائع ہے اور اکثر سلسلے اسی راہ سے مقصود کی جانب متوجہ ہیں۔ اور ایسے ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مسلک دوسرے سلاسل کے بالمقابل "سلسلہ خواجہ"[1] کے ساتھ مخصوص ہے البتہ دوسرے سلسلہ والے بڑے مشائخ بھی اسی مسلک پر سلوک طے کر کے مقصود کو پہنچے ہیں۔ چونکہ پوشیدگی اور اخفا کی وجہ سے اس مسلک

[1] حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر فرمایا ہے کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے اوپر طریقہ خواجگان کہلاتا تھا اور خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ کہلاتا ہے۔

Marfat.com

چلاتا دشوار تھا جیسا کہ اس شعر میں کہا گیا ہے ؎

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند کہ بر اند ازد رہ پنہاں عجم قافلہ را

نیز حضرت فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے مسلکوں میں بھی پوشیدگی تھی اور ان پر چلنا آسان نہ تھا اور حضرت امیرؓ کا مسلک ظہور رکھتا تھا لہٰذا یہی مسلک شائع ہوا اور مشائخ نے اسی مسلکِ ظاہر کو اختیار کیا۔ دوسری وجہ یہ بھی ہوئی کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ارشاد ان تینوں سے پیچھے ہے اس لیے سلاسل کا انتساب انہی کے ساتھ ہوا اور مشائخ نے اسی کو اختیار کیا۔ اور بعض کم فہم اشخاص تسلیک اور تکمیل کو حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے ساتھ مخصوص و منحصر جانتے ہیں اور خلفائے ثلثہ کے کمال غیر مکمل خیال کرتے ہیں خدا کی پناہ یہ کتنی بڑی جرأت ہے۔ اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ جب ان کا سلوک حضرت امیرؓ کے مسلک پر ہوا اور وہ دوسری راہوں سے بے خبر رہے تو انہوں نے اس کے سوا دوسری راہوں کی نفی کر دی اور ایسی سخت بری بات کہنے لگے ؎

چوں آں کرمے کہ در سنگے نہاں است زمین و آسمان او ہماں است

اس حقیر (امام ربانی مجدد الف ثانی) نے بعض مشائخ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت فاروقؓ کے مسلک سے سلوک کیا ہے اور غوث الثقلین اسی مسلک سے غیب ذات کو پہنچے ہیں۔ اور حضرت امیرؓ کے مسلک فنا و بقا کے ذریعہ جو ولایت میں پہلا قدم ہے ترقی کی ہے اور حضرت شیخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت فاروقؓ کے مسلک ہی سے سالک ہوئے ہیں۔ شاید ان کوتاہ فہموں نے یہ حدیث نہیں سنی ہے:

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمرؓ ہوتا۔"

Marfat.com

اگر شان تکمیل اور افادہ ان میں نہ ہوتی تو یہ مشائخ ان کے مسلک پر سلوک کس طرح کرتے فتامل ولا تکونن من القاصرین"۔

فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بعض اشخاص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر اور ان کے طریقہ کو حضرت صدیق کے طریقہ پر ترجیح دی ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا — میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ

حالانکہ حدیث مذکور سے ترجیح قطعاً ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ علم و عرفان عروج میں متحقق و ثابت ہوتا ہے۔ جس کا نام قرب ولایت ہے اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے واضح ہے کہ کمالات نبوت کمالات ولایت پر ترجیح رکھتے ہیں اور حضرت صدیق کمالات نبوت کے ساتھ متصف ہوئے ہیں جیسا کہ ان کی شان میں یہ حدیث وارد ہے:

اَنَا وَاَبُوْ بَکْرٍ کَھَاتَیْنِ الْاُصْبَعَیْنِ — میں اور ابوبکر ان دو انگلیوں (انگشت شہادت و وسطیٰ) کی طرح ہیں۔

اور حضرت فاروق کی شان میں فرمایا ہے لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب۔ (اور اسی طرح حضرت عثمان ذوالنورین کی شان میں حضرت طلحہ سے روایت ہے لکل نبی رفیق و رفیقی یعنی فی الجنۃ عثمان (مشکوٰۃ) یعنی ہر نبی کا رفیق (خاص دوست) ہمراہی ہے اور میرا رفیق بہشت میں حضرت عثمان ہے)۔

ان احادیث مذکورہ سے جو ان حضرات کی شان میں وارد ہوئی ہیں ان کے درمیان فرق صاف واضح ہے۔ نیز حضرت امام ربانی نے فرمایا ہے:

Marfat.com

ازالۂ وہم کے لیے مزید توضیح اور حضرت غوث پاکؓ کی فضیلتِ خاصہ

معلوم ہونا چاہیے کہ جو حضرات اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم ذات پاک تک واصل ہوئے ہیں اور ان کا لقب افراد ہے بہت ہی قلیل ہیں۔ اکابر صحابہؓ اور اہل بیت کرام ہیں ائمہ اثنا عشر رضوان اللہ علیہم اس مرتبہ پر فائز ہیں، اور اکابر اولیاء اللہ میں حضرت غوث الثقلین، قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الاقدس اس دولت کے ساتھ ممتاز ہیں اور اس مقام میں ایسی خاص شان رکھتے ہیں کہ دوسرے اولیاء اللہ نے اس خصوصیت کے ساتھ بہت کم حصہ پایا ہے اور یہی امتیاز اُن کی فضیلت شان کا سبب ہے چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ — میرا یہ قدم ہر ولی کے ولی کی گردن پر ہے

اگرچہ دوسرے اولیاء کے بھی فضائل و کرامات بہت ہیں لیکن غوث پاکؓ کا قرب اس خصوصیت کی وجہ سے سب سے زیادہ ہے، عروج میں ان کے برابر اس کیفیت کو کوئی نہیں پہنچا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس باب میں شرکت ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

لطائف عشرہ اور بیان دائرۂ امکان

جب مقصود حقیقی کا حصول تزکیۂ نفس اور کمالات باطنیہ کے حاصل کرنے پر موقوف ٹھیرا تو اب ان امور ضروریہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو تزکیۂ نفس اور کمالات باطنیہ کے لیے ضروری ہیں، ومن اللہ التوفیق

جاننا چاہیے کہ انسان[1] دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ پانچ لطیفے عالم امر کے ہیں اور پانچ عالم خلق کے۔

---

[1] انسان جس کو عالم صغیر کہتے ہیں ان دس اجزاء سے مرکب ہے جن کی اصلیں عالم کبیر میں ہیں۔ عالم کبیر کی (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

اکابر نقشبندیہ رحمہم اللہ نے مبتدی کی تعلیم کا شروع کرنا لطائف عالم امر سے مقرر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کمالات عالم امر سے تعلق رکھتے ہیں وہ مقدم اور سیڑھی ہیں ان کمالات کی جو عالم خلق سے متعلق ہیں۔ اور کمالاتِ عالمِ امر ظلیّت سے خالی نہیں اور کمالاتِ ولایت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور کمالات عالم خلق میں یہ بات نہیں بلکہ وہ شائبہ ظلیّت سے باہر ہیں کیونکہ وہ اس عالم دنیا کے ظہورات سے مناسب ہیں اور ان کو کمالات نبوت سے کامل حصہ ملا ہے۔ اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ طریقت اور حقیقت جو ولایت سے لگاؤ رکھتے ہیں وہ شریعت کے خادم ہیں، کیونکہ شریعت مرتبۂ نبوت سے پیدا ہوئی ہے اور ولایت عروج نبوت کا زینہ ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ولایت سے مراد وہ قرب الٰہی ہے جو نہ تو شائبہ ظلیّت سے خالی ہے اور نہ حجابوں کی آڑ کے بغیر ہوتا ہے۔ (اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ) ولایت اولیاء ہی جیسا کہ حجب کے ساتھ داغ ظلیّت بھی پایا جاتا ہے۔ اور ولایت انبیاء علیہم السلام گو شائبہ ظلیت سے پاک ہے لیکن بغیر اسماء و صفات کے حجابوں کے آڑ کے وہ بھی متحقق نہیں۔ اور ولایت ملأ اعلیٰ اسماء و صفات کے حجابوں سے بلند ہے لیکن شیون و

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) دو قسمیں ہیں: ایک عالم خلق دوسرے عالم امر، مجموعہ کائنات انہی دو عالموں پر مشتمل ہے۔ عالم خلق کو خلق اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عالم اسباب اور سببات کی تقدیر خاص کے ساتھ تدریجاً پیدا ہوا ہے۔ اور عالم امر کو امر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے وجود میں اسباب اور وسائط کو دخل نہیں ہے۔ بلا کسی تدریج کے صرف امر کُن سے ظہور میں آیا ہے

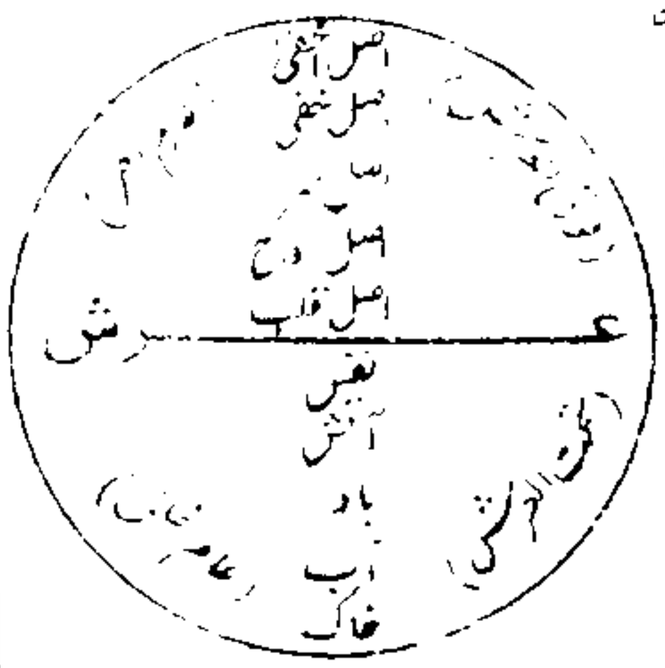

ان دس اجزاء میں سے پانچ عالم امر کے لطائف ہیں اور پانچ عالم خلق کے۔ عالم خلق کے لطائف خمسہ کی تفصیل یہ ہے: نفس، آتش، باد، آب، خاک۔ عالم امر کے لطائف خمسہ قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ ہیں۔ عالم امر کا ظہور فوق العرش ہے اور عالم خلق تحت العرش۔ اور یہ جملہ دائرۂ امکان میں داخل ہے۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط (الآیۃ)

Marfat.com

اعتبارات ذاتیہ کے حجاب اس میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں۔ غرض کہ مطلق ولایت ظلیت سے خالی نہیں ہے، البتہ نبوت اور رسالت ہی ایسی شے ہے جس میں نہ تو شائبہ ظلیت نے راہ پائی ہے، اور نہ اسماء وصفات اور شیونات واعتبارات کا اس میں گذر ہوا ہے۔ لہٰذا یہ امر ثابت ہے کہ نبوت ولایت سے افضل ہے اور قرب نبوت ذاتی اور اصلی ہے اور جو اس راز سے واقف نہیں ہوا اس نے اس کے برعکس حکم کیا۔

اب جبکہ یہ ثابت ہوا کہ ولایت نبوت کے عروج کا مقدمہ اور زینہ ہے تو یہ امر واضح ہوا کہ جو سیر اکابر نقشبندیہ قدس اسرارہم نے اختیار فرمائی یعنی عالم امر سے ابتدا کی وہ اس لیے اولیٰ اور انسب ہے کہ اس میں ترقی ادنیٰ (عالم امر) سے اعلیٰ (عالم خلق) کی طرف ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے نہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف، چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے عالم امر سے سیر شروع کی اور حقیقت سے شریعت کی طرف آئے جسے عالم خلق سے تعلق ہے، فَافْهَمْ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۔

اصل لطائف

جاننا چاہیے کہ عالم خلق کے لطائف میں سے ہر لطیفہ کی جو ایک اصل ہے وہ عالم امر کے لطائف میں سے بھی کسی ایک لطیفہ کی اصل ہے، مثلاً اصل نفس اصل قلب ہے، اور اصل باد اصل روح ہے، اور اصل آب اصل سر ہے، اور اصل نار اصل خفی ہے اور اصل خاک اصل اخفیٰ ہے۔

لطائف کا زیر اقدام انبیاء علیہم السلام ہونا اور اس کی تخصیص کا بیان

اور ہر لطیفہ کسی نہ کسی اولوالعزم پیغمبر (زیر قدم) کے زیر قدم واقع ہے، اس کا بیان چند مقدمات پر مبنی ہے:

پہلا مقدمہ: ولایت کے پانچ درجے ہیں۔

پہلا درجہ تجلی افعالی سے مناسبت رکھتا ہے جسے مقام قلب کہتے ہیں۔

Marfat.com

دوسرا درجہ، تجلی صفات ثبوتیہ سے مناسبت رکھتا ہے، اس کا نام مقام روح ہے۔
تیسرا درجہ، تجلی شیونات ثبوتیہ سے مناسبت رکھتا ہے، اسے مقام سر کہتے ہیں۔
چوتھا درجہ، تجلی صفات سلبیہ سے مناسبت رکھتا ہے جو مقام تقدیس اور تنزیہ ہے، اسے مقام خفی کہتے ہیں۔

پانچواں درجہ، سب درجات کا جامع اور تجلی ذاتی کی قابلیت رکھتا ہے، اس کا نام مقام اخفیٰ ہے۔

دوسرا مقدمہ: ممکنات کے حقائق اللہ جل شانہٗ کے اسماء وصفات کے ظلال ہیں جن کو اعدام کہتے ہیں (لیکن نہ عدم محض) بلکہ ایسا عدم جسے صفت سے لگاؤ ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے حقائق ان ظلال کی اصل ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات وجوبیہ۔

تیسرا مقدمہ: کسی شے کا دوسرے مرتبہ میں ظاہر ہونے کا نام تجلی ہے۔

(ان مقدمات ثلثہ کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ لطیفۂ قلب زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام واقع ہے اور اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقیہ میں سے ایک صفت تکوین ہے) اس صفت تکوین کا پرتو اول حضرت آدم علیہ السلام کی حقیقت ہے، اور یہ صفتِ تکوین ہی صدور افعال کا منشاء ہے۔ اور اس صفت کا پرتو ثانی حقیقتِ قلب ہے جو تجلی افعال کا محل ہے۔ لہٰذا لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہوا کیونکہ جب حقیقتِ آدم علیہ السلام صفت تکوین ہوئی، اور حقیقتِ قلب تجلی افعال کا محل ہے اور اصل منشاء افعال صفت تکوین ہے تو حقیقت آدم علیہ السلام مربی حقیقت قلب ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس لطیفہ روح زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے) کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حقیقت اور ان کا رب صفت علم ہے اور صفتِ علم سب صفات ذاتیہ کی جامع تر صفت ہے اور حقیقت روح تجلی صفاتِ ذاتیہ ہے۔ لہٰذا اس مناسبت حالیت

Marfat.com

اور محبت کی وجہ سے لطیفہ روح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مربوط ہوا۔ اور ان کے قدم مبارک کے ساتھ اس کو نسبت ہوئی اسی لیے اس کو زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کہا گیا۔ اور چونکہ حضرت نوح علیہ السلام اس امر میں حضرت خلیلؑ سے مشارکت رکھتے ہیں اس لیے لطیفۂ رُوح کا تعلق ان سے بھی ہے۔

اور لطیفہ سر کی حقیقت "شیونات کی تجلیات" کا محل ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رب وحقیقت شیونات میں سے شان کلام ہے۔ اس لیے لطیفۂ مذکورہ کا تعلق ان سے ہوا (چنانچہ اسی لیے اس کو زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کہا گیا)۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت اور ان کا رب صفات سلبیہ سے ہے جو تنزیہ اور تقدیس کا مقام ہے اور لطیفۂ خفی کی حقیقت تجلیات سلبیہ کا محل ہے اس سبب سے اس کا تعلق ان سے ہوا۔

اور درجات ولایت میں پانچواں درجہ تجلی ذاتی کی قابلیت رکھتا ہے اور اس کو اخفی کہتے ہیں، وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نیچے ہے کیونکہ آپ کی اصل "رب الارباب" ہے جسے شیونات میں "شان العلم" سے اور تعینات میں "تعین جمعی" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور وہ تمام صفات اور شیونات ذاتیہ کی جامع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب کا مرکز اور جائے قرار آپ ہی ہیں۔ چونکہ لطیفہ اخفیٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی کا محل ہے اور آپ کی حقیقت جمیع صفات اور شیونات کی جامع لہٰذا یہ لطیفہ آپ کے قدم مبارک کے نیچے آیا ؎

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین ذات می نگری در تجلے

جس طالب کا وصول لطیفۂ قلب کے واسطہ سے ہوا اسے آدمی المشرب کہتے ہیں۔ اور جس کا وصول روح سے ہوا اسے ابراہیمی المشرب، اور جس کا وصول لطیفۂ سر سے ہوا اسے موسوی المشرب، اور جس کا وصول لطیفۂ خفی سے ہوا اسے عیسوی المشرب اور جس کا وصول لطیفۂ اخفیٰ کے ذریعہ سے ہوا اس کو محمدی المشرب صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں

Marfat.com

علیہ وسلم وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین۔

مبادی تعینات

واضح رہے کہ جس شخص کا مبدء تعین صفت کلی ہوگا۔ اس کے تابع وہ مبادی تعینات ہوں گے جو

لہ افراد عالم کے ہر ہر فرد کو جناب الٰہی سے پے در پے اور نو بہ نو فیوضات پہنچتے رہتے ہیں جیسے وجود و حیات اور دیگر بہت سی نعمتیں جن کی تعداد احاطۂ بشری سے خارج ہے اور یہ تمام فیوض، صفات، اور ان کے ظلال کی وساطت سے مخلوقات اور ذات حق کے درمیان واقع ہیں۔ اگر یہ اسماء و صفات نہ ہوتے تو یہ عالم جو معدوم محض تھا ہرگز وجود و بقا نہ پاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پاک جو کمال استغناء اور بے پروائی کے ساتھ موصوف ہے اس کو عالم کے ساتھ فی حد ذاتہا کسی قسم کی بھی مناسبت نہیں ہے بفحوائے آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (الآیۃ) بے شک خدائے تعالیٰ تمام عالموں سے بے نیاز ہے۔ پس اشخاص عالم میں سے ہر ایک شخص کو صفات کے غیر متناہی ظلال میں سے جس کسی ظل سے فیوض و کمالات پہنچتے ہیں اس ظل کو اس شخص کا "مبدء تعین" "اس کی حقیقت" اور اس کا "عین ثابت" کہتے ہیں۔ صوفیہ کرام کا یہ قول الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے راستے انفاس خلائق کے برابر ہیں، انہی ظلال کی طرف ان کے یہ امر معلوم رہے کہ یہ جو کچھ مذکور ہوا انبیائے عظام اور ملائکہ کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام ممکنات کے حقائق کا حال ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام کے حقائق اور مبادی تعینات صفات و اسمائے الٰہی ہیں اور چونکہ ہر صفت کے ظلال بمنزلہ جزئیات صفت کے نیچے واقع ہیں لہٰذا حقائق انبیاء کے نیچے کہ وہ صفات ہیں حقائق غیر انبیاء یعنی اولیاء کہ وہ ظلال صفات ہیں واقع ہوئے اس لیے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص زیر قدم فلاں نبی علیہ السلام کے ہے۔ یعنی اس سے اس کو فیض پہنچتا ہے

کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ صفات اور اسمائے حسنیٰ سے موصوف ہے اور دیگر آیات کے مضمون سے اس بات کا پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے ظلال بھی ہیں۔ ظلال سے مراد انوار و لطائف خاصہ ہیں اور وہ مخلوق ہیں۔ لطائف کو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے کامل مناسبت ہے اور اسی مناسبت کے سبب سے صفات خداوندی وجود اور توابع وجود کا فیض مخلوق تک پہنچانے کا وہ واسطہ ہوئے ہیں اسی مناسبت کی وجہ سے ان کو مجازاً ظل کہا جاتا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ کوئی مخلوق خالق کا ظل نہیں ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ ذیل دو حدیثوں کو لکھ کر فرمایا ہے کہ بعد (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

اس صفت کلّی کے جزئیات ہیں۔ ان کی زندگانی اور فیض پانا اسی کے زیر قدم ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص زیر قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور فلاں شخص زیر قدم موسیٰ علیہ السلام، اور فلاں زیر قدم عیسیٰ علیہ السلام، الیٰ آخرہ۔ پس قلب زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام اور روح زیر قدم حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام، اور سر زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام، اور خفی زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اخفیٰ زیر قدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

آدمی کے جسم میں ہر لطیفہ کا محل اور قلب کی تحقیق

اور حق تعالیٰ نے اپنی مصلحت سے ہر ایک لطیفہ کا محل آدمی کے جسم میں جدا جدا مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ قلب بائیں چھاتی کے نیچے دو انگلی کے فاصلہ پر ہے۔

یہ وہم نہ ہونا چاہیے کہ قلب سے مراد گوشت کا ٹکڑا ہے جو انسان کے جسم میں موجود ہے اور شکل صنوبری مخروطی رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ مخروطی شکل والا گوشت کا ٹکڑا سینہ کے درمیان بائیں جانب جھکا ہوا بائیں چھاتی

التتمہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ممکن ہے کہ نور و ظلمت کے ان پردوں سے (جو ان حدیثوں میں مذکور ہیں) مراد ظلال ہی ہوں۔

إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ وَّ ظُلْمَةٍ لَوْ كُشِفَتْ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نور و ظلمت کے ستر ہزار حجاب ہیں اگر وہ حجاب دور ہو جائیں تو نور ذات احدیت بصر مخلوق کو جلا دے۔

يَا مُحَمَّدُ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ فَقَالَ كَيْفَ كَانَ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ۔

(حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا) اے محمدؐ! میں خدائے تعالیٰ سے اتنا قریب ہو گیا تھا کہ کبھی اتنا قریب نہیں ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ کیسے؟ جبریلؑ نے جواب دیا کہ میرے اور اس کے مابین ستر ہزار نور کے

حضرت قاضی صاحب موصوفؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو نور اور ظلمت کے پردوں کا ذکر ہے تو یہ صوفیوں کے قول کا مؤید ہے۔ کیونکہ مومنوں کے "مبادی تعینات" نورانی حجاب ہیں جو اسم الہادی کے ظلال ہیں، اور کافروں کے مبادی تعینات ظلمانی پردے ہیں جو اسم المضل کے ظلال ہیں۔ (ارشاد الطالبین) مترجم غفرلہٗ

Marfat.com

کے مقابل ہے نہ کہ اس کے نیچے جیسا کہ طب کی معتبر کتابوں میں مذکور ہے۔ جب یہ بات ہے تو قلب سے مراد گوشت کا ٹکڑا نہیں بلکہ عالم امر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے، اور وہ مجردات کی قسم کا ایک نور ہے اور اس کا مقام عرش سے فوق ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی حکمت غامضہ سے انسان کے جسم میں ایک مخصوص جگہ اس کو نسبت اور خصوصیت عطا کی ہے۔ مگر بعض صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس ٹکڑے کو بھی قلب کہتے ہیں تو اس تقدیر پر قلب سے مراد "حقیقت جامعہ انسانی" ہوگی جو عالم امر اور عالم خلق کے لطائف سے مرکب ہے، اور اسے مضغہ کہنا عناصر کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا تعلق اس جگہ سے پیدا کر دیا ہے۔ نہ وہ بشکل مخروطی ہے اور نہ بائیں چھاتی کے نیچے، بلکہ اس کا اس جگہ سے صرف تعلق ہے۔

اور رُوح کا محل داہنی چھاتی کے نیچے دو انگلی کے فاصلہ پر، اور سر کا محل بائیں چھاتی کے برابر سینہ کی طرف مائل دو انگلی کے فاصلہ پر ہے۔ اور خفی کا محل دائیں چھاتی کے برابر سینہ کی طرف مائل دو انگلی کے فاصلہ پر ہے، اور اخفیٰ کا محل سینہ کے درمیان ہے۔ اور لطیفۂ عنصریہ قالبیہ کا محل تمام بدن ہے اور نفس کا محل پیشانی ہے۔

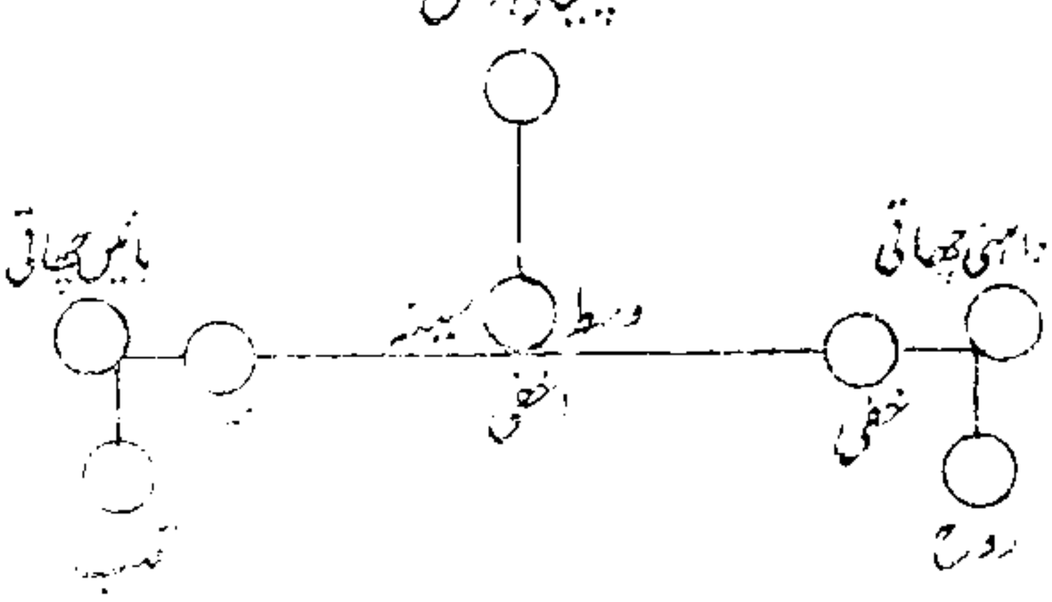

(حضرات مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ ابتداءً لطیفۂ قلب سے ذکر اسم ذات کی تعلیم فرماتے ہیں۔ اس کے بعد لطیفۂ رُوح، پھر سر، پھر خفی، پھر اخفی، پھر نفس، اور پھر تمام بدن قالب سے ذکر کراتے ہیں) اور ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے اس طرح چپکائے کہ حرکت اور جنبش نہ کرے لفظ مبارک اللہ ان لطائف مذکورہ میں سے کسی لطیفہ سے کہے۔ جب لطائف مذکورہ جاری ہو جائیں تو مراقبات شروع کر دے۔

Marfat.com

مراقبات

پہلا مراقبہ احدیت ہے۔ اس میں یہ نیت رکھے کہ میرے لطیفۂ قلب پر بواسطہ میرے مرشد کے اُس ذات سے فیض آتا ہے جو تمام صفاتِ کمال کی جامع ہے اور تمام نقصانات سے پاک ہے

مراقبۂ احدیت

بعد توجہ مرشد اس مراقبہ کے تمام ہونے کی یہ علامت ہے کہ خطرۂ ماسوی اللہ دیر تک نہ آئے۔ خطرہ کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے بعض وہ جن کا دور کرنا طالب کو ضروری ہے بیان کی جاتی ہے۔

خطرات کی قسمیں اور اس کا علاج

(۱) خطرۂ قلبی (۲) خطرۂ نفسی (۳) خطرۂ قالبی۔ ان میں سے ہر ایک کا علاج اور دفعیہ کی تدبیر جداگانہ اور ممتاز ہے۔

خطرات قلبی کا علاج یہ ہے کہ ذکر کثرت سے کرے اور ذکر سے کسی وقت خواب اور بیداری میں غافل نہ رہے، جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر حالت میں یاد کرتے رہو۔ نیز اغیار سے تنہائی اور یکسوئی رکھے اور غذا کم بقدر مسنون کھائے۔

خطرۂ نفسی کا علاج یہ ہے کہ حبس دم کے ساتھ نفی واثبات کی کثرت رکھے، اور نفسانی امور میں نفس کی مخالفت کرے۔ نیز ذکر خفی اور مراقبہ کی مزاولت کے ساتھ جناب احدیت میں بہت گریہ وزاری کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً ط — یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا

خطرات قالبی کا علاج تہلیل لسانی اور نوافل کی کثرت ہے خصوصاً نوافل مسنونہ۔ اور باوجود اس

Marfat.com

تمام ذکر و شغل کے لیے پیر کامل کی توجہ ہر جگہ ضروری ہے۔ بغیر اس کے (عادتاً) کوئی کام پورا نہیں ہوتا ؎

بے عنایات حق وخاصان حق ! گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

طالبین میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کو اس مراقبہ میں انوار وغیرہ نظر آتے ہیں، اور یہ بھی مراقبہ کے تمام ہونے کی علامت ہے۔ جو طالب کامل استعداد رکھتا ہے۔ اس کو مراقبات قلبیہ میں فنائے قلب حاصل ہو جاتی ہے اور تمام تعلقات قلبی زائل ہو جاتے ہیں، اور اکثر ایسے ہوتے ہیں جن کو فنائے قلب مراقبات نفس میں حاصل ہوتی ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل مکمل چاہے تو اس کی ادنیٰ توجہ سے فنائے قلب مراقبات قلبیہ میں حاصل ہو جاتی ہے اور مراقبات نفس کی نوبت بھی نہیں آتی۔

ولایت صغریٰ۔ مراقبۂ معیت

مراقبۂ احدیت کے بعد مراقبۂ معیت ہے جو آیۂ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (جہاں تم ہو وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے) کا مفہوم ہے، اس مراقبہ میں بھی وُرُود فَیض کا مقام قلب ہے (اس میں یہ لحاظ رکھے کہ میرے لطیفہ قلب پر بواسطہ میرے مرشد کے اُس ذات سے فیض آتا ہے جو میرے ساتھ ہے اور ساتھ ہے ہر ذرّہ کے ذرات ممکنات سے) اس مراقبہ میں تجلیات افعالی کی سیر اور توحید وجودی کا انکشاف ہوتا ہے اور اس کا نام ولایت صغریٰ اور ولایت اولیاء ہے۔ قرب اولیاء قرب معیت ہے جو اس دائرۂ ظلال سے ہے جس کا وجود فقط علم واجب تعالیٰ میں ہے (نہ خارج میں) صوفی پہلے اسی سے واصل ہوتا ہے کیونکہ یہی (ظلال صفات) صوفی کی اصل (حقیقت) ہے۔ الی اصل یہاں معیت ظلال اور ان صفات سے ہے جو علم واجب میں موجود ہیں اور متعلق دلالت کُبریٰ وعلیا ہیں۔ نہ ان صفات کے ساتھ معیت ہے جو خارج میں موجود ہیں۔ ان صفات کی معیت کا تعلق

دائرۂ ولایت صغریٰ کہ عبارت از ظلال اسماء و صفات است

Marfat.com

دوسرے مقامات سے ہے۔

اس مقام میں استغراق، بے خودی، دوام حضور، اور نسیان ماسوا حاصل ہوتا ہے، اور کبھی سکر و مستی اور جذبات فنا و بقا بھی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ طالب کی استعداد کے موافق دوسرے حالات بھی وارد ہوتے ہیں اور یہ امور اس مراقبہ کی تمامیت پر دلالت کرتے ہیں۔

ذکر اسم ذات و نفی اثبات اور تہلیل لسانی

اس مقام میں اسم ذات[1] پچیس ہزار بار اور نفی و اثبات گیارہ سو بار، اور تہلیل لسانی پانچ ہزار سے

[1] ذکر کے وقت خواہ وہ ذکر اسم ذات ہو یا تہلیل لسانی اور یا نفی و اثبات، طالب کو چاہیے کہ پہلے تمام خطرات اور حدیث نفس (خیالی باتوں) سے اپنے دل کو پاک و صاف کرے اور گذشتہ و آئندہ کے اندیشہ کو بھی دل سے نکال ڈالے۔ ان خطرات اور خیالات کو دور کرنے کے لیے جناب الٰہی میں خوب تضرع و زاری کرے اور ان خطرات کو دور کرنے کے لیے اپنے شیخ کی صورت کا تصور بھی بہت مفید ہوتا ہے۔ اس تصور شیخ کو ذکر رابطہ بھی کہتے ہیں۔ خطرات اور حدیث نفس سے دل کو پاک کرنے کے بعد ہمہ تن ذکر میں مشغول ہو جائے۔

۱۔ ذکر اسم ذات۔ مثلاً اگر لطیفۂ قلب سے کرتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالی سے چپٹا کر کہ حرکت اور جنبش نہ کرے لفظ مبارک اللہ اپنے لطیفۂ قلب سے نکالے، ذکر میں وقوف قلبی کی رعایت نہایت ضروری امر ہے۔ کیونکہ ذکر بغیر اس کے کچھ فائدہ نہیں کرتا بلکہ ایسا ذکر تو حدیث نفس میں داخل ہے۔ امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ وقوف عددی کو تو چنداں ضروری نہیں سمجھتے اور وقوف قلبی کو شرط و واجب قرار دیتے ہیں۔ وقوف قلبی کا مطلب یہ ہے کہ طالب کی توجہ اپنے دل کی طرف اور دل کی توجہ ذات الٰہی کی طرف ہو اسم مبارک اللہ کا نسمی ہے ہونا چاہیے۔ پس اس ذکر میں ظاہری ادب کے ساتھ تین باتیں لحاظ کرنا لازم ہوئیں (۱) قلبی ذکر (۲) نگہداشت خطرات (۳) وقوف قلبی، اور چوتھی بات جس کو بازگشت کہتے ہیں وہ بھی بہت مفید ہے۔ وہ یہ کہ اثنائے ذکر میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد یہ الفاظ بھی دل کے اندر لحاظ کرتا رہے کہ "خداوندا! تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری ہی رضا مجھے مطلوب ہے۔ اپنے فضل و کرم سے مجھ کو اپنی محبت اور معرفت عطا فرما"

قلب کے بعد دوسرے لطائف سے بھی اسی طرح ذکر کیا جاتا ہے اور تمام بدن (لطیفۂ قالبیہ) کے ذکر میں (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

کم نہ ہونا چاہیے۔

ولایت کبریٰ

اس کے بعد ولایت کبریٰ کی سیر شروع ہوتی ہے۔ اور ولایت کبریٰ تین دائرے اور ایک قوس کو متضمن ہے

دائرہ اولیٰ
مراقبۂ اقربیت

پہلا دائرہ مراقبۂ اقربیت ہے جو آیہ کریمہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کا مفہوم ہے۔ اس میں یہ دھیان رکھے کہ میرے لطیفۂ نفس اور پانچوں لطیفوں پر اس ذات پاک سے فیض آتا ہے جو مجھ سے میری رگِ جان سے زیادہ قریب ہے اور ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ کا منشاء ہے۔

اقربیت کے معنی

اقربیت کے معنی کا بیان یہ ہے کہ "ظل کی اصل" "ظل" کے ساتھ بہ نسبت نفس ظل کے زیادہ نزدیک ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ہر رگ و ریشہ اور بال بال سے اسی طرح ذکر اسم ذات کیا جاتا ہے اور اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں

۲۔ ذکر نفی و اثبات سے مراد حبس دم کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دم ناف کے نیچے بند کرکے لا کو ناف سے اٹھا کر پیشانی تک لے جائے اور لفظ الٰہ کو وہاں سے داہنی کندھے تک۔ اور لفظ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب دل پر اس طرح لگائے کہ تمام لطائف پر جا لگے اور اثر ذکر تمام جوارح و اعضا پر پہنچے۔ یہ ذکر بھی بحالت زمان اس طرح کیا جاتا ہے کہ سانس قطعاً حرکت نہ کریں۔ ایک سانس میں طاق عدد کی رعایت کے ساتھ مثلاً اکیس مرتبہ یا اس سے کم و بیش ہونا چاہیے۔ دوران ذکر سانس چھوڑے تو لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ملانا چاہیے۔ اور اسم بند کرنا کچھ نقصان دہ نہیں بغیر ہی ذکر کرے۔ کیونکہ وہ ذکر کی شرط نہیں ہے۔ ذکر کے وقت کلمہ شریف کے معنی بھی ذہن میں رہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کچھ مقصود نہیں۔ اس صورت میں کہ معکوس کی شکل بن جاتی ہے یعنی اس طرح پر نشانی

۳۔ لا الٰہ الا اللہ کا زبان سے پڑھنا تہلیل لسانی ہے۔

مخصوص اوقاتِ ذکر کے علاوہ بھی طالب پر لازم ہے کہ ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ہر وقت اور ہر لحظہ ذکر و نگہداشت اور وقوف قلبی کا شغل رکھے تاکہ تصفیہ باطن حاصل ہو اور حق تعالیٰ کی طرف دلی توجہ اور حضور پیدا ہو۔

Marfat.com

(یعنی ظل خود اپنے آپ سے اتنا قریب نہیں ہے جتنا کہ اس کی اصل اس سے قریب ہے) اور اسی طرح "اصل کی اصل" "ظل" کے ساتھ نفس ظل اور اس کی اصل اوّل سے زیادہ قریب ہے (یعنی ظل کی اصل کی جو اصل ہے اس کو ظل کے ساتھ اتنا قرب ہے کہ نہ خود ظل اپنے سے اتنا قریب ہے اور نہ ظل کی اصل ظل سے اتنا قرب رکھتی ہے) اور یہی حال ہے "اصل کی اصل کی اصل" کا کہ وہ اپنے مابعد کی بہ نسبت ظل سے زیادہ قریب ہے۔

جب یہ بات ہے تو اب سمجھ لیجیے کہ ذات[1] واجب تعالیٰ ممکن کے ساتھ بہ نسبت شیونات کے زیادہ قریب ہے اور "شیونات" کو ممکن کے ساتھ بہ نسبت صفات کے زیادہ قرب ہے اور صفات بہ نسبت "ظلال صفات" کے ممکن سے زیادہ نزدیک ہیں، اور ظلال صفات ممکن کے ساتھ بہ نسبت نفس ممکن کے زیادہ قریب ہے۔

اس مقام میں تہلیل لسانی کی کثرت سے بہت ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس میں حضور، نگرانی، عروج و نزول، اور جذبات مثل قلب کے حاصل ہوتے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ یہاں کے حالات بے رنگ اور بے مزہ ہیں۔ جب نفس کے حالات قوت پکڑ جاتے ہیں تو حالات قلبی فراموش ہو جاتے ہیں اور اس مراقبہ کے تمام

---

[1] قربیت کی حقیقت تحریر و تقریر میں نہیں آسکتی۔ یہ معاملہ عقل کے قانون سے ورا در کائل انکشاف پر موقوف ہے۔ تاہم حضرات مشائخ کرام رحمہم اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ "شیونات الٰہی" ذات الٰہی کی فرع ظل ہیں، اور "صفات" شیونات کی فرع اور "اسماء" صفات کی فرع اور "افعال" اسماء کی فرع ہیں اور تمام موجودات افعال کے فروع و نتائج ہیں۔

فرع اور ظل کا وجود حقیقتاً اپنی اصل کے وجود سے ہے۔ کیونکہ "ظل" کے پاس جو کچھ ہے وہ اس نے اپنی اصل سے لیا ہے نہ کہ اپنے پاس سے۔ لہٰذا ظل کے وجود کو دیکھا جائے تو وہ اصل کا عکس و پرتو ہوتا ہے۔ اور اس کے صفات پر نظر کی جائے تو وہ اصل کے صفات کا پرتو ہوتے ہیں۔ جب یہ ہے تو اصل کی اقربیت کا اقرار کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیونکہ ظل کو جو قرب اپنے ساتھ پیدا ہوا ہے وہ اس کے ظل ہونے کے سبب سے ہے۔ پس اصل ظل کے وجود کی نسبت ظل کے ساتھ زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا ذات واجب تعالیٰ ممکن کے ساتھ بہ نسبت شیونات کے زیادہ قریب ہے الخ

خواب جہل از حرم قرب مرا دور نگند ورنہ نزدیک تر از دوست کسے ہیچ ندید

مترجم غفرلہٗ

Marfat.com

ہونے کی علامت یہی ہے۔

دائرۂ ثانیہ مراقبۂ محبت آیہ شریفہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ سے ماخوذ ہے۔ اس میں یہ لحاظ رکھے کہ فیض آتا ہے میرے لطیفۂ نفس پر اس ذات پاک سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں، اور ولایت کبریٰ کے دوسرے دائرہ کا منشا ہے جو پہلے دائرہ کی اصل ہے۔ اس دائرہ میں نزول فیض فقط لطیفۂ نفس ہے۔

(دائرۂ ثانیہ ولایت کبریٰ مراقبہ محبت اولیٰ)

تیسرے دائرہ میں بھی یہی مراقبہ اس طرح کرے کہ فیض آتا ہے میرے لطیفۂ پر اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں، اور ولایت کبریٰ کے تیسرے دائرہ کا منشا ہے جو دوسرے دائرہ کی اصل ہے۔

(دائرۂ ثالثہ ولایت کبریٰ مراقبہ محبت ثانیہ)

اور اسی طرح مراقبۂ قدس ہے جس میں یہ نسبت کرے کہ فیض آتا ہے اس ذات سے میرے لطیفۂ نفس پر جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں، اور قدس کا منشا ہے جو مراقبہ قدس محبت [illegible] ولایت کبریٰ کے تیسرے دائرہ کی اصل ہے۔

یہ تینوں دائرے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس میں اعتبارات ہیں جو صفات و شیونات کے ساتھ متصف ہوتے ہیں، اس مقام میں شرح صدر ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الآیہ) اس میں لطیفۂ اخفیٰ کے کمالات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ لطیفہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے اپنے تمام شیونات و صفات کے ساتھ لطیفۂ اخفیٰ میں ظہور فرمایا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ جس ذات منکشف ہو جائے اسے وہ تمام امور جو ذات سے نسبت رکھتے ہیں منکشف ہو جائیں گے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُوْتِيْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ یعنی مجھے تمام اگلوں اور

Marfat.com

پچھلوں کے علوم عطا ہوتے ہیں یہاں مقام صبر و شکر اور رضا حاصل ہوتا ہے اور احکام شرع کے قبول کرنے میں دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ نظریات بدیہی ہو جاتے ہیں۔

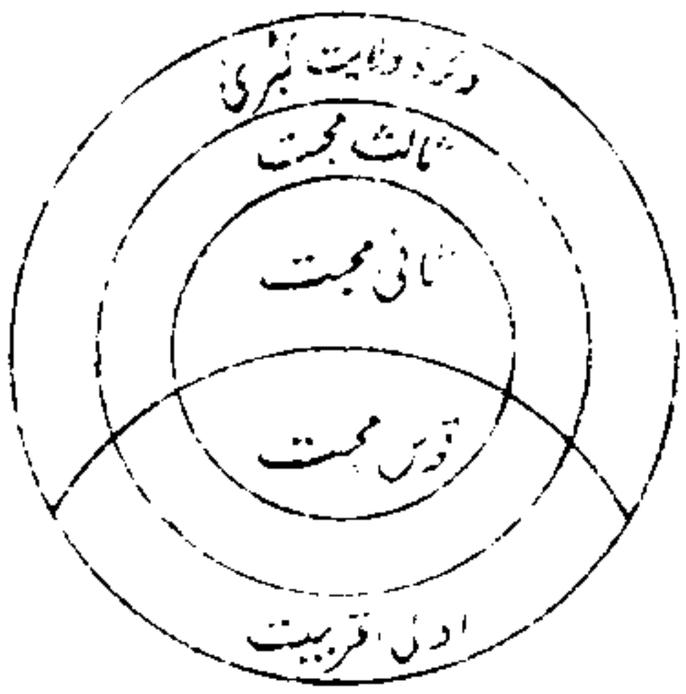

اگر سالک نظر دقیق رکھتا ہے تو وہ تینوں دائروں اور قوس کے مراقبات میں ایک کا بقیہ دوسرے سے کر سکے گا یعنی مراقبہ اقربیت[1] میں ذات مع آٹھ صفات[2] ثبوتیہ کے منکشف ہوگی اور مراقبہ محبت اولیٰ میں ان صفات کے اصول کا انکشاف ہوگا اور محبت ثانیہ میں اصول کے اصول غیر مرئی اور قوس میں ذات صرف کا جو تعین علمی میں ظاہر اور مشہود ہوتی ہے۔ غرض کہ نظر دقیق امور [illegible] ہر ایک کا امتیاز کرتی ہے۔ اس مقام کے معارف کتاب و سنت ہیں

مراقبہ ولایت علیا

ولایت کبریٰ اور سیر اسم الظاہر تمام ہونے کے بعد اسم الباطن اور ولایت علیا کی سیر شروع ہوتی ہے یہ ولایت علیا ولایت اعلیٰ کی ولایت ہے یہاں عنصر خاک کے سوا تینوں عنصروں سے کام پڑتا ہے۔

واضح رہے کہ اسم الظاہر کی سیر صفات کی تفصیلی سیر ہے بغیر اس کے کہ ان صفات کے تعین میں ذات پاک کا لحاظ ہو اور اسم الباطن کی سیر میں جس کے مناسب حال پوست یدگی ہے۔ اسماء کی سیر ہے لیکن ان کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ملحوظ ہوتی ہے۔ وہ اسماء پردوں کی مانند ہیں جن کے نیچے ذات ملحوظ ہوتی ہے مثلاً علم صفت ہے اس میں ذات کا قطعاً لحاظ نہیں۔ اور علیم اسم ہے اس میں علم کے پردہ میں ذات

---

[1] حیات، علم، قدرت، ارادہ، کلام، سمع، بصر، تکوین
(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸)

Marfat.com

بھی ملحوظ ہے۔ کیونکہ علیم وہ ذات ہے جو صفت علم رکھتی ہو۔ پس علم میں سیر اسم الظاہر کی سیر ہے اور علیم کی سیر اسم الباطن کی سیر ہے۔ باقی اسماء اور صفات کو بھی اس پر قیاس کر لینا چاہیے۔ اس مراقبہ کی نیت اس طرح ہے کہ "فیض آتا ہے سوائے عنصر خاک کے تینوں عنصروں پر اُس ذات پاک سے جو اسم اسم الباطن سے موسوم اور ولایت علیا کا منشاء ہے"۔

اس مقام میں تہلیل لسانی اور نماز نفل سے ترقی ہوتی ہے اور توجہ، حضور، عروج و نزول تینوں عنصروں کو حاصل ہوتے ہیں، اور عجیب کشادگی اور ملاء اعلیٰ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات فرشتے نظر آتے ہیں۔

مراقبۂ کمالات نبوت

اس کے بعد مراقبۂ کمالات نبوت اس لحاظ سے کرے کہ "فیض آتا ہے اس ذات بحت سے جو منشاء ہے کمالات نبوت کا عنصر خاک پر جو شئے عجیب یعنی مظہر ذات الٰہی ہے"۔ نزع کے وقت سختی کا سبب اکثر یہی ہوتا ہے کہ روح اپنے محبوب کی جائے ظہور سے مفارقت کرنا نہیں چاہتی ہے۔ اس عنصر میں نیستی محض اور دوسری جانب (متجلی) ہیں ہستی محض ہے۔ فافہم۔ تُنْكِرُ الْاَشْيَآءَ وَيَاضِدَادِهَا۔

یہاں حضور بے جہت حاصل ہوتا ہے اور نگرانی و بے قراری، بیتابی و شوق سب رخصت ہو جاتا ہے اور یقین کامل راسخ ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں حال و مقام اور معرفت کو نباہ ہیں۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ (الآیہ) اس پر گواہ ہے ؎

اتصالے بے تکیف و بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے خاص بندوں سے جو اتصال ہے وہ کیفیت اور قیاس دونوں سے باہر ہے۔ یہاں وصول سے حصول نہیں۔ وصول سے مراد اللہ تعالیٰ کے عشق کے غلبہ میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ یہاں موحد کی زبان سے توحید وجودی یا شہودی کی صدا نہیں نکلے گی۔ کیونکہ ان دونوں کا تعلق مقام اولیاء سے ہے اور یہ مقام انبیاء کا ہے۔ یہاں نسبت باطن کی کمال بسیط، بے کیفی اور یاس وحرمان کے ساتھ اتباع شرع نصیب ہوتا ہے۔ خوب یاد رکھیئے کہ یہ مقام مقام انبیاء ہے، یہ بغیر انبیاء کے اتباع کے حاصل نہیں ہوتا ہے اس میں اقسام توحید سے کوئی سروکار نہیں رہتا کہ اس کا تعلق مقام ولایت سے ہے۔

تجلی ذاتی دائمی: یہاں تجلی ذاتی دائمی اسما اور صفات کے پردوں کے بغیر ہوتی ہے۔ فنائے نفس کا نتیجہ تجلی صفات ہے اور جب اُس سے آگے بڑھے تو تجلی ذات کا معاملہ پیش آتا ہے اور اس تجلی ذات کا معاملہ حد بیان سے باہر ہے۔ یہ ذوقی اور وجدانی چیز ہے نہ بیانی اور ترجمانی۔ ہاں اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ یہ تجلی ذاتی دائمی ہے۔ کیونکہ جب ذات تجلی کرتی ہے تو اسے پوشیدگی نہیں ہوتی۔

تجلی برقی: یہاں یہ بھی سمجھ لیجیے کہ تجلی برقی جو صوفیہ کرام کے نزدیک ہے وہ تجلی ذات نہیں بلکہ شیونات ذاتِ الٰہی میں سے ایک شان کی تجلی ہے جو اس اسم کی اصل ہے جو سالک کا مبدأ تعین ہے۔ اس مناسبت سے اُس نے صورت عارف کی آئینہ داری کی ہے اور اس کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے۔ یہ تجلی ذات نہیں ہے۔

کمالاتِ رسالت اور کمالاتِ اولوالعزم کمالاتِ نبوت کے دریا کی ایک موج ہیں۔ یہ تینوں دائرے آپس میں ایسی مناسبت رکھتے ہیں جیسے ابرے کو استر سے یا جیسے مرکز کو محیط سے۔ ان کے مراتب میں یک گونہ فرق ہے جو اہل بصیرت پر ظاہر ہوتا ہے۔

Marfat.com

اس جگہ توحید وجودی اور شہودی کا تذکرہ آیا ہے اور اس پرفتن زمانہ میں حق و باطل میں امتیاز کرنے والے بہت کم ہیں اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی دونوں قسموں کو بیان کر کے امر حق ظاہر کر دیا جائے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی جلد اول کے تینتالیسویں مکتوب میں اس کے متعلق شافی بیان موجود ہے (لہٰذا اس کی ضروری عبارت کا ترجمہ لکھا جاتا ہے) اور وہ یہ ہے :

توحید وجودی اور توحید شہودی

وہ توحید جو اس طائفہ علیہ کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتی ہے وہ دو قسم کی ہے :

(۱) توحید شہودی (۲) توحید وجودی۔

توحید شہودی بس ایک کا دیکھنا ہے یعنی سالک کے مشاہدہ میں ایک کے سوا دوسری چیز نہ آئے اور توحید وجودی ایک کو موجود جاننا ہے اور اس کے غیر کو معدوم و ناپید سمجھنا، اور باوجود غیر کی عدیت کے اس کو ایک کے مظاہر سمجھنا۔ پس توحید وجودی علم الیقین کی قسم اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم ہوئی۔

توحید شہودی اس راہ میں ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس کے بغیر نہ فنا متحقق ہوتی ہے اور نہ عین الیقین میسر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی کا دیکھنا جب غلبہ کرے گا تو اس سے ماسوا کا نہ دیکھنا لازم ہے برخلاف توحید وجودی کے کہ اس میں یہ لازم نہیں ہے اس لیے علم الیقین اس معرفت کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ علم الیقین میں ایک کے ماسوا کی نفی لازم نہیں۔ بہت سے بہت یہ ہے کہ ایک کے علم کے غلبہ کے وقت اس کے ماسوا کے علم کی نفی لازم آئے گی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص آفتاب کے وجود کا یقین کرے تو اس یقین کا غلبہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس وقت ستاروں کو ناپید اور معدوم جانے۔ ہاں اتنی بات ہوگی کہ جب آفتاب کو دیکھے گا تو ستاروں کو نہیں دیکھے گا۔ اس وقت اس کے سامنے آفتاب کے سوا اور کچھ

Marfat.com

نہ ہوگا اور اس وقت جبکہ ستاروں کو نہیں دیکھے گا تو یہ سمجھے گا کہ ستارے معدوم نہیں ہیں بلکہ ایسا ہے کہ موجود تو ہیں مگر آفتاب کے نور سے مغلوب ہونے کی وجہ سے روپوش ہیں۔ حتیٰ کہ جو لوگ اس وقت ستاروں کے وجود کی نفی کریں گے وہ شخص ان کی بات کا انکار کرے گا اور سمجھے گا کہ یہ واقع کے خلاف ہے۔ اس سے سمجھ لیجیے کہ توحید وجودی جو ماسوی ایک ذاتِ حق کے سب کی نفی ہے عقل و شرع دونوں کے خلاف ہے

اور توحید شہودی کہ ایک ہی کا دیکھنا ہے، نہ عقل کے خلاف ہے نہ شرع کے۔ مثلاً آفتاب نکلنے کے وقت ستاروں کی نفی کرنا اور معدوم جاننا واقع کے خلاف ہے لیکن اس وقت ستاروں کا نہ دیکھنا خلاف نہیں بلکہ ان کا نہ دیکھنا بسبب غلبہ نورِ آفتاب اور دیکھنے والے کی ضعف بینائی کی وجہ سے ہے اگر دیکھنے والے کی آنکھ میں آفتاب کے نور کی قوتِ تحمل ہو تو وہ ستاروں کو آفتاب سے جدا دیکھے گا۔ اور یہ دیکھنا حق الیقین میں ہے۔

قول اَنَا الْحَق اور کلام سُبْحَانِی کا مطلب

جب یہ بات ہے تو بعض مشائخ کرام رحمہم اللہ کے اقوال کا جو بظاہر شریعت حقہ کے مخالف نظر آتے ہیں، اور بعض اشخاص ان کو توحید وجودی کی طرف کھینچتے ہیں، جیسے ابن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا قول انا الحق اور ابو یزید بسطامی کا قول سبحانی اور انہی جیسے دوسرے بزرگوں کے اقوال، تو بہتر یہ ہے کہ ان اقوال کو توحید شہودی کی طرف پھیرا جائے اور مخالفت کو دور کیا جائے۔ بات یہ ہے کہ جب ماسوائے حق سبحانہ و تعالیٰ ان کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا تو اس غلبۂ حال میں یہ الفاظ اُن کی زبان سے نکلے اور اس وقت انہوں نے غیر کا اثبات نہیں فرمایا۔ بناءً علیہ انا الحق کے معنی یہ ہیں کہ "حق ہے میں نہیں ہوں"۔

Marfat.com

کیونکہ وہ اس وقت اپنے آپ کو دیکھ ہی نہیں رہے تھے۔ لہٰذا یہ معنی نہیں کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتے اور اس کو حق کہتے۔ یہ تو کفر ہے۔

اس موقع پر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب ماسوا کا اثبات نہ کیا تو ماسوا کی نفی ہو گئی اور یہی توحید وجودی ہے۔ تو جواباً عرض ہے کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ عدم اثبات سے نفی شے لازم نہیں آتی ہے۔ بلکہ یہ ایسا مقام ہے جہاں حیرت ہی حیرت ہے اور یہاں تمام احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سُبْحَانِی کہنے میں بھی اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ مقصود ہے نہ خود اپنی کیونکہ اس مقام میں اپنا وجود نظر سے بالکل اُٹھ گیا ہے اس کے ساتھ حکم کا تعلق نہیں رہا ہے۔ اس قسم کا کلام مقام عین الیقین میں کہ وہ حیرت کا مقام ہے بعضوں کی زبان سے نکل جاتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس مقام سے نکال کر مقام حق الیقین میں پہنچاتا ہے تو وہ اس قسم کے کلام سے گریز کرتے ہیں، پھر (ظاہر میں بھی) عدا عتدال سے تجاوز نہیں فرماتے۔

یہاں ایک شبہہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ارباب توحید وجودی جیسا کہ ایک جانتے ہیں ایک کو دیکھتے بھی ہیں، لہٰذا ان کو بھی عین الیقین حاصل ہے۔ اس شبہہ کے ازالہ کے لیے عرض ہے کہ ارباب توحید وجودی کو شہودی کی صورت مثالی دکھائی دی ہے ان کے سامنے توحید شہودی کا تحقق نہیں ہوا ہے اور اس صورت مثالی سے فی الحقیقت توحید شہودی کو کوئی مناسبت نہیں کیونکہ توحید شہودی کے حصول کے وقت حیرت ہوتی ہے اور اس مقام حیرت میں کسی شے کے ساتھ (ارباب حیرت) کوئی علم نہیں کرتے۔ اور ارباب توحید وجودی توحید شہودی کی صورت مثالی دیکھنے کے باوجود ارباب علم ہیں کیونکہ وہ ماسوی کے وجود کی نفی کرتے ہیں اور منجملہ احکام نفی بھی ایک حکم ہے جو اقسام علم میں داخل ہے چونکہ علم اور حیرت ایک جگہ جمع نہیں ہوتے ہیں لہٰذا یہ بات ثابت ہے کہ صاحب توحید وجودی کو مقام عین الیقین حاصل نہیں۔ ہاں صاحب توحید

Marfat.com

شہودی کو مقام حیرت کے بعد اگر ترقی ہو تو اس کو مقام معرفت جو حق الیقین سے حاصل ہوتا ہے اور یہاں علم و حیرت جمع ہوتے ہیں۔ اور وہ علم جو حیرت کے ساتھ جمع نہیں ہوتا ہے اور حیرت سے پہلے ہوتا ہے وہ علم الیقین ہے۔ توضیح مقصد کے لیے ایک مثال عرض ہے۔ فرض کیجیے کہ ایک شخص جس کو بادشاہت سے یک گونہ مناسبت ہے۔ خواب میں اپنے آپ کو بادشاہ دیکھے اور بادشاہی کے پورے لوازمات اپنے اندر پائے تو ظاہر ہے کہ خواب دیکھنے والا شخص بادشاہ نہیں ہوا ہے بلکہ بادشاہت کی صورت مثالی اس نے اپنے اندر دیکھی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس صورت مثالی سے بادشاہت کو کوئی مناسبت نہیں۔ البتہ اسی بات ہے کہ یہ مشاہدہ خبر دیتا ہے کہ وہ شخص اس صورت مثالی کی حقیقت سے متصف ہونے کی استعداد رکھتا ہے۔ اگر کوشش کرے اور عنایت خداوندی اس کا ساتھ دے تو وہ اس حقیقت کو بھی پہنچ سکتا ہے۔ قوت اور فعل میں بہت فرق ہے۔ بہت سے لوہے آئینہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن جب تک آئینہ نہیں ہوتے بادشاہوں کے بانقوں نہیں پہنچتے اور ان کے جمال سے بہرہ یاب نہیں ہوتے (انتہی ملخصاً)

مراقبۂ کمالاتِ رسالت

ان کے بعد مراقبۂ کمالاتِ رسالت کیا جاتا ہے۔ وہ اس طریقہ سے کرے کہ فیض آتا ہے میری ہیئت[1] وحدانی پر ذات بحت سے کہ جو منشا ہے کمالاتِ رسالت کا۔

دائرۂ کمالاتِ رسالت

[1] ہیئت وحدانی کا بیان: ہیئت وحدانی سے عالم امر و عالم خلق کا مجموع من حیث ھو مراد ہے جو ہر ایک کے تصفیہ و تزکیہ کے بعد دونوں کی ایک دوسری مجموعی ہیئت پیدا ہو گئی ہے۔ جیسے مثلاً کوئی شخص چاہے کہ مختلف التاثیر دواؤں سے ایک معجون مرکب تیار کرے تو پہلے ان میں سے ہر ایک دوا کو ٹ چھان کر رکھ لیتا ہے۔ بعد ازاں ان کو قند یا شہد کے قوام میں حل کر لیتا ہے۔ اب تمام ادویہ ایک دوسری ہیئت اور دوسرے خواص پیدا کر کے ایک خاص معجون کے نام سے موسوم ہوتی ہیں۔ ایسے ہی لطائف عشرہ ایک دوسری شکل و صورت پیدا کر کے ان مقام اور مقاماتِ فوقانی میں کثرت کے ساتھ عروج حاصل کرتے ہیں۔

Marfat.com

یہاں عروج و نزول اور تمام بدن کا فوق کی طرف انجذاب حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور نماز کی کثرت سے ان تینوں کمالات میں اور ان حقائق میں جن کا ذکر آگے آئے گا ترقی ہوتی ہے۔

مراقبۂ کمالاتِ اُولوالعزم

اس کے بعد مراقبۂ کمالاتِ اولوالعزم کا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ میری ہیئت وحدانی پر اس ذات سے فیض آتا ہے جو منشا ہے کمالات اولوالعزم کا۔

دائرہ کمالات اولوالعزم

ان تینوں کمالوں کو فوق سے ایسی نسبت ہے جیسے ظل کو اصل کے ساتھ ہے۔ اور فی الواقع یہاں نفس وجود میں سیر ہے جو ذات بحت کا ظل ہے۔ نفس ذات میں سیر نہیں ہے۔ اور یہاں ہیئت وحدانی اپنے سے مافوق دکھائی دیتی ہے۔ یہاں کم سے کم تین پاروں کی تلاوت اور اشغال و افکار اور امور مسنونہ بہت فائدہ دیتے ہیں۔

مراقبۂ حقیقت کعبہ

اس کے بعد مراقبۂ حقیقتِ کعبہ اس طرح کرے کہ میری ہیئتِ وحدانی پر اس ذات بحت سے حقیقت کعبہ ربانی کا منشا ہے، فیض آتا ہے۔

اس مقام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا مشاہدہ ہوتا ہے، اور ایک عجیب ہیبت کا غلبہ سالک کے باطن پر ہوتا ہے اور فنا و بقا حاصل ہوتی ہے۔ جب طالب

دائرہ حقیقت کعبہ

حقیقت کعبہ کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے تو اپنی نظر باطن سے دیکھتا ہے کہ کعبہ مقدسہ کی حقیقت نے تمام عالم کو گھیر لیا ہے۔ اور اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے۔

Marfat.com

قلبِ انسان عرشِ رحمٰن کا نمونہ ہے اور اس میں بیت اللہ کا بھی نشان ہے۔

یاد رکھیے کہ انسان کے اندر اس کا قلب عرشِ رحمٰن کا نمونہ ہے اور اس کا ظہورِ قلبی ظہورِ عرشی کا نمونہ۔ اسی طرح قلبِ انسان میں بیت اللہ کا بھی نشان ہے جو "میانہ" ہے اور یمین و شمال سے بیگانہ اور حسنِ سبقت میں یگانہ۔ یہ دولت اصالۃً انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے اور ان کی تبعیت و وراثت سے اُمتیوں میں سے اللہ تعالےٰ جس کو چاہے اس دولت سے مشرف فرمائے۔

ظہورِ عرشی ہرچند کہ سب ظہورات سے فوق ہے لیکن جو معاملہ بیت اللہ شریف سے مربوط ہے وہ تمام ظہورات اور تجلیات سے فوق ہے۔ وہاں تجلی و ظہور کا نام لینا ہی ننگ و عار ہے۔ یوں سمجھو کہ تمام ظہورات و تجلیات دائرہ کے خط کا حکم رکھتی ہیں اور یہ معاملہ اس دائرہ کے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محیط باوجود وسیع اور کشادہ ہونے کے مرکزِ دائرہ کا ظل ہوتا ہے۔ کیونکہ نقطۂ مرکزی جو اپنے محیط کو چوڑا اور فراخ بناتا ہے برنگ صد نقطہ ظاہر ہو کر محیط دائرہ ہو جاتا ہے۔

یہاں تعبیر کو نقطہ سے تعبیر کرنا محض سمجھانے کے لیے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں نقطہ بھی دائرہ کی طرح گم ہے۔ نہ ظاہر کا وہاں موقع ہے اور نہ مظہر کا وہاں محل، اور نہ اصل کی وہاں گنجائش اور نہ ظل کا وہاں نشان کیونکہ اصل بھی اس کی جناب سے ظل کی طرح راستہ میں رہ گئی ہے ؎

چہ گویم با تو از مرغے نشانہ! کہ با عنقا بود ہم آشیانہ
ز عنقا ہست نامے پیش مردم بود از مرغ من آں نام ہم گم

یعنی میں اس مُرغ کا تجھے کیا پتہ بتاؤں جو عنقا کے ساتھ رہتا ہے (بلکہ عنقا سے تشبیہ دینا بھی درست نہیں) کیونکہ عنقا کا نام تو لوگ جانتے ہیں، میرا مرغ تو ایسا ہے جس کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مکاشفات میں اپنے ایک مرید کے سوال کے جواب میں حقیقت کعبہ بیان فرمائی ہے لہٰذا اس کا نقل کرنا یہاں مناسب ہوگا (اس کا ترجمہ یہ ہے)

حقیقت محمدی افضل ہے یا حقیقت کعبہ؟

"الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ میرے عزیز بھائی شیخ محمد طاہر بدخشی! آپ نے دریافت کیا ہے کہ رسالہ "مبدء و معاد" میں مرقوم ہے کہ جس طرح صورتِ کعبہ کی طرف صورتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اسی طرح حقیقتِ کعبہ کی جانب بھی حقیقتِ محمدی نے سجدہ کیا (علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات) اس عبارت سے حقیقت محمدی پر حقیقت کعبہ کی فضیلت لازم آتی ہے۔ حالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ عالم اور اہل عالم کے پیدا کرنے سے مقصود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور آدم علیہ السلام نیز تمام آدمی آپ کے طفیلی ہیں۔ لَوْلَاہُ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّة۔ (اگر محمد نہ ہوتا تو نہ میں افلاک پیدا کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا)۔

صورت کعبہ اور حقیقت کعبہ

غور سے سنو! کہ صورت کعبہ پتھر اور ڈھیلوں کا نام نہیں۔ اس لیے کہ اگر پتھر اور اگر ڈھیلے نہ رہیں تو کعبہ کعبہ رہے گا اور مخلوق کو اس کی طرف سجدہ لازم ہوگا۔ بلکہ صورت کعبہ باوجود یکہ عالم خلق سے ہے لیکن حقائق اشیاء کی طرح ایسی پوشیدہ چیز ہے جو حس و خیال کی دسترس سے باہر ہے۔ تمام محسوسات سے ہے مگر محسوس کچھ نہیں۔ خلق کی توجہ گاہ ہے مگر توجہ میں کچھ نہیں۔ ایسی ہستی ہے جو نیستی کے لباس میں ملبوس ہے۔ اور ایسی نیستی ہے جو لباس ہستی میں ظہور فرما ہے۔ جہت میں بے جہت ہے اور سمت میں بے سمت ہے۔

Marfat.com

الغرض یہ صورت بطرز حقیقت ایک اعجوبہ ہے کہ عقل اس کی تشخیص سے عاجز ہے اور عقلا اس کی تعیین میں حیران گویا عالم بیچونی وبے چگونی کا رنگ لیے بے مانند اور بے مثل کی طرح ہے ـــ ہاں ہاں! کعبہ معظمہ اگر ایسا نہ ہوتا تو لائق سجودیت بھی نہ ہوتا اور افضل الخلق رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) آرزو وشوق کے ساتھ اس کو اپنا قبلہ اختیار نہ فرماتے۔ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ الایہ نص قطعی اسی کی شان میں ہے اور مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا الایہ اسی کی ستائش ہے۔ بیت اللہ خانۂ خدا، صاحب خانہ (اللہ جل شانہ) کو اس میں خاص طور پر ہونے کو ظاہر کر رہا ہے اور وہ حق تعالیٰ کے ساتھ اضلال اور بے چون وبے چگون نسبت مجہول الکیفیت رکھتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔ عالم مجاز جو حقیقت کا پل ہے اس میں بیت مثب باشی کی خبر دیتا ہے کیونکہ وہ صاحب خانہ کی جائے قرار اور آرام گاہ ہوتا ہے۔ اہل دولت کے نشست وبرخاست کے مکانات گو بیت ہوتے ہیں لیکن خانہ خانہ ہی ہے جو دوسروں کے دخل ومزاحمت سے بیگانہ ہے اور مسکن وآرام گاہ جانانہ ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے لکن یسعنی قلب عبدی المؤمن یعنی سماتا ہے مجھ کو بندۂ مومن کا قلب۔ اس سے مومن کے قلب میں بھی ظاہر ہے چونی کا پتہ لگتا ہے لیکن بیت ہونے کی نسبت اس میں کہاں۔ اور غیر کے دخل ومزاحمت سے روکنا جو لوازم بیت سے ہے وہ اس میں کب ہے۔

چونکہ بیت اللہ میں غیر وغیریت کا گزر نہیں اسی لیے وہ مسجود الیہ خلائق قرار پایا کہ سجدہ غیر کو نہ ہو اور چونکہ غیریت مسجودیت کے منافی ہے اس لیے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی جانب سجدہ کرنے سے منع فرمایا اور بجانب کعبہ شرف وغیریت کے ساتھ سجدہ فرمایا۔ اس تفاوت کا بھید یہیں سے سمجھ لینا چاہیے۔ شَتَّانَ مَا بَيْنَ السَّاجِدِ وَالْمَسْجُوْدِ۔ ساجد ومسجود میں کس قدر فرق ہے۔

بھائی! جب آپ کو صورتِ کعبہ کا کچھ تھوڑا سا حال معلوم ہوا تو اب کچھ کعبۂ معظمہ کی حقیقت

Marfat.com

کا بیان بھی سنو۔ کعبہ کی حقیقت سے مراد واجب الوجود کی ذات ہے چون ہے کہ اس میں ظہور ظلیت کو کچھ دخل نہیں اور وہ لائق مسجودیت اور معبودیت ہے۔ اس حقیقت کو اگر حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجود کہیں تو نہ کوئی اشکال لازم آتا ہے اور نہ حقیقت محمدی سے اس کے افضل ہونے میں کوئی قصور۔ یہ ضرور ہے کہ حقیقت محمدی تمام افراد عالم کی حقیقتوں سے افضل ہے لیکن حقیقت کعبہ اس عالم کی چیز نہیں ہے کہ اس کے مقابلہ میں بھی حقیقت محمدی کو افضل کہا جائے اور حقیقت کعبہ کے افضل ہونے میں توقف کیا جائے تعجب کی بات ہے کہ ان دونوں حقیقتوں کے ساجدیت اور مسجودیت کی صورت میں تفاوت کے باوجود عقلائے اہل فن ان دونوں میں فرق نہیں کرتے اور مقام اعتراض میں رہتے ہیں اور زبان طعن و تشنیع کھولتے ہیں حق تعالیٰ ان کو توفیق انصاف دے کہ بغیر سمجھے ہوئے ملامت نہ کریں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔

سالک جب اس مقام سے کامل طور پر متصف ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ایسا پاتا ہے کہ تمام عالم اس کی طرف سجدہ کر رہا ہے۔ اگر شیخ کامل طالب کے حال کے مناسب جانتا ہے تو مقام تبدیل فرماتا ہے۔ لیکن ناقص کے لیے اس مقام کا تبدیل کرنا اس وقت مناسب ہے جبکہ فنا اس مقام میں حاصل ہو جائے یعنی اس مقام سے متصف ہونے کے بعد نہ وہ اپنے آپ کو جانے اور نہ اپنے مقام کو۔ بلکہ کسی چیز کو نہ پائے جب یہ فنا حاصل ہو جائے تو اس وقت مقام کی تکمیل ہوگی۔ اس کے بعد مقام بدل دیا جائے تو اولیٰ و انسب ہے۔

مراقبۂ حقیقتِ قرآن

اس کے بعد مراقبہ حقیقت قرآن کا اس طریقے سے کرے کہ فیض آتا ہے میری ہیئت وحدانی پر اس ذات بحت سے جو حقیقت قرآن کا منشا ہے۔ اس مراقبہ میں کلام اللہ کا باطن ظاہر ہوتا ہے اور تلاوت کے وقت

Marfat.com

قاری کی زبان شجرۂ موسوی کے حکم میں ہو جاتی ہے بلکہ سارا بدن زبان کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ اور بعض وقت درد اور ایک طرح کی گرانی سالک کے باطن پر ظاہر ہوتی ہے۔ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا الآیہ اس پر دال ہے۔ حرف و صوت برطرف ہو جاتے ہیں اور کلام نفسی بلا حرف و صوت اور کلمات کے تقدم و تاخر کے مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور سالک اس مقام میں کامل انہماک کے بعد اپنے آپ کو کلام نفسی سے موصوف پاتا ہے بلکہ سوائے کلام نفسی کے اپنے وجود کو بھی نہیں دیکھتا ہے۔ اور اس کے بعد نہ کچھ پاتا ہے اور نہ کچھ دیکھتا ہے۔ اس وقت تکمیل تام ہو جاتی ہے لہٰذا مقام تبدیل کر دینا چاہیے۔

دائرہ حقیقت قرآن

مراقبۂ حقیقت صوم اور مراقبۂ سیف قاطع کیوں چھوڑا گیا؟

اکابر نقشبندیہ رحمہم اللہ نے مراقبۂ حقیقت صوم کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ یہ مراقبہ مراقبۂ حقیقت قرآن کے ضمن میں ہو جاتا ہے چنانچہ امام الطریقہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب میں اس کو صراحتاً بیان فرمایا ہے۔ نیز قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حقیقت صوم حقیقت قرآن کے پہلو میں ہے۔ اور دائرۂ سیف قاطع ولایت کبریٰ کے پہلو میں ہے۔ ظاہراً سیف قاطع اسماء و صفات کی ایک موج ہے اور ولایت کبریٰ کی قسم ہے، سیف قاطع یعنی کاٹنے والی تلوار اس کا نام اس وجہ سے رکھا گیا کہ نفس کو یہاں کامل فنا حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراقبہ مستقل نہیں ہے۔

مراقبۂ حقیقت صلوٰۃ

دائرہ حقیقت صلوٰۃ

اس کے بعد مراقبۂ حقیقت صلوٰۃ اس طرح کرنا چاہیے کہ فیض آتا ہے میری ہیئت وحدانی پر اُس ذات بحت سے جو منشاء ہے حقیقت صلوٰۃ کا۔ اس مقام میں سالک کو

Marfat.com

دو جزو میسر ہوتے ہیں۔ ایک حقیقت قرآن، دوسرا حقیقت صلوٰۃ۔ پس نماز میں ایک عجیب امر ظاہر ہوتا ہے گویا اس دار فانی سے نکل کر دار اُخروی میں داخل ہوتا ہے اور حدیث شریف اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ[1] کا مضمون صاف روشن ہو جاتا ہے۔ اور اسی کی طرف حدیث شریف اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ[2] میں اشارہ ہے، اور حدیث اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ[3] اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ[4] میں بھی اسی کی تصریح ہے۔

سالک کو جب اس مقام میں نہایت انہماک و اشتغال ہو جاتا ہے تو پھر اس کے نزدیک عابد و معبود میں کچھ فرق نہیں رہتا ہے۔ خاص کر سجدہ کی حالت میں کہ جب اس میں فنائے محض حاصل ہوتی ہے تو فرق جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ فرق اثنینیت دو ہونے پر مبنی ہے اور فنا میں اثنینیت نہیں ہوتی۔ اس کا مزہ وہی پاتا ہے جو جانتا ہے۔ راگ اور گانے نیز وجد و تواجد کا مزہ اس کے مقابلہ میں کوئی وزن نہیں رکھتا۔ ع

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

اور کیا تعجب کہ حدیث لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ[5] میں اسی نماز کی طرف اشارہ ہو۔

مراقبہ معبودیت صرفہ

اس کے بعد مراقبہ معبودیت صرفہ کا کیا جاتا ہے۔ اور اس کی نسبت یہ ہے کہ فیض آتا ہے میری ہیئت

---

[1] عبادت کر تو اللہ تعالیٰ کی گویا تو اسے دیکھتا ہے۔

[2] نماز مومن کی معراج ہے۔

[3] بندہ کا اللہ تعالیٰ سے بہت نزدیک ہونا نماز میں ہے۔

[4] میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

[5] میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حال ہوتا ہے کہ اس میں نہ فرشتہ مقرب کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ کسی پیغمبر کی۔

Marfat.com

دائرہ معبودیت صرفہ

وحدانی پر اس ذات بحت سے جو معبود صرف ہے۔ یہاں قدم کوتاہ اور نظر وسیع ہوتی ہے چنانچہ قِفْ بِنَا عَلٰی میں اسی حال کی طرف اشارہ ہے یعنی مراتب سابقہ تمام ہو کر مرتبہ وجوب سامنے آتا ہے اور قدم حقیقت صلوٰۃ سے تجاوز نہیں کرتا ہے۔ اگر میسّر ہو تو سیر نظری میسّر ہوتی ہے۔ اور وہ بھی اس طرح نہیں کہ وہاں شہود اور مشاہدہ ہے یا قدم کی گنجائش ہے۔ قدم کیسا، وہاں تو بال کی بھی گنجائش نہیں۔ بلکہ وہاں ایسا وصول ہے جس کی کیفیت معلوم نہیں۔ اگر صورت مثالیہ میں نظر کے ساتھ نقش جم جائے تو وصول نظری ہے اور قدم کے ساتھ ہو تو وصول قدمی ہے۔ ورنہ نظر اور قدم حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حیران ہیں۔ قدم کی سیر گاہ تا حقیقت صلوٰۃ ہے کہ صلوٰۃ ہی مقام عابدیت کا منتہا ہے اور وہ مراتب وجوب سے برائے مرتبہ تنزیہ صادر ہوتی ہے۔ اور تینوں معنی کلمہ طیبہ کے کامل طور پر اس مقام میں حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ۔ یہاں عبادت نماز جو نسبتیوں کا کام ہے مفید ہوتی ہے۔

یہاں تک حقائق الٰہیہ کا بیان ختم ہوا۔ اس کے بعد حقائق انبیاء علیہم السلام کی سیر شروع ہوتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر اہل محبت کے دو اعتبار ہوتے ہیں، ایک محبیت، دوسرے محبوبیت۔ کمالات محبوبیت کا ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور کمالات ذاتیہ محبیت کا ظہور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور کمالات صفاتی اور محبوبیت اسمائی کا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اولاً سالک کی سیر کمالات صفاتی اور حقیقت ابراہیمی میں شروع ہوتی ہے۔ اور مقام خلت اسی کی طرف اشارہ ہے۔

مراقبہ حقیقت ابراہیمی: مراقبہ حقیقت ابراہیمی کا اس طرح کرے کہ فیض آتا ہے میری ہیئت

Marfat.com

دائرہ حقیقت ابراہیمی

وحدانی پر جو منشاء حقیقت ابراہیمی علیہ السلام ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اس مقام میں حضرت خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں حتیٰ کہ سرور کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات کو بھی ان کی پیروی کا حکم ہوا ہے۔ اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (الآیہ) پیروی کر تو ابراہیمؑ کے دین کی جو ہر طرف سے پھر کر حق کا ہو رہا تھا۔ اور اسی واسطے آنحضرت نے اپنے درود و برکات کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ دی ہے۔ (پھر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ) واقع میں حقیقت ابراہیمی حضرت سرور کائنات فخر موجودات والاصفات کے مراتب ظہور میں سے ایک مرتبہ ہی ہے چونکہ اس عالم میں اس کا اظہور نہیں ہوا تھا اس لیے ارشاد ہوا کہ اپنے مرتبہ سابقہ کو نگاہ رکھیے اور پیروی کیجیے۔ نہ یہ کہ کسی دوسرے کی پیروی کیجیے، کیونکہ آپ کی ذات مقدس میں تمام کمالات جمع کر دیے گئے ہیں خصوصیت کے ساتھ اس مرتبہ کی پیروی کا حکم دینے میں ایک رمز ہے۔ فَافْهَمْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔ جب کامل ظہور ہو گیا تو خود فرماتے تھے:

اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ وَ — میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں

لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اِتِّبَاعِيْ۔ — اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا چارہ نہ

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ — آج کامل کیا میں نے تمہارے لیے تمہارا دین اور تمام

عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ — کی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا تمہارے واسطے

دِيْنًا۔ (الآیہ) — کو دین۔

اس مقام میں درود شریف کی کثرت سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور سالک کو اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کو سالک سے خاص اُنس حاصل ہوتا ہے اور اس وقت مقام کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اور تکمیل کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف التفات نہیں رہتا ہے۔

مراقبہ حقیقت موسوی علیہ السلام

اس کے بعد عارف کی سیر حقیقت موسوی میں جو محبیت صرفہ ہے شروع ہوتی ہے۔ اس مراقبہ کو اس مراقبہ کو اس طرح کیا جاتا ہے کہ فیض آتا ہے میری ہیئت وحدانی پر اس ذات بحت سے جو حقیقت موسوی کا منشاء ہے۔ اس مقام میں محبت ذات اپنی ذات کے لیے جلوہ گر ہوتی ہے اور محبت ذاتی کے ظہور کے باوجود استغنا اور بے نیازی کی شان آشکارا ہوتی ہے۔ اسی سبب سے بعض کلمات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکل گئے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نقل فرمایا ہے:

دائرہ حقیقت موسوی

أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ [1]

کیا ہلاک کرتا ہے تو ہم کو اس کام پر جو کیا ہماری قوم کے بیوقوفوں نے۔ یہ سب تیری آزمائش ہے۔ گمراہ کرے تو اس سے جس کو چاہے اور ہدایت پر رکھے جس کو چاہے۔

اس مقام میں خاص اس درود کی کثرت بہت مفید ہوتی ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ

اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد اور ان کی آل اور ان کے

---

[1] حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کو اپنے ساتھ میقات پر لے گئے تھے۔ وہاں ان کو بجلی کی کڑک اور زلزلے نے ہلاک کر دیا تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری عزاسمہ میں یہ دعا کی تھی۔ یہ واقعہ یا تو گوسالہ کی پرستش کے بعد کا ہے جب وہ ستر آدمی توبہ اور اعتذار کے لیے گئے تھے۔ یا اس سے پہلے کا ہے جب انہوں نے خدا تعالیٰ کا کلام سن کر کہا تھا کہ اے موسیٰ! ہم تیرا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک نہ دیکھ لیں ہم اللہ کو صریحاً سامنے۔ (مترجم غفرلہٗ)

Marfat.com

عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا — اصحاب پر اور تمام انبیاء اور رسولوں پر خاص کر ہمارے

عَلٰی کَلِیْمِكَ سَیِّدِنَا مُوْسٰی علیہ السلام — سردار موسیٰ کلیم اللہ پر۔

مراقبہ حقیقت محمدیؐ

اس سے فوق مراقبہ حقیقت الحقائق یعنی حقیقت محمدیؐ ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ فیض آتا ہے ذات بحت سے جو منشاء حقیقت محمدیؐ کا میری ہیئت وحدانی پر۔ آپؐ کی ذات اقدس محبیت اور محبوبیت دونوں صفتوں سے موصوف ہے۔ چنانچہ آپؐ کا اسم مبارک جو دو میموں کو متضمن ہے اس سے اشارہ ہے کہ آپؐ دو اسموں سے مسمّٰی ہیں۔ یہ دونوں اسم قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ دوسری جگہ حضرت روح اللہ کی بشارت کو نقل فرمایا ہے اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کی ولایت علیحدہ ہے۔ ولایت محمدیؐ تو آپؐ کے مقام محبوبیت سے پیدا ہوئی ہے۔ لیکن یہاں خالص محبوبیت بھی نہیں بلکہ کچھ محبت کی آمیزش بھی ہے۔ اگرچہ یہ آمیزش اصالۃً نہیں ہے۔ البتہ مقام محبوبیت صرف میں ضرور رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ ہاں ولایت احمدیؐ محبوبیت صرف ہے کہ اس میں شائبۂ محبیت بالکل نہیں ہے۔ یہ ولایت پہلی ولایت سے ایک قدم آگے اور مطلوب سے ایک منزل زیادہ نزدیک اور محبّ کو زیادہ مرغوب ہے کیونکہ محبوب جس قدر محبوبیت میں کامل ہوتا ہے اور استغناء و بے نیازی کا اس میں غلبہ ہوتا ہے اسی قدر محبّ کی نظر میں زیبا اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور محبّ کو اپنی طرف کھینچ کر شیفتہ اور والہ کر لیتا ہے ؎

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست — بلائے من زناپروائی اوست

بلا سے مراد عشق کی زیادتی ہے، جو عاشق کو مطلوب ہوتی ہے۔

Marfat.com

سبحان اللہ! احمد عجیب بلند مرتبہ اسم ہے جو کلمۂ مقدسہ احد اور حلقۂ میم سے مرکب ہے اور یہ حلقہ خود سبحانہ تعالیٰ کے پوشیدہ بھیدوں میں سے ایک ایسا بھید ہے جسے عالم چون میں حلقۂ میم کے سوا کسی دوسرے پیرہ سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ اگر دوسری تعبیر کی گنجائش ہوتی تو حق تعالیٰ اسی سے تعبیر فرماتا۔ احمد احد ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حلقۂ میم طوق عبودیت ہے جس نے بندے کو مولیٰ سے جدا کر دیا ہے پس یہ طوق حلقۂ میم ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم اور اظہار خصوصیت کے واسطے ہے (صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم) است

چو نام این ست نام آورچہ باشد مکرم تر بود از ہر چہ باشد

یہ بات روز روشن کی طرح بڑے بڑے امور کے تغیر میں ایک خاص تاثیر رکھتا ہے۔ اس ولایت کا معاملہ اس ولایت کے ساتھ کھینچ کر انجام کو ولایت محمدی ولایت احمدی ہوئی۔ اور عبودیت کے دونوں طوقوں کا کاروبار ایک طوق پر ختم ہوا اور پہلے طوق کی بجائے حرف الف جس سے اس کے رب کی طرف ایک رمز ہے قائم ہوا حتیٰ کہ محمد احمد ہو گیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ عبودیت کے دو طوق سے مراد میم کے وہ دو حلقے ہیں جو اسم مبارک محمد میں مندرج ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان دو طوقوں سے اشارہ آپ کے دو تعین کی طرف ہو۔ ان میں سے ایک تعین جسدی بشری ہے دوسرا تعین روحی ملکی تعین جسدی میں وفات کے بعد فتور آ گیا اور تعین روحی میں قوت پیدا ہو گئی لیکن اثر اس تعین کا باقی رہا جب ہزار سال گزر گئے تو وہ اثر بھی جاتا رہا اور کوئی نشان اس کا باقی نہیں رہا۔ اور جب ایسا ہوا کہ ہزار سال کے بعد اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہا۔ اور دو طوقوں میں سے ایک طوق عبودیت کا ٹوٹ گیا اور اس پر زوال اور فنا طاری ہو چکی، اور الوہیت کا الف جس کو بقا باللہ کا رنگ کہا جا سکتا ہے

Marfat.com

اس کے قائم مقام ہوا تو محمدؐ احمدؐ ہو گیا اور ولایت محمدی ولایت احمدی کی طرف منتقل ہوئی

الحاصل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مراد دو تعین ہے اور احمد سے ایک تعین۔ اس سے یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اسم مبارک احمد حضرت اطلاق یعنی حق تعالیٰ سے زیادہ قریب ہے اور عالم سے دور تر۔

مجدد الف ثانی کی ضرورت

چونکہ ولایت مذکورہ مبتذل ہو گئی لہٰذا بجائے اس کے ایک ایسا شخص چاہیے جو ان کے کام کو انجام دے اور وہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے جن کے متعلق الف ثالث تک ولایت محمدی کا کام سپرد ہوا۔ وعلیٰ ہذا القیاس الف ثالث کے بعد جہاں تک اللہ چاہے۔ اور ولایت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بعد مدت مرتبہ مذکورہ پر پہنچے گی جس کی وجہ سے اُن کی بجائے مجدد الف ثالث ہو گا۔ لیکن مجدد الف ثانی کی فضیلت جزئی دوسرے مجددین الف پر ہو گی، کیونکہ مجدد الف ثانی بلاواسطہ ولایت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاص نائب مناب ہے اور دوسرے مجددین مجدد الف ثانی کے واسطہ سے ہوں گے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اس مراقبہ میں عارف کو فنا و بقا خاص حاصل ہوتی ہے جو احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ ع

لذتِ مے نشناسی بخدا تا نچشی

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتماء خاص اور نسبت مخصوصہ پیدا ہوتی ہے۔ اور واسطہ و تابع ہونا سالک کی نظر میں درمیان سے اُٹھ جاتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تابع غلام جو کچھ لے رہا ہے آقا متبوع کی طرح اصل سے لے رہا ہے۔ گویا دونوں ایک ہی جگہ سے لے رہے ہیں۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت خاص بھی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ امام الطریقہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ کا ارشاد ہے کہ "میں خدائے عزوجل کو اس واسطے دوست رکھتا ہوں کہ وہ ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔
نیز اس مقام میں سالک کو تمام حرکات وسکنات میں اتباع کامل مرغوب ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ حقیقتِ محمدی حقیقت الحقائق ہے۔ دوسرے حقائق خواہ وہ انبیاء علیہم السلام کے حقائق ہوں اور خواہ ملائکہ کرام کے، اس کے ظل کے مانند ہیں۔ سالک کو اس مقام میں جسد مبارک سے مناسبتِ خاص پیدا ہوتی ہے، اور ایک وسعت عجیب حاصل ہوتی ہے۔

دُرود شریف کے پڑھنے کا طریقہ

درود شریف جو آخر میں لکھا جائے گا اس مقام میں خاص فائدہ دیتا ہے۔ درود شریف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سرورِ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات کی طرف متوجہ ہو کر منہمک اور مستغرق ہو جائے۔ اس وقت ان شاء اللہ ورود فیض اور انوارِ لطیف مقام کے مناسب اور پوری سکینۃ حاصل ہوگی جس سے سالک کے باطن میں انشراح اور انبساط عجیب پیدا ہوگا۔ اور آپ کے ساتھ مناسبت خاص ظاہر ہوگی۔

مراقبۂ حقیقت احمدیؐ

اس کے بعد مراقبۂ دائرۂ حقیقت احمدیؐ اس طرح شروع ہوتا ہے کہ فیض آتا ہے ذات بحت سے جو منشاء حقیقت احمدیؐ ہے سالک کی ہیئت وحدانی پر۔ عجیب کیفیت مع نسبت کی بلندی اور انوار کی چمک دمک کے ظہور فرماتی ہے کہ بیان میں نہیں آسکتی۔ نیز اس مقام میں انکشاف محبوبیت بہ طرزِ خاص ہوتا ہے، اور فناء وبقاء مصطلح کے علاوہ خاص فناء وبقاء کا حصول ہوتا ہے۔ بلکہ مرتبہ محبیت سے محبوبیت ذاتیہ کے بلند مرتبہ کی طرف انتقال ہوتا ہے کہ یہ محبوبیت ذاتیہ تعین روحی ہے اور اول تعین جسدی اور ہر ایک کیفیت کے کمال تعین کے بعد جامعیت لیئے ہوئے

دائرۂ حقیقت احمدیؐ

Marfat.com

ایک جلی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر چند کہ یہ بات ثابت ہے کہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسد مبارک رُوح کا حکم رکھتا تھا، اور قطعی دلیلوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جسد شریف کے ساتھ معراج کو تشریف لے جانا ثابت ہے۔ ورنہ حکم جسدیت کی بقا کے ساتھ تشریف لے جانا اور اس مرتبۂ عالیہ تک عروج محال تھا اور یہ خصوصیت خواص میں سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوئی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اس امر کے خواستگار ہوئے۔ جیسا کہ عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ لیکن لَنْ تَرَانِیْ (اے موسیٰ تم مجھ کو نہیں دیکھ سکتے) جواب پایا اور یہ درخواست دیدار قبول نہ فرمائی گئی۔ اس لیے کہ یہ خصوصیت صرف سید المرسلین کے لیے تھی۔ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ بڑا فائدہ بخشتا ہے۔

مراقبۂ حبِّ صرف

اس کے بعد مراقبۂ حبِّ صرف ہے۔ اور وہ اس طرح کہ فیض آتا ہے اس ذات بحت سے کہ جو منشا ہے حبِّ صرف کا میری ہیئت وحدانی پر۔ یہاں بلندی اور بے رنگی لازم ہے۔ کیونکہ اس کو ذات مطلق اور لاتعین سے قرب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے۔ اوّلاً جس چیز کا ظہور ہوا وہ حُبِّ صرف ہی ہے۔ یہی مخلوقات کے ظہور کا منشا و مبدء ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

دائرہ حبِّ صرف

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ۔

میں چھپا ہوا خزانہ تھا، پھر میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ پہچانا جاؤں۔

اور محققین صوفیہ کے نزدیک یہی حقیقت محمدی ہے اور حدیث لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ بھی اسی مدعا پر دلالت کرتی ہے۔ پہلے حقائق میں جو کچھ گزرا وہ اس مقام کا ظل ہے، اور یہاں جو کچھ مشاہدہ میں آتا ہے وہ اصل

Marfat.com

کے طور پر ہے۔ فَاَنْهُمْ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ۔

مراقبۂ لاتعین

اس کے بعد مراقبۂ لاتعین اس طرح ہے کہ فیض آتا ہے میری ہیئت وحدانی پر اس ذات بحت سے جو تعینات سے مبرا اور منزہ ہے۔

اس مقام میں سیر نظری بھی جہاں اور سیر گردان ہے۔ کبھی ہوتی ہے اور کبھی بالکل نہیں۔ عارف کامل کو یہاں ایک عجیب حالت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی نسبت ایسی فراموش ہو جاتی ہے کہ دوسروں سے پوچھتا ہے کہ آیا تجھ میں نسبت کچھ معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟ کبھی میں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر و شغل کیا؟ اب وہ بھی نہیں رہا۔ اور سالک اس حالت میں اپنے مریدوں کی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس وقت اس سے اکتساب فیض کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مریدین اور مخلصین اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور مستغرق ہو جاتے ہیں۔ اس کے فیض صحبت کا ایک لمحہ دوسروں کے ہزار برس پر فضیلت رکھتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ اس زمانہ میں ایسے حضرات جو اس نسبت سے متصف ہوں عنقا ہیں ؎

در نیابد حال پختہ ہیچ خام! پس سخن کوتاہ باید والسلام

عروج و نزول سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ سالک اپنے مریدوں کی طرف توجہ نہیں کر سکتا تو عروج و نزول جس پر مریدین کا استفادہ موقوف ہے کس طرح پایا جائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ عروج و نزول دو قسم کا ہوتا ہے (۱) اختیاری (۲) غیر اختیاری۔ اختیاری سالک کی صفت ہے اور یہ نیچے کے مقامات میں ہوتا ہے۔ اور اس مقام میں چونکہ سالک کو ذاتِ مطلق سے تعلق

Marfat.com

ہوتا ہے اور ذات موصوفہ میں انہماک اور استغراق رکھتا ہے اور اپنے آپ کو متصف بالاطلاق پاتا ہے۔ لہٰذا عروج و نزول یہاں اختیاری نہیں بلکہ غیر اختیاری ہوتا ہے یعنی حق تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ جس کو چاہتا ہے اس کے مناسب حال اس کا فیض عطا فرماتا ہے خود سالک موصوف کا حال ایسا سمجھو جیسے "مردہ بدست زندہ"۔

انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء کرام کے عروج و نزول میں فرق

انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے عروج و نزول میں فرق ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اولیاء چونکہ ناتمام عروج کی حالت میں نزول کرتے ہیں اور نزول کے وقت ان کی نظر بجانب فوق نگراں رہتی ہے اس وجہ سے وہ مخلوق کی ہدایت میں کامل توجہ نہیں کر سکتے۔ اور انبیاء علیہم السلام کامل عروج کے بعد نزول کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ ہمہ تن مخلوق کی ہدایت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کا عروج کامل ہوا ہے لہٰذا نزول بھی کامل ہے، حتیٰ کہ وہ اپنے ظاہری حرکات و سکنات میں مثل عوام کے نظر آتے ہیں چنانچہ کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے تھے:

يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ؛ کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے ہیں۔

بایں ہمہ وہ جب چاہتے ہیں عروج فرماتے ہیں۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جو شب معراج میں ہمارے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات سے متعلق ہے۔ حدیث شریف میں اس قصہ کا بیان ہے۔ یہاں بقدر ضرورت حدیث کا مختصر ترجمہ کیا جاتا ہے:

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ شب معراج میں مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں لوٹا اور موسیٰ علیہ السلام پر میرا گزر ہوا تو انہوں نے دریافت کیا کہ تم کو کس چیز کا حکم ہوا ہے؛

Marfat.com

میں نے بتایا کہ پچاس نمازوں کا۔ یہ سُن کر حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ کی اُمت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ بخدا میں نے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو خوب آزمایا۔ لہٰذا آپ اپنے رب کے پاس جا کر اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے۔ میں لوٹا تو مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے وہی بات کہی الخ۔

مگر ہاں اولیاء کا تابع اولیائے کرام رحمہم اللہ جو کمالاتِ نبوت سے بہرہ یاب ہیں اور ان کا عروج و نزول مشکوٰۃ نبوت سے حاصل ہے ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ عروج کے وقت جیسا کہ ماسوائے حق نظر میں نہیں آتا ہے اور سب کچھ منتفی موہوم ہوتا ہے اور کوئی شے باقی نہیں رہتی ہے، اسی طرح نزول کے وقت یہ حال ہوتا ہے کہ عروج سے نظر کا انقطاع ہو کر ایسا ہوتا ہے گویا کبھی عروج سے موصوف ہی نہ تھے۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ الذی ھدانا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق ط وصلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم ط

Marfat.com

مقصد دوم

اس میں صوفیہ کرام کے بعض اصطلاحی الفاظ کے معنی کا بیان ہے

مصطلحات صوفیہ کے بیان کی وجہ

چونکہ ہر علم کے مسائل اور اس کے فہم مطالب و دقائق کی بنیاد خاص ان اصطلاحوں پر ہوتی ہے جو ماہرین علم مقرر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے علمائے فن کے ہر گروہ کے یہاں انکشاف مسائل اور افہام مطالب کے لیے خاص الفاظ کا استعمال ہوتا ہے تاکہ اس فن کے حقائق و معانی سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو چنانچہ صوفیۂ کرام کے یہاں بھی کچھ الفاظ ہیں جن کو وہ آپس میں کشف معانی اور تفہیم حقائق کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کے وہ عجیب اور اسرار جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں ودیعت فرمایا ہے اجنبی اور نااہلوں سے پوشیدہ رہیں کہ وہ ان اسرار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے حیرت اور پریشانی میں نہ پڑ جائیں۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ اس موقع پر چند مصطلحات صوفیہ کا بیان کیا جائے تاکہ طالب کو طریق سلوک اور لطائف وغیرہ کے فیوض کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ نیز احوال قلب و نفس سے جو کی سمجھ پیدا ہو جائے اور حال و مقام کا ادراک کر سکے اور ہر مقام کے مناسب حال کیفیت باطن و لطائف بے رنگی کی بصیرت حاصل ہو سکے۔ یہ بیان اس مقصد میں فی الجملہ مددگار ہو گا۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

Marfat.com

تصوّف کیا ہے؟

توضیح المذاہب میں لکھا ہے کہ:

"لغت میں تصوف صوف (اُون) پہننا ہے۔ اور یہ زہد و ترک دنیا کا اثر ہے۔ اور اہل عرفان کی اصطلاح میں نام ہے دل کو ماسوی اللہ کی محبت سے پاکیزہ کر لینے اور مامورات شرع پر اعتقاد رکھتے ہوئے منہیات شرع سے باز رہنے اور عمل سے ظاہر کو آراستہ کرنے اور فرمودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مواظبت اور ہمیشگی اختیار کرنے کا"

اور تصوف کی تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ:

"تصوف مخلوق کی محبت سے دل کا صاف کرنا اور طبعی خصلتوں سے مفارقت اختیار کرنا اور صفات بشریہ کا دبانا، اور نفسانی دعووں سے یکسو ہونا اور روحانی صفات کو حاصل کرنا، اور علوم حقیقیہ سے تعلق پیدا کرنا اور ہمیشہ اولیٰ اور احسن طریقہ پر عمل کرنا، اور تمام امت کا خیر خواہ اور اللہ تعالیٰ کا وفادار رہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا ہے"۔

صوفی کون ہے؟

اہل تصوف کے نزدیک صوفی وہ شخص ہے جس نے خود کو فنا کر کے حق کے ساتھ بقا پائی ہو۔ اور امور طبیعہ سے خلاصی پا کر حقیقۃ الحقائق کے ساتھ متصل ہو گیا ہو"۔ اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ "صوفی وہ ہے جو اپنے دل کو خدا تعالیٰ کے لیے صاف کر کے خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہ چاہے"۔ اور بعض نے کہا ہے کہ "صوفی وہ ہے جو خلق خدا سے جدا اور حق کے ساتھ ہو"۔ اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "صوفیائے کرام اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح قائم ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اُن کے قیام کو کوئی نہیں جانتا"۔ اور حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے فرمایا ہے کہ "تصوف خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا قیام ہے کہ غیر خدا کو اس کا علم نہ ہو"۔ اور حضرت جنیدؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "صوفی عاجزی اور تواضع میں زمین کی طرح ہے"۔ (واضح رہے) کہ صوفی کی یہ سب تعریفیں آپس میں مباین نہیں بلکہ موافق ہیں۔

طریقت، شریعت اور حقیقت کا بیان

طریقت اس سیرت مصطفویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا نام ہے جو قطع منازل اور ترقی مقامات میں سالکین کے ساتھ مختص ہے۔ مجمع السلوک میں ہے کہ ٹھیک ٹھیک معاملات کا لحاظ رکھنا شریعت ہے اور خصائل ذمیمہ اور کدورات بشریہ سے باطن کا پاک کرنا طریقت ہے۔ اور رسالہ قشیریہ میں اس طرح ہے:

الشریعة التزام العبودیة و الحقیقة مشاهدة الربوبیة و کل شریعة غیر مؤیدة بالحقیقة فغیر مقبولة و کل حقیقة غیر مؤیدة بالشریعة فغیر محصولة اذا الحقیقة لاتحصل الا بالشریعة

شریعت عبودیت اور بندگی کا التزام ہے اور حقیقت ربوبیت کا مشاہدہ کرنا ہے۔ اور ہر شریعت جو حقیقت کے بغیر ہو وہ نامقبول ہے۔ اور ہر حقیقت جو شریعت سے مؤید نہ ہو وہ لاحاصل ہے کیونکہ حقیقت شریعت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ہے۔

تحقیقی اور صحیح بات یہی ہے کہ حقیقت سے مراد شریعت کی حقیقت ہے نہ یہ کہ حقیقت شریعت سے جدا کوئی اور شے ہے۔ اور طریقت سے مراد حقیقت شریعت کے حاصل کرنے کا راستہ ہے نہ شریعت اور حقیقت سے الگ طریقت کوئی امر آخر ہے۔ جب تک حقیقت شریعت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت تک فقط شریعت کی ظاہری صورت ہی صورت ہوتی ہے۔

Marfat.com

حقیقت شریعت مقام اطمینانِ نفس اور حق الیقین میں حاصل ہوتی ہے غرضکہ شریعت اور حقیقت آپس میں عین ہیں اجمال اور تفصیل، استدلال اور کشف، غیب اور شہادت کا فرق ہے۔ جو احکام اور علوم شریعت حقہ میں بیان ہوئے ہیں وہی احکام و علوم شریعت مقام حق الیقین میں حقیقت کے کھلنے کے وقت تفصیل منکشف ہوتے ہیں اور غیب سے ظہور میں آتے ہیں۔ مقام حق الیقین کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس مقام کے علوم و معارف شریعت کے علوم و معارف کے مطابق ہو جائیں۔ مخالفت "حقیقت الحقائق" کا سنا رسائی کی دلیل ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ الاقدس سے کسی نے پوچھا کہ سیر و سلوک سے مقصود کیا ہے، فرمایا کہ معرفت اجمالی تفصیلی ہو جائے اور استدلالی کشفی ہو جائے۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق والاستقامۃ علی الشریعۃ علماً وعملاً وصلوٰۃ اللہ وسلامہ علی صاحبہا۔

ولی کس کو کہتے ہیں؟

شرح العقائد میں علامہ تفتازانی نے ولی کی تعریف اس طرح کی ہے:

الولی عند اھل التصوف والسلوک	اہل تصوف و سلوک کے نزدیک ولی اللہ وہ ہے
ھو العارف باللہ تعالیٰ و صفاتہ	جو حتی الوسع اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کا عارف
حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات	ہو۔ طاعات پر ہمیشہ پابند ہو، اور گناہوں سے
المجتنب عن المعاصی والمعرض	اجتناب اور لذات و خواہشات میں انہماک سے
عن الانہماک فی اللذات والشہوات	اعراض کرتا ہو۔

اور نفحات میں مذکور ہے:

الولی ھو الفانی من حالہ الباقی فی	ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فنا ہو کر مشاہدۂ حق

Marfat.com

مشاهدة الحق لم يكن له عن نفسه — میں بقا پانے والا نہ ہو۔ نہ اس کو اپنے نفس کی خبر ہے

اختيار ولا مع الغير قرار — اور نہ غیر کے ساتھ قرار۔

اور رسالہ قشیریہ میں لکھا ہے کہ ولی کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ولی جو فعیل کے وزن پر ہے مفعول کے معنی میں لیا جائے۔ اس صورت میں ولی وہ شخص ہوا جس کے تمام امور کا حق تعالیٰ متولی ہوا جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ الایۃ اپنے شخص کو حق تعالیٰ اس کے نفس کی تحویل میں ایک لمحہ نہیں چھوڑتا ہے (عنایت رب اس کی کارساز ہوتی ہے) اور وہ جذبہ کی مدد سے اصل الاصل سے جا ملتا ہے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسی کو مراد کہتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ولی کو فعیل بمعنی اسم فاعل لیا جائے۔ اس صورت میں ولی وہ ہے جو حق تعالیٰ کی عبادت کو اپنے ذمہ لے۔ اور اس پر لازم ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے تمام حقوق پورے پورے اور ٹھیک ٹھیک ادا کرے۔ اور سختی و آسانی ہر حالت میں حق تعالیٰ کی محافظت اور مداومت کرے۔

ولی کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ معصیت پر اصرار کرنے سے محفوظ ہو جیسا کہ نبی کی شرط معصوم ہونا ہے۔ ولی کی شرطوں میں سے ایک یہ بھی شرط ہے کہ اپنے حال کو اخفا کرے۔ برخلاف اس کے نبی اپنے حال کو ظاہر کرتا ہے۔ بناءً علیہ ایسا شخص جس کے اعمال موافق شریعت نہ ہوں وہ ولی نہیں بلکہ وہ تو کافر اور فاسق ہے۔ خلاصۃ السلوک میں ہے:

الولی علی ما قال البعض هو الذی یکون — بعض نے جو یہ کہا ہے کہ ولی وہ شخص ہے جس کا حال

مستور الحال ابدا والکون کل ناطق — ہمیشہ چھپا ہوا ہے اور ساری مخلوق اس کی ولایت کی

علی ولایته المدعی الذی ناطق — قائل ہو تو مدعی وہ ہے جو خود اپنی ولایت کا قائل ہو

Marfat.com

لولایته ، الکون کله ینکر علیه — اور مخلوق اس کا انکار کرے۔

ولایت عامہ وخاصہ

ولایت کی دو قسمیں ہیں۔ ولایت عامہ، ولایت خاصہ۔ ولایت عامہ تمام اہل اسلام میں مشترک ہے۔ اور وہ لطفِ حق سے قرب کا نام ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تمام اہل ایمان حق کی مہر و عنایت سے قرب رکھتے ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ان کو کفر کی تاریکی سے نکال کر نورِ ایمان سے مشرف فرمایا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ — اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ولی ہے جو ایمان لائے۔ ان کو اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے

اور ولایت خاصہ ارباب سلوک میں سے واصلین کے ساتھ مخصوص ہے۔

وهی عبارة من فناء العبد فی الحق وبقائه بالحق — اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ حق میں فنا ہو کر باقی باللہ ہو جائے۔

فنا و بقا: یعنی ولایت خاصہ مرکب ہے فنا اور بقا سے۔ فنا فی الحق کا مطلب یہ ہے کہ بندے سے غیر حق کا شعور ساقط ہو جائے۔ اور بقا بالحق میں اللہ تعالیٰ کی آگاہی کا رہنا اور اس کے غیر کی آگاہی کا نہ رہنا ہے۔

طبقات انسان

آدمیوں کے طبقات باعتبار مراتب کے تین قسم ہیں، اور ہر قسم میں درجات مختلف ہیں:

پہلی قسم میں واصلین اور کاملین ہیں اور یہ سب سے بلند طبقہ ہے۔

Marfat.com

دوسری قسم میں سالکین طریق ہیں، اور یہ درمیانی طبقہ ہے۔

تیسری قسم میں وہ زمین کے بسنے والے ہیں جن کی ہمت اور جولان گاہ بدن کی تربیت ہے یعنی نفسانی اور شہوانی خواہشات کا حصول اور بطن و فرج کے تقاضوں کی تکمیل ان کا اہم مقصد ہے۔ اور ننگ و ناموس کا خیال ان کو ہمہ وقت دامنگیر ہے۔ عبادات و طاعات سے ان کا حصہ کت زبان سے آگے نہیں ہے۔ یہ طبقہ سفلی ہے۔

واصلین کی دو قسمیں:

واصلین کی دو قسمیں ہیں: اوّل وہ مشائخ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) جو حضرت رسالت مآب علیہ السلام کی پیروی کامل کی وجہ سے ماذون ہو چکے ہیں۔ وہ خود کامل ہیں اور دوسروں کو کامل بنانے والے بھی۔ عنایت الٰہی نے ان کو عین جمع میں استغراق کے بعد ماہی فنا کے پیٹ سے نکال کر بقا کے [illegible] پہنچایا ہے۔ دوسری قسم میں وہ جماعت ہے جسے درجۂ کمال کے بعد خلق کی تکمیل اور رجوع کا کام ان کے حوالہ نہیں کیا ہے۔ وہ بحر جمع میں غرق ہوئے اور بطن فنا میں ان کو استہلاک حاصل ہوا۔ اور بساط بقا ان کے ہاتھ نہ آیا۔

سالکین کی دو قسمیں:

سالکین کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وجہ اللہ کے طالب۔ دوسرے بہشت اور آخرت کی نعمتوں کے طالب۔

طالبین حق کے دو گروہ متصوفہ محق اور ملامتیہ:

پھر طالبین حق کے دو گروہ ہیں: (۱) متصوفہ محق اور (۲) ملامتیہ متصوفہ محق وہ جماعت ہے جس نے صفات بشریہ کے نقص سے خلاصی پائی اور صوفیوں کے بعض احوال سے بھی آگاہ ہوئے لیکن ابھی بقائے

Marfat.com

نفسوں سے ان کا دامن نہیں چھوٹا ہے جس کی وجہ سے اہل قرب صوفیائے کرام کی نہایت کو نہ پہنچ سکے۔ اور نہ مقام بقا پا سکے۔

ملا بقیہ دوم: جو اخلاص و صدق کی نہایت میں حد درجہ کوشش کرتے ہیں اور مخلوق کی نظر سے عبادات کے چھپانے میں بہت اہتمام رکھتے ہیں جیسا کہ ایک گناہ گار گناہ چھپاتا ہے وہ ریا کے خوف سے اسی طرح عبادات ظاہر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں حالانکہ کوئی نیکی ایسی نہیں ہوتی جس کو وہ نہ کرتے ہوں۔ ان کا مشرب ہمیشہ اخلاص ہوتا ہے۔ یہ گروہ ہر چند عزیز ہے لیکن وجود بشری کے حجاب کے باعث ابھی ان کے دلوں میں انکشاف تام حاصل نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے وہ جمال توحید سے محجوب ہیں کیونکہ اخفائے اعمال میں دل کی نظر اپنی طرف باقی ہے۔ اور کمال یہ ہے کہ خود کو نہ دیکھے اور نہ جانے بلکہ ذات میں مستغرق ہو جائے۔

ملا بقیہ سوم: جن کو عنایت الٰہی کا جذبہ وجود سے خالی کرے اور ان کے دیدۂ شہود سے خلقت و انانیت کا پردہ اٹھا کر ایسے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اور نہ مخلوق کو۔ اس سے گروہ سوم اور ملا بقیہ کا فرق سمجھ لیجیے۔ ملا بقیہ مخلص ہیں (لام کے زیر کے ساتھ) یعنی اپنے اعمال کو ریا سے خالی کرنے والے اور سوم بقیہ مخلص ہیں (لام کے زبر کے ساتھ) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ایسی خصلت کے ساتھ خاص کرتا ہے جو حق تعالیٰ ہی کے لیے ہوتی ہے نہ اس کے غیر کے لیے۔

زہاد: وہ گروہ ہے جو ہنوز اپنے ایمان اور ایقان کے نور سے حقیقت آخرت اور جمال عقبیٰ کا مشاہدہ کرنے والا ہے اور دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں برا سمجھتا ہے اور مقتضیات نفس سے پورے طور پر اعراض کرتا ہے اور ان کا مقصود جمال اخروی ہوتا ہے۔

عباد: وہ گروہ ہے جو فرائض و نوافل اور وظائف پر پابندی اور ہمیشگی اختیار کریں اور یہ سب کچھ

Marfat.com

ثواب اُخروی کے لیے ہو۔

قلندریہ: ایک جماعت وہ ہے جس کو قلندریہ کہتے ہیں۔ وہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ مخلوق کی نظر میں اپنے آپ کو خراب ظاہر کریں۔ اور ان کی سعی بظاہر رسوم و عادات کے خراب کرنے میں ہوتی ہے اور میل جول کے تنیُّو داور آداب سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کا سرمایۂ حال سوائے دل کی فراغت اور خوشی کے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ زہاد اور عباد کے رسوم و عادات پر نہیں چلتے۔ نوافل و طاعات کی کثرت بھی نہیں کرتے اور فرائض کے علاوہ کسی عبادت پر ہمیشگی نہیں کرتے ہیں۔ ان کو کثیر مال و اسباب جمع کرنے کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ قلب کی خوشی پر قانع ہوتے ہیں۔ قلندریہ گروہ ریا و نمود سے خالی ہونے کی وجہ سے ملامتیہ فرقہ سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ملامتیہ تمام نوافل عبادات اور طاعات بجالاتے ہیں اور اس کو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اور قلندریہ فرائض کی حد سے آگے نہیں بڑھتے اور عبادات کے اظہار و اخفاء میں کوئی خاص لحاظ نہیں رکھتے ہیں۔

لیکن اس زمانے میں جس گروہ کا نام قلندریہ ہے اور وہ اسلام کی قید سے آزاد ہیں اور مذکورہ صفات سے خالی بھی ان کو قلندریہ کہنا صحیح نہیں۔

حشویہ: اصل میں ان کو حشویہ کہنا چاہیے۔ یہاں اس بیان کی چنداں حاجت نہیں تھی لیکن فرق جان کر بصیرت کے لیے ذکر کر دیا گیا۔

بیان مناصب اولیاء

رحمۃ اللہ علیہم

اب مناصب اولیاء کرام کا ضروری ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

قیّوم

معلوم ہونا چاہیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل متبعین کے لیے جو مناصب ہیں ان میں سے ایک قیوم ہے۔ قیوم وہ ہے کہ جس کی ذات سے عالم کی تمام حقیقتوں کا قیام وابستہ ہوتا ہے اور تمام عالم کی ہستی کا مدار اس کی ذات پہ ہے۔ وہ ایک ایسا جوہر ہے کہ تمام عالم کو اس کا عرض کہنا چاہیے۔ قطب، غوث، فرد اور ابدال اس کے نائب اور پیشکار ہیں۔ وہ ذات اقدس واجب الوجود کا خلیفۂ کامل اور عالم کے ذروں میں سے ہر ذرہ کا قبلۂ توجہ ہے۔ اس کا مایۂ وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود گرامی کی ماتی سے ہے ؎

کار جہاں بسر نرود بے رضائے او — در دست اوست بختی نہ چرخ راہوار
بر جملہ خاکدان روانست حکم او — چوں جادہ در صحاری و چوں موج در بحار

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؕ

مجدّد مائتہ

مجدد مائتہ وہ ہے جو سو سال کے بعد ایسے کمال کے ساتھ ظہور کرتا ہے کہ اس سیکڑے میں جو فیض اور رہنمائی کسی کو نصیب ہوتی ہے اس مجدد کے واسطہ سے ہوتی ہے اور غوث و قطب وغیرہ سب اس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

مجدّد الف

ہزار سال میں ایسا شخص ہوتا ہے کہ تمام اولیاء مع مجددین مائتہ کے اسی کے واسطہ سے مبدٔ فیاض سے فیض پاتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی کو اس واسطہ کا حال معلوم ہو یا نہ ہو۔

Marfat.com

عادت الٰہی اس طرح جاری رہی ہے کہ ہزار برس کے بعد ایک پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوتا رہا، جس نے دین الٰہی کو بطرز جدید رواج دیا۔ چونکہ اس اُمت میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت و رسالت منقطع ہو چکا ہے لہٰذا ایک ایسے عزیز الوجود اور مقدس ہستی کی ضرورت پڑی جو نبی نہ ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کا آپؐ کے طفیل وارث ہو کر ان کو تر و تازہ کرے اور جو علوم و کمالات ذات بحت سے متعلق ہیں اس پر ظاہر ہوں۔ ایسی ہستی گرامی کو مجدد الف ثانی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔

منصبِ امامت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اتباع سے جب کاملینِ اُمت مقامات نبوت کے کمالات تمام کرتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصبِ امامت کے ساتھ سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ اور بعض اس کمال پر فائز ہوتے ہیں مگر منصب امامت پر نہیں پہنچتے۔ یہ دونوں بزرگ اس کمال کے حصول میں برابر ہوتے ہیں۔ تفاوت فقط منصبِ امامت اور ان امور کے حصول میں ہے جو منصبِ امامت کے متعلق ہیں

منصبِ خلافت

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین جب ولایتِ کبریٰ کے کمالات تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے جو منصبِ خلافت کی استعداد رکھتے ہیں وہ منصب خلافت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور جو ایسے نہیں ہوتے وہ کمالات ولایت کبریٰ تو حاصل کر لیتے ہیں مگر منصب خلافت نہیں پاتے۔

قطب ارشاد، قطب مدار، قطب ابدال اور قطب الاقطاب

منصب امامت اور خلافت دونوں کمالات اصلیہ سے متعلق ہیں۔ کمالاتِ ظلیہ میں منصبِ امامت سے مناسب منصب قطب ارشاد ہے اور منصبِ خلافت سے مناسب قطب مدار ہے۔ یہ دونوں کو زبالا

Marfat.com

دونوں مقاموں سے نیچے اوران کے ظل ہیں۔

غوث

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غوث قطب مدار کے علاوہ ہوتا ہے اور وہ قطب مدار کا مددگار رہتا ہے۔ قطب مدار بعض امور میں غوث سے مدد چاہتا ہے اور ابدال کے مناصب قائم کرنے میں بھی اس کو دخل ہوتا ہے۔ اور قطب مدار کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے اعوان وانصار اس کے ہاتھ پاؤں کے مثل ہیں لہٰذا وہ اس اعتبار سے قطب الاقطاب ہوا۔ اور یہی قطب مدار قطب ابدال بھی ہے۔

حضرت امام ربانی قطب زمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک معرفت میں فرماتے ہیں کہ قطب ابدال اس فیض کا واسطہ ہے جو عالم کے وجود وبقا سے تعلق رکھتا ہے۔ اور قطب ارشاد اس فیض کا واسطہ ہے جو مخلوق کے ارشاد وہدایت سے متعلق ہے۔ لہٰذا پیدائش، رزق، ازالۂ بلیات، دفع امراض اور عافیت وصحت کا حصول قطب ابدال کے مخصوص فیوض ہیں، اور ایمان، ہدایت، توفیق حسنات، انابت، قطب ارشاد کے فیوض کا نتیجہ ہے۔ اور قطب ابدال ہمیشہ کام میں رہتا ہے اور اس سے عالم خالی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نظام عالم اس سے وابستہ ہوتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ قائم کیا جاتا ہے۔ البتہ قطب ارشاد کا ہمیشہ رہنا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عالم ایمان وہدایت سے بالکل خالی ہوتا ہے۔

اقطاب کے مراتب میں تفاوت

اقطاب کے مراتب کمال میں تفاوت بہت ہوتا ہے لیکن درجۂ ولایت سب کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ تفاوت درجۂ ولایت کے حصول کے بعد ہے۔ کامل قطب ارشاد وہ ہے جو خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

قدم مبارک پر ہو۔ اس کا کمال نبی کریم علیہ السلام کے کمال کے مطابق ہوتا ہے۔ بس فرق اصالت و تبعیت کا ہے اور ولایت کی تمام قسمیں اس سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہر مقام کی محافظت کے لیے کوئی نہ کوئی قطب اس مقام میں ہوتا ہے خواہ وہاں ایماندار رہتے ہوں یا کافر۔

مقام فردانیت: اور جب قطب ارشاد ترقی کرتا ہے تو مقام فردانیت پر پہنچتا ہے۔ فردانیت یہ ہے کہ اس کی کوئی مراد نہ رہے بلکہ اس کی مراد مرادِ حق ہو جائے۔

قطب ابدال تمام ابدالوں کا سردار ہوتا ہے اس وجہ سے سب جگہ تصرف کرتا ہے اور صاحب مناصب صاحب علم ضرور ہوتا ہے۔

ابدال کی تعداد

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بُدَلَاءُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا اِثْنَا عَشَرَ
بِالشَّامِ وَثَمَانَ وَعِشْرُوْنَ بِالْعِرَاقِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ابدال چالیس مرد ہیں۔ بارہ ملک شام میں اور اٹھائیس ملک عراق میں۔

لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کے دو حصے کیے، ایک شرقی دوسرا غربی۔ اور مراد عراق سے نصف شرقی ہے اور خراسان، ہندوستان، ترکستان اور باقی بلاد شرقیہ عراق میں داخل ہیں۔ اور شام سے مراد نصف غربی ہے اس میں ملک شام، مصر اور تمام بلاد غربیہ داخل ہیں پس ان چالیس مذکورہ اشخاص کا فیض تمام عالم میں جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ قوت دی ہے کہ جہاں چاہتے ہیں زمین لپیٹ کر چلے جاتے ہیں۔ مولوی عبدالغفور نے حاشیہ نفحات میں لکھا ہے کہ لفظ ابدال مشترک لفظ ہے۔ کبھی اس جماعت کو ابدال کہتے ہیں جو صفات ذمیمہ سے پاک ہو کر صفات حمیدہ سے متصف ہوئی

Marfat.com

ان کا شمار تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اور کبھی اس لفظ کا اطلاق ایک مخصوص جماعت پر ہوتا ہے جس کی تعداد متعین ہے چنانچہ بعض چالیس کہتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ اور بعض سات کہتے ہیں۔

اوتاد

ان میں سے بعض کا قول ہے کہ اوتاد ابدال سے الگ دوسری جماعت کا نام ہے۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ اوتاد جملہ ابدال ہیں۔ ان ابدال میں دو شخص امام ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان سات میں سے ایک قطب ابدال ہے۔ ان کو ابدال اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک جاتا ہے تو دوسرا جس کا مرتبہ اس سے کم ہوتا ہے اس کی جگہ بیٹھ جاتا ہے اور اس کے مرتبہ کی حفاظت کرتا ہے۔

سیر و سلوک

حرکت و انتقال علمی کا نام ہے جو غور و کیف سے ہے۔ حرکت اینی یعنی انتقال مکانی کا سیر و سلوک میں کوئی دخل نہیں ہے۔ (اور سیر چار قسم ہے):

سَیر اِلَی اللہ باللہ: (۱) وہ حرکت علمیہ ہے جو علم اسفل سے علم اعلیٰ کی جانب ہو۔ پھر اعلیٰ سے دوسرے اعلیٰ کی طرف۔ تا آنکہ علوم ممکنات طے کرنے کے بعد یہ سب علوم زائل ہو کر واجب تعالیٰ کے علم تک رسائی ہو۔ اور اس حالت کو فنا کہتے ہیں۔

سَیر فی اللہ (۲) سیر فی اللہ وہ حرکت علمیہ ہے جو مراتب وجوب، اسماء و صفات، شیون و اعتبارات، انقلابات و تنزیہات میں ہو حتیٰ کہ ایسے مرتبہ پر منتہی ہو کہ اس کو کسی عبارت سے تعبیر نہ کیا جا سکے نہ وہ قابل اشارہ ہو اور نہ کسی اسم سے موسوم، اور نہ کسی کنایہ سے معلوم، اور نہ کسی بزرگ کے ادراک میں آنے کے قابل؛ اس کا نام بقا ہے۔

Marfat.com

سَیْرٌ عَنِ اللّٰہ بِاللّٰہ (۳) سیر عن اللہ باللہ وہ حرکت علمیہ ہے جو علم اعلیٰ سے علم اسفل کی طرف ہو۔ پھر اسفل سے دوسرے اسفل کی طرف، تا آنکہ مراتب وجوب کے تمام علوم سے نزول اور الٰہی رجعت ہو۔ اس سیر والے کا حال یہ ہے کہ:

ھو العارف الذی نسی اللّٰہ باللّٰہ و	وہ ایسا عارف ہے جو خدا کو خدا کے ساتھ بھول گیا اور
رجع عن اللّٰہ باللّٰہ، وھو الواجد الفاقد	اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹا۔ وہ واصل ایسا
وھو الواصل المھجور والقریب البعید	کہ مہجور بھی، اور قریب ایسا کہ بعید بھی۔

سَیْرٌ فِی الْاَشْیَاء (۴) چوتھی سیر اشیاء کی سیر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی سیر کے علوم زائل ہو کر علوم اشیا شیئاً فشیئاً حاصل ہوں۔ یہ سیر پہلی سیر کے مقابل ہے اور تیسری سیر دوسری کے مقابل۔ اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ نفس ولایت یعنی فنا و بقا حاصل کرنے کے لیے ہے، اور سیر ثالث و رابع مقام دعوت حاصل کرنے کے لیے ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی کامل پیروی کرنے والوں کو بھی ان کے مقام سے حصہ ملتا ہے۔ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ الایہ ؎

برشکر غلطیدۂ سودائیاں — از برائے کودکی سودائیاں

اندراج النہایۃ فی البدایۃ

اس بلند و برتر طریقہ کے بزرگوار مقام جذبہ سے ابتدا کرتے ہیں اور وجد و التذاذ کے ذریعہ ترقی کرتے ہیں۔ یہ انجذاب و کشش اُن کے حق میں ایسی ہے جیسے دوسروں کے لیے ریاضات اور مجاہدات، دوسروں کے لیے جو چیز مانع وصول ہے، ان حضرات کے لیے ممد اور معاون۔ لامکانیت عالم کو عین مکانیت خیال

Marfat.com

کرکے وہ لامکان حقیقی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور عالم بے چون کو عین چوں جان کر بے چون حقیقی کی طرف ترقی کرتے ہیں۔ دوسروں کی طرح نہ وجد و حال پر مفتون ہوتے ہیں اور نہ لڑکوں کی طرح اخروٹ و منقوں پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ اور نہ اُن کے نزدیک تُرہات[1] صوفیہ قابل مباہات ہیں اور نہ شطحیات[2] مشائخ لائق افتخار بس وہ احدیت صرف کی طرف متوجہ ہیں اور اسم و صفت سے جز ذات مقدس کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ برخلاف دوسرے سالکین طریقت کے کہ وہ سلوک عالم خلق سے شروع کرتے ہیں اور سخت محنتیں اور مجاہدے کرکے نفس کا تزکیہ کرتے اور اس سیر کو قطع کرتے ہیں۔ پھر جب عالم امر کی سیر میں ابتدا کرتے ہیں اور انجذاب قلبی اور انتداذ روحی میں پڑتے ہیں تو اکثر اس کشش اور لذت پر قناعت اور کفایت کر لیتے ہیں۔ اور اس عالم کو لامکان اور بے چوں خیال کر لینا لامکان اور بے چون حقیقی سے باز رکھنے کا باعث ہوتا ہے۔ اسی کے بارے میں ایک سالک کا قول ہے کہ "سی سال روح را بخدا می پرستیدم"۔ یعنی میں تیس سال تک روح کو پوجتا رہا۔ ایک دوسرے سالک کا قول ہے کہ استواء و تنزیہ فوق العرش معارف غامضہ میں سے ہے جو فی الحقیقت دائرۂ امکان میں داخل ہے۔ تشبیہ تنزیہ نما ہے۔ الحاصل مقام جذبہ سے ان حضرات نقشبندیہ کا سلوک شروع کرنا اور ان پر ان احوال کا ورود ہونا جو دوسرے طرق کے منتہیان کے حالات ہیں، تو یہ اُن کی نہایت ان کی بدایت میں داخل ہوتا ہے۔

علم الیقین

ذات حق سبحانہ تعالیٰ میں علم یقین سے مراد یہ ہے کہ ان آیات کا مشاہدہ کرنا جو حق تعالیٰ کی قدرت پر دال ہیں۔ آیات کے شہود کا نام سیر آفاقی ہے، اور شہود ذاتی سوائے سیر انفسی کے متصور نہیں۔

---

[1] ترہات: سخنہائے باطل ۱۲ [2] شطحیات صوفیہ کرام کی اصطلاح میں ان کلمات کو کہتے ہیں جو مستی و ذوق میں بے اختیار زبان سے صادر ہوں اور شریعت کے خلاف ہوں۔ جیسا کہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کا قول انا الحق وغیرہ۔ (مترجم غفرلہٗ)

Marfat.com

عین الیقین

عین الیقین حق تعالیٰ کے شہود کا تام ہے۔ اس کے بعد کہ وہ علم یقین سے معلوم ہو چکا ہو اس شہود میں سالک کی فنا لازم ہے۔ جب اس شہود کا غلبہ ہوتا ہے تو تعین بالکل گم ہو جاتا ہے اور دیدۂ شہود میں اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا ہے۔ وہ فانی اور مستہلک ہو جاتا ہے۔ اس طائفہ عالیہ کے نزدیک اس شہود کو "ادراک بسیط" اور "معرفت" کہتے ہیں۔ اور یہ عین الیقین علم الیقین کا حجاب ہے۔ کیونکہ اس شہود کے حاصل ہونے کے وقت تمام تر حیرت اور نادانی ہوتی ہے۔ وہاں علم کی گنجائش قطعی نہیں رہتی۔

حق الیقین

تعین اور متعین کے ارتفاع اور اضمحلال کے بعد شہود حق تعالیٰ کو حق الیقین کہتے ہیں۔ عارف کو حق تعالیٰ کا یہ شہود حق تعالیٰ ہی کے ساتھ ہوتا ہے نہ خود اپنے ساتھ، کیونکہ بادشاہ کی بخششیں اس کی سواریاں ہی اُٹھا سکتی ہیں اور یہ شہود بقا باللہ میں جو مقام "بی یسمع وبی یبصر" ہے حاصل ہوتا ہے (جبکہ فنائے حقیقی کے حاصل ہو جانے کے بعد اُس کو حق تعالیٰ اپنے پاس سے "وجود موہوب حقانی" سے مشرف فرماتا ہے) اور "وجود موہوب حقانی" عارف کی عین ثابتہ کے انکشاف کا نام ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی محض بخشش سے تعینات کونیہ کے فنا ہونے کے بعد اس پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس کا تعین وہی تعین بسیط ہے جو مرتبۂ جمع ہے۔ اب ان تینوں مراتب یقین کو (قدرے تفصیل کے ساتھ) دوسرے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے۔

علم الیقین سے مراد شہود آفاق ہے۔ آفاق حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات پر دال ہے (لہذا یہ شہود حقیقتاً آثار اور دلائل کا شہود ہے نہ مشاہدۂ ذات) کیونکہ شہود اور ظہورِ ذات فقط نفس سالک میں ہی تجلی فرما ہوتا ہے۔ اور جو کچھ نفس سے باہر مشہود ہوتا ہے وہ تمام تر آثار، دلائل اور تعینات ہیں جو دلالت کرتے ہیں حق تعالیٰ

Marfat.com

کی ذات پر پس وہ تجلیات جو صورت اور انوار میں ہوتی ہیں وہ صورت متجلی کے غیر ہیں اور علم یقین میں داخل ہیں۔ جو صورت اور جو نور بھی ہو خواہ رنگدار ہوں یا بے رنگ اس امر میں سب یکساں ہیں۔ حضرت مخدومی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی شرح لمعات میں اس بیت میں اسی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

اے دوست ترا بہر مکان مے جستم ہر دم خبرت ازیں و آں مے جستم

اس بیت میں مشاہدۂ آفاقی کی طرف اشارہ ہے جو علم الیقین کے لیے مفید ہے چونکہ یہ شہود آفاقی آثار اور علامات کے سوا مقصود حقیقی کی کوئی خبر نہیں دیتا اور کوئی حضور نہیں بخشتا۔ جیسے کہ دھواں اور حرارت، کہ اس سے حضور آتش نہیں ہوتا۔ البتہ اتنا ہے کہ وہ آگ کا اثر اور علامت ہے جس سے آگ کے وجود پر استدلال ضرور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دائرۂ علم سے تو خارج نہیں البتہ عین الیقین کا فائدہ نہیں دیتا۔

عین الیقین حق تعالیٰ کے اس شہود سے مراد ہے جو بندہ کو اپنے تعین کے حجاب دور ہو جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ یہ شہود اس طائفہ عالیہ قدس اسرارہم کے نزدیک ادراک بسیط کہلاتا ہے۔ یہ ادراک عام لوگوں کو بھی حاصل ہے لیکن فرق یہ ہے کہ خواص کو حق تعالیٰ کے غیر کا وجود آگاہی سے نہیں روکتا۔ اُن کے دیدۂ شہود میں حق تعالیٰ کے سوا کوئی چیز مشہود نہیں ہوتی ہے۔ اور عوام کا حال اس کے خلاف ہے۔ یہ ادراک علم کے منافی ہے۔ کیونکہ یہاں تمام تر حیرت ہی حیرت ہے۔ جیسے کہ علم اس شہود کے منافی ہے اسی طرح عین، علم کا حجاب ہے، جیسا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحجب میں ذکر کیا ہے کہ:

علم الیقین حجاب عین الیقین و عین الیقین حجاب علم الیقین۔ علم الیقین عین الیقین کا حجاب ہے اور عین الیقین علم الیقین کا حجاب ہے۔

حق الیقین سے مراد حق تعالیٰ کا شہود ہے حق تعالیٰ ہی کے ساتھ اور پانا حق تعالیٰ کو اپنا عین

Marfat.com

یہ مرتبہ بقا باللہ میں حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ فنائے حقیقی کے حاصل ہو جانے کے بعد اس کو حق تعالیٰ اپنے پاس سے "وجود موہوب حقانی" سے مشرف فرماتا ہے اور سکر و بے خودی سے ہوش از افاقہ بخشتا ہے۔ اس مرتبہ میں علم و عین ایک دوسرے کا حجاب نہیں ہیں۔ عین شہود میں عالم ہے اور عین علم میں شاہد اور یہ تعین جس کو عین حق جانتا ہے تعین کوئی نہیں ہے، کیونکہ اس کا کوئی انتساب باقی نہیں رہا ہے۔ بلکہ یہ فنا ہے، جس کو حضرات صوفیۂ کرام وجود موہوب کہتے ہیں، کما مرّ۔

تنبیہ: تجلیات صوری میں تعینات اور اپنی صور کو جو لوگ حق جانتے ہیں وہ تعینات کونیہ ہیں کہ ابھی ان کی طرف فنائے راہ نہیں پائی۔ اور چونکہ یہ فرق بعض متوسطین راہ پر پوشیدہ رہا، اس لیے انہوں نے خیال کر لیا کہ حق الیقین میں بھی وہی تعینات کونی ہیں جن کو حق جانتے ہیں۔ ان کی اپنی یہ جہالت حضرات اکابر صوفیہ رحمہم اللہ کی طرف نسبت جہل کی موجب ہوئی ہے کہ انہوں نے گمان کر لیا کہ یہ حق الیقین توہم کے پہلے ہی قدم میں کہ جس کو تجلی صوری کہتے ہیں، اور اس کو کشف ملکوت سے بھی تعبیر کرتے ہیں، حاصل ہو جاتا ہے۔

الاعیان الثابتہ

باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے جو اسم سالک کا مبدء تعین اور اس کا قیوم درجہ ہے اس کو عین ثابت کہتے ہیں۔ اور سالک کی منتہائے سیر وہ اسم ہی ہوتا ہے جو اس کا مبدء تعین ہے، عین ثابت میں وصول کے بعد اس کی سیر اسی عین ثابت میں ہوتی ہے، کیونکہ وہ اسم بے انتہا تعینات پر مشتمل ہے۔ اور اس سیر کو سیر فی اللہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا تعین علمی وہ تعین ہے جو مرتبۂ جمع سے ہے اور وہ صفات کہ وہ ان پر مشتمل ہے الٰہی ہیں، نہ کونی۔ حقیقت میں سیر فی اللہ اسی سے مراد ہے۔

کفر طریقت و حقیقت: کفر طریقت و حقیقت جیسا کہ شریعت میں کفر و اسلام ہے اسی طرح

Marfat.com

طریقت میں بھی کفر و اسلام ثابت ہے۔ اور جیسا کہ شریعت میں کفر شرارت و نقص ہے اور اسلام کمال۔ اسی طرح طریقت میں بھی کفر طریقت نقص، اور اسلام طریقت کمال ہے۔

مقام جمع

کفر طریقت مقام جمع کا نام ہے کہ اس مقام میں استتار (پوشیدگی) ہے اور حق و باطل میں تمیز مفقود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اچھی اور بری صورتوں کے آئینہ میں سالک کا مشہود وحدت محبوب کا جمال ہوتا ہے، پس وہ خیر و شر کمال و نقص کو اس وحدت کے مظاہر و ظلال پاتا ہے، تو لازماً وہ کسی بری شے کا بھی انکار نہیں کرتا۔ کیونکہ انکار کی بنا حق و باطل میں تمیز پر ہے اور وہ اس کے حق میں معدوم ہے۔ چار و ناچار وہ سب کے ساتھ مقام صلح میں رہتا ہے اور سب کو صراط مستقیم پر سمجھتا ہے، اور یہ آیۃ کریمہ پڑھتا ہے:

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا — زمین پر ہر چلنے والی کی پیشانی حق تعالیٰ پکڑے ہوئے

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ — ہے۔ بیشک میرا رب سیدھے راستہ پر ہے۔

کبھی مظہر کو ظاہر (حق تعالیٰ) کا عین جان کر مخلوق سمجھتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ ہے اور مربوب کو جانتا ہے کہ وہ رب ہے۔ مرتبۂ جمع میں ایسے ہی گل کھلتے ہیں۔ حسین منصور نے اسی مقام میں کہا ہے ؎

كَفَرْتُ بِدِيْنِ اللّٰهِ وَالْكُفْرُ وَاجِبٌ — لَدَيَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ قَبِيْحٌ

میں نے اللہ کے دین کا انکار کیا اور کفر میرے نزدیک واجب اور مسلمانوں کے نزدیک برا ہے۔

یہ کفر طریقت کفر شریعت سے پوری مناسبت رکھتا ہے۔ لیکن کافر شریعت مردود اور مستحق عذاب ہے اور کافر طریقت مقبول اور مستوجب درجات ہے۔ کیونکہ یہ کفر طریقت محبوب حقیقی کی محبت کے غلبہ سے پیدا ہوا ہے۔ محبوب کے سوا اس نے سب کو بھلا دیا، اس لیے وہ مقبول ہے۔ اور کفر شریعت جہل اور سرکشی کی

Marfat.com

وجہ سے ظہور میں آیا ہے' لہٰذا مردود ہے۔

اسلام طریقت مقامِ فرق

اسلام طریقت سے مراد مقام فرق ہے' جو بعد جمع کے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مقام تمیز ہے۔ یہاں حق' باطل سے' اور خیر' شر سے متمیز ہوتی ہے۔ اسلام طریقت کو اسلام شریعت سے کامل مناسبت ہے۔ بلکہ ایسا ہے کہ جب اسلامِ شریعت حدِ کمال کو پہنچتا ہے تو اسلام طریقت سے اتحاد کی نسبت پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ (حقیقتاً) یہ دونوں اسلام شریعت ہی ہیں۔ فرق فقط ظاہر شریعت اور باطن شریعت کا ہے۔ یعنی ایک صورت شریعت' دوسری حقیقتِ شریعت۔

کفر طریقت کا مرتبہ اسلام طریقت یعنی صورت شریعت سے بلند تر اور حقیقتِ شریعت سے کمتر ہے ؎

آسماں نسبت بعرشش آمد فرود لیک بس عالی ست پیش خاک تود

یہاں سے یہ بھی سمجھ لیجیے کہ جن مشائخ نے شطحیات یعنی ظاہر شرع کے خلاف باتیں کہیں وہ مقام کفر طریقت میں اُن سے ظاہر ہوئی ہیں (اور اپنے حال میں مجبور ہیں۔ کیوں کہ) ان کو اس مقام میں امتیاز و تمیز باقی نہیں رہتا ہے۔ اور جو بزرگ دولت اسلام طریقت سے مشرف ہوئے' وہ اس قسم کی باتوں سے پاک ہیں اور ظاہراً و باطناً ہر طرح انبیاء علیہم السلام کی اقتداء کرتے ہیں۔

اب رہے وہ لوگ جو مرتبۂ کفر طریقت کو پہنچے بغیر خلافِ شرع باتیں کریں' اور سب کو حق اور صراطِ مستقیم پر جانیں' اور حق و باطل میں امتیاز نہ کریں تو وہ زندیق و ملحد ہیں' کہ ان کا مقصود شریعت کا باطل کرنا اور پیغمبروں (علیہم السلام) کی دعوتوں کو ملیامیٹ کر دینا ہے۔ پس یہ باتیں اہل حق سے بھی صادر ہوتی ہیں اور اہل باطن سے بھی۔ (لیکن) اہل حق کے لیے آب حیات ہیں' اور اہل باطل کے لیے زہر قاتل۔ جیسے کہ دریائے نیل

Marfat.com

کا پانی بنی اسرائیل کے لیے خوش گوار اور قبطیوں کے لیے خونِ ناگوار ہوا۔ یہ لغزش کا مقام ہے۔ اہل اسلام کا ایک جم غفیر اہل سکر کی باتوں کی تقلید کر کے راہِ مستقیم سے منحرف ہو گیا اور اپنے دین کو برباد کر دیا اور یہ نہ سمجھے کہ ان باتوں کے مقبول ہونے کے واسطے وہ شرطیں جو اہل سکر میں موجود ہیں وہ ان میں نہیں ہیں۔ ان شرائط میں سب سے بڑی شرط ماسوی اللہ کا نسیان ہے۔ اس کو قبولیت کی دہلیز سمجھنا چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ اہل حق اور اہل باطل میں امتیاز شریعت پر استقامت اور عدم استقامت کا ہے۔ اہل حق کی حالت یہ تھی کہ نصوص قید زنجیر کی بھاری مشقت کے باوجود پانچ سو رکعت نماز نافلہ ادا کرتے تھے۔ اور وہ کھانا جو ظالموں کے ہاتھ سے پہنچتا تھا، اگرچہ وہ حلال ہوتا تھا نہیں کھاتے تھے۔ اور اہل باطل کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان پر شرع کا حکم بجالانا کوہ قاف کی طرح گراں ہوتا ہے۔ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ۔ اس آیت کریمہ سے اسی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا۔

مقام

مقام وہ مرتبہ ہے جس میں بندہ کو اس کے ساتھ ایسا تحقق اور اتصاف حاصل ہو کہ وہ جب چاہے یگونہ تصرف سے وہاں پہنچ جائے۔ پس ہر شخص کا مقام اس کا موضع اقامت ہے جب تک ایک مقام کا اتصاف کما ینبغی پیدا نہ ہو اور اس میں فنا حاصل نہ ہو تو دوسرے مقام عالی کی طرف ترقی نہ ہو گی۔

حال

سالک کے قصد و ارادہ کے بغیر جو حالت رنج و خوشی، قبض و بسط، شوق و ہیبت وغیرہ اس پر وارد ہو وہ حال ہے حال و مقام میں فرق یہ ہے کہ حال محض بخشش ہے، اس میں کسب کو دخل نہیں۔ اور مقا

Marfat.com

ہیں کسب کو دخل ہوتا ہے۔ صاحب حال اپنے حال سے ترقی کرتا ہے اور صاحب مقام اپنے مقام میں متمکن ہوتا ہے۔

فرق

فرق اس مرتبہ کا نام ہے جس میں سالک کو خیر و شر، نقصان و کمال، عابد و معبود اور اعمال صالحہ و غیر صالحہ میں امتیاز حاصل ہو اور اس سے اعمال قصد و ارادہ سے صادر ہوں۔ (جیسا کہ اوپر گزرا)

جمع

وہ مرتبہ ہے جس میں خیر و شر، نقصان و کمال، عابد و معبود اور اعمال صالحہ و غیر صالحہ میں سالک کو کوئی امتیاز نہ رہے اور ہر شخص کے ساتھ اس کی صلح رہے۔ اس کا سبب تجلیات صفاتیہ اور شہود ذات جو فنا کا مقدمہ ہے۔ اور یہ مقام "سیر الی اللہ" کا منتہیٰ ہے۔ اس مقام کی معرفت حیرت ہے۔ وہ جو کچھ جانتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے اسی کی طرف سے دیکھتا ہے۔

جمع الجمع

جمع الجمع مرتبہ جمع سے بلند تر ایک ایسا مرتبہ ہے کہ اس میں سالک کو اپنی فنا کا علم بھی نہیں رہتا ہے اور ذات میں فنا حاصل ہونے کے سبب اس سے اپنا علم حضوری بالکلیہ جاتا رہتا ہے اور یہ فنا اس کو اس اسم کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے جو اس کا قیوم ہے۔ اس مرتبہ میں سالک کی نظر میں تعینات کونیہ میں سے کوئی تعین نہیں ہوتا ہے اور اس کا کوئی تصرف باقی نہیں رہتا ہے۔ بادی النظر میں اس سے جو کچھ صادر ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ کے تصرفات سے ہوتا ہے۔ سالک اس مقام میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مردہ بدست زندہ (کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدِی الْغَسَّالِ)۔ اس کو فنائے تام کہتے ہیں اور سیر فی اللہ بھی اسی کا نام ہے۔

Marfat.com

فرق ثانی، مقام دعوت

اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اس کا مددگار ہو تو ایک اور حالت عزیز ظاہر ہوتی ہے جسے فرق ثانی اور بقائے تام کہتے ہیں۔ اس میں سالک حق سے خلق کی جانب رجوع کرتا ہے، یہ مقام دعوت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو اصالۃً اور ان کے متبعین کو ان کی تبعیت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام میں جس تعین سے سالک متصف ہوتا ہے وہ تعینات کونیہ سے نہیں ہے بلکہ یہ تعین اللہ تعالیٰ نے محض اپنی بخشش سے دیا ہے جس کا نام وجود موہوب حقانی ہے۔ اس سیر کو سیر عن اللہ باللہ کہتے ہیں۔ مرتبۂ جمع سے پہلے جو فرق ہوتا ہے وہ تمام مخلوق کو ہوتا ہے، اور مرتبۂ جمع کے بعد جو فرق ہوتا ہے وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مختص ہے اور کار دعوت اسی کے ساتھ مربوط ہے۔ صوفیائے کرام (رحمہم اللہ) کی اصطلاح میں فرق سے مراد یہی فرق ہوتا ہے۔

بیان اصطلاحات حضرات نقشبندیہ

اب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کی بیان کی ہوئی بعض خاص اصطلاحوں کا ذکر کیا جاتا ہے (ان آداب کی پابندی متوسلین سلسلہ نقشبندیہ کو ضرور کرنا چاہیے:

نظر بر قدم (۱)

نظر بر قدم سے مراد یہ ہے کہ سالک چلنے میں اپنی نظر اپنے قدم پر رکھے (یعنی نیچی نظر رکھے اور ادھر ادھر دیکھتا نہ چلے) اس واسطے کہ چلنے کے وقت قسم قسم کی مخصوص چیزوں کی وجہ سے نظر جب پریشان ہوتی ہے اور انتشار پیدا ہوتا ہے تو اس سے جمعیت باطن جاتی رہتی ہے۔ اگر نظر قدم پر رہے گی تو جمعیت حاصل رہے گی،

Marfat.com

انتشار سے محفوظ رہے گا۔ تفرقہ سے بچنے میں اس کو بڑا دخل ہے۔

ہوش در دم، وقوف زمانی

(۲) اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر سانس میں ہوشیار رہے کہ وہ ذاکر ہے یا غافل۔ یہ لحاظ آہستہ آہستہ دوام حضور تک پہنچا دیتا ہے، اور اس کی رعایت تفرقہ نفس کو دفع کرتی ہے۔ اس کو وقوف زمانی بھی کہتے ہیں۔

سفر در وطن

(۳) سفر در وطن سیر انفسی کا نام ہے، جو حصول اندراج النہایۃ فی البدایۃ کا منشا ہے۔ یہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ دوسرے طرق میں سیر انفسی سیر آفاقی کے بعد ہے اور اس طریقہ میں اسی سیر انفسی سے ابتدا ہوتی ہے۔ اور سیر آفاقی اس سیر کے ضمن میں مندرج ہے۔ سالک کو چاہیے کہ اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا اس میں غیر اللہ کی محبت باقی ہے یا نہیں، اگر باقی ہو تو از سر نو توبہ کرے اور کلمہ توحید کے لا سے اس کی نفی کرے اور الا اللہ سے محبت حق سبحانہ کا اثبات کرے اور اس کلمہ طیبہ کی مداومت سے اپنی بری صفات مثلاً بغض و حسد، بخل و عداوت کو دور کرے۔

خلوت در انجمن

(۴) جب سفر در وطن متحقق ہو گیا تو انجمن کو بھی خلوت خانہ وطن بنائے یعنی انجمن میں تفرقہ متکلم مخالف نہ رہے اور کسی طرف ملتفت نہ ہو۔ ابتداءً اس میں تکلف ہوتا ہے، بعد کو یہ تکلف جاتا رہتا ہے۔ یعنی تفرقہ میں جمعیت اور نفس غفلت میں حضور حاصل ہوتا ہے۔ یعنی تفرقہ اور عدم تفرقہ سالک کی جمعیت باطن میں برابر ہوتا ہے۔ اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے اور تفرقہ کو ظاہر سے بھی دور کرے تو یہ اولیٰ و انسب ہے۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں ایسے ہی حضرات کی شان کا بیان ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ

ایسے لوگ بھی ہیں جن کو بیع وشراء اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان اوقات ظاہری تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا کہ مخلوق کے حقوق ادا ہو جائیں، اس غرض سے تفرقہ ظاہر مستحسن ہوتا ہے لیکن تفرقہ باطن کسی وقت بھی مستحسن نہیں کہ باطن خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ الحاصل سالکین کے لیے تین حصے ہوئے جو سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں:

(۱) باطن بالکل (۲) نصف ظاہر نصف (۳) دوسرا نصف ظاہر جو بظاہر مخلوق کے حقوق کے لیے ہے لیکن چونکہ ان حقوق کے ادا کرنے میں حق تعالیٰ کی فرمانبرداری مقصود ہے لہٰذا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہو گیا۔ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ۔

یاد کرو

(۵) یاد کرو۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا ذکر مراد ہے۔ ذکر اسم ذات ہو یا نفی واثبات، ذکر ایسی شے ہے جس سے غنا و بقا حاصل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے ؎

ذکر گو ذکرت ترا جان است — پاکی دل ز ذکر یزدان است

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ مراد پاؤ۔

یہ آیت کریمہ مدعا مذکور پر نص قاطع ہے۔

بازگشت

(۶) بازگشت سے مراد یہ ہے کہ چند بار ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل سے مناجات کرے کہ

Marfat.com

الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے — اور تیری ہی رضا مجھے مطلوب ہے
اپنی نعمت مجھ پر فائز فرما! — اور اپنی درگاہ پاک میں مجھے وصول عطا فرما

ذکر کرنے میں یہ بڑی مفید شرط ہے اس سے غفلت نہ ہونا چاہیے۔

نگاہ داشت

(۷) وساوس و خطرات کا قلب سے دور کرنا نگاہ داشت ہے۔ سالک کو چاہیے کہ ہوشیار رہے اور دل میں خطرات کو نہ آنے دے، ورنہ ان کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ اس طریقہ سے جمعیت و طمانیت کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے جب قلب سے خطرہ بالکل زائل ہو جائے تو فنائے قلب حاصل ہوتی ہے۔ رہا دماغ سے خطرات کا اترنا، تو فنائے نفس کے بعد وہ بھی زائل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد خطرات کے ادراک میں حیرت ہوتی ہے کہ کہاں سے آتے ہیں۔ ارباب عقول کے نزدیک تو خطرات کا جانا رہنا معقول نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا طریق طور عقل سے وراء ہے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر
آں خیالاتے کہ دام اولیاست — عکس مہ رویان بستان خداست

مقامات عشرہ

مقام ولایت تک پہنچنا بغیر مقامات عشرہ کے حصول کے متصور نہیں، وہ مقامات عشرہ یہ ہیں:
توبہ[۱]، انابت[۲]، زہد[۳]، قناعت[۴]، ورع[۵]، صبر[۶]، شکر[۷]، توکل[۸]، تسلیم[۹]، رضا[۱۰]۔

ان مقامات کا حصول خواہ بالاجمال ہو، جیسا کہ اس طریقہ نقشبندیہ میں ہوتا ہے کہ اس طریقہ میں نسبت اجمالی جذبی ہے۔ اور یا بالتفصیل ہو، جیسا کہ دوسرے سلسلوں میں ہوتا ہے کہ وہاں سیر تفصیلی اور

Marfat.com

سلوکی ہے۔

جذب وسلوک میں فرق

جذب وسلوک میں بڑا فرق ہے حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے معارف لدنیہ میں ایک معرفت میں اس کو بیان فرمایا ہے (وھو ھٰذا)

"سالک مجذوب کو معرفت میں مجذوب سالک پر فوقیت، اور مزیت حاصل ہے اور محبت میں اس کے برعکس معاملہ ہے کہ مجذوب سالک، کو سالک مجذوب پر تفوق ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مجذوب سالک کا مربی اوّل سے آخر تک اللہ تعالیٰ ہے کہ محبت خاص کے ساتھ اس کی تربیت فرما کر عنایت کاملہ سے اپنی بارگاہ قدس کی طرف اس کو کھینچتا ہے۔ پھر اس معرفت سے مراد وہ معرفت ہے جو تجلیات افعالیہ یعنی اشیاء کونیہ اور صفات امتنانیہ الٰہیہ کی معرفت کے ساتھ متعلق ہے۔ لیکن وہ معرفت جو ذات حق تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہے جس کو جہل سے تعبیر کرتے ہیں، اور وہ معرفت جس کا تعلق صفات سلبیہ سے ہے جو حیرت پر مشتمل ہے، اور وہ معرفت جو صفات موجودہ سے متعلق ہے، اور وہ جو شیونات ذاتیہ اعتباریہ سے تعلق رکھتی ہے۔ پس اس میں مجذوب سالک احق ہے اور ان کی تفاصیل کے ساتھ اولیٰ ہے۔ ہاں وہ معارف جن کا تعلق ان دس مقامات سے ہے تو ان کی تفاصیل میں سالک مجذوب احق ہے۔ کیونکہ اس نے ان مقاموں کو تفصیلاً قطع کیا ہے اور تفصیل کے ساتھ اس سے گزرتا گیا ہے۔ ہر مقام کے دقائق اُسے جس تفصیل کے ساتھ معلوم ہیں مجذوب سالک کو اس طرح معلوم نہیں کیونکہ یہ ان مقاموں کو بالاجمال پہنچا ہے۔ اور ہر مقام کا خلاصہ ہی اس نے حاصل کیا ہے۔ پس ان مقامات میں سالک مجذوب ظاہر اور صورت کے اعتبار سے اتم ہوتا ہے اور مجذوب سالک زبدہ اور خلاصہ کے اعتبار سے اکمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صورت و ظاہر کو دیکھنے والے عوام نے گمان کیا ہے کہ اول شخص (سالک مجذوب) ان مقامات عشرہ میں دوسرے (مجذوب سالک)

Marfat.com

کی نسبت زیادہ کامل واکمل ہے اور یہ نہیں جانتے کہ مجذوب سالک میں وجود رغبت زہد کے منافی نہیں ہے اور تعلق اسباب توکل کے خلاف نہیں ہے اور کراہیت وناخوشی کا پایا جانا رضائے تام کا مانع نہیں ہے کیوں کہ اس کی رغبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اسباب کے ساتھ اس کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اسی طرح کراہت بھی اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ یہ اوصاف اس میں خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ دنیا میں اس کو کسی چیز سے رغبت ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہ اس کے سوا کسی دوسری غرض کے لیے ہے۔ اور اگر نفس کے اشارے سے بھی وہ رغبت کرتا ہے تو چونکہ اس کا نفس حق تعالیٰ میں فنا ہو چکا ہے اس لیے اس کی یہ رغبت حقیقت میں اس کے پروردگار کے لیے ہے، نہ نفس کے لیے"۔

یادداشت

(۸) یادداشت اللہ تعالیٰ کے لیے توجہ صرف ہے جو الفاظ اور تخیلات سے مجرد ہو اور حضور بے غیبت ہو یعنی ذات حق تعالیٰ کا علی الدوام وہ حضور جس میں شیون واعتبارات کا حجاب درمیان میں نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ توجہ حاصل نہیں ہوتی ہے مگر فنائے اتم اور بقائے اکمل کے بعد۔

وقوف عددی

(۹) نفی واثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے کو وقوف عددی کہتے ہیں۔

وقوف قلبی

(۱۰) وقوف قلبی قلب کی طرف توجہ کو کہتے ہیں جو قلب بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس توجہ میں وہ راز ہے جو خاندان قادریہ میں ضرب کی رعایت میں ہے۔

Marfat.com

خاتمہ

خاتمہ میں مخدوم عالم، مرادِ اعظم، نفس مکرم ولایت، شمع شبستان ہدایت، ہادی راہِ شریعت و حقیقت حضرت مرشدنا و مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی قدس سرہٗ کے مختصر حالات قلمبند کیے جاتے ہیں۔

اگرچہ حضرت کے حالات شریفہ اور مقامات رفیعہ حد بیان سے باہر اور فہم و ادراک سے بالا ہیں تاہم اس مقولہ کے پیش نظر ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ اس چمنستان کی تھوڑی سی خوشبو ناظرین تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حضرت قبلہ کے بزرگوں کا وطن اصلی خطۂ فاخرہ سرہند تھا، کسی زمانہ میں یہ شہر حقیقتاً اسم با مسمّٰی تمام ہند کے سردار کی حیثیت رکھتا تھا۔ سکھوں کے تغلب اور تسلط کے زمانہ میں جب وہاں کے رہنے والے عموماً اور مسلمان خصوصاً پریشان ہوئے تو حضرت کے اجداد کرام نے مجبوراً سرہند کی سکونت ترک کر دی اور اطراف ہند کے شہروں میں جا کر آباد ہو گئے۔ اس وقت حضرت قبلہ کے آباء بریلی میں اقامت گزیں ہوئے۔ پھر وہاں سے جاجمجدرامپور تشریف لائے۔ یہاں کے والیان ریاست نے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور عقیدت مندی کے ساتھ ملازم خدمت ہیں پوری تا دیر رہے۔

حضرت والا کی ولادت با سعادت ۱۴ صفر ۱۲۴۹ھ کو رام پور میں ہوئی تھی۔ قدرت جس کو جس کام کے لیے پیدا کرتی ہے اس کے لیے ویسے ہی سامان کر دیتی ہے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آں را در دلش انداختند

(مولانا روم)

Marfat.com

چونکہ آپ کی ذات عالی سے حق تعالیٰ کو بڑا کام لینا تھا، لہٰذا توفیق الٰہی نے ابتدا ہی سے دستگیری کی چنانچہ سن تمیز کو پہنچتے ہی اپنے والد اور شیخ واحد علی صاحب سے علم فارسی کی تکمیل کی، یہ دونوں حضرات اس فن میں استاد اور بڑے ماہر تھے۔ اس کے بعد صرف و نحو وغیرہ علوم عربیہ کی تعلیم حافظ غلام نبی صاحب مولوی جلال الدین صاحب، اور مولوی نصیر الدین خاں صاحب سے حاصل کی۔ یہ تینوں حضرات بھی مشہور زمانہ اور اپنے کمالات میں یگانہ تھے۔ اس کے بعد لکھنؤ میں علوم نقلیہ کی تکمیل کی۔ پھر وہاں سے علامہ دوران مولانا محمد نواب صاحب کی خدمت میں کتب معقول کے استفادہ کے لیے واپس رام پور تشریف لائے۔ اس زمانہ میں علامہ موصوف نواب کلب علی خاں کی تعلیم پر مامور تھے لہٰذا حضرت قبلہؒ کو نواب کلب علی خاں کی مجلس استفادہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور اُن کے ساتھ صحبت رہتی تھی۔ نواب صاحب موصوف کی مذہبی تعلیم کے لیے ان کے والد نواب محمد سعید خاں صاحب والیٔ ریاست نے دو شیعہ مجتہد بھی مقرر کیے تھے۔ ان مجتہدوں کے خاص عقائد کی تعلیم سے جو نقوش نواب کلب علی خاں کے قلب پر پڑتے تھے، حضرت قبلہؒ کے اظہار حقیقت سے محو ہو جاتے تھے اور مجتہدوں کی کوشش رائیگاں جاتی تھی جس پر مجتہدوں نے نواب محمد سعید خاں سے کی اور نواب کلب علی خاں حضرت قبلہؒ کی بابت صحبت سے علیحدہ کیے گئے

اس واقعہ کے بعد حضرت قبلہؒ دہلی تشریف لے گئے اور حسن اتفاق دیکھیے کہ علامہ دوران مولانا محمد نواب صاحب بھی رام پور سے تعلق قطع کر کے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں پر سابق حضرت سے استفادۂ علمی کرتے رہے تا آنکہ تعلیم سے فراغت پائی اور شہرت عام کے مالک ہوئے اور جس استفادہ کے لیے آرزومند ہوئے تھے

پھر حضرتؒ نے تعلیم سے فراغت پاکر اپنے استاد مولانا محمد نواب صاحب کی رہنمائی سے قبلہ امام مربع

Marfat.com

خاص و عام، عارفِ کامل حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددیؒ کی صحبت کیمیا خاصیت سے فیضیاب ہونا شروع کیا اور بکمال صدق و ارادت و حسن عقیدت شرف بیعت قبول کیا اور تھوڑے عرصہ میں منازل سلوک طریقت اور مدارج عروج معرفت طے فرما کر اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور مقام محبت سے مقام محبوبیت پہ فائز ہوئے۔

آپ کے مرتبہ کا اس سے اندازہ کیجیے کہ آپ کے مرشد زادے آپ کے کمالات کا ذکر مجالس میں رشک سے کرتے اور آپ پر رشک کرتے تھے۔

ایک روز حضرات مرشد زادگان اور خود حضرت قبلہؒ کے درمیان کچھ شکر رنجی پیدا ہوئی حضرت نے بیاس ادب رخصت ہونے کی درخواست اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پیش کی اور اجازت کے لیے اصرار کیا۔ مرشدؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "کوئی شخص اپنے دل و جان سے دوری اور اپنی آنکھوں سے اوجھل کیسے گوارا کر سکتا ہے" یہ جملہ سن کر رو دیے اور آپس میں شیر و شکر ہو کر رہ گئے۔

حضرت قبلہ نے اپنے شیخ کامل مولانا شاہ احمد سعید صاحبؒ کی خدمت میں ایک مدت اقامت گزیں رہ کر کتب تصوف، حقائق و معارف اور حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور ان کے بطون سے واقف ہو کر سلوک مجددیہ انجام کو پہنچایا اور مجاز و خلیفہ ہو کر اپنے وطن میں اقامت کے لیے مامور ہوئے۔

حضرت مولانا شاہ محمد مظہر صاحبؒ جو حضرت قبلہ امام مولانا شاہ احمد سعید صاحبؒ کے خلف اصغر و سجادہ نشین اور محرم اسرار و یقین تھے، اپنی کتاب مقامات سعیدی میں حضرت قبلہ کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت مولانا ارشاد حسینؒ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحبؒ کے اکابر اصحاب اور اجلۂ خلفاء میں کامیاب ہستی ہیں، انہوں نے مراتب سلوک کو جیسا کہ چاہیے طے فرمایا ہے حضرت قبلہ مولانا

Marfat.com

کے علوم صوری و معنوی کے کمالات کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے"۔

حضرت کا نسب ۱۰ واسطوں سے امام ربانی مجدد الف ثانی تک پہنچتا ہے تفصیل یہ ہے:

مولانا محمد ارشاد حسین بن حکیم احمد حسین بن میاں غلام محی الدین بن میاں فیض محمد بن شاہ کمال الدین بن شیخ درویش احمد بن شیخ زین العابدین عرف شاہ فقیر اللہ بن شیخ ضیاء الدین یوسف بن شاہ محمد یحییٰ فرزند اصغر قطب ربانی مجدد و منور الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحبؒ غدر کے زمانہ میں خانقاہ مظہریہ دہلی سے براہ پنجاب و کراچی ہجرت عازم حرمین شریفین ہوئے حضرت قبلہ ہمرکاب تھے۔ مگر آپ کو پانی پت سے وطن جانے کا اصرار کر کے واپس کر دیا۔

پھر ایک عرصہ کے بعد حضرت قبلہ تقاضائے شوق و محبت تو فقیر اللہ ایک خاص [illegible] بخاری کو ساتھ لے کر حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے اور سعادت آستانہ بوسی روضہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف اندوز ہوئے اور ایک سال تک زیر سایہ روضہ مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شاہ صاحب قبلہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ اور پھر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق ہدایت خلق کے لیے رام پور میں قیام کرنے پر مامور ہوئے [illegible] باطنی فیوضات سے اطراف عالم کو معمور فرمایا۔

حلیہ شریف و اخلاق لطیف

آپ کا قد مبارک سیدھا درمیانی، سر پر شکوہ، کشادہ پیشانی، ڈاڑھی گھنی آنکھیں [illegible] بھویں لمبی ایک دوسری سے جدا گویا قبلۂ مراد سائل، ناک معتدل، رخسار با جمال [illegible] مبارک کا رنگ

۳۲ بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی [illegible] ابی آدم [illegible] قرط [illegible]

Marfat.com

گندمی کو یا بدر کامل کی طرح گول، اور ہیبت و جلال میں چمکتا سورج، دانتوں کی قطار موتیوں کی ایک لڑی جو بھی اس جمال باکمال کو دیکھتا زبان حال سے اس بیت کا مضمون ادا کرتا ؎

ہیبت خلق است ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

آپ کے اکثر احباب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت آپ کی مثالی صورت میں ہوئی جس کے باعث ان کی عقیدت آپ سے زیادہ مستحکم ہو گئی۔ سینہ فراخ و کشادہ، کمر باریک۔ خلاصہ یہ کہ از سر تا پا تمام اعضاء نہایت اعتدال و تناسب رکھتے تھے۔

عمامہ سفید سر پر باندھتے اور کرتہ جس کا گریبان سینہ پر ہوتا پہنتے۔ تسبیح اور عصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ گفتار میں نرمی و انکساری تھی، کلام دلفریب محبت بڑھانے والا اور بیگانوں کو اپنانے والا ہوتا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ صفائی سے پیش آتے اور عہد کو پورا فرماتے، محتاجوں کو بخشش و کرم سے نوازتے اور فقیروں سے پیار رہتا۔ بزرگوں کا ادب و خدمت کرتے، چھوٹوں پر رحم و شفقت فرماتے تھے۔ علم باعمل اور کردار عمل کا نمونہ تھا۔ یہ غم گسار اور بیواؤں کے تیماردار تھے الخ۔ تمام اہل شہر مسلم و غیر مسلم گویا مرید اور غلام تھے۔ آپ کے اخلاق و محبت کا سب کے دلوں میں طوق تھا۔ آپ کا ادب و احترام تمام امراء و رؤسا سے بھی فوق تھا۔

نواب شہامت علی خاں خلف نواب کلب علی خاں کے عہد میں بعض لوگوں کی شرارت سے خانقاہ شریف کا مقررہ وظیفہ موقوف ہو گیا تھا لیکن خزانہ غیب سے خانقاہ کا خرچ بدستور چلتا رہا۔ یہ خانقاہ نواب کلب علی خاں کے زمانہ میں حکومت اندور کی طرف سے جب کہ وہ ریاست کے مہمان تھے تعمیر ہوئی تھی۔ نواب کلب علی خاں چاہتے تھے کہ چند گاؤں خانقاہ کے مصارف کے لیے مقرر کر دیے جائیں۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قبول نہ فرمایا اور فرمایا کہ میری وفات کے بعد یہ گاؤں میری اولاد میں موجب نزاع باہمی اور سبب خسران آخرت ہوں گے، اس لیے میں پسند نہیں کرتا۔

مدینہ منورہ سے واپس آنے کے بعد اوقات عزیز افادہ و افاضہ میں گزرتے اور خلوت گزینی اور عزلت پسندی شیوہ تھا۔ نیز صبر و توکل، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ کسی سے کوئی مطلب نہ تھا۔ چنانچہ اسی دوران میں نواب کلب علی خاں مرحوم نے جبکہ وہ بیمار تھے۔ محمد عثمان خاں کارگزار ریاست کے توسط سے کچھ روپیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا۔ آپ نے رد کر دیا اور فرمایا کہ صدقہ مسکینوں کا حق ہے۔ ہم ان کی صحت کے لیے حسبۃً للہ دعا کرتے ہیں۔ یہ جواب سن کر نواب صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ میں بے شک فسق و فجور میں مبتلا ہوں لیکن اہل اللہ کی عقیدت و اخلاص سے محروم نہیں ہوں ؎

اَحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان میں سے نہیں ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے نیک بنائے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ وہ خلاف شرع کاموں سے بالکل بیزار ہو گئے اور صالحین میں شمار ہوئے۔ نواب صاحب مرحوم زمانۂ ولیعہدی سے آپ سے اخلاص و عقیدت رکھتے تھے۔ اس قسم کی کرامتیں دیکھنے کے بعد ان کے اخلاص و عقیدت میں اور بھی اضافہ ہوا اور محبت اور دوستی میں ترقی ہوئی اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کے باوجود انتہائی اصرار سے خدام خانقاہ کے مصارف ماہانہ سے مقرر کر دیے۔ اور جس روز سے ریاست کے مہمات حضرت کی رائے اور صلاح سے طے ہونے لگے۔ ہر کام میں فتح اور کامیابی حاصل ہوئی اور گورنمنٹ میں ریاست کا اعزاز خوب بڑھا۔

Marfat.com

آپ نے جب مدینہ منورہ سے معاودت فرمائی تو ملا فقیر اخوند صاحبؒ کے مزار کے حجرہ میں قیام فرما کر نو مہینے میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر ایک بیوہ سے نکاح کر کے کٹے باز خاں کے گھر میں فقط توکل پر بسر کرتے تھے۔ ہفتہ ہفتہ فاقہ کی نوبت ہوتی تھی اور امراض و عوارض مزید برآں۔ لیکن کمال استقامت کا حال یہ تھا کہ کسی پر مصیبتوں کے آثار ظاہر نہ ہوتے۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ورد زبان تھا اور مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا آیۃ دل نشین تھا۔ ایک مرتبہ آپ کو شدید مرض خارش ہو گیا۔ حضرت کے والد ماجد علاج کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت کا علاج کی طرف خاص التفات نہ تھا۔ بے التفاتی دیکھ کر والد صاحب نے کچھ کلمات بزرگانہ بھی کہہ دیے۔ آپ نے اس کو شفقت پدری پر محمول کر کے فقط اتنا عرض کیا کہ "شفا خدا کے دست قدرت میں ہے نہ کہ دوا کے"۔ خدا تعالیٰ کا کرم یہ ہوا کہ اسی روز سے مرض میں تخفیف ہونے لگی اور اس کے بعد پندرہ ہی یوم میں صحت کلی ہو گئی۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے محلہ چاہ شوریں رہنا پسند کیا اور یہیں ایک خانقاہ آپ کے لیے تعمیر ہوئی۔ آپ فتویٰ لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اس بنا پر بعض جاہل و نادان افغانوں نے ابتداءً کچھ سرکشی بھی کی لیکن آپ نے قطعاً ان کی پروا نہیں کی۔ آخر کار سب تابعدار اور فرماں بردار ہو گئے اور شہر کے تمام اہل اسلام از ہنود آپ کو باپ سے بھی زیادہ مہربان سمجھنے لگے۔ مدار المہام کے قتل میں بعض نمک حراموں نے اپنے اغراض کے ماتحت آپ پر بھی سازش کا افتراء کیا۔ اس افتراء کے باعث پریذیڈنٹ کونسل نے انگریزی فوج بلائی اور شہر سے آپ کو نکالنے کی سعی کی۔ چونکہ واقعہ جھوٹا تھا اور خداوند تعالیٰ کی تائید آپ کے شامل حال، لہٰذا نہ صرف یہ کہ اُس نے اس خیال فاسد سے درگزر کیا بلکہ اس نے اور دوسرے حکام نے معذرت کی اور آپ کے اعزاز اور تنخواہ میں مزید ترقی ہوئی اور ریاست کے

Marfat.com

کے انتظامی امور میں آپؒ کی رائے کا دخل ہوا۔ یہ آپؒ کی کرامت اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت وحمایت کی دلیل ہے۔ ایک روز صاحبزادہ مہدی علی خاں، نواب احمد علی خاں کے داماد نے جو شیعہ مذہب تھے بنیت فساد شیعۂ وسُنّی کے نکاح کے متعلق فتویٰ چاہا۔ آپؒ نے اپنے شاگرد سے جواب لکھا دیا کہ حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔ اس فتویٰ کو نواب کلب علی خاں کے سامنے پیش کرکے ان کو بدظن کرنا چاہا۔ چونکہ اس فتویٰ کی زد نواب کلب علی خاں پر بھی پڑتی تھی اس لیے وہ بغیر سوچے سمجھے کچھ رنجیدہ ہوئے مگر بردباری اور ہوشیاری سے کام لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جواب مولانا کے قلم کا نہیں ہے۔ اس کے بعد ایک روز نواب کلب علی خاں نے مہدی علی خاں کے سامنے مسئلہ مذکورہ کا ذکر کرکے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ ایسے مسائل کے جواب میں تامل سے کام لینا چاہیے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے اور اس کا چھپانا شرعاً ممنوع ہے۔ امور شرعیہ میں کسی کی رعایت قطعاً جائز نہیں۔ اتنا فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دولت خانے پر آتے ہی شاہجہان پور کے ارادہ سے بریلی کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا امداد حسین صاحبؒ سے فرمایا کہ متعلقین اور لواحقین کو اپنے ساتھ لے کر شاہجہاں پور آئیں۔ جب یہ خبر نواب صاحب کو معلوم ہوئی تو بیتاب ہوگئے اور اراکین ریاست کو حکم دیا کہ جلد سے جلد راستہ میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پگڑیاں قدموں پر رکھ کر میری جانب سے عرض کریں کہ میں اپنی تقصیر و بے ادبی کی معافی کا طالب ہوں اور اپنی خطا پر شرمسار۔ آئندہ احکام شرعیہ میں کبھی بے جا مداخلت نہیں کروں گا۔ الغرض موضع دھمورہ کے قریب یہ تمام امور طے ہوگئے اور حضرت واپس تشریف لے آئے۔ ابھی تسبیح خانہ تک پہنچے ہی تھے کہ نواب صاحب خود بھی حاضر ہوگئے اور عہد و پیمان از سر نو مضبوط ہوگیا۔ اس کے بعد کوئی امر خلاف ظہور میں نہیں آیا۔ چنانچہ آپؒ نواب صاحب کی بیماری کے دوران میں اپیل خاص کے مقدمات فیصلہ فرماتے

Marfat.com

تھے اور رعایا کے فائدہ کے پیش نظر سرکاری نقصان بھی ہوتا تھا مگر کبھی حرفِ شکایت نواب صاحب کی زبان پر نہیں آیا۔

معمولی اوقات

جب ایک تہائی شب رہ جاتی تھی تو نماز تہجد ادا فرماتے تھے اور بعد فراغت نماز تہجد ادعیہ ماثورہ تک تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتے۔ پھر خیر فجر ادا کر کے دائیں پہلو پر آرام فرماتے اور فرض نماز حسب سنت طویل کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا فرماتے۔ وقت نماز عمامہ زیب سر ہوتا۔ نماز سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب کے بعد فاتحہ پڑھ کر تسبیح خانہ میں آتے اور اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ دعائے حزب البحر و نماز اشراق نماز ظہر کے بعد حاضرین کو توجہ دیتے تھے۔ حاضرین توجہ کے وقت تک ختم حضرت امام ربانی اور خود آنحضرت کے مجموعہ ختم میں مشغول رہا کرتے۔ توجہ ایسی قوی پڑتی تھی کہ دس برس کا کام ایک سال میں ہو جاتا تھا۔ اس حلقہ سے فارغ ہو کر درس و تدریس کی مجلس دو پہر تک گرم رہتی تھی۔ اگر موسم گرما ہوتا تو تھوڑا سا قیلولہ کرتے، پھر اٹھ کر سنت قبل الزوال ادا کر کے قرآن مجید بقدر معمول تلاوت کرتے۔ اس کے بعد مسجد میں جا کر موافق مذہب حنفیہ کے نماز ظہر تاخیر مستحب کے ساتھ قرعۂ سنوخ کے ساتھ ادا کرتے پھر تسبیح خانہ میں آکر اہل حاجت کی حاجت برآری میں مشغول رہتے تھے۔ پھر نماز عصر سے فارغ ہو کر مغرب تک کتب تصوف مثلاً مثنوی مولانا رومؒ، مکتوبات امام ربانیؒ، عوارف المعارف، احیاء العلوم قصیدہ غوثیہ پڑھاتے۔ مغرب کی نماز پڑھ کر تسبیح خانہ میں آتے اور مثل صبح کے اوراد میں مشغول ہوتے اور حاضرین حلقہ کو نہائی رات تک توجہ دیتے۔ اس وقت توجہ سے پہلے ختم خواجگان اور دروز تنجینا کا معمول

Marfat.com

تھا۔ پھر نماز عشا مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کر کے دولت خانہ میں تشریف لے جاتے اور اہل و عیال کے ساتھ کھانا بقدر سد رمق تناول فرماتے منگل اور جمعرات کا دن فتاوی کی تحریر کے لیے مقرر تھا اس لیے طلبہ کا ان دو دنوں میں سبق نہیں ہوتا تھا جمعہ کے روز غسل فرما کر لباس جدید زیب تن فرماتے ظہر کے وقت مستحب ہیں پہلے چار رکعت سنت قبل جمعہ پڑھتے خطبہ کے وقت داہنے ہاتھ میں عصا ہوتا تھا۔ نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھتے تھے۔ پھر چار رکعت احتیاط الظہر استحباباً اور دو رکعت بعد الجمعہ ادا کر کے فاتحہ پڑھتے اور منبر پر پہنچ کر قرآن مجید کی تفسیر بقدر ایک رکوع اسرار اور نکات کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔ ہر شخص اپنی استعداد کے لائق حظ حاصل کرتا۔ بعض لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی کہ اپنا سر در و دیوار پہ مارتے۔ عصر کے قریب تک وعظ کی مجلس قائم رہتی تھی۔ تیس سال میں اس طرح دو مرتبہ تفسیر اول سے آخر تک ختم ہوئی نماز عصر کے بعد جمعہ کے روز ایک کثیر جماعت کے ساتھ مسجد کے قریب کے مزارات پر فاتحہ و استغفار پڑھ کر والدین شریفین کے دولت خانہ میں حاضر ہوتے اور ان سے شرف قدمبوسی حاصل کر کے دوسرے عزیزوں اور قرابت داروں سے ملاقات فرماتے اور ہر ایک کی حسب حیثیت امداد بھی فرماتے تھے۔ جیسا کہ اوپر گزرا۔ تدریس کے دن ہفتہ میں چار تھے مگر سات برس میں طلبہ حضرت کے یہاں تحصیل علوم سے فارغ ہو جاتے تھے۔

نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مناقب و اجتہاد میں ایک رسالہ تالیف کیا تھا غیر مقلدوں کے سردار مولوی نذیر حسین صاحب نے اس کی تردید میں معیار الحق نام کا ایک رسالہ لکھ کر شائع کیا۔ نواب صاحب موصوف نے حضرت کے پاس دونوں رسالے بھیج کر تحریر کیا کہ اس وقت ان وہابیوں کے اس فتنہ کو فرو کرنا آپ ہی جیسے دین پناہ بلند ہمت کا کام ہے کہ یہ لوگ

Marfat.com

ائمۂ دین کی توہین پر کمربستہ ہو کر سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دے رہے ہیں۔ لہٰذا جس طرح ممکن ہو معیار الحق کا جواب تحریر فرمائیے ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اگرچہ اس قسم کے امور سے آپ پرہیز فرماتے تھے لیکن ایک تو نواب صاحب موصوف کا اصرار اور پھر چونکہ دین متین کی حفاظت بھی منظور تھی، اس وجہ سے منگل اور جمعرات دو روز اس کام کے واسطے مقرر فرمائے اور اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے ایک ضخیم رسالہ انتصار الحق کے نام سے مرتب فرمایا جس میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے تقلید شخصی کا وجوب و ثبوت ثابت کیا۔ یہ کتاب دین حق کے لیے قلعہ اور مفسدین کے لیے سیف قاطع ہے۔

یہ مفسد وہابیہ گروہ باوجودیکہ قرآن و حدیث کے لفظی ترجمہ کی قابلیت نہیں رکھتا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معلم الملکوت کو اپنے ادنیٰ شاگردوں میں خیال کرتا ہے۔ اجتہاد پر کمربستہ ہو کر ائمہ دین پر بے باکانہ زبان کھولتا ہے اور ان کی غلطیاں نکالتا ہے۔

کشف و کرامت

نواب کلب علی خاں نے اپنے مرض الموت میں اپنی پچھلی تقصیرات کی معذرت پیش کرتے ہوئے حضرت کی خدمت میں امداد، ہمت اور توجہ و دعا کی درخواست کی تو حضرت آٹھ روز تک ان کے اصلاح حال میں توجہ فرماتے رہے۔ کسی وقت ان کو تنہا نہ چھوڑتے تھے۔ صرف کھانے کے لیے دولت خانہ تشریف لاتے تھے۔ حضرت کی توجہ سے ان چند روز میں نواب صاحب پر آثار غریبہ اور احوال جذبات عجیبہ نمودار ہوئے اور پھر انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نواب صاحب موصوف نے

Marfat.com

ایک وصیت نامہ لکھ کر سربمہر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد کر کے عرض کیا تھا کہ میری وفات کے بعد کھولا جائے اور حسب تحریر عمل کیا جائے۔ وقت پر کھول کر دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ:

(۱) حضرت شاہ جمال اللہ صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ اور شاہ محمد عمر صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے درمیان مجھے دفن کیا جائے۔

(۲) آپ اور مولوی امداد حسین صاحب کے سوا کوئی تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہو۔

(۳) تجہیز و تکفین کا صرف خزانۂ ریاست سے نہ کیا جائے اور اس کے لیے تین سو روپے جو امانت ہیں وہی کافی ہیں۔

اس کے موافق عمل کیا گیا۔ نواب کلب علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد باوجود ریاست کے اصرار کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کاروبار ریاست سے کوئی سروکار نہیں رکھا۔ ریاست کا حال دگرگوں ہو گیا۔ ریاست کے ملازم معزول ہوئے اور باہر کے آدمی مقرر ہوئے۔ قانون انگریزی جاری ہوا اور قانون شرعی موقوف ہوا۔ نواب کلب علی خاں نے بمشورہ حضرت قبلہ مد زکوٰۃ کے ساڑھے پانچ لاکھ روپے سے جائداد خریدنا چاہی کہ اس کی آمدنی غرباء اور مساکین پر صرف ہوتی رہے۔ رقم مذکور خزانہ سے الگ کر کے ایک صاحب کے پاس رکھ دی اور اس کی تولیت حضرت رضی اللہ عنہ کے سپرد کی جس کی کمشنری بریلی سے رجسٹری کرا دی تھی۔ ریاست کے کارگزاروں نے نواب صاحب کے انتقال کے بعد رقم مذکور پھر خزانہ میں جمع کر لی اور حضرت اس ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہو گئے

نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ جو حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ برادر خورد حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ کے مرید تھے۔ جب ایک بار مسجد میں آپ سے ملاقات کے لیے آئے تو دور سے تعظیماً اپنا قد خم کر لیا۔ قریب آئے تو اُن کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس بٹھانا چاہا مگر وہ تعظیم و ہیبت کی وجہ سے دور بیٹھے۔ کسی نے

Marfat.com

ان کی فرطِ تعظیم کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو جواب دیا کہ "آپ بہ نسبت سابق اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ میرا دل سجدہ کرنے کو چاہتا تھا لیکن میں نے رکوع ہی پر اکتفا کیا۔ آپ کی قدر و منزلت کو تم کیا جانو۔

حضرت کے تصرفات یعنی قلوب میں ذکر جاری کرنا۔ سکینہ غیر متناہی کا القاء، جمعیت خاطر، حل مشکلات ظاہر و باطن، سیر انفس و آفاق اور مرتبہ فنا کا حصول، اوصاف ذمیمہ سے طہارت اور اوصاف حمیدہ سے اتصاف، مرتبہ بقا اور وصول و حضور، یہ ایسے تصرفات ہیں جو احاطہ بیان میں نہیں آسکتے۔ تھوڑی ہی مدت میں حضرت کی توجہ مبارک سے طالب میں یہ کمالات پیدا ہو جاتے تھے اور طالبین حرمان و بُعد کے جیل خانہ سے نکل کر قرب و وصول کی بارگاہ قدس میں پہنچ جاتے تھے۔ اور بغیر مجاہدہ کے دوام حضور و آگاہی اور بلا ترک و تجرید کے کشف توحید استغراق بحر وحدت اور جناب احدیت میں مقام حیرت کے ساتھ مشرف ہو جاتے تھے اور اس قسم کے امور کہ عوام ان کو بڑی کرامت سمجھتے ہیں اور خواص کے نزدیک وہ کچھ بھی نہیں۔ مثلاً مشکلات کا حل اور انسانوں کی حاجات کا پورا کرنا اور مقاصد میں کامیابی، اشیاء عالم میں تصرف اور غیب کی خبر دینا۔ یہ امور بھی آپ سے بکثرت ظہور میں آئے، ان میں سے یہاں چند لکھے جاتے ہیں۔

سفر حج میں نواب کلب علی خاں صاحب کا جہاز ڈوبنے کے قریب ہو گیا تھا۔ نواب صاحب گھبرائے اور آپ سے امداد کے طالب ہوئے۔ آپ نے تسکین دی اور فرمایا کہ اگرچہ طوفان آفت خیز ہے مگر آپ کا جہاز ان شاء اللہ صحیح و سالم ساحل پر پہنچ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسی طرح مدینہ طیبہ کے راستہ میں چار سو بدوؤں نے نواب صاحب کی سواری گھیر لی اور کہنے لگے

Marfat.com

کہ جب تک کثیر روپیہ نہ دو گے نہیں چھوڑیں گے۔ نواب صاحب کے سپاہی مدافعت کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ سب بے سود تھی۔ اسی اثناء میں یکایک آپؒ کی سواری بھی آپہنچی، اور صورتِ حال سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ ان بدوؤں سے تعرض نہ کرو اور چلو چنانچہ آپؒ کی توجہ مبارک سے بڑا کچھ خرچ کیے اس مصیبت سے بھی نجات مل گئی۔ رئیسہ بھوپال کا واقعہ سب کو معلوم ہے کہ ان بدوؤں نے اسی طرح روک کر واپس لوٹا دیا تھا اور وہ زیارت آستانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہ گئی تھیں۔

خود میرا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ شہر کے ایک زبردست نے مجھے آزار دینا چاہا۔ میں نے آپؒ سے ایک شخص کے ذریعہ شہر سے باہر جانے کی اجازت چاہی کہ اس کا ظلم میں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ حالت ایسی تھی کہ اجازت کا انتظار بھی بظاہر خلاف مصلحت تھا۔ لہٰذا میں بلا اجازت ہی چل دیا۔ اب حالت یہ ہوئی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شخص مجھے پیچھے لوٹاتا ہے اور قدم آگے سے پیچھے پڑتا ہے بالآخر چند منزلیں طے کر کے واپس آگیا۔ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ تمہارا جانا خلاف مصلحت تھا اس لیے تم جا کیسے سکتے تھے۔

آپؒ کے ایک مخلص کی دو برس کی ایک لڑکی گم ہو گئی۔ تلاش بسیار کے باوجود نہیں ملی۔ کوتوالی میں عرضی اور حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض حال کیا۔ آپؒ نے تامل فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ ان شاء اللہ تمہاری لڑکی آدھی رات کو گھر آجائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پولیس کے سپاہی آدھی رات کو گھر پہنچا گئے۔ سپاہی نے بیان کیا کہ مغرب کے قریب یہ لڑکی شہر کے دروازہ سے باہر جانا چاہتی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ کوئی لینے نہیں آیا تو کوتوالی پہنچا دی۔ اب وہاں سے یہ بھیج دی ہے۔ صبح کو حضرتؒ نے فرمایا کہ اس لڑکی کو ایک جن اپنے قبضۂ تصرف میں لایا تھا۔ جب دائرۂ قطب سے

Marfat.com

باہر نہ لے جا سکا تو مجبوراً چھوڑ کر چلا گیا۔

میں بیمار تھا اور حافظ کریم بخش صاحب بھی میرے مردانہ مکان میں درد گردہ میں مبتلا بیمار پڑے ہوئے تھے۔ ایک روز حضرت میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا حافظ کریم بخش کا مرض سخت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہوں۔ ایک اپنی بیماری، دوسرے حافظ کریم بخش کی بیماری۔ اگر لوگ میری تیمارداری کرتے ہیں تو ان کی بے کسی بلائے جان ہوتی ہے اور ان کی خدمت میں رہتے ہیں تو میں تنہا رہتا ہوں۔ میرے اس معروضہ سے آپ متاثر ہوئے۔ جب آپ تشریف لیجانے لگے تو تھوڑی دیر حافظ کریم بخش کے سرہانے ٹھیر کر اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور تشریف لے گئے اور وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ گویا ان کی بیماری آپ کے قدمان مبارک کے ساتھ ہی چلی گئی۔

آپ نے فرمایا کہ میں ایک روز نواب صاحب کی قبر پر فاتحہ و دعا کے لیے جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک اندھیری مثل گنبد کے نمودار ہوئی جس کا سلسلہ زمین سے آسمان تک تھا۔ میں نے معلوم کیا کہ یہ جگہ فلاں شخص کی قبر کے واسطے مخصوص ہے۔ چند دنوں کے بعد وہی جبار و جفا کار شخص وہاں مدفون ہوا اور لوگوں کو اس کے شر و فتنہ سے امن مل گئی۔

مقام "منا" میں آپ کے استاد مولانا نواب صاحب نے آپ سے فرمایا کہ میری بیوی اس وقت درد زہ سے بے تاب و بے قرار ہے اور تمہارے التفات کی امیدوار۔ اس فقیر کو سعادت ہمرکابی حاصل تھی۔ حضرت فوراً اٹھے اور اُن کے گھر میں چلے گئے۔ میں دروازہ پر ٹھیرا رہا۔ باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ مولانا نواب صاحب کی زبانی خود بندہ نے سنا ہے کہ آپ کی نظر شفا اور ہر مرض کا تعویذ ہے۔

Marfat.com

پیلی بھیت کے کلکٹر ڈرمنڈ کو جب کمشنری بریلی کا عہدہ ملا اور رام پور کا تعلق بھی اس سے ہوگیا تو وہ نواب صاحب کے خلاف ہوگیا۔ ایک روز نواب صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوکر تمام ماجرا سنایا اور امداد کے طالب ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی دی۔ اسی اثنا میں وہی کمشنر رام پور میں ایک راستہ سے گزر رہا تھا۔ اتفاقاً آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس پر پڑی۔ لوگوں نے کہا کہ ڈرمنڈ یہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا، دین کا دشمن یہی ہے۔ اس کے بعد بریلی پہنچتے ہی وہ معزول ہوگیا اور یہ حکم ہوا کہ آئندہ اس کو کہیں نوکر نہ رکھا جائے کہ نواب رام پور سے دشمنی رکھتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار کسی مجلس میں فرمایا کہ اگر کوئی یہاں سے ہجرت کرنا چاہتا ہے تو جلد چلا جائے، کیونکہ کفار حرمین شریفین کا راستہ بند کردیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا چند روز کے بعد بمبئی میں طاعون کی بیماری پھیلی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کے موافق راستہ بند ہوگیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد کھلا تو ایسے شرائط لگا دیئے گئے کہ ان کا پورا کرنا بڑا دشوار تھا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے یہ سن کر دل میں خیال کیا کہ اوروں کو ہجرت کے واسطے فرما رہے ہیں اور خود ہجرت نہیں کرتے۔ آپ اس کے اس خطرہ پر مطلع ہوگئے۔ فوراً فرمایا کہ نواب رام پور کی مسند نشینی کا منتظر ہوں۔ اگر وہ شریعت پر مستقیم رہا تو فبہا، ورنہ میں بھی اس ملک کو چھوڑ کر ہجرت کرلوں گا۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔

وصال سے کچھ پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نوحہ و فریاد سے منع فرمایا تھا لیکن وصال کے بعد بعض عورتوں نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا۔ پھر وہ کہتی تھیں کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ آپ آنکھ کھول کر آنکھ کے اشارے سے نوحہ سے منع فرماتے تھے۔

یہ عاجز آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین میں حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں شہادت کی انگلیاں اس

Marfat.com

طرح ہیں جیسا کہ تشہد میں اشارۂ شہادت کے لیے حلقہ باندھتے ہیں۔

ہزاروں آدمی جنازہ میں حاضر تھے اور عورتیں دروازوں اور چھتوں پر گریہ کر رہی تھیں۔ بہت سے ہندو بھی باچشم تر جنازے کے ساتھ تھے۔ ایک صغیر لڑکا جنازہ کے ہجوم میں گر پڑا۔ ایک مخلوق اس پر سے گزر گئی لیکن آپ کی برکت سے بفضل خدا اس کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔

حضرت کے بڑے بھائی جناب مولانا امداد حسین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن نماز فجر کے بعد میں مسجد کے دروازہ سے آپ کے ساتھ نکل رہا تھا۔ آپ نے راستہ کے ریت سے کوئی چیز اٹھائی۔ میں نے دریافت کیا تو میرے ہاتھ میں دے دی۔ وہ ایک نگینہ الماس کے مانند تھا اور اس پر حضرت خواجۂ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی رح کا نام مبارک خوشخط نہایت آب و تاب کے ساتھ کندہ تھا۔ میں نے دیکھ کر واپس کر دیا۔

نواب مشتاق علی خاں کے زمانے میں ایک مرتبہ گائے کی قربانی کے سلسلہ میں اور ایک بت خانہ کی تعمیر کے بارے میں بڑا فتنہ اور شر برپا ہوا اور عام بلوہ اور بغاوت کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔ آپ نے اہل اسلام کو تسکین دی اور آپ ہی کی تدبیر صوری اور معنوی سے یہ فتنہ بخیر و خوبی فرو ہوا۔ اور سب پر آپ کی ہمت کا اثر اور کرامت کا ظہور واضح ہو گیا۔

آپ کے اس قسم کے تصرفات بے شمار ہیں اور ان کے اظہار کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے صرف نظر کر کے اب آپ کے انتقال پر ملال کا مختصر حال لکھتا ہوں۔

وفات حسرت آیات

رحمۃ اللہ

۱۸ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۱ھ کو آپ تپ محرقہ میں مبتلا ہوئے۔ روز بروز اس کی تیزی ہوتی گئی۔ اگرچہ

Marfat.com

شدت کرب بے انتہا تھی لیکن آپ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ تیمم کرکے جماعت سے پڑھتے تھے۔ اور تمام وردو وظائف اور دس پارے قرآن شریف کے تلاوت فرماتے تھے، اور آہ سرد اور اشعار پر درد زبان پر جاری تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں، تا آنکہ پیر کے روز ۱۵ ماہ مذکور کو عشا کے تلخی سکرات معلوم ہوئی اور صبح کاذب میں جام وصال نوش فرمایا۔ آپ کی عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے موافق تریسٹھ برس کی تھی اور تیئیس برس تعلیم وارشاد فرمایا وانا للہ وانا الیہ راجعون

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

خوبتر اندر جہاں زیں چہ بود کار — دوست بر دوست شد یار بر یار

آں ہمہ اندوہ بود ایں ہمہ شادی — آں ہمہ گفتار بود ایں ہمہ کردار

چونکہ آدمی دس بارہ ہزار جمع ہو گئے تھے جن کی وجہ سے ہر ایک جگہ نماز جنازہ نہیں ہو سکتی تھی لہذا تجہیز وتکفین کے بعد عیدگاہ میں نماز پڑھی گئی اور آپ کی وصیت کے موافق خانقاہ کے پیچھے مسجد وعیدگاہ کے سامنے آپ کی مملوکہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کی اولاد میں بعنایت الٰہی چار بیٹے اور دو بیٹیاں رہیں۔ بڑے صاحبزادہ مولوی احسان حسین صاحب نے آپ کی خدمت میں کچھ علوم ضروریہ حاصل کیے اور ما بقی علوم آپ کے شاگردان رشید کے پاس تکمیل کو پہنچائے۔ اس وقت ان کی عمر پندرہ برس کی تھی۔ دوسرے صاحبزادہ میاں رضوان حسین صاحب بعمر دس سال انتقال کر گئے۔ تیسرے صاحبزادہ میاں معوان حسین صاحب بفضل الٰہی آپ کے باکمال تلامذہ کی صحبت میں علوم ظاہری اور علوم باطنی کی تکمیل کے بعد تدریس علوم میں مشغول ہیں۔ تیسرے صاحبزادہ

ے یہ حال اصل کتاب کی اشاعت کے وقت کا ہے۔ اب تو ان سب حضرات کا انتقال ہو چکا۔

Marfat.com

میاں ریحان حسین صاحب تکمیل علم میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو علم وعمر سے برخوردار اور اپنی مرادوں میں کامگار رکھے۔ بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سید المرسلین والنبیین صاحب علوم الاولین والاخرین سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین الیٰ یوم الدین۔

آمین ۔

سوانح مبارک قطب المحققین والمدققین قیوم زمان غوث دوران امامنا ومولانا وشیخنا شریعت پناہ،
حقیقت آگاہ حضرت مولانا حاجی حافظ محمد عنایت اللہ خاں نقشبندی مجددی رامپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بہ

انوار احمدیہ

یعنی

مناقب عنایتیہ

از خادم بارگاہ مقصود احمد عرف نقشبندی مجددی کان اللہ لہ

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	نمبر صفحہ
حضرت کا نسب نامہ	۳۲۹
ولادت باسعادت	۳۳۱
حضرت کی تعلیم ظاہری اور اس کے متعلقہ احوال	۳۳۳
حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہٗ کی تعلیم ظاہری اور تربیت باطنی	۳۴۲
حضرت کا اخلاص اپنے حضرت پیر و مرشد سے اور بعض واقعات متعلقہ جانشینی و خلافت	۳۴۷
حضرت کا مرتبہ علم ظاہر	۳۵۵
ارشاد باطنی	۳۵۶
بیعت کا طریقہ	۳۶۱
کثرت ارشاد	۳۶۵
مشرب	۳۷۲
حضرت مجدد رضی اللہ عنہ سے حضرت کا اخلاص	۳۷۷
طریق اجازت	۳۷۸
ملفوظات	۳۸۰
کرامات و تصرفات	۳۸۶
حلیہ مبارک و اخلاق و عادات	۳۹۱
اوقات و معمولات	۳۹۵
وفات حسرت آیات	۲۹۸
قطعہ تاریخی	۴۰۳
دیگر فارسی	۴۰۴
اہل و عیال	۴۰۵
ہمارے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کا مختصر بیان	۴۱۵

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت کا نسب نامہ

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز نسباً افغانی تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد مقام شمل بانڈہ بانس کٹے ملک بنیر کے رہنے والے تھے۔ جد اعلیٰ قاضی معظم خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بڑے عالم، فاضل، عابد و زاہد تھے اور اپنے تبحر علمی نیز زہد و تقویٰ کی وجہ سے تمام افغانستان میں مشہور تھے۔ قاضی صاحب کے خاندان میں قضاۃ آپ کے آباؤ اجداد سے مسلسل چلی آتی تھی۔ حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز کے جد امجد جناب شیخ رحمت خاں صاحب نے آخر عہد نواب فیض اللہ خاں صاحب میں افغانستان سے آکر رامپور کی سکونت اختیار کی اور رفتہ رفتہ نواب صاحب مرحوم کا تقرب حاصل کر لیا۔ لیکن نواب نصر اللہ خاں صاحب کے زمانہ میں شیخ صاحب کسی رنجش کے باعث نواب امیر خاں صاحب کے لشکر سے چلے آئے اور پھر لشکر کے سپہ سالار مقرر ہو گئے۔ آپ باوجودیکہ فوجی آدمی تھے مگر صوم و صلوٰۃ کے نہایت پابند متشرع اور دیندار مسلمان تھے شیخ صاحب کی دو بیبیاں تھیں۔ ایک افغانستان سے ہمراہ آئی تھیں اور ایک نکاح رامپور ہی میں کیا۔ رامپوری بی بی کے بطن سے تو کچھ اولادیں ہوئیں مگر اس وقت تک چونکہ افغانی بی بی کے بطن سے

Marfat.com

کوئی اولاد نہ ہوئی تھی اس لیے شیخ صاحب کی خوشدامن صاحبہ ہمیشہ حق تعالیٰ سے اولاد کی دعا کیا کرتی تھیں۔ ایک روز اتفاق سے ایک مغلوب الاحوال درویش نے گھر پر آکر آواز دی اور پینے کو پانی مانگا۔ چونکہ ان درویش صاحب کے چہرہ سے آثار بزرگی ہویدا تھے اس لیے شیخ صاحب کی خوشدامن صاحبہ نے ان کی بہت خاطر و مدارات کی اور عرض کیا کہ میرے فرزند کے اولاد نہیں ہے آپ اولاد کے لیے دعا فرمائیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم ضرور دعا کریں گے حق تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے فرزند عطا فرمائے گا۔ یہ بات چیت کرکے شاہ صاحب تشریف لے گئے اور تقریباً ایک سال بعد شیخ صاحب کے بحکم الٰہی فرزند تولد ہوا۔ ولادت کے متصل ہی شاہ صاحب خود بخود پھر تشریف لے آئے اور آپ نے اس لڑکے کا نام محمد حبیب اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ رکھا اور یہ بشارت دی کہ اس لڑکے کی بہت نگہداشت رکھنا، یہ بہت بڑا بانصیب لڑکا ہے اور اس کی صلب سے ایک ایسا اللہ تعالیٰ کا ولی پیدا ہوگا جس سے ایک عالم فیض حاصل کرے گا۔

ان شاہ صاحب کا نام بھولا شاہ صاحب تھا اور خاندان عالیہ قادریہ کے بزرگ تھے۔ ان کی کلاہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان میں اب تک بطور تبرک موجود ہے۔

حضرت قبلہ کے والد ماجد جناب محمد حبیب اللہ خاں صاحب اپنے والد شیخ رحمت خاں صاحب اور زیادہ تر اپنے ماموں شاہ عالم خاں صاحب کی زیر تربیت رامپور ہی میں پلے بڑھے۔ جوان ہوکر پیشہ مستاجری اختیار کیا اور اس میں ان کو بڑی فراخی اور مالداری حاصل ہوئی۔ جناب محمد حبیب اللہ خاں صاحب خود بھی فقیر دوست تھے اور حضرت بھورا میاں صاحب خلیفہ حضرت شاہ درگاہی صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہما سے بیعت تھے۔ جناب حبیب اللہ خاں صاحب کی شادی ملا فقیر اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متبنیٰ محمد صالح صاحب کی لڑکی سے ہوئی۔ ملا صاحب بڑے جلیل القدر بزرگ تھے۔ ساٹھ ستر شیوخ سے

Marfat.com

اجازت وخلافت پائی تھی۔ بڑے صاحب تصرف اور بہت قوی النسبت تھے۔ ان کا مزار شریف رامپور ہی میں ہے اور ایک محلہ ہی حلقہ والی زیارت کے نام سے موسوم ہوگیا۔ ملا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن وفات ۱۲۸۴ھ ہے۔ جناب حبیب اللہ خاں صاحب کے تین صاحبزادہ ہوئے۔ بڑے صاحبزادے کا نام عظیم اللہ خاں صاحب تھا ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے ایک لڑکے حمید اللہ خاں صاحب حافظ متقی اور نہایت صالح تھے اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر کے داخل طریق ہوگئے تھے۔ افسوس ہے کہ بعد وفات حضرت صاحب انہوں نے بھی انتقال کیا۔ چھوٹے صاحبزادہ کا نام حکمت اللہ خاں صاحب تھا لاولد انتقال ہوگیا۔ ہمارے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ منجھلے صاحبزادے تھے، رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

ولادت باسعادت

حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز کی ولادت باسعادت ۱۲۵۹ھ میں ہوئی۔ یہ امر تواتر کو پہنچ گیا ہے کہ جب حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کسی مقرب اور مخلص بندے کو اپنی مخلوق کی ہدایت وارشاد کے لیے پیدا فرماتا ہے تو پیدائش کے قبل ہی سے اکثر اس مقبول ومسعود مولود کے متعلق مختلف بشارات خواہ بصورت واقعہ یا ذریعہ خواب دی جاتی ہیں، اہل معنی اور صاحب باطن حضرات ان بشارات سے درک فرما لیتے ہیں کہ کسی مبارک وجود کے ظہور کا زمانہ قریب آنے والا ہے۔ بعض حضرات انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے تولد کی خبر سے تو حق تعالیٰ نے نہایت صریح طور پر بہت پہلے ہی سے اپنے بندوں کو آگاہ فرمایا تھا جیسا کہ قرآن مجید اور توریت وغیرہ سے صاف ظاہر ہے جس کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں اسی طرح اپنے اولیاء اور مقرب بندوں کے تولد کی اطلاع بھی الہام وغیرہ کے ذریعہ سے اب تک دی جاتی رہی ہے

Marfat.com

مثلاً حضرت جناب غوث الاعظم اور حضرت جناب مجدد الف ثانی اور ان حضرات کی اولاد کرام اور خلفائے عظام قدس اللہ تعالیٰ سرہم العزیز کی ولادت باسعادت کے متعلق بھی بہ تواتر ایسا ہی واقع ہو چکا ہے چنانچہ ہمارے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سے پیشتر دو بشارتیں خاص طور پہ قابل ذکر ہیں۔

ایک تو یہ کہ حضرت کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے بعد ہی حضرت بھولا شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی تھی کہ اس لڑکے کی خوب حفاظت و نگہداشت کی جائے کیونکہ اس کے صلب سے ایک بہت بڑا ولی پیدا ہوگا جس سے ایک زمانہ رشد و ہدایت حاصل کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہمارے حضرت صاحب قبلہ کی ذات مبارک سے عالم نے فیض حاصل کیا۔ ہندوستان کا تو ذکر ہی نہیں، بخارا، بلخ، ہرات، کابل، قندھار وغیرہ کے لوگ بکثرت فیضیاب ہوئے۔

دوسری بشارت یہ ہے کہ حضرت کے والد ماجد نے ایک خواب دیکھا کہ گویا ایک ماہ کامل آگیا ہے اور وہ گود ہی میں تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ اُن کے پیر و مرشد حضرت بھورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعبیر دی کہ تمہارے ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو مثل ماہ کامل کے اپنے انوار باطنی سے عالم کو روشن کردے گا۔ فوقع کما قال۔

یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی شخصیت کسی کمال کو پہنچنے والی ہوتی ہے تو اس کمال کے آثار و علامات بچپن ہی سے ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بچپن ہی سے اسی قسم کے تھے جو اس بات پر دلالت کرتے تھے کہ آگے چل کر بڑے صاحب مرتبہ ہونگے۔ خود حضرت سیدی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز بر سبیل تذکرہ فرماتے تھے کہ بچپن سے لے کر اس وقت تک کہ جب تک کہ ہم اپنے حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور امور باطنی سے آگاہی ہوئی دنیا کے

Marfat.com

کارخانے دیکھ کر ایک حیرت سی ہوتی تھی اور طبیعت میں ایک نامعلوم قسم کا تحیر بیشتر بلکہ ہر وقت رہتا تھا۔

حضرت کی تعلیم ظاہری اور اس کے متعلقہ احوال

آپ رحمۃ اللہ کی ولادت باسعادت سے آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور تمام اولاد سے زیادہ محبت فرماتے اور ہر امر کی نگہداشت رکھتے تھے چنانچہ تسمیہ خوانی کے بعد قرآن مجید حفظ کرانا شروع کرا دیا گیا، اور آپ نے جلد قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اٹھارہ پارے حافظ محمد عنایت اللہ خاں صاحب سے حفظ کیے اور بارہ حافظ محمد اکبر خاں صاحب سے۔ یہ دونوں رامپور کے نہایت جید حفاظ میں سے تھے۔ پھر فن قرارت قاری عبدالرحیم صاحب خلیفہ حضرت مولانا جمال الدین صاحب نظامی چشتی رامپوری سے سیکھا اور خوب رسوخ حاصل فرمایا چنانچہ آپ اس روانی اور بے تکلف لہجے میں قرآن مجید پڑھتے کہ لطف آتا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر لفظ کے معنی بروقت تلاوت پیش نظر ہیں۔ حفظ قرآن مجید کے بعد فارسی کی کتب متداولہ مولوی کریم بخش صاحب وغیرہ سے پڑھیں، اس کے بعد اٹھارہ سال کی عمر تک آپ نے کچھ نہ پڑھا۔ گویا آپ کی زندگانی کا یہ ایک دور ہی علیحدہ تھا کسی کو کیا معلوم تھا کہ عنفوان شباب سے لے کر آخر عمر شریف تک ظاہر و باطن کے کس قدر کمالات حق سبحانہ وتعالیٰ محض اپنے فضل من عند سے عطا فرمائے گا۔ اسی تھوڑی سی تعلیم کے بعد سے لے کر ۱۸ سال کی عمر تک تعلیم جاری نہ رہنے میں ایک خاص نکتہ ہے جو بادی النظر میں فہم سے باہر اور جس کا بیان کرنا بھی ایک حد تک مناسب معلوم ہوتا ہے۔

قاعدہ ہے کہ انسان کی عمر جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے عمر کے ساتھ ہی ساتھ اس کے اوصاف ذاتی و عارضی بھی پختہ ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ جب تک حاصل شعور پیدا نہیں ہوا حضرت کی تعلیم جاری

Marfat.com

رہی اور جب سمجھ پیدا ہوئی اور عمر شریف زیادہ ہونی شروع ہوئی اسی قدر اس خاص حیرت و تحیر میں زیادتی ہونی شروع ہوگئی اور یہی تحیر دنیا کے امور سے بے تعلقی کا باعث ہوا فی الحقیقت یہ تحیر ایک قسم کا جذب الٰہی تھا اور ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی قوی التصرف ہستی اپنے قوت تصرف سے راہ پر لگائے اور معشوق حقیقی کی صحیح راہ بتائے۔ چنانچہ جب حضرت قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین قطب الارشاد جناب مولانا مولوی محمد ارشاد حسین مجددی نقشبندی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت موصوف قدس سرہٗ نے پہلی ہی نظر میں حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی علو فطرت و بلند استعداد کو بھانپ لیا اور اسی کے مطابق ظاہر و باطن کی تعلیم شروع فرما دی۔

اگر یہ کہا جائے کہ صرف حضرت ہی کو بچپن سے یہ تحیر تھا اور بزرگوں کو ایسا واقع نہ ہوا، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی کلیہ نہیں ہے کہ سب کو ہی اتزاماً ایسا ہونا چاہیے۔ اکثر بزرگوں کی حالت ایسی بھی ہوئی ہے چنانچہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے متعلق حضرت امام ربانی قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ یہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی علو فطرت اور تجلی ذاتی کی وجہ ہے کہ تین سال کی عمر میں کلمۂ توحید زبان پر لایا کہ زمین حق ہے اور آسمان و شجر و حجر حق ہے۔

یہ کیفیت محمدی المشرب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ نیز حضرت سید السادات خواجہ محمد نعمان قدس اللہ سرہ العزیز بھی فرماتے ہیں کہ مجھے بچپن سے تحیر غالب تھا جو سمجھ میں نہیں آتا تھا جب داخل طریق ہوا تو معلوم ہوا کہ حیرت کس وجہ سے تھی۔ اسی طرح اور بھی اکثر بزرگوں کی یہی کیفیت رونما ہوئی ہے۔

بہرحال ۱۸ سال کی عمر شریف تک حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز تمام امور سے آزاد رہے۔

Marfat.com

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ یہ بھی مثل اپنے بڑے بھائی کے دیہات وغیرہ کی دیکھ بھال کریں مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے بھی بے تعلقی تھی اور اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل کر لی تھی کہ مجھے میرے حال پر محض اللہ تعالیٰ کے واسطے چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ طلب حق کی یہ کیفیت تھی کہ اس زمانہ میں جس بزرگ کا معلوم ہوا اس کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر کار برآری کی صورت کسی جگہ نظر نہ آئی۔ اس زمانہ میں منجملہ دیگر بزرگوں کے رامپور میں حاجی محمدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نامی ایک بزرگ تھے۔ یہ اپنے وقت کے قطب تھے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر ان سے ملتے اور بیعت کا اشتیاق ظاہر فرماتے۔ وہ یہ فرما کر تسکین کر دیتے کہ تم ابھی پڑھو عنقریب ایک قطب وقت کا ظہور ہونے والا ہے اس سے تم کو نصیب کامل ملے گا۔ حاجی محمدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اشارہ حضرت جناب قطب ارشاد مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا۔ حاجی صاحب کو از روئے کشف یہ امر معلوم ہو چکا تھا اسی وجہ سے ہمارے حضرت قبلہ کی تسکین فرما دیتے تھے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کو خدا طلبی کا ازلی اشتیاق دن بدن زیادہ ہوتا جاتا تھا اور ہر دم نہایت متحیر و مضطرب رہتے تھے۔ یہاں تک کہ قطب دوراں غوث زماں حضرت جناب مولانا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب مجددی نقشبندی قدس اللہ سرہ العزیز رامپور تشریف لائے اور آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

قبل اس کے کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کے بقیہ حالات تعلیم ظاہری و باطنی بیان کیے جائیں یہ امر ضروری ہے کہ حضرت کے پیر و مرشد قطب ارشاد حضرت جناب مولانا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب مجددی نقشبندی قدس سرہٗ کے مختصر حالات بیان کر دیے جائیں۔ اگرچہ حضرت قبلہ نے ایک مختصر رسالہ

Marfat.com

مقامات ارشادیہ کے نام سے اپنے حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ارجمند اور مقامات بلند میں تحریر فرما دیا ہے مگر بہ لحاظ تسلسل حالات و تعارف ناظرین حقیر کاتب الحروف کو بھی کچھ نہ کچھ بیان کرنا ضروری ہے، وھو ھذا:

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب ارشاد و قیوم حضرت مولٰنا مولوی حافظ محمد ارشاد حسین صاحب عمری مجددی (نسباً) نقشبندی (طریقۃً) قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کا سلسلۂ نسب واسطے امام و قیوم ربانی مجدد الف ثانی شیخنا و وسیلتنا حضرت جناب شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ عنہ سے یوں طور ملتا ہے کہ حضرت مولوی ارشاد حسین ابن حکیم احمد حسین ابن میاں غلام محی الدین ابن میاں فیض احمد ابن شاہ کمال الدین ابن شیخ درویش احمد ابن شیخ زین العابدین عرف شاہ فقیر اللہ ابن شیخ محمد یحییٰ فرزند اصغر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہم العزیز

آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ فارسی وغیرہ میں اپنے والد ماجد حکیم احمد حسین مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے جو ہر فن مولیٰ تھے اور شیخ احمد علی صاحب سے کہ اس وقت میں یگانۂ روزگار تھے کمال حاصل کیا اور صرف و نحو عربی کی تکمیل حافظ غلام نبی صاحب، و مولوی جلال الدین صاحب اور مولوی نصیر الدین صاحب سے کی۔ یہ تینوں اساتذہ بھی اپنے فن میں بڑے متبحر تھے۔ باقی کتب منقول لکھنؤ جا کر تمام کیں اور کتب معقول علامۂ زماں حضرت ملا نواب صاحب کی صحبت میں رہ کر پڑھیں اور دونوں علوم معقول و منقول میں کمال رسوخ و تبحر پیدا کر لیا۔ سند حدیث اپنے پیر و مرشد قبلۂ انام مرجع ہر خاص و عام غوث و قیوم، قطب دوراں، محبوب رب حمید جناب حضرت شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی دہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ سے حاصل کی۔

Marfat.com

فن حدیث میں آپ کا مرتبہ نہایت عالی تھا۔ اس لیے کہ آپ نے اپنے حضرت پیر مرشد رضی اللہ عنہ سے دورۂ حدیث تمام و کمال ختم کر کے سند حاصل کی اور آپ کے حضرت پیر و مرشد رضی اللہ عنہ نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے اور نیز جناب حضرت مولوی سراج احمد صاحب سے انہوں نے اپنے والد حضرت محمد مرشد سے، انہوں نے اپنے والد محمد ارشد سے، انہوں نے اپنے والد حضرت فرخ شاہ سے، انہوں نے اپنے والد حضرت شاہ خواجہ محمد سعید سے، انہوں نے حضرت مجدد رضی اللہ عنہم اجمعین سے۔

اور یہ سند حدیث مسلسل بالاولیۃ تھی۔ نیز جناب حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز نے حضرت جناب غلام علی شاہ صاحب اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس اللہ سرہم سے بھی بعض کتب حدیث پڑھیں۔ بس اسی سے حضرت قطب ارشاد قدس اللہ سرہ العزیز کا مرتبہ فن حدیث میں معلوم کرنا چاہیے۔ لیکن آپ فقہائے عظام رضی اللہ عنہم کے توسل اور تقلید کو عمل حدیث میں ترک نہیں فرماتے تھے اور یہی ہر مقلد کے واسطے خواہ مرتبۂ اجتہاد ہی کو پہنچ گیا ہو لازم ہے۔ حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہ سے محدث جو مرتبۂ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے رفع سبابہ کی بحث میں فرماتے ہیں کہ:

"ما مقلداں را نمی رسد کہ بمقتضائے حدیث عمل نمودہ جرأت در اشارات نمائیم و بہ تقلید ائے چندیں علمائے مجتہدین مرتکب امر محرم و مکروہ و منہی گردیم"۔

لیکن افسوس ہے ان کم فہم اشخاص پر جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت علم حدیث سے ناواقف تھے۔ اور ایک صاحب بعض معاندین کے کہنے سے اپنی کتاب میں ایک واقعہ نقل کر گئے ہیں کہ حضرت نے ایک موقع پر ترجمہ حدیث غلط کیا تھا۔ یہ کہنے والے اور لکھنے والے یہ نہیں جانتے ع

Marfat.com

خود غلط بود آنچہ آں پنداشتند

لکھتے لکھتے یہ مختصر بحث بطور جملہ معترضہ درمیان میں آگئی لہٰذا اب اصل مطلب کی طرف رجوع کی جاتی ہے۔ کتب تصوف مثل مکتوبات شریف حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ اور مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ۔ رسالہ قشیری، عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ بھی اپنے پیر و مرشد سے پڑھیں۔ ذہانت و ذکاوت، حافظہ وغیرہ اس بلا کا تھا کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے صاحب فن آپ سے گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ اور خود آپ کے اساتذہ بھی آپ کی ذہانت و ذکاوت پر حیران رہ جاتے تھے۔

فن سپہ گری وغیرہ میں بھی بدطولیٰ حاصل تھا۔ نہایت خوشرو و خوشخو، شیریں گفتار، تیز رفتار تھے۔ وجاہت ظاہری و باطنی کا کیا بیان کیا جائے ؎

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

کا مصداق تھے۔ قد مبارک میانہ، سر مبارک بلند، پیشانی کشادہ، ریش انبوہ، چشم سیاہ سرخی مائل، ابرو دراز، گندم گوں رنگ، چہرہ مبارک شگفتہ منور اور باہیبت و باوقار۔ استقلال ایسا تھا کہ کوہ استقامت تھے۔ سخاوت و مروت، حلم و بردباری، وقار و تمکین آپ کے اوصاف پسندیدہ، بڑوں سے باعظمت اور چھوٹوں سے باشفقت پیش آتے تھے بغرض اخلاق حمیدہ کا کامل نمونہ تھے۔ اکثر اصحاب باطن نے حضرت کی صورت مثالی میں جناب حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی زیارت کی ہے۔

اتباع شریعت کا یہ حال تھا کہ ادنیٰ مستحب بھی کبھی کسی نے ترک ہوتے نہ دیکھا۔ ہمہ تن سنت نبوی تھے حضرت قطب دوران غوث زمان جناب شاہ احمد سعید قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے دست مبارک پر

Marfat.com

دہلی میں بیعت سے مشرف ہوئے اور اسرع اوقات میں سلوک نقشبندی و مقامات مجددی از ابتدا تا انتہا طے کیے۔ ہر مقام میں نہایت رسوخ و اتصاف حاصل فرمایا۔ آپ کے حضرت پیر و مرشد رضی اللہ عنہ آپ کو مثل اپنی عزیز اولاد کے سمجھتے تھے اور آپ کی استعداد بلند اور ادراک کی نہایت تعریف فرماتے تھے۔ دہلی ہی میں آپ اجازت و خلافت سے مشرف ہو چکے تھے مگر غدر کے زمانہ میں جب حضرت کے پیر و مرشد رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں رہ کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے فیوض و انوار سے مالا مال ہو گئے یہاں تک کہ حضرت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت کے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کو واقعہ میں امر فرمایا کہ ارشاد حسین کو رامپور بھیج دو۔ یہ بشارت قطبیت تھی۔ چنانچہ آپ رامپور تشریف لے آئے اور حضرت ملا اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے متعلقہ حجرے میں قیام فرمایا۔ نو ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر اس کے بعد ایک بیوہ سے جن کی عمر تقریباً چالیس پچاس سال کے درمیان تھی نکاح کیا۔ حالانکہ اس وقت آپ کی عمر شریف ۳۱ - ۳۲ سال کی تھی۔ اس نکاح میں بھی اتباع سنت نبوی کو ترک نہ فرمایا۔ کچھ زمانہ تک نہایت شکستگی اور تنگی سے بسر ہوتی رہی مگر کسی پر احوال ظاہر نہ ہونے دیے۔ بلکہ ہمارے حضرت قبلہ سے جو اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکے تھے، یہ فرما دیا تھا کہ تم ہمارے احوال سے غرض نہ کرنا نہ کسی سے ہمارا احوال کہنا اور نہ کسی قسم کی امداد وغیرہ کا خیال کرنا ورنہ تم سے ہمارے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ نہایت صبر و توکل سے اپنے کام میں مشغول رہے اور ظاہری اور باطنی ارشاد کو ترقی ہوتی شروع ہوئی۔ ادھر خلد آشیاں نواب کلب علی خاں صاحب مرحوم کو حق تعالیٰ نے متوجہ فرما دیا اور وہ بصد فخر حضرت کے متکفل ہو گئے۔ نواب صاحب بچپن سے ہی آپ کو جانتے تھے۔ اس لیے کہ آپ کے استاد ملا نواب صاحب خلد آشیاں مرحوم کو پڑھایا کرتے تھے اور آپ بھی ملا نواب صاحب سے

Marfat.com

پڑھتے تھے بچپن ہی میں فیما بین خوب رسم تھی مگر اس کے بعد آپ اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ اور جب سالہا سال کے بعد رامپور آکر مسند ارشاد پر بیٹھے تو خود نواب صاحب کو نہ کوئی اطلاع کی، نہ ان سے ملنے کی خواہش کا ظاہراً و باطناً اظہار کیا۔ نواب صاحب کو جب خود ہی معلوم ہوا تو ہر ممکن خاطر اور عقیدت کو مدنظر رکھا اور پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی عقیدت اور ان کا اخلاص دیکھ کر ان کا آخر وقت تک ساتھ دیا۔

غرض رامپور تو کیا ایک عالم میں آپ کا ارشاد روز بروز بڑھتا ہی رہا۔ طلبائے علم ظاہر اور طالبان علم باطن کا آپ کے در دولت پر ہر وقت مجمع رہتا تھا۔ صبح کے حلقہ وغیرہ سے فارغ ہو کر گیارہ بجے تک کتب معقول و منقول کا درس نہایت تحقیق و تدقیق سے ہوتا تھا۔ پھر بعد نماز عصر کتب تصوف وغیرہ پڑھتے۔ پھر بعد نماز مغرب عشا تک حلقہ ہوتا تھا۔ علم ظاہر میں بھی آپ کے شاگرد نہایت متبحر اور جید علماء ہوئے اور ہندوستان کے اکثر مشہور شہر ایسے نہ تھے جہاں کوئی آپ کا شاگرد موجود نہ ہو۔

آپ کی نسبت شریف میں نہایت علو تھا اور بیحد لطیف تھی۔ بڑے بڑے صاحب کشف و ادراک آپ کی نسبت باطنی کا شمہ برابر بھی ادراک نہیں کر سکتے تھے۔ آپ مکمل محبوبوں اور مرادوں میں سے تھے۔

ذاتی طور پر محمدی المشرب اور حقیقت احمدی میں کمال اتصاف و رسوخ حاصل فرمایا تھا اور یہ مرتبہ اولیاء میں سے ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ مزاج مبارک میں نہایت صفائی اور نزاکت تھی اور یہ خاصہ مجددیت ہے۔ آپ مجدد مائۃ اربعہ عشر اور قطب ارشاد تھے اور اس مرتبہ کے قطب تھے کہ جن کے متعلق امام وقیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

قطب ارشاد کہ جامع کمالات فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود است و بعد از قرون بسیار و از منہ بے شمار ایں قسم

Marfat.com

گوہرے بظہور می آید و عالم ظلمانی از نور او نورانی می گردد و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش ہر کسی را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل می شود از راہ او می آید و از و مستفاد می گردد۔ بے توسط او ہیچ کس بایں دولت نمی رسد مثلاً نور ہدایت او در رنگ دریائے محیط تمام عالم را فرا گرفتہ است و آں دریا گویا منجمد است اصلاً حرکت ندارد شخصے کہ متوجہ آں بزرگ است و با و اخلاص دارد و یا آنکہ آں بزرگ متوجہ حال طالبے شدہ است در وقت توجہ گویا روزنے در دل طالب کشادہ می شود و ازاں راہ بقدر توجہ و اخلاص ازاں دریا سیراب می گردد و ہمچنیں شخصی کہ متوجہ ذکر الٰہی است جل شانہ و بآں عزیز اصلاً متوجہ نیست نہ از انکار بلکہ او را نمی شناسد ہمیں قسم افادہ آنجناب حاصل می شود لیکن در صورت اولیٰ بیشتر از صورت ثانیہ است اما شخصی کہ منکر آں بزرگ است یا آں بزرگ از و در بار است، ہر چند بذکر تعالیٰ و تقدس مشغول است اما از حقیقت رشد و ہدایت محروم است ہماں انکار عناد از صدر او فیض او می گردد بے آنکہ آں عزیز متوجہ عدم افادہ او شود و قصد ضرر او نماید حقیقت رشد از وے مفقود است۔ صورت رشد است صورت بے معنی قلیل النفع است و جماعہ کہ اخلاص و محبت بآں عزیز دارند ہر چند از توجہ مذکور و ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ خالی باشند بہ ایشاں را بواسطۂ مجرد محبت نور رشد و ہدایت می رسد"۔

آپ ہر جمعہ کو بعد نماز وعظ فرمایا کرتے تھے۔ وعظ کی یہ کیفیت تھی کہ اس سے پہلے سننے والوں نے نہ ایسا وعظ سنا نہ آپ کے بعد وہ وعظ کسی کو نصیب ہوا۔ وعظ کیا تھا گویا الہام الٰہی تھا کہ زبان فیض ترجمان سے ادا ہوتا تھا۔ آپ کا علم لدنی تھا اور حق تعالیٰ نے کمال شرح صدر عطا فرمایا تھا۔ مختصر یہ کہ ۳۲ سال تک مسند ارشاد کو رونق بخشی۔ بالآخر باتباع عمر شریف حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم ۶۳ سال کی عمر میں بتاریخ پانزدہم جمادی الآخر ۱۳۱۱ھ روز دوشنبہ انتقال فرمایا۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

Marfat.com

جن اصحاب کو مفصل حالات دیکھنے کی خواہش ہو "مقامات ارشادیہ" ملاحظہ کی جائے

حضرت سیدنا و مرشدنا قدس سرہٗ کی تعلیم ظاہری اور تربیت باطنی

جب حضرت سیدنا و مرشدنا رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت ملا اخوند صاحب کے مزار شریف میں تشریف لاکر مقیم ہوئے تو حضرت قبلہ اپنے ایک ہم عمر دوست کے ہمراہ کتاب "راہ نجات" کا ایک مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے حضرت قبلۂ عالم جناب مولنا مولوی ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلۂ عالم نے مسئلہ تو بتا دیا اور آپ کو بغور دیکھ کر فرمایا کہ تم خود علم کیوں نہیں پڑھ لیتے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے جو دوست تھے اُن سے کچھ غرض نہ فرمائی۔ حضرت پیر و مرشد نے جواب دیا کہ میں اب جوان ہو چکا ہوں اور بچوں کے پڑھنے کی کتابیں پڑھنے سے حیا معلوم ہوتی ہے۔ حضرت جناب قطب ارشاد قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ ہم تم کو وہ کتاب پڑھائیں گے جو کسی نے اب تک نہیں پڑھی ہے چنانچہ کتاب "ارشاد الصرف" سبقاً سبقاً حضرت ہی کے واسطے حضرت کے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف فرمائی۔ اس سوال و جواب کے بعد ہی حضرت قبلہ اپنے حضرت پیر دستگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس طرح حاضری ہوئی کہ یوم وصال تک غیر حاضری کسی دن نہ ہوئی مگر باجازت و بضرورت اور وہ بھی کم۔ اور پھر حاضری بھی ایسی کہ سفر و حضر میں کسی زمانے اور کسی وقت ساتھ نہ چھوڑا۔

حضرت قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ کا بغور دیکھنا گویا پہلا ہی تیر تھا جو کام کر گیا۔ حضرت قطب ارشاد قدس اللہ سرہٗ العزیز نے بھی پہلے ہی نظر میں اپنے کشف و قوت نظر باطنی سے تاڑ لیا تھا کہ آپ کس کام کے آدمی ہیں اور آئندہ حق تعالیٰ کو کیا کام لینا ہے۔ مسئلہ راہ نجات کی دریافت حقیقی راہ نجات کا باعث

Marfat.com

ہوگئی۔ اور یہ بھی ہمارے حضرت کے حق میں حقیقی اور عمدہ تفاول تھا۔

ہمارے حضرت پیرومرشد رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی مرادی اور محبوبی تھی جس کی دلیل یہ ہے کہ علم ظاہری و باطنی کے حصول کے لیے نہ آپ کو اپنے شہر سے باہر جانا پڑا نہ آپ نے کسی قسم کی تکلیف اُٹھائی۔ بلا آپ کے خیال اور کوشش کے حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف جذب فرمالیا۔ حضرت قطب ارشاد قدس سرہٗ کا ملا اخوند صاحب کے حجرہ میں تشریف لاکر قیام کرنا بھی گویا حضرت کو شکار کرنے کی غرض سے تھا اور پھر جب حضرت حاضر ہوگئے تو ہمہ تن آپ کی تعلیم ظاہری و باطنی کی طرف متوجہ ہوگئے۔ یہ بالکل درست ہے کہ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ۔ غرض آپ اپنے حضرت پیرومرشد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کامل ۳۲ سال رہے اور ابتدا سے لے کر انتہا تک تمام علوم معقول ومنقول بکمال تحقیق حضرت سے ہی حاصل کیے۔ البتہ بعض کتب معقول مگر وہ بھی مختصر باجازت حضرت پیرومرشد۔ مولنا ہدایت اللہ خاں صاحب جونپوری، مولوی احمد حسن صاحب مرادآبادی، مولوی حکیم عبدالکریم صاحب اور مولوی عبدالعلی صاحب رامپوری سے استفادہ فرمائیں۔

کتب درسیہ ابھی پوری ختم نہ ہوئی تھیں کہ حضرت کے جناب پیرومرشد رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی تمام مشائخ اور اپنی عادت کے خلاف حضرت سے فرمایا کہ اب تم ہمارے حلقے میں بھی حاضر ہوا کرو۔ چنانچہ اسی روز بیعت ہوکر داخل طریق ہوگئے اور ہمہ تن اس کام میں مشغولی شروع کردی اور ایام طفولیت سے لے کر داخل طریق ہونے کے وقت تک جو تحیر دامنگیر حال تھا اس کے اسرار حضرت پر کھلنے شروع ہوگئے۔

Marfat.com

حضرت قطب ارشاد قدس سرہ العزیز نے ابتدا سے لے کر انتہا تک ہمارے حضرت کو تفصیلی سیر مقامات کرائی۔ حضرت کی استعداد نہایت ہی بلند اور ادراک عالی تھا اور اپنے حضرت پیر و مرشد سے جس قدر کہ آپ کو محبت عقیدت اور اخلاص تھا دوسروں کو اس کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ آپ اپنے حضرت پیر و مرشد کے دیوانے اور شیدائی تھے، اس کی تفصیل آگے چل کر واقعات سے واضح ہو جائے گی۔ حضرت کا یہی خلوص و عقیدت کام کر گیا اور چونکہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ طریقہ انعکاسی ہے اس لیے ہمارے حضرت اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے رنگ میں رنگتے چلے گئے اور ان کی نسبت خاصہ سے سرفراز۔ اور ان کے بعد ان کے خلیفہ مطلق ہوئے اور مسند ارشاد کو زینت بخشی۔

درمیان سلوک میں یہ ایک واقعہ پیش آیا کہ آپ نے خواب دیکھا کہ ایک مجمع ہے اور حضرت امام قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور حاضرین جلسہ کو مٹھائی تقسیم فرما رہے ہیں مگر ہمارے حضرت کو صرف دو دانے مٹھائی کے عنایت فرمائے۔ حضرت نے عرض کی کہ کمترین کو اور مٹھائی مرحمت ہو۔ فرمایا پھر دیں گے۔ اس واقعہ کو حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سلوک میں کچھ توقف ہوگا چنانچہ سات برس تک توقف رہا۔ حضرت اس توقف سلوک سے نہایت مضطرب ہو گئے یہاں تک کہ آخر میں حلقہ کی پابندی میں کمی واقع ہوئی مگر اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری حسب معمول ہوتی رہی اور اس میں کمی واقع نہ ہوئی۔ جب سات برس اس صورت سے گزرے تو پھر حضرت نے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور اس مرتبہ آپ کو اوروں سے زیادہ مٹھائی مرحمت فرمائی جب اس واقعہ کو حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ اب حلقے کی پابندی اختیار کرو۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کا سلوک بہت جلد طے ہو گیا۔

Marfat.com

اس طویل توقف سلوک میں بھی کچھ رموز ہیں جن کا بیان کرنا ضروری ہے اور یہ توقف حضرت قبلہ کی کم استعدادی وغیرہ کے باعث نہ تھا۔ ایک امر تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ چونکہ مراد تھے اس لیے شروع ہی سے آپ کی تربیت کے سامان منجانب اللہ ہی ہوتے رہے اور خود حضرت امام قیوم ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی تربیت و رعایت خاص مدنظر تھی جس وقت تک۔ جس طریق پہ منظور ہوا حضرت کے جناب پیر دستگیر قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے وسیلہ اور ذریعہ سے تربیت کرائی اور جب چاہا کسی مصلحت سے تربیت سلوک میں توقف کرا دیا ؎

خاص کند بندۂ مصلحت عام را

دوسرے یہ کہ چونکہ حق تعالیٰ کو آپ کی ذات مبارک سے ارشاد کے بہت سے کام لینے تھے اس لیے ضرورت تھی کہ آپ سلوک نقشبندی اور طریقۂ مجددی کے ہر ایک مقام اور ایک ایک نکتہ سے خوب واقف اور اس میں کامل ہو جائیں اور غایت حدت نظر پیدا ہو جائے۔ چونکہ سلوک نقشبندی اصل ہے اور مقامات مجددی مزید بران ہیں اس لیے جب تک اصل ہی قوی اور مضبوط نہ ہو فروع میں قوت کس طرح ہو سکتی ہے۔ بالخصوص مقامات مجددی کہ نہایت لطیف و اعلیٰ اور ارفع ہیں جن کے لیے نہایت ہی دقت و حدت نظر کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس ہفت سالہ توقف سے وہ بات اچھی طرح حاصل ہو گئی۔ کیونکہ نہ تو حضرت ہی کی نظر اوپر اٹھ سکتی تھی اور نہ حضرت پیر و مرشد قدس اللہ سرہٗ بوجہ توقف سلوک آگے کو توجہ دے سکتے تھے جب نظر پڑتی تھی انہی طے شدہ مقامات پر۔ فلہٰذا روز بروز نیچے کے مقامات میں قوت پیدا ہوتی چلی گئی۔ اگرچہ حضرت قبلہ اپنی بلند فطرت اور اعلیٰ استعداد کے باعث اس توقف سلوک کے متحمل نہ تھے مگر کام انسان کے تحمل و غیر تحمل پر موقوف نہیں ہے بلکہ

Marfat.com

چنانکہ می خواہند تربیت می فرمایند

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

تیسرے یہ کہ فیض مفرط کے واسطے قبض مفرط لازم ہے۔ اکثر صاحبان بندا استعداد کثیر الفیض کے متعلق یہی سنا اور دیکھا گیا ہے۔

چوتھے یہ کہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب اس کو کسی چیز سے روکا جائے اس کا اشتیاق زیادہ ہو جاتا ہے اور یہ ایک نکتہ ہے۔ اور جب کسی امر کے متعلق اشتیاق زیادہ ہوگا وہ کام بھی باحسن وجوہ اور جلد پورا ہوگا۔ اس لیے کہ وہ اشتیاق طبیعت اور ہمت کے بالکل متوجہ ہو جانے کا باعث ہو جاتا ہے۔ اور جب کسی کی طبیعت اور ہمت کسی امر کی طرف متوجہ ہو جائے گی فضل الٰہی شامل ہوگا اور کام جلد انجام کو پہنچے گا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مُعَالِیَ الْھِمَمِ۔ چنانچہ جس قدر توقف سلوک میں ہوتا گیا اسی قدر حضرت کو اشتیاق اور تمنا حصول مقصد کی بڑھتی گئی۔ اور جب وہ توقف رفع ہوا تو قلیل زمانہ میں وہ پالیا جو انسان بالفرض عمر نوح بھی پائے اور کوشش کرے تو حاصل نہ ہو۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

پانچویں یہ کہ حق تعالیٰ کو آپ کا امتحان بھی مقصود تھا کہ آیا ہماری محبت صادق اور طلب پختہ بھی ہے یا نہیں۔ اس لیے کہ سچا عاشق اور حقیقی طالب کسی وجہ سے بھی اپنی طلب کو ترک نہیں کرتا ؎

دست از طلب ندارم تا کام من برآرد یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

خواہ محبوب کی طرف سے کتنا ہی بظاہر اعراض ہو اور چاہے محبوب کتنا ہی تجاہل برتے اور کتنی ہی اذیت پہنچائے مگر جو دلدادہ اور شوریدہ سر ہوتے ہیں وہ اس سے کہ جس کو دل و جان و ایمان بیک نظر دے بیٹھے ہوں۔ اور اس کی طلب سے تھک کر بیٹھ رہتے ہیں بلکہ ان امور سے تو اور ؎

Marfat.com

آتشِ عشق تیز تر گردد

کسی نے خوب کہا ہے ؎

من از تو روئے نہ پیچم گرم بیازاری کہ خوش بود ز عزیزاں تحمل خواری

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس طرف سے جس قدر توقف ہوتا گیا ہمارے حضرت قبلہ کو اشتیاق بڑھتا گیا اور جب حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپؒ کی خوب جانچ کر لی تو اپنے وصل سے مالا مال فرما دیا۔

چھٹے یہ کہ سلوک میں یہ توقف تربیت جلالی کا رنگ لیے ہوئے تھا۔ سالک کامل و مکمل تو وہی ہوتا ہے جس کی تربیت جمالی و جلالی دونوں طریق سے ہوئی ہو۔ غرض ہمارے حضرت قبلہ کی تربیت بھی دونوں طریق سے ہوئی۔

یہ وہ بھید ہیں کہ ہم جیسے ظاہر بیں اور ناقص از کار و درافتادہ شمہ برابر بھی ان کو پا نہیں سکتے ؎

میانِ عاشق و معشوق رمز یست کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

حضرت کا اخلاص اپنے حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ سے

اور بعض واقعات متعلقہ جانشینی و خلافت

حضرت کو اپنے حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر اخلاص تھا کہ آپ ایک منٹ کی بھی اپنے شیخ مقتدیٰ کی جدائی گوارا نہیں فرماتے تھے۔ آٹھ پہر وہیں حاضر رہتے۔ حضرت قطب ارشاد قدس سرہ العزیز بھی آپ کو اپنا سب سے زیادہ مخلص بلکہ یار غار سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ کا کوئی دوست بھی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں ہے اور ایک ہی ہے اور وہ

Marfat.com

حافظ عنایت اللہ ہیں۔ حضرت کے جناب پیر و مرشد قدس اللہ سرہٗ کے مزاج مبارک میں اگرچہ غایت استغنا اور نہایت تمکین تھی لیکن اگر کبھی کچھ ارشاد فرماتے تو تنہائی میں ہمارے حضرت ہی سے ارشاد فرماتے اور حلقہ کے حلقہ خالی، وقات میں حضرت قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیوان خانہ میں تشریف رکھتے تو اکثر اوقات حضرت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اور جب کہیں تشریف لے جاتے تو آپ ہمراہ جاتے۔ آپ کے حضرت پیر و مرشد باوجود اس قدر وقار و ہیبت کے آپ سے بہت بے تکلف تھے ظاہراً و باطناً کسی قسم کا تکلف نہ فرماتے۔ حضرت کے اتحاد نسبت معنوی کی یہ حالت تھی کہ جب حضرت قطب دوراں جناب مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلد آشیاں نواب کلب علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعرض ادائے فریضہ حج و زیارت مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو لے گئے تو ہمارے حضرت قبلہ بھی ہمرکاب تھے۔ مدینہ منورہ میں حضرت قبلہ امام ہمزچ ہر خاص و عام قطب زماں غوث دوراں شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ سرہٗ کے چھوٹے صاحبزادے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ محمد مظہر صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند ارشاد پر متمکن تھے۔ آپ بڑے زبردست اولیاء اللہ اور بڑے قوی التصرف بلند و اعلیٰ ادراک والے تھے اور بہمہ وجوہ اپنے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے اور بوجہ اتحاد مشرب و اتباع سنت آپ کو یہ خصوصیت خاصہ حاصل تھی کہ بیشتر حضرت جناب رحمۃ للعالمین سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی حضوری رہتی تھی۔ و جب ہمارے حضرت قبلہ کو دیکھتے تو بوجہ غایت اتحاد معنوی فرماتے کہ آؤ مولوی ارشاد حسین صاحب کے صاحبزادے۔ غرض ہمارے حضرت کو اپنے پیر و مرشد سے جو تعلق تھا اور ان کو حضرت سے جو محبت تھی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی جانشین منجانب اللہ ہوئے۔ چنانچہ

Marfat.com

اس کی تصدیق علاوہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی اجازت و خلافت کے وہ واقعات و مقام ہیں جو خود حضرت نے دیکھے اور حضرت کے پیر دستگیر نے تصدیق فرمائی۔ چنانچہ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں حضرت پیر دستگیر کے ہمراہ حاضری ہوئی تو ارشاد فرما دیا تھا کہ ہر شخص یہاں جو خواب دیکھے ہم سے بیان کرے۔ چنانچہ جو شخص خواب دیکھتا بیان کرتا۔ ایک شب میں نے بھی ایک خواب دیکھا کہ حضرت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم روضۂ اقدس سے باہر تشریف فرما ہیں اور آپ کے مقدس ٹخنے سے ایک نہر جاری ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں اور ہر شخص اپنے اپنے ظرف بھر بھر کر لیجا رہا ہے۔ میں بے انتہا پیاسا ہوں۔ پیاس کے اضطراب سے مجبور ہو کر میں نے حضور انور کے مقدس ٹخنے کی اس جگہ جہاں سے چشمہ جاری ہے اپنا منہ لگا دیا اور تمام چشمہ پی لیا مگر پیاس باقی رہی۔ جب یہ خواب حضرت پیر و مرشد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو آپ نے متعجب ہو کر میری جانب دیکھا اور فرمایا تم نے خوابوں کا قبلہ گاہ دیکھا۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شدید بیمار ہو گیا اور امید زیست باقی نہ رہی۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ فرما کر اکثر عیادت کو تشریف لائے اور تسلی فرماتے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے۔ اسی مالت میں میں نے خواب دیکھا کہ عطار اللہ خاں کی مسجد میں ایک مجمع کثیر ہے اور جناب حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور فقیر کے حضرت پیر دستگیر کو طلبہ فرما رہے ہیں۔ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں تو بسبب کثرت مردم جا نہیں سکتا۔ لوگ حضرت پیر دستگیر کی تلاش میں پھر رہے ہیں کہ ایک آدمی نے مجھے لیجا کر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پیش کر دیا۔ مجھے دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ ہم تو مولوی ارشاد حسین صاحب سے ملنا چاہتے تھے، وہ اب نہیں آئیں گے۔ تم آ گئے ہو اب ہم تم سے ہی

Marfat.com

ل لیتے ہیں۔ ہمارا سلام مولوی صاحب سے کہہ دینا۔ چنانچہ جب اس خواب کو حضرت قبلہ سے بیان کیا تو حضرت نے آنکھیں پھاڑ کر میری طرف دیکھا اور یہ معنی خیز جملہ فرمایا کہ اچھی بات ہے، تم اچھے تو ہو جاؤ۔ اس خواب کے بعد سے حضرت قبلہ میرے ساتھ ایک خاص معاملہ فرمانے لگے جو دوسروں کے ساتھ نہ تھا۔

نیز فرمایا کہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے چند ماہ قبل خواب دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد کے پاس میں بیٹھا ہوں کہ اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور حضرت پیر و مرشد کی مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ جب حضرت پیر و مرشد رضی اللہ عنہ سے یہ خواب بیان کیا تو فرمایا مبارک ہو تم کو بشارت ہے۔

پھر ایک مرتبہ ہمارے حضرت قبلہ اپنے حضرت پیر و مرشد قدس اللہ سرہٗ کی حیات ہی میں دہلی تشریف لے گئے تو حضرت جناب قبلہ عالم فانی فی اللہ خواجہ خواجگان باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس پر حاضر ہو کر مراقب ہوئے حضرت خواجہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اس واقعہ کو بھی بعد واپسی حضرت پیر و مرشد قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز سے بیان کیا اور آپ نے اس کو غلط ثابت نہ کیا۔

حضرت جناب قطب ارشاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ حیات کے ان واقعات اور واقعات بعد حیات سے جن کو آگے چل کر لکھا جائے گا سب سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنے حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی جانشین تھے۔

اب یہاں چند امور قابل تحریر ہیں۔ وہ یہ کہ آپ نے خواب میں عطاء اللہ خاں کی مسجد میں مجمع کثیر کو دیکھا اس عطاء اللہ خاں کی مسجد کی تخصیص خواب میں کیوں ہوئی؟ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے اور وہ یہ کہ امور

Marfat.com

باطنی کا دار و مدار رمز و اشارات پر ہے۔ خواب میں اکثر ایسے شخص یا ایسی جگہ کے نام کے ساتھ واقعہ شروع ہوتا ہے جو ہونے والا ہوتا ہے اور بطریق رمز اس نام سے دلالت کر دی جاتی ہے۔ عطاء اللہ خاں کی مسجد سے مراد وہ خاص مسجد نہیں ہے جو عطاء اللہ خاں صاحب کے گھر میں عطاء اللہ خاں کے نام سے منسوب ہے۔ بلکہ چونکہ حق تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نسبت نقشبندی مجددی اور ارشاد کی نعمت سے مالا مال فرمانے والا تھا اس لیے اس سے مراد عطائے الٰہی ہے اور مسجد سے مراد خانہ خدا یعنی حق تعالیٰ اپنی جانب سے آپ کو اپنی نعمت خاص عطا فرمانے والا تھا۔ کثیر مجمع سے مراد وہ تعداد کثیر تھی جو آپ کے فیض باطنی سے فیضیاب ہونے والی تھی یعنی مخلوق خداوند تعالیٰ شانہ۔ اب رہا یہ امر کہ حضرت جناب عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی تخصیص کس لیے؟ حضرت جناب موسیٰ، حضرت جناب ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت جناب رسالتمآب علیہم الصلوات والتسلیمات میں سے کسی ایک کی خواب میں زیارت کیوں نہ ہوئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت زیر قدم حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام واقع ہوئی تھی اور آپ عیسوی المشرب تھے۔ پھر حضرت جناب عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت جناب قطب ارشاد مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب قدس اللہ سرہٗ کو بلانا اور بجائے ان کے ہمارے حضرت سے ملاقات کرکے جاتے ہوئے حضرت قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت کے ذریعہ سے سلام کہلا بھیجنا اس کی طرف اشارہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یہ جانشین ہیں۔ باقی واقعات و خواب صاف ہیں کسی تشریح کے محتاج نہیں۔

اب ایک اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ حقیر کاتب الحروف نے جانشینی کے مسئلہ کو اس قدر شد و مد سے جگہ جگہ کیوں تحریر کیا ہے اور حتی الامکان بدلائل قوی کیوں اس کو ثابت کرنا چاہا ہے؟ اس اعتراض کے چند جواب ہیں:

Marfat.com

اول یہ کہ ہر مقرر اور ہر مصنف کو اس بات کا حق حاصل ہے بلکہ اس کے لیے لازم ہے کہ اپنے دعویٰ کو حتی الامکان قوی دلائل سے ثابت کرے تاکہ تحریر کی گنجلک اور اعتراضات و شبہات کی پیچیدگی سے ناظرین گمبھیرا نہ جائیں۔ اب جو منصف مزاج اور صاحب فہم ہوں گے وہ تسلیم کریں گے اور جو منکر ہوں گے وہ خارج از بحث ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت حق سبحانہ کے علم ہی میں یہ بات تھی کہ قرآن مجید میرا ہی کلام ہے اور حق ہے۔ اور حضرت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس زمانہ کے مومنین (صحابہ کرام) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کلام الٰہی کے حق ہونے پر ایمان ہی لائے ہوئے تھے اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ذرہ برابر بھی کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے تو پھر حضرت حق جل وعلا کو ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ اور قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وغیرہ ارشاد فرمانے کی اور اسی طرح اکثر جگہ اپنے کلام کو اپنا ہی کلام ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کی وجہ یہی تھی کہ اس طرح منکرین پر اتمام حجت ہو جائے۔ باقی جو چیز حق ہوتی ہے اس کو سمجھنے والے سمجھتے ہی ہیں کہ حق ہے۔

دوسرے یہ کہ بحیثیت ایک ادنیٰ خادم ہونے کے بھی میرا فرض ہے کہ نفس الامر میں جو فضیلت حضرت کی ذات مبارک میں تھی اس کو بلا کسی غلو اور نسبت کاذبہ کے ظاہر کر دوں۔ اور یہ ہر خادم کا فرض ہونا چاہیے نہیں تو اس کی استعداد ناقص اور اس کا کام ابتر ہے۔ اس فضیلت اور بزرگی کے ظاہر کرنے سے مخلوق کا بھی فائدہ ہے اور وہ یہ کہ اولیاء اللہ کی ولایت کا اذعان و اقرار موجب حسنات و برکات دارین ہے اور سبب حسن خاتمہ اور انکار (نعوذ باللہ من ذالک) سبب خسران اور خرابی آخرت ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب توحید و رسالت پر انسان ثابت قدم ہے تو اولیاء اللہ کے انکار کی وجہ سے آخرت کی خرابی کا واقع ہونا

Marfat.com

کیا معنی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہے جس کی تفصیل اس مختصر رسالہ میں باعث طوالت ہے۔ بہ طریق اختصار یوں سمجھیے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ۔

دیکھو! اللہ کے دوستوں کو نہ کچھ خوف ہے نہ حزن۔ وہ لوگ کہ ایمان لائے اور جنہوں نے پرہیزگاری کی ان کو دنیا و آخرت دونوں میں بشارت ہے۔

مقام غور ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کی ولایت کو تسلیم فرمائے اور سب کو خبردار کر دے تو اس کے لیے ایسے مقرب بندوں کے انکار کی کیا وجہ؟ اگر اقرار ہے تو سلامتی ہے اور اگر انکار ہے تو خرابی ہے۔ اس لیے کہ یہ انکار درحقیقت اولیاء اللہ کی ولایت کا انکار نہیں ہے بلکہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے فرمان کو نعوذ باللہ من ذالک ٹھکرا دینا اور تعمیل حکم سے سرکشی کرنا ہے۔ خیال کرنا چاہیے کہ یہ انکار کہاں سے کہاں پہنچتا ہے۔

نیز حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ، بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ "یہ حال ان لوگوں کا ہے جو اللہ کے راستہ میں قتل ہوئے۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اللہ کے واسطے قتیل تیغ عشق و محبت ہیں؟ اور جو اپنی جانیں، اپنے اموال، اپنی اولاد اس کی محبت میں برباد کر چکے، جنہوں نے اپنے نفوس پر عیش و آرام حرام کر لیا۔ ہر وقت و ہر آن مجاہدے میں مصروف ہیں حقیقت یہ ہے کہ اصل مجاہد اکبر یہی لوگ ہیں چنانچہ خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ اس سے ثابت ہوا

Marfat.com

کہ جہاد اکبر جہاد بالنفس ہے۔ اور یہ لوگ ہر وقت اس جہاد بالنفس پر کمربستہ ہیں۔ اس کے متعلق حضرت سلطان شاہ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

غازی کہ پئے شہادت اندر تگ و پوست　　غافل کہ شہید عشق فاضل تر ازوست
فردائے قیامت او بدیں کے ماند　　آں کشتۂ دشمن است واین کشتۂ دوست

لہٰذا وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں ان کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ ان کو یہ بھی نہ کہو کہ مر گئے جل تعالےٰ کو مر گئے کا لفظ بھی سننا گوارا نہیں کہ استعمال کیا جائے پس جن کے متعلق اس انتہائی ادب برتنے کی تعلیم فرمائی جائے ان کو برا کہنا کس درجہ بدبختی و بدنصیبی ہے۔ اور نیز بخاری شریف رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا اَفْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُہٗ وَلَاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ۔"

بس اسی سے اولیاء اللہ کا مرتبہ معلوم کرنا چاہیے کہ کیا ہے۔

اگر کوئی اولیاء اللہ کا منکر ہوتا ہے تو اس کی پاداش یہ دیکھی اور سنی گئی ہے کہ آخر وقت میں توحید و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب توحید و رسالت میں شبہات پیدا ہوئے تو خاتمہ بالخیر کا خاتمہ ہو گیا۔ اس لیے کہ ؎

خاصانِ خدا خدا نباشند　　لیکن ز خدا جدا نباشند

Marfat.com

فلہذا ان مذکورہ بالا دلائل قویہ اور براہین قطعیہ سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ اولیاء اللہ کو (نعوذ باللہ من ذلک) برا کہنا کیوں سبب خرابی آخرت ہے۔ حضرت امام وقیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اعتراض براہل اللہ خصوصاً کہ اسم پیری و مرشدی درمیان باشد وراہ افادہ کشادہ باشد نباید کرد وآں را سم قاتل باید انگاشت"۔

نیز خانخاناں کو ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ایں طائفہ را ذلیل وخوار نہ انگارند۔ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ترسم آں قوم کہ بردرد کشاں می خندند
درسر کار خرابات کنند ایماں را

حضرت کا مرتبۂ علم ظاہر

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں علوم ظاہر و باطن میں کامل مکمل ہو گئے تھے۔

حضرت قطب ارشاد رضی اللہ عنہ کے اکثر شاگردوں نے حضرت سے بھی علوم عقلیہ و نقلیہ کا استفادہ باجازت حضرت قطب ارشاد کیا ہے۔ آپ تمام کتابیں علم معقول و منقول کی غایت تحقیق و تدقیق سے پڑھاتے تھے۔ یہ ممکن نہ تھا کہ کوئی بڑے سے بڑا مولوی مناظرے اور تقریر میں آپ سے پیش لے جاتا ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے استاد حضرت جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ محقق کامل

Marfat.com

بحر العلوم شخص تھے۔ان کا نہایت محنت وشفقت اور تحقیق سے ہر فن اور ہر علم کی کتاب کو سبقاً سبقاً پڑھانا اور پھر حضرت قبلہ کا محنت وشوق سے پڑھنا، علاوہ بریں خداداد ذہانت وذکاوت۔یہی وجوہ تھے کہ حضرت قبلہ ایک متبحر عالم اور محقق کامل ہو گئے۔اپنی محنت اور شوق مطالعہ کا حال خود بیان فرماتے تھے کہ ہمارے گھر کے باہر ایک بہت بڑے تناور درخت کی جڑ پڑی ہوئی تھی اس پر ہم شب کے وقت بیٹھ جاتے تھے اور ایک چراغ جلا کر سامنے رکھ لیتے تھے اور تین بجے رات تک مطالعہ کرتے رہتے تھے بلکہ اکثر صبح ہو جاتی تھی۔مطالعہ کے وقت اس لکڑی پر کہنی ٹیکتے ٹیکتے ہماری کہنی میں گڑھا پڑ گیا تھا۔برسوں اسی صورت سے مطالعہ کیا ہے۔ بروقت مطالعہ ہم کو علاوہ کتاب کے کسی چیز کی خبر نہ ہوتی تھی۔

حضرت قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد بھی کچھ زمانے تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا۔مگر اب عرصہ دراز سے مصلحتاً اس کو ترک فرما دیا تھا اور ہمہ تن ارشاد باطنی کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

ارشاد باطنی

حضرت غوث زماں قطب دوراں جناب مولٰنا مولوی ارشاد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین چشم وچراغ حضرت مجدد الف ثانی جناب شاہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت قطب زماں شاہ عبدالرشید صاحب خلف اکبر قیوم دوراں حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدس اللہ سرہم العزیز نے تشریف لا کر حضرت قطب ارشاد قدس سرہٗ کے بڑے بھائی صاحب یعنی شاہباز طریقت، مروج شریعت، سرخیل اتقیاء، رہبر اولیاء حضرت جناب مولٰنا مولوی محمد امداد حسین صاحب مجددی نقشبندی قدس سرہٗ کو جو حضرت قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ومجاز تھے جانشین کر دیا جناب حضرت

Marfat.com

مولٰنا مولوی امداد حسین صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کی طرف لوگوں نے رجوع کی۔ آپ نے باصرار تمام بعض کو مرید کر لیا مگر بالآخر ان اپنے مریدین سے بھی اور جو حاضر ہوتے گئے ان سے بھی یہی فرمادیا کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ، یہ کام ان سے ہی متعلق ہے اور وہی اس کام کے لائق آدمی ہیں چنانچہ اس کے بعد سب نے بالاتفاق حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کی ہی طرف رجوع کی اور جناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولٰنا مولوی امداد حسین صاحب قدس سرہٗ کا ۸ ماہ بعد وصال ہوگیا۔

حضرت مولٰنا صاحب قدس سرہٗ کے کشف و ادراک کی کوئی انتہا نہ تھی۔ آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ میرا زمانہ ارتحال بھی قریب ہے اس وجہ سے بھی لوگوں کو ہمارے حضرت قبلہ کی خدمت ہی میں بھیجا۔ دوسرے یہ کہ بوجہ قرب زمانہ رحلت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت میں اس قدر علو اور عروج ہوگیا تھا کہ کسی کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تھے۔ اور یہ نسبت نقشبندی مجددی کا خاصہ ہے کہ آخر زمانہ میں اس طریق کا شیخ خود کسی کو توجہ نہیں دے سکتا ہے بلکہ لوگ خود اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں اور یہ نسبت نقشبندی مجددی کا غایت علو اور محبوب حقیقی کی ذات پاک میں نہایت استغراق ہے۔ یہ استغراق وہ استغراق نہیں ہے جو مقامات قلب و ولایات میں ہوا کرتا ہے بلکہ یہ ایک علیحدہ کیفیت ہے، حق تعالیٰ جس کو نصیب فرمائے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ ایسی حالت میں منتہی جو ہوتے ہیں ان کو ہی فائدہ ہوتا ہے مبتدی جیسا کہ چاہیے مستفید نہیں ہو سکتے

الغرض جب تمام لوگ حضرت کی طرف رجوع ہو گئے تو بڑے اصرار سے باطن کا کام شروع کیا۔ اصرار سے اس لیے کہ حضرت قبلہ کے مزاج میں بے انتہا انکسار اور استتار احوال تھا۔ وہ منجانب اللہ سب کچھ تھے مگر ہمیشہ یہی سمجھتے رہے کہ ہم ہیں کیا اور ہماری ہستی کیا ہے۔ خود فرماتے تھے کہ جب حضرت جناب

Marfat.com

مولوی امداد حسین صاحب قبلہ نے لوگوں کو ہمارے پاس بھیجا اور سب نے اصرار شروع کیا تو ہم کو بڑی شرم آئی حلقہ کے وقت بعد مغرب لوگ تو جمع ہوئے کہ ختم و حلقہ شروع ہوگا مگر ہم ٹال کر کسی طرف چلے گئے۔ مگر کیفیت یہ تھی کہ جو قدم آگے کو پڑتا تھا کوئی گھر کی طرف دھکا دیتا تھا۔ چند قدم تو بڑی مشکل سے چلنا ہوا مگر پھر ممکن نہ ہوا۔ جس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ یہ بار ہم کو ہی اٹھانا ہوگا۔ چنانچہ مجبوراً واپس آنا پڑا اور کام شروع کر دیا ؎

تا یار کرا خواہد و میلے بہ کہ دارد

کسی نے خوب کہا ہے کہ:

من نہ باختیار خود می روم از قفائے او آں دو کمند عنبریں می بردم کشاں کشاں

جب کام شروع کر دیا تو حلقے کی پابندی کی یہ کیفیت تھی کہ جب تک سخت بیمار نہ ہو جاتے اور نشست و برخاست سے معذوری نہ ہو جاتی حلقہ اور ختم ناغہ نہ ہوتا۔ کسی کو یاد نہیں کہ بلا عذر شرعی حلقہ ترک فرمایا ہو۔ سفر و حضر میں حلقہ برابر ہوتا۔ پھر اس حلقے کی کیا کیفیت بیان کی جائے کہ کیا حالت اور کیا کیفیت ہوتی تھی ؎

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

جس وقت آپ توجہ فرماتے تو ہر شخص اپنے مقام اور حال کے موافق عجب کیفیت میں ہوتا تھا۔ کوئی اپنے ذوق میں نالہ برلب تو کوئی استغراق و بے خودی میں مست۔ کوئی دریائے تحیر میں ڈوبا ہوا تو کوئی جہل و نکارت محض میں سرگرداں۔ کوئی کیفیت بے کیفی میں، تو کوئی کیفیت کے تکیف میں۔ کوئی ایک مجہول الکیفیت لطیف نسبت کو محیط پا کر اس شوق میں کہ ؎

جان عزیز کرتے ہیں تم پر نثار ہم! دل کس شمار میں ہے جگر کس حساب میں

Marfat.com

تو کوئی اس حال میں کہ ؎

من شدم عریاں ز تن او از خیال — تا خرامم در نہایات الوصال

کسی کی یہ کیفیت کہ ؎

اتصالِ بے تکیف و بے قیاس — ہست رب الناس را با جان ناس

تو کوئی ذوق و شوقِ وصال میں سرشار۔ برخلاف اس کے کوئی اس حالت میں کہ ؎

دل میں ذوق وصل و یادِ یار تک باقی نہیں
آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

جو لوگ ولایات کے مراقبوں میں ذوق و شوق تجلیات اسمائی و صفاتی سے مستفیض ان کی یہ ہمت بڑھی ہوئی ہوتی کہ اب میدان مارا، اور جو ولایات و کمالات حقائق سے گزر کر لاتعین کے لق و دق میدان میں جا پہنچتا وہ یہ کہتا کہ ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں — کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

هَنِيْئًا لِّاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا — وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار — گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

اب رہے وہ لوگ کہ جن کو لاتعین ہی میں کچھ زمانہ گزر چکا ہوتا وہ جو خیال کرتے تو کہاں کا قرب اور کیسا وصل۔ نہ حصول کا نام نہ وصول کا پتہ۔ اپنے کو بعد در بعد اور حرمان در حرمان پاتے بلکہ جو کچھ گھر سے لائے تھے وہ بھی کھو بیٹھے۔ یعنی اب ایسی چہ کنم میں ہیں کہ آیا کبھی اللہ کا نام بھی لیا تھا یا نہیں۔

نہ ادراک باقی نہ بے ادراکی، نہ علم ہی رہا نہ جہل۔ نہ وصل کی خوشی نہ بعد کا غم۔ نہ کوئی کیفیت نہ

Marfat.com

بے کیفی۔ غرض ایسا عجیب معاملہ رونما کہ معقولی بھی تمام عمر اپنی عقول کو لیے ہی بیٹھے رہیں اور خاک سمجھ میں نہ آئے۔ ایک ایسا معمہ:

کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معمارا

مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ۔ اصل تو یہ ہے کہ ؎

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نچشی!

غرض وہ کیفیت حلقے کی بیان میں نہیں آسکتی۔ جو خوش نصیب اس شرف سے مشرف اور اس بے پایاں فیض سے فیضیاب ہوئے ہیں ان کے ہی دل جانتے ہیں۔ حلقہ طویل اس قدر ہوتا تھا کہ شب کے دس بج جاتے اور پھر خاصکر جاڑے کے زمانہ میں کہ راتیں طویل ہوتی ہیں۔ توجہ مبارک اس قدر قوی تھی کہ کیا بیان کیا جائے۔ اگر کبھی نظر بسبیل اتفاق زیادتی اور قوت سے پڑ جاتی تو معلوم ہوتا کہ ایک پہاڑ آپڑا ہے اور تمام ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں۔ اچھے اچھے صاحب ظرف و عالی استعداد والے متحمل نہ ہوسکتے تھے۔ پہلی ہی توجہ مبارک میں قلب جاری ہو جاتا تھا اور بالعموم تین روز کے اندر اندر تمام لطائف جاری ہو جاتے تھے اور معلوم کرنے والا معلوم کرتا تھا۔ کار سنین مہینوں اور دنوں میں ہوتا تھا۔ فطر باطنی اس قدر صحیح اور بہتر تھی کہ جس کو ایک نظر دیکھا اس کی کیفیت معلوم فرمالی اور بارہا دیکھا گیا کہ جس کو چاہا بیک گوشۂ چشم التفات ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیا۔ نسبت شریف اس قدر طویل و عریض اور لطیف تھی کہ بڑے سے بڑے صاحب ادراک اور سالہا سال کے کام کرنے والے یہ ممکن نہ تھا کہ درک کر لیتے۔ سلوک نقشبندی اور مقامات مجددی میں اس قدر رسوخ و انصاف حاصل تھا کہ مبتدی و متوسط اور منتہی کو اس کے حال کے موافق بے تکلف یکساں توجہ فرماتے۔ جو صاحب ادراک

Marfat.com

ہوتے تھے وہ ہر ایک مقام کے تبدّل وتغیر اور اس مقام کے حالات کو درک کر لیتے تھے، اور جن کو ادراک نہ ہوتا حضرت قبلہ خود ہی معلوم فرما لیتے تھے کہ اب اس کا یہ مقام اتمام کو پہنچا۔ آگے توجہ فرما کر دوسرے مقام پر پہنچا دیتے تھے۔ غرض طالب کے ہر ایک حال اور خطرات سے اس طرح واقف رہتے تھے گویا سب کچھ چشم سر دیکھتے تھے۔

بیعت کا طریقہ

بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ جب طالب حاضر ہوتا تو اوائل ایام میں اس کو استخارۂ مسنون کا امر فرماتے اور اب چند سال سے بمجرد اذعان قلبی حلقۂ شب کے وقت بیعت فرماتے تھے اور حسب دستور مشائخین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم توبہ اجمالی بایں طور کراتے کہ دونوں ہاتھ طالب کے اپنے دست مبارک میں بطریق مصافحہ پکڑ لیتے اور اپنی زبان مبارک سے بآواز بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور پھر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ تین مرتبہ۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ایک بار۔ پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّرَسُوْلًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی زبان مبارک سے کہتے اور طالب بھی ساتھ ساتھ اعادہ کرتا جاتا۔ پھر طالب سے یہ الفاظ ادا کراتے کہ:

"داخل ہوا میں طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ عنہم میں"۔

پھر طالب کو اپنی انگشت مبارک سے مقام لطیفہ قلب بتا کر ذکر قلبی تعلیم فرماتے اور فرماتے کہ دوام ذکر اسم ذات اَللّٰهُ کا پچیس ہزار بار خیال سے اس طرح کرنا چاہیے کہ زبان تالو کو لگائی جائے اور خیال کی مدد سے قلب سے ذکر مبارک اَللّٰهُ کرنا چاہیے۔ پھر دوزانو بیٹھ کر تسبیح دست مبارک میں لیکر طالب

Marfat.com

کو توجہ دیتے اور لطیفہ قلب میں القائے ذکر فرماتے توجہ مبارک کے وقت کسی قدر سر مبارک کو حرکت دیتے اور بہ شمار انفاس توجہ مبارک ہوتی تھی۔ توجہ شریف اس قدر قوی ہوتی تھی کہ جو صاحب ادراک ہوتے تھے ان کو معلوم ہوتا تھا کہ ایک تیر ہے جو قلب کے پار ہو رہا ہے اور سینہ میں کوئی چیز ہے کہ پھڑک رہی ہے ایسا بھی اکثر اتفاق ہوا ہے کہ بعض طالب کے مقام لطیفہ پر انگشت مبارک رکھتے تو صرف اس قدر اشارہ ہی سے ذکر جاری ہو جاتا۔ گویا آپ کی انگشت مبارک اور نظر دونوں یکساں کام کرتی تھیں اور اسی کا نام کشف تام ہے۔ بعض طالب کی تو یہ کیفیت ہوتی کہ پہلی ہی توجہ مبارک میں جب ذکر جاری ہو جاتا تو اس سے فرما دیتے کہ التزام کی ضرورت نہیں۔ جب موقع ملے ذکر کر لینا ورنہ حاجت نہیں چنانچہ حضرت کا یہ خادم جب حاضر خدمت فیض درجت ہوا تو بیعت فرمانے کے بعد ذکر قلبی تسلیم فرمایا۔ پہلی ہی توجہ مبارک میں اس قدر قلب جاری ہوا اور کچھ ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ دوسرے حلقے کے بعد دریافت فرمایا کہ ذکر کا ادراک خوب ہوتا ہے؟ جو حال تھا عرض کر دیا۔ فرمایا تجھ کو حاجت التزام کے ساتھ ذکر کرنے کی نہیں۔ چنانچہ اس خادم نے بھی ذکر کا شغل بہ قید تعداد و وقت نہ کیا۔ مگر اجرائے ذکر کی یہ کیفیت تھی کہ ہر وقت ذکر بہ شدت ہوتا رہتا تھا۔ پرورش و بندہ نوازی فرما کر محض توجہ مبارک ہی سے کام پورا فرمایا اور یہ غایت شفقت تھی کہ طالب کو محنت ذکر سے بھی بچا لیتے اور پھر کسی قسم کا نقص واقع نہ ہوتا بلکہ کام میں اس قدر تیزی ہوتی کہ تیسرے روز مراقبہ تعلیم فرما دیتے ؎

یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد　　احسان ترا شمار نتوانم کرد

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم مولوی حکیم حافظ محمد تفضل حسین صاحب جب شرف بیعت سے مشرف ہو چکے تو حضرت قبلہ روحی فداہ کا یہ خادم بضرورت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے مکان پر ملنے گیا جب حکیم صاحب

Marfat.com

مکان سے باہر آئے تو یہ معلوم ہوا کہ کوئی نہایت قوی الاثر مجذوب چلا آرہا ہے۔ جب اس خادم نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حکیم صاحب کا یہ حال عرض کیا تو مسکرا کر فرمایا کہ نظر کسی قدر تیز پڑ گئی تھی۔

یہ تو ابتدائی حالت کا بیان ہے۔ انتہائی مراقبوں میں جب توجہ فرماتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مقام اُٹھا کر طالب پر لا کر رکھ دیا ہے۔

بعض طالبانِ خدا کو دور دراز مقامات پر غائبانہ توجہ دیتے اور برابر اسی طرح اثر مرتب ہوتا جیسا کہ حضوری میں ہوتا۔ بعض نے یہ عجیب ماجرا بھی دیکھا ہے کہ حضرت قبلہ روحی فداہٗ بیک وقت دو طرف توجہ دے رہے ہیں چنانچہ والدی ماجدی حضرت جناب مولوی حافظ سعید احمد صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے فراغ حلقہ صبح کے بعد حقیر سے فرمایا کہ حلقہ میں جب پہنچا تو حضرت دوسری سمت میں توجہ مبارک دے رہے تھے۔ خیال ہوا کہ مجھے توجہ کون دے گا۔ اس خیال کے آتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خاص مجھ کو توجہ دے رہے ہیں۔ جب حضرت قبلہ سے یہ کیفیت عرض کی تو فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیک وقت دس جگہ دعوت تھی اور آپ بھی بیک وقت ہر ایک جگہ تشریف لے گئے۔ ہم بھی انہی کے خادم ہیں اور حلقہ بھی انہی کا ہے۔ ہم تو برائے نام بیٹھ جاتے ہیں، جو کچھ ہوتا ہے اسی جانب سے ہوتا ہے۔ اور یہ امر واقعی تھا کہ حضرت کا حلقہ حضرت مجدد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلقہ تھا۔ بعض مدرک اصحاب رحمہم اللہ نے متعدد مرتبہ دیکھا کہ بجائے حضرت قبلہ کے حضرت جناب شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں۔

ایک خادم نے تو ایک ہی جلسہ میں سات مرتبہ یہی واقعہ دیکھا کہ حضرت جناب امام ربانی مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور حضرت کا وجود فنا ہو گیا۔ اور پھر حضرت کو مسند پر بیٹھا دیکھا اور پھر دیکھا کہ حضرت

Marfat.com

مجدد رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ غرض تمام حلقہ میں اسی طرح یہ واقعہ ہوتا رہا۔
نیز حلقے میں حضرات انبیائے کرام و ملائکہ عظام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات مشائخین طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت طالبانِ خدا کو ہو جاتی تھی
حضرت قبلہ کا قاعدہ تھا کہ ہر طالب کو جدا جدا توجہ مبارک سے سرفراز فرماتے اور سب کو توجہ دینے کے بعد خود مراقب ہو جاتے اور پھر ایسا سناٹا اور سکوت محض ہو جاتا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ حلقے میں اور علاوہ حلقے کے تمام حاضرینِ بارگاہ، خدمت مبارک میں ایسے سر ڈالے ساکت و صامت بیٹھے ہوتے تھے کہ یجلسون حولہ خاشعین کانما علی رءوسھم الطیر مقنعی الرءوس غاض البصر و افئدتھم ھواء کا مصداق صادق آتا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر اکثر حلقہ ہی میں قاری سے قرآن مجید کے دو ایک رکوع سنتے۔ دوران استماع قرآن مجید میں حضرت قبلہ روحی فداہ کی عجب کیفیت ہو جاتی تھی، رنگ روئے مبارک متغیر ہو جاتا تھا اور باوجود شدید ضبط و بے انتہا تمکین کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور نہایت بے تاب و بے قرار ہو جاتے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ شدید حالت بے قراری و اضطراب میں ہیں مگر ضبط و استقلال سے کام لے رہے ہیں۔ اہل حلقہ بھی عجیب و غریب کیفیت میں ہوتے فیض حقیقت قرآنی کا علی التواتر و تکرات ورود ہوتا تھا۔ غرض ہر شخص ایک خاص کیفیت و حالت میں ہوتا تھا۔ قرآن مجید سننے کے بعد کبھی کبھی بعض آیات کی تفسیر بھی فرماتے۔ وہ تفسیر سلیس زبان اور مختصر مگر جامع الفاظ میں ایسی ہوتی تھی کہ حلقے میں جو مولوی ہوتے تھے وہ بھی ان نکات و تاویلات کو سن کر حیران رہ جاتے تھے۔ کبھی کبھی حلقے ہی میں اشعار پر درد نہایت سوز و گداز سے پڑھتے تھے۔ اور کمال یہ ہے کہ اشعار حضرت کی زبان مبارک سے ادا ہوتے تھے اور اثر اہل حلقہ پر مرتب ہوتا تھا۔ لیکن اب دس گیارہ سال سے بعد

Marfat.com

حلقے کے اکثر یہ اشعار پڑھتے تھے کہ ؎

تو در و گم شو وصال اینست و بس خود مباش اصلاً کمال اینست و بس

کبھی کبھی اس شعر کی تشریح بھی فرماتے۔ نیز کبھی کبھی حلقے سے فارغ ہو کر زبان مبارک سے کچھ دیر کلمات مشتمل بر مواعظ حسنہ ارشاد فرماتے۔ غرض عجیب صحبت ہوتی اور عجیب جلسہ۔ اب تک مہجور حرماں نصیب اس حلقے اور اس صحبت مبارک کو ترستے ہیں۔

کثرت ارشاد

حضرت قبلہ گاہی قدس اللہ سرہ العزیز کے دست حق پرست پر ہزاراں ہزار اللہ کی مخلوق بیعت ہوئی۔ کوئی دن شاید ہی ایسا خالی جاتا ہو کہ ایک یا چند طالبان خدا حاضر ہو کر بیعت نہ ہوتے ہوں۔ بعض طالب ایسے بھی حاضر ہوتے جن کو یا خواب میں یا بصورت واقعہ امر حاضری کا ہوتا۔ بعض ایسے آتے جو واقعہ میں بامر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہو کر بیعت ہوتے۔ اجمالاً بعض ایسے اشخاص کے متعلق بیان کیا جاتا ہے:

حضرت والدی ماجدی جناب مولوی حافظ سعید احمد صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جناب قطب مدار مخدوم نامدار حضرت مولانا شاہ محمد فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہ سے بیعت تھے اور کام صرف ولایت صغریٰ تک کیا تھا۔ بعد اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے اس تردد میں تھے کہ کس سے نسبت نقشبندی مجددی تمام و کمال حاصل کی جائے۔ ہمارے حضرت قبلہ کی طرف خیال پیدا ہوتا تھا مگر کچھ شبہات واقع ہو جاتے تھے۔ سالہا سال اسی خیال میں گزرے۔ آخر ایک شب خواب دیکھا کہ حضرت قطب ارشاد مولوی ارشاد حسین صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کی

Marfat.com

مسجد مبارک میں ایک کثیر مجمع ہے۔ لوگ امام کی تلاش میں ہیں۔ یکایک حضرت قبلہ تشریف لائے اور امامت فرمائی۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اقتدا کی۔ جب آنکھ کھلی تو حضرت قبلہ کے حلقے میں حاضر ہو گئے اور تمام شبہات رفع ہو گئے۔ یہ واقعہ خود حقیر کاتب الحروف سے بیان فرمایا۔

یہ روسیاہ ننگِ خاندان کاتب الحروف ایک مرتبہ سرہند شریف حاضر ہوا۔ وہاں سے واپس آکر بعد مغرب خاموش بیٹھا تھا کہ غیبت ہو گئی۔ دیکھا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ مزار مبارک پر یہ غلام حاضر ہے کہ اتنے میں حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے۔ حضرت جد امجد امام ربانی مجدد الف ثانی جناب شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قبلہ سے اس خادم کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا چنانچہ اس واقعہ کا ذکر اس کمترین نے اپنے والد ماجد حضرت جناب مولوی حافظ سعید احمد صاحب قدس سرہٗ سے کیا۔ آپ نے فرمایا مبارک ہو۔ حضرت کی خدمت میں جاکر بیعت ہو جاؤ۔

میاں جان محمد صاحب خراسانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ کے خلیفہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے دست حق پرست پر بیعت ہونے سے پچیس سال پیشتر ہی میں نے حضرت کو خواب میں دیکھا تھا۔ اور وہ اس طرح کہ میرے والد نے مجھے اپنے شیخ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ شیخ نقشبندی مجددی بنوری سلسلہ کے تھے۔ اور فرمایا اگر وہ تجھے بیعت کر لیں تو ان کی خدمت میں رہ جانا اور اگر بیعت نہ فرمائیں تو تجارت کی غرض سے نکلتے چلے جانا۔ چنانچہ میں اُن شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی روز شب کو خواب میں دیکھا کہ دو مُرغ سفید زمین و آسمان کے درمیان فضا میں لڑ رہے ہیں۔ لڑتے لڑتے دونوں زمین پر آرہے۔ ان میں کا ایک غالب ہوا اور دوسرا مغلوب۔ جو غالب تھا وہ سورج اور جو

Marfat.com

مغلوب تھا وہ چاند ہوگیا۔ پھر دونوں انسان کی شکل میں ہو گئے۔ جو چاند کی شکل میں تھے وہ تو میرے والد کے شیخ تھے (رحمۃ اللہ علیہم) اور جو سورج کی ہیئت سے انسان کی شکل میں ہوئے تھے میں نے ان کو نہ پہچانا اس لیے کہ ان کو دیکھا نہ تھا۔ مگر صورت ذہن نشین ہوگئی۔ پچیس سال تک بغرض تجارت پھرتا رہا اور والد کے شیخ سے بیعت نہ ہوا۔ جس جگہ جاتا اور کسی بزرگ کا سنتا، ان سے ملتا اور ذہن میں جن بزرگ کی صورت تھی ان سے مطابقت نہ پاتا اس لیے کسی سے بیعت نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ پچیس سال کے بعد سرہند شریف عرس کے موقع پر حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قیوم رابع جناب خواجہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد شریف میں وہی بزرگ تشریف فرما ہیں، اور وہ حضرت قبلہ تھے۔ چنانچہ میں ہزار اشتیاق داخل طریق ہوگیا۔

حضرت قبلہ (رحمۃ اللہ علیہ) سرہند شریف میں عرس کے موقع پر حاضر تھے۔ وہاں ایک شیخ بھی بغرض شرکت عرس آئے ہوئے تھے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس پر حاضر ہو کر مراقب ہوئے تو ارشاد ہوا یہاں کس لیے بیٹھے ہو حافظ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ وہ صاحب حاضر ہوئے اور معذرت کی کہ میں اکثر ادھر سے گزرتا تھا مگر حاضر خدمت نہ ہوا۔ اب حضرت مجدد (علیہ الرحمۃ والرضوان) کا ارشاد اور امر ہوا تو حاضر ہوا ہوں۔ غرض اسی طرح بلخ و بخارا تک کے لوگ حاضر ہوئے اور فیض سے مالا مال ہو کر اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت قبلہ گاہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کثرت ارشاد بے انتہا ہوا ہے اور اس کثرت ارشاد کی وجہ حضرت کا تعلل ہے جو نہایت کا ملتزم تھا۔ اس لیے کہ "نزول کا ملتزم ارشاد بلیشتر" حقیقت یہ ہے کہ اس مظلم اور تاریک زمانے میں ایسے ہی کامل مکمل شیخ کی ضرورت ہے جو ہمہ تن رجوع بخلق کا مصداق ہو

Marfat.com

ورنہ کام کس طرح چل سکے۔

حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز کے نزول کا کامل تر ہونا دعوی بلا دلیل نہیں ہے بلکہ صرف ایک واقعہ سے اس دعویٰ کی قوی ترین دلیل پیش کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک روز سرہند شریف کی حاضری کے موقع پر حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک سے بعد مراقبہ واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ "تین روز سے برابر حاضر ہو رہا تھا۔ آج نظر نے وجود صرف سے عدم صرف کی طرف ہبوط کیا"۔ یہ ایک ایسا جامع جملہ فرما دیا کہ جس کی تشریح کی جائے تو دفتر بھر جائیں اور اس فرمانے سے بفحوائے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اظہار شکر نعمت الٰہی بھی ہو گیا۔ جو سمجھنے والے تھے وہ اس کا مطلب بھی سمجھ گئے اور ان کے واسطے یہ جملہ باعث ترغیب بھی ہو گیا۔ پھر ان الفاظ میں تمام مطلب بھی ادا فرما دیا اور عام طور پر راز بھی ظاہر نہ ہوا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس جملہ کی حتی الامکان جامع مختصر تشریح کر دی جائے وباللہ التوفیق وبہ نستعین۔

جاننا چاہیے کہ ہر ایک شے کے واسطے ترقی و تنزل لازم ہے اور یہ ایک بدیہی امر ہے جو کسی تشریح و توضیح کا محتاج نہیں اسی طرح سیر باطنی کا بھی حال ہے کہ اس میں بھی ہر مقام اور ہر ایک کیفیت کے لیے اگر عروج ہے تو نزول بھی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ظاہری حالات و مراتب میں عروج محمود و مبارک ہے اور تنزل مذموم اور مراتب سیر و سلوک میں عروج بھی بہتر اور نزول بھی۔ گویا فی الحقیقت یہ نزول بھی عروج ہی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب کسی انسان پر فضل الٰہی ہوتا ہے اور وہ کسی کامل مکمل شیخ کی خدمت میں جا کر باطن کا کام کرتا ہے تو ابتدا سے لے کر انتہا تک عروج و نزول کی کیفیات وارد ہوتی ہیں لیکن ولایات کا عروج و نزول اس کے حسب مراتب ہے اور کمالات و حقائق وغیرہ کا نزول و عروج

Marfat.com

جداگانہ ہے۔ اس لیے کہ ولایات وغیرہ میں عروج جس قدر بھی ہوگا وہ اسماء وصفات سے آگے نہیں ہوسکتا۔ اور ایسے عروج کے بعد جو نزول ہوگا وہ بھی بمقابلہ اس نزول کے جو کمالات وحقائق وغیرہ کے عروج کے بعد سے ناقص سمجھا جاتا ہے۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں چونکہ انتہائے کار مراقبہ لانعین اور اس میں انتصاف سمجھا جاتا ہے اس لیے یہاں بحث ایسے ہی عروج ونزول سے ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ ہر سالک کے واسطے یہ ضروری نہیں ہے کہ عروج کے بعد نزول ہی ہو جائے بلکہ بعض کو ایسا بھی ہوتا ہے کہ عروج انتہا کو پہنچا اور سالک اپنے مشہود میں مستغرق ومستہلک ہوگیا۔ البتہ حق تعالیٰ جس سے مخلوق کی ہدایت وارشاد کا کام لینا چاہتے ہیں اس کے لیے نزول لازمی ہے اس لیے کہ عروج میں بالکل رویت سبحانہٗ ہے اور نزول میں ہمہ تن توجہ بخلق۔ چونکہ ہمارا اصل مطلب عروج ونزول پر بحث کرنا نہیں اس لیے بضرورت عروج ونزول یا صعود وہبوط کا مختصر بیان لکھنے کے بعد اصل مطلب کی جانب توجہ کی جاتی ہے۔

حضرت قبلہ گاہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ "وجود صرف سے نظر نے عدم صرف کی طرف یکایک ہبوط کیا" پہلے وجود صرف کی تشریح کی جاتی ہے:

جب سالک کی بیر ظلال اسماء وصفات، اصل وسماء وصفات وشیونات سے گزر جاتی ہے تو یہ تمام تعینات قطع کرنے کے بعد اب جو عروج ہوتا ہے وہ وجود صرف میں ہوتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وجود صرف حقیقت واجب الوجود جلت عظمتہٗ ہے۔ اس لیے کہ جناب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہیں ایک جگہ یہی تحریر فرمایا ہے کہ وجود صرف حقیقت واجب الوجود ہے۔ مگر دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے کہ وجود صرف حقیقت واجب الوجود نہیں ہے چنانچہ مخدوم زادۂ کلاں حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"چنانچہ فقیر در بعضے مکاتیب خود نوشتہ است کہ حقیقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ وجود محض است از نارسائی خود نوشتہ است بہ حقیقت ایں معاملہ"۔

یعنی وقت تحریر آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس رمز کا انکشاف نہ ہوا تھا۔ اگرچہ شیخ ابوالحسن اشعری اور دوسرے حکماء وصوفیہ کے نزدیک وجود عین ذات ہے اور جمہور کے نزدیک وجود ذات پر زائد ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق ایک لحاظ سے جمہور کے مذہب کے موافق ہے یعنی حضرت یہ ثابت فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے نہ وجود کے ساتھ۔ اور اس لحاظ سے انتہائے مراتب عروج ہے۔ حضرت قبلہ گاہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد اسی وجود صرف سے تھی۔

اس تمام تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت قبلہ کا عروج انتہا کو پہنچا تھا اور وجود صرف میں پہنچکر استعداد بلند اور فطرت ارجمند کا تقاضا یہ ہوا کہ اس سے بڑھ کر مرتبہ حاصل ہونا چاہیے۔ اسی واسطے تین روز تک مزار مبارک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوتے رہے۔ بالآخر فضل الٰہی شامل حال ہوا اور بہ برکت توجہ مبارک حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اسی انتہائے عروج کے موافق انتہائے نزول سے مشرف فرمایا یعنی وجود صرف سے عدم صرف کی طرف واپس کیا، اور یہ انتہائی مرتبہ ہے۔ کیونکہ وجود صرف کی نقیض عدم صرف ہے اور مرآتیت وجود صرف کا کام یہی عدم صرف کرنا ہے۔ نیز تعرف الاشیاء باضدادھا قضیہ مقررہ ہے پس جب تک وجود صرف کی ضد یعنی عدم صرف کی طرف نزول نہ ہو معرفت کامل نہیں ہو سکتی چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخدوم زادۂ کلاں حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک مکتوب میں تحر

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ:

"عدم صرف کہ مقابل آں وجود است آں عدم است کہ ہیچ نسبتے و اضافتے باو راہ نیافتہ است و عین ہر شر و نقص است۔ ہر چند ایں عمیت نیز در انجامی گنجد کہ بوئے از اضافت دارد و معلوم است کہ ظہور شے بروجہ اتم در مقابل حقیقی آں شے صورت بندد و لضدھا تتبین الاشیاء پس ناچار ظہور وجود صرف بروجہ اتم در مرآت عدم صرف حاصل گردد و مقرر است کہ نزول باندازۂ عروج است پس کسی کہ عروج او بعنایت اللہ سبحانہ بحضرت وجود صرف متحقق شود نزول او ناچار بعدم صرف کہ مقابل اوست خواہد بود لیکن در وقت عروج آنجا استہلاک عارف است کہ جہل آنجا لازم است و در وقت نزول بصحو متحقق است کہ مقام علم و معرفت است و ایں مقام صحو اور ا بتجلی ذاتی کہ مبراست از شائبہ ظلیت و منزہ از ملاحظہ شیون و اعتبارات ذاتیہ مشرف می سازند و می دانند کہ پیش ازیں ہر تجلی کہ حاصل شدہ بود در پردۂ ظلے از ظلال اسماء و صفات و شیون و اعتبارات بودہ ہر چند عارف آں تجلی را بے ملاحظہ اسماء و صفات و شیون داند و تجلی حضرت وجود صرف شمرد سبحان اللہ ایں عدم کہ ماوائے ہر شر و نقص است بواسطہ ظہور تام حضرت وجود تعالیٰ معنی حسن پیدا کردہ و آں یافت کہ ہیچ کس نیافت قبیح لذاتہ بواسطہ حسن عارضی مستحسن گشت نفس امارہ انسانی کہ بالذات بشرارت مائل است از ہمہ مناسبت تام بآں عالم دارد لہذا در تجلی خاص از ہمہ ذائق آمدہ و بر ہمہ ترقی گزیدہ ؎

کہ مستحق کرامت گناہ گارانند

باید دانست کہ عارف تام المعرفت بعد از طے مقامات عروج و مراتب نزول تفصیلاً چوں بعدم صرف نزول فرماید و آئینہ داری حضرت وجود نماید ہر آئینہ جمیع کمالات اسمائی و صفاتی در وے ظہور خواہد یافت و تفصیلاً ہمہ را خواہد نمود۔ بالجملہ مقام اجمال متضمن آن ست و ایں دولت غیر او را میسر نیست و ایں آئینہ داری لیاقت است

Marfat.com

فاخرہ کہ برقد او دوختہ اند و در خزینۂ حضرت علم ہرچند ایں تفصیل صورت یافتہ است اما آں آئینہ داری در مرتبۂ علم است و آئینہ آں عارف در مرتبہ خارج کہ در خارج جمیع کمالات را دانمودہ است" الخ

مشرب

حضرت قبلہ پیر دستگیر رُوحی فداہ کے مشرب کے بارے میں یہ حقیر کاتب الحروف ناقص و جاہل، محض بے ادراک کیا عرض کرے۔ اس لیے کہ کسی بزرگ کے مشرب کے متعلق قلم اُٹھانا ایک نہایت نازک امر ہے لیکن جب تمام حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے جا رہے ہیں تو اس کے ترک کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ لہٰذا اپنی سمجھ اور ناقص فہم کے موافق بلکہ محض حضرت قبلہ کی توجہ مبارک کی برکت سے واقعات و آثار کو مرتب کر کے عرض ہے کہ ہمارے قبلہ رضی اللہ عنہ علیسوی المشرب تھے اور ولایت موسوی کا بھی امتزاج تھا۔ خود حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت پیر دستگیر یعنی حضرت قطب ارشاد مولانا محمد ارشاد حسین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کوئی ایک نبی کے زیر قدم ہوتا ہے اور تم دو نبیوں کے زیر قدم ہو۔

حضرت اس مشرب میں شان عظیم رکھتے تھے۔ عرصہ نو دس سال قبل وصال سے یہ امتزاج ولایت موسوی مبدل بہ ولایت محمدی ہو گیا تھا اور یہ محض فضل خاص حضرت حق سبحانہٗ ہے اور یوماً فیوماً اس قدر ترقی ہوئی کہ شان العلم تک پہنچے اور پھر کسی قسم کا امتزاج ہی باقی نہ رہا اور مشرب ہی بدل گیا۔

حضرت قبلہ کو جو عشق کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا اس کی حد نہ تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت شریفہ میں غایت استہلاک و فنائیت حاصل فرمائی تھی اور چند سال سے متصف بہ شان المحبوبۃ و مشرف بہ نسبت احمدی تھے۔ بس اسی سے حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ معلوم کرنا

Marfat.com

چاہیے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قبلۂ انام کعبۂ ہر خاص و عام، چارہ ساز بے کساں و دستگیر بے بساں جناب شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن والدیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

نہایت عروج صورت شریعت تا نہایت سلسلۂ ممکنات است بعد ازاں اگر در مراکب وجوب سیر واقع شود صورت با حقیقت ممتزج خواہد بود و ایں معاملۂ امتزاج نیز تا عروج بشان اعلم است کہ مبداء تعین سید البشر است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات۔ بعد ازاں اگر ترقی واقع شود صورت و حقیقت ہر دو وداع خواہند نمود و معاملۂ عارت بشان الجیوٰۃ خواہد افتاد۔ ایں شان عظیم الشان را با عالم ہیچ مناسبتے نیست و از شئونات عقیقیہ است کہ گرد اضافت بآں نرسیدہ" الخ۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ اس آخر زمانہ میں اور ایسا مرتبہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فضل الٰہی جل شانہ ہر آن و ہر لحظہ بڑا بر جاری ہے کسی ایک فرد یا افراد کے لیے مخصوص نہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ بہ تبعیت حضرت خیر الانام حبیب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ الصلوٰۃ والسلام و بہ طفیل حضرات پیران کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جس وقت جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں۔ وہ ذات پاک اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ ہے۔ یہ کہنا کہ اب اس مرتبہ کے بزرگ نہیں ہو سکتے اس مبداء فیاض کی بارگاہ عالی میں بخل ثابت کرنا ہے اور اپنی دون ہمتی اور پست فطرتی ہے۔ ورنہ مثال کے طور پر حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد کرام و خلفائے عظام اور ان کے خلفاء بلکہ خلفا کے خلفا تک جس شان اور جس مرتبہ کے ہوتے رہے ہیں وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور تو بالکل آخر وقت میں ہوگا۔ اور اصولاً بھی یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایسے بزرگوں سے تا قیامت

Marfat.com

زمانہ خالی نہیں رہ سکتا۔ اس لیے کہ حق تعالیٰ نے بلحاظ اسباب ظاہر نظام عالم اسی طور سے قائم فرمایا ہے اور مدار دین و دنیا کا اپنے ایسے ہی مقرب بندوں پر رکھا ہے۔ حالانکہ اس قادر مطلق حاکم علی الاطلاق کو نہ کسی کی حاجت نہ کسی کی ضرورت۔ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی سُبْحَانَهٗ وَاحِدٌ اَلْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَا فِی الْاَسْمَآءِ وَلَا فِی الصِّفَاتِ وَلَا فِی الذَّاتِ۔

نیز آپ کے مرتبہ بلند کے متعلق بعض اصحاب حدید البصر و دقیق النظر کی رائیں اور دیگر واقعات متعلقہ بھی بیان و تحریر حقیر کاتب الحروف کے موید و ممد ہیں وہو ہٰذا:

حضرت جناب صاحبزادہ شاہ محمد ضیائے معصوم صاحب نقشبندی مجددی کابلی قدس اللہ سرہٗ العزیز اور حضرت پیر دستگیر روحی فداہ کی سرہند شریف میں اکثر ملاقات ہوتی تھی حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور محض تھے اور صاحب بصیرت و ادراک حضرت جناب مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت شریف سے بطور خاص تربیت یافتہ تھے۔ باوجود اس مرتبہ اور بزرگی کے حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے انتہا احترام فرماتے اور بے حد محبت و اخلاص ظاہر فرماتے۔ اگر کوئی شخص مرید ہونے یا دعا کرانے حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آتا تو فرماتے کہ یہاں ایک ایسے بڑے نسبت نقشبندی مجددی کے شیخ کامل مکمل موجود ہیں اور تم مجھ سے دریوزہ کرتے ہو۔ اکثر اشخاص کو حضرت قبلہ کی خدمت میں بھیج دیتے۔

حضرت مولوی احمد حسن خاں صاحب الٰہی کرت پوری رحمۃ اللہ علیہ کہ بڑے کامل السلوک بانسبت اور قوی الادراک تھے، حضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتے اور سلوک و مقامات کے متعلق اپنے شبہات رفع فرماتے نیز حلقے میں بھی شریک ہوتے۔ یہی حضرت مولوی صاحب اپنی کتاب "حالات نقشبندیہ"

Marfat.com

میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حضرت حافظ صاحب خلیفۂ اجل حضرت مولنا ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ سلوک مجددیہ تمام وکمال حضرت سے حاصل کیا ہے۔ بوجہ کمال اتحاد معنوی حضرت شاہ محمد مظہر صاحب قدس سرہٗ کہ صاحب فراست وادراک قویہ تھے آپ کو دیکھ کر فرماتے کہ "آؤ مولوی صاحب کے بیٹے"۔ حضرت مولنا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدین نے آپ ہی کی جانب رجوع کیا اور کسب سلوک باطنی کیا ہے۔ عجب نسخۂ اخلاق ہیں۔ ستر احوال جیسا کہ آپ نے کر رکھا ہے ایسا بھی کم دیکھا ہے"۔ الخ

نیز حقیر کاتب الحروف کے والد ماجد جناب حضرت مولوی حافظ سعید احمد صاحب فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد فراغ حلقہ کثرین سے فرمایا کہ آج کے حلقہ کی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی میں نے دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد پر منجانب اللہ تعالیٰ نہایت ہی مکلف و مرصع سبز رنگ کی چادر بطور خلعت فاخرہ ڈالی گئی۔ یہ دلیل بھی محمدی المشرب اور نسبت محمدی میں اتصاف و رسوخ کامل حاصل کرنے کی ہے۔

نیز حضرت والدی ماجدی قدس سرہٗ نے اپنے مرض موت میں دو تین روز قبل رحلت فرمایا کہ "اب تک ہم جس قدر حضرت کو سمجھے ہوئے تھے وہ ایسا تھا کہ گویا بالکل نہ سمجھے تھے۔ اور اب کما حقہٗ انکشاف حال ہوا ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ حضرت قبلہ کس اعلیٰ مرتبہ کے اولیاء اللہ میں سے ہیں"۔

نیز بہ خادم روضۂ مبارک حضرت امام وقیوم ربانی جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مراقب تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک اعلیٰ درجہ کی عجیب و غریب کرسی غیب سے لاکر رکھی گئی ہے اور ہمارے حضرت قبلہ کو اس پر بٹھایا گیا ہے اور حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "ہم نے حافظ صاحب کا مرتبہ بہت بلند کر دیا اور پہلے حال کو جدید حال سے بدل دیا"۔

Marfat.com

حضرت جناب پیر دستگیر رُوحی فداہُ جب پہلی مرتبہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور رخصت ہونے سے قبل روضہ مطہرہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً پر سلام کو حاضر ہوئے تو جناب سید کائنات، مفخر موجودات، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ افضل الصلوات نے بایں کلمات قدسی آیات کہ "جاؤ بیٹا" حضرت قبلہ کو رخصت فرمایا۔ یہ جملہ بھی دلیل ہے قابلیت اتصاف ذاتی نسبت محمدی واحمدی کی۔

نیز حضرت خواجہ بزرگ فانی فی اللہ خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ایک بڑی دلیل ہے۔

خود حضرت قبلہ نے ایک مرتبہ حقیر کاتب الحروف سے فرمایا کہ آج حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو بیعت فرما لیجئے فرمایا کونسی بیعت! میں نے عرض کیا کہ بیعت کی دو ہی قسمیں ہیں۔ بیعتِ توبہ اور بیعت طریق۔ لہٰذا دونوں میں بیعت فرما ہے۔ چنانچہ بکمال بندہ نوازی دونوں حضرات نے دونوں طرح کی بیعت سے مشرف فرمایا۔

اور سب سے بڑی دلیل اللہ کے بندوں کو ظلمت وتاریکی سے نکال کر نور معرفت الٰہی میں مستغرق کر دینا ہے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ یہ کام خاص حق تعالیٰ کا ہے۔ یا ان کا جو اس کے حکم اور فضل سے دنیا میں بہ تبعیت سید الرسل حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نائب و خلیفۂ خدا ورسول ہیں اور وہ وہی لوگ ہوتے ہیں جن کا مشرب ایسا ہی اعلیٰ اور بلند ہوتا ہے۔

یہ لوگ ہر وقت اور ہر زمانے میں ہوتے ہیں مگر اقل قلیل شاید ایک یا دو چار اور کبھی زمانہ ان سے خالی ہی ہوتا ہے

Marfat.com

ہوں یہ نہیں ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ کا اسم مبارک لیتا ہو، یا ہر وہ شخص جو صوفیوں کا لباس پہنے ہوئے ہو اور جس کے مریدین بکثرت ہوں اسی نسبت اور اسی مشرب کا ہوگا ؎

ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد

نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

حضرت مجدّد رضی اللہ عنہ سے حضرت کا اخلاص

آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غایت اخلاص اور بے انتہا محبت تھی۔ اس محبت و اخلاص کی بنا پر نیز اس وجہ سے کہ آپ کے حضرت پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمادیا تھا کہ حقائق الٰہیہ اور نسبت مجدّدی میں انصاف خاص چاہتے ہو تو سرہند شریف حاضر ہوتے رہنا۔ آپ سال میں دو مرتبہ حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتے تھے ایک مرتبہ تو عرس کے موقع پر اور ایک مرتبہ ہر سال بلا ناغہ رمضان المبارک میں۔ رمضان المبارک کا چاند وہیں دیکھتے اور ایک قرآن شریف حضرت کی مسجد شریف میں بنفس نفیس مراویح میں سناتے تھے۔

فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ رخصت ہونے کی غرض سے سلام کے لیئے حاضر ہوا تو حضرت جناب مجدّد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد صادق اور خازن الرحمۃ خواجہ حسین صاحب رضی اللہ عنہم اجمعین مزارات متبرکہ سے باہر نکل آئے اور باترتیب مصافحہ کرکے مکنزین کو رخصت فرمایا۔

نیز فرماتے تھے کہ جب ہماری خانقاہ تعمیر ہو رہی تھی تو ہم نے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں یہ ہماری خانقاہ ہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب سرہند شریف پہنچے اور روضۂ متبرکہ حضرت مجدد قدس سرہٗ پر حاضر ہوئے تو روضہ شریف کے دروازہ کے پاس پہنچتے ہی ایک چیخ ماری اور قریب تھا کہ زمین پر گر جاتے مگر بعض خدام نے تھام لیا۔ پھر جب حالت درست ہوئی تو مزار شریف پر حاضر ہو کر مراقب ہو گئے۔ اس واقعہ کے متعلق خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بعض عدام نے جب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں جب دروازہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ کے پاس کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بڑی دیر لگائی، ہم تو تمہارے منتظر تھے۔

حضرت کے خلیفہ مولوی کاظم الدین صاحب بنگالی بیان کرتے تھے کہ تین روز تک میں جب حلقہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ بجائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت جناب مجدد رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔

غرض اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں طوالت کے خیال سے حتی الامکان بالاختصار تحریر کیے گئے

طریقِ اجازت

حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ اجازت طریق کے بارہ میں حضرت قطب وقیوم دوراں جناب شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے یعنی بوجہ بُعد زمانہ نبوت وظلمت کفر طالبوں کی ہمتیں اس زمانہ میں طلب حق سے بالکل قاصر ہو گئی ہیں اس لیے یہی چاہتے تھے کہ حتی الامکان جلد سلوک میں مناسبت پیدا ہو جائے تاکہ کوئی اس نسبت کی برکات سے بے بہرہ نہ رہے۔ اور جس کو مستقیم الاحوال جانتے تھے ان سے کچھ عرض ہی نہ فرماتے، سالہا سال تک خدمت مبارک میں ایسا طالب حاضر رہتا تھا اور بعض تو پندرہ اور بیس بیس سال تک بلکہ تا رحلت حاضر خدمت اقدس رہے ہیں۔ لہٰذا آپ کا طریقۂ تسلیک مقامات تین طریقوں پر تھا: وہ طلبۂ علم ظاہر جو ابھی علم ظاہر سے فارغ نہ ہوئے تھے

Marfat.com

اور عام بے پڑھے لوگوں پر سرسری نظر فرما کر سلوک تمام کرا دیتے تھے۔ مقصود یہ تھا کہ کام کرتے رہیں گے تو یہ عکس سلوک ظلمت پیدا کرلے گا اور آخرت میں یہ لوگ اس کے نتائج سے خوب بہرہ ور ہوں گے۔

دوسرا طریقہ ان لوگوں کو سلوک کرانے کا تھا جو دوسرے ملکوں سے علماء و فضلاء حاضر ہوتے تھے، وہ دو تین سال خانقاہ شریف میں حاضر رہتے تھے اور ان کو خوب التزام سے سلوک تمام کرا کر اجازت مرحمت فرما دیتے تھے۔

تیسرا طریقۂ سلوک ان لوگوں کے ساتھ تھا جو بعد علم ظاہر سالہا سال یعنی پندرہ پندرہ اور اس سے بھی زیادہ حاضر خدمت رہے، اور بعض زمانۂ وصال تک۔ ان کے سیر و سلوک کا کیا کہنا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ خود فرمایا کرتے تھے کہ حضرت جناب غلام علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ سے زیادہ پچیس سال اور کم از کم دس سال میں مرید کو اجازت طریقہ عطا فرماتے تھے۔ مگر اس زمانہ میں تینوں بالکل قاصر ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جو آیا ہے محروم نہ رہے۔ مناسبت پیدا ہو جائے، پھر کام کرتے کرتے برکت ہوتی جائے گی اور جو مقصود سیر و سلوک سے ہے وہ ان شاء اللہ پورا ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریری اجازت نامے بہت کم دیے ہیں۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب سلوک ختم ہو جائے بس وہی اجازت ہے۔ انحصار کام کرنے پر ہے۔ جو کام کرے گا وہ پائے گا۔ اس فرمانے میں گویا حضرت جناب غلام علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا اتباع فرمایا تھا کیونکہ جناب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرما دیا تھا کہ ہماری صحبت میں جس کو تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب حاصل ہو جائے اس کو اجازت ہے خواہ ہم زبان سے اجازت دیں یا نہ دیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سیر و سلوک سے مقصود اجازت و خلافت نہیں ہے بلکہ اصل مقصد کچھ

Marfat.com

اور ہی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ کام پہ لگا رہے

ملفوظات

فرمایا جہاد کی فضیلت کی تو انتہا ہی نہیں ہے مگر ہمارا کام کفار سے دو بدو تلوار چلا کر لڑنے سے بھی بالاتر ہے اور ہمارے پاس دلیل یہ حدیث شریف ہے کہ: رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ حقیر کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ باوجود اس فرمانے کے ہمیشہ اس تمنا میں رہتے تھے کہ جہاد ہو تو ہم بھی شربت شہادت نوش کریں۔ نیز فرماتے تھے کہ بہت مرتبہ شہر میں طاعون ہوا اور ہم تمنا ہی میں رہ گئے۔ اس لیے کہ طاعون کی موت بھی مثل شہادت کبریٰ کے ہے۔

فرمایا جب تک اللہ کا اسم مبارک حلق سے نیچے نہیں اترتا کبھی تک دنیا کی طلب اور خوف ملامت مخلوق رہتا ہے۔

فرمایا عرصہ تیس سال کا ہوا، اس وقت سرہند شریف میں عرس کے موقع پر بعض بعض بزرگ نسبت مجددیہ سے مالا مال نظر آتے تھے مگر اب مدت سے کوئی نظر نہیں آتا۔

فرمایا فقیر پر حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ لطف و کرم ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

فرمایا کہ میرے آخر وقت میں خوش الحان حافظ سے قرآن شریف پڑھوانا۔

فرمایا علم ظاہر علم باطن پر مقدم ہے۔ پہلے علم ظاہر سیکھنا چاہیے پھر علم باطن۔

فرمایا اب کچھ ایسی حالت ہو گئی ہے کہ جو کوئی سامنے آتا ہے اس کا حال بغیر التفات بالکل سامنے آجاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی گھر کے باہر دیوار کے پاس سے بھی نکل جاتا ہے اس کا اچھا برا جو حال ہوتا ہے

Marfat.com

معلوم ہو جاتا ہے۔

فرمایا ہمت والا وہ ہے جو ہر سانس میں اللہ کی یاد کرتا رہے۔

فرمایا معارف میں حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف جس مرتبہ کے ہیں ایسی کتاب اور کسی سے اب تک نہیں لکھی۔

فرمایا آج کل کے پیر روپیہ کی خاطر مریدین میں گشت کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ نیت اصلاح مریدین کی ہے۔ حالانکہ نیت کچھ اور ہوتی ہے۔

فرمایا، جناب حضرت میاں مرشد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرپوتے صاحب کے صاحبزادے) بہت ہی بلند مرتبہ بزرگ ہیں ان کے مرتبہ کا رامپور میں اور کوئی مزار نہیں ہے۔

فرمایا، ایک مرتبہ جامع مسجد میں بعد فراغ نماز کتے کے بھونکنے کی آواز آئی میں نے حیرت سے چاروں طرف دیکھنا شروع کیا۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ منبر پر ایک مولوی صاحب وعظ فرما رہے ہیں۔ مجھ کو نہایت ندامت ہوئی اور شرم آئی۔ اس دن سے جامع مسجد جانا چھوڑ دیا کہ اللہ کی مخلوق کے عیوب خواہ مخواہ سامنے آتے ہیں۔ حالانکہ ہم ان سے کہیں بُرے ہیں۔

فرمایا، ہمارے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی تھے جیسے حضرت مجدد کے صاحبزادے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

فرمایا، جب ہم اپنے حضرت پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حج بیت اللہ الحرام کی غرض سے جہاز میں سوار ہوئے تو کچھ روز کے بعد یہ دیکھا کہ جہاز گویا ایک تاریک پہاڑ میں سے نکل کر روشن سمندر میں

Marfat.com

آگیا۔ یہ واقعہ جب عرض کیا تو حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدود سلطنت انگریزی ختم ہو کر اسلامی سلطنت کے حدود میں جہاز داخل ہوا ہے۔ وہ ظلمت کفر تھی اور یہ نور اسلام۔

فرمایا مکہ معظمہ سے لے کر مدینہ منورہ تک ہر ایک منزل کی کیفیت جداگانہ ہے۔

فرمایا دوسرے حج کے موقع پر جب یہ لاشئی حرم مکہ معظمہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ تمام مکان حرم اور حاضرین حرم اس لاشئے کی طرف سربسجدہ ہیں۔ نہایت حیرت ہوئی۔ بعد کچھ توقف کے سمجھ میں آیا کہ یہ حقیقت کعبہ کا ظہور ہوا ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ منجملہ دیگر کیفیاتِ حقیقت کعبہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ کیفیت نادرہ بھی بفضلہ تعالیٰ سالک پر وارد ہوتی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نعوذ باللہ من ذلک سالک فی الحقیقت مسجود الیہ ہے اور اس کیفیت کے لحاظ سے یہ امر خلاف شریعت غرا نہیں ہے۔ جو لوگ اس کام کے کرنے والے ہیں وہی اس کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ یہ کیفیت الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کچھ نہ کچھ تشریح تا حدِ امکان ہو سکتی تھی تو بوجہ طوالت اس سے قطع نظر کی گئی۔

فرمایا بعض لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ خیال نہیں کرتے کہ نہ اکل حلال ہے نہ صدق مقال، اور ظلمت کفر تمام جہاں میں پھیلی ہوئی ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ پہلے لوگوں کا سا نہ اخلاص ہے نہ محبت، نہ محنت و ہمت۔ ہمارا اس میں کیا قصور؟

فرمایا جس زمانہ میں ہم بیمار تھے اور مہینوں تک منہ سے خون طشت بھر بھر کر آتا تھا اور کوئی علاج اثر نہیں کرتا تھا، اس زمانہ میں ایک روز یہ حالت ہوئی کہ کچھ باقی نہ رہا۔ دل میں خیال آیا آخر وقت ہے، حضرت ملا خوندمیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف یہاں سے قریب ہے۔ ان کی روحانیت مبارک سے

Marfat.com

استمداد کرنی چاہیے۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ جناب حضرت ملا صاحب خود تشریف لے آئے اور فرمایا بحر تمہارے خیال کے حکم الٰہی سے ہم کو اطلاع ہو گئی تھی مگر فوراً آنے کی ضرورت اس وجہ سے نہ سمجھی گئی کہ ابھی حق تعالیٰ کو تم سے بہت کام لینے باقی ہیں اور وقت ارتحال نہیں آیا ہے۔

فرمایا کہ جب ہمارے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر حج کا ارادہ کیا تو ہم کو بھی بے انتہا اشتیاق ہوا۔ حضرت سے عرض کیا تو فرمایا والد صاحب سے اجازت لو۔ والد صاحب کسی طرح اجازت نہ دیتے تھے۔ غرض عجب کشمکش اور قلق میں وہ ایام گذر رہے تھے ایک روز جناب حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی طرف رجوع ہو کر بہت الحاح وزاری کی جب حضرت پیر و مرشد کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کی غرض سے محلہ چاہ شور جانے کا اتفاق ہوا تو دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد کی خانقاہ شریف کے قریب حضور انور سرور دنیا و دین صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اطمینان اور یقین ہو گیا کہ ضرور جانا ہو گا۔ چنانچہ دوسرے روز علی الصباح خود بخود حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ نے تین سو روپیہ دے کر اجازت مرحمت فرمائی۔

فرمایا کہ حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ گنج بخش قدس اللہ سرہٗ العزیز اس قدر صاحب مرتبہ بزرگ گزرے ہیں جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ نسبت نبوت کا بہت ظہور رہے۔ لاہور جا کر ان کے مزار مبارک پر حاضری ہوئی تو تادیر مراقبہ کیا مگر کچھ التفات محسوس نہیں ہوا۔ بہت دیر کے بعد دیکھا کہ حضرت بالکل جوانی کی شکل میں تشریف لائے اور سلام میں سبقت فرمائی، اور فرمایا "مزاج عالی"۔ حضرت کے سلام علیک کرنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بپاس خاطر حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نے توجہ سے مشرف نہ فرمایا۔ اس لیے کہ ہم حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے پروردہ ہیں کسی اور کی مزید حاجت نہیں۔

Marfat.com

فرمایا، ہر مقام کا ذکر اس مقام کے مناسب ہوا کرتا ہے۔ آخر کار میں کثرت نوافل و زیادتی تلاوت قرآن مجید موجب ترقیات ہے۔ اگر کوئی نفی اثبات اور ذکر اسم ذات شروع کر دے تو اس مقام کی کیفیت میں خرابی واقع ہو جاتی ہے۔

فرمایا، یہ زمانہ اور وقت ہر آن ہوشیار رہنے کا ہے۔

فرمایا، یہ وہ وقت ہے کہ کسی سے کسی امر میں تعرض مصلحت نہیں ہے۔ چپ چاپ اپنے کام میں لگے رہنا چاہیے۔

وصال سے چند روز قبل فرمایا کہ اس وقت کا قطب افغان قوم میں سے ہے۔ حضرت کا یہ فرمانا حکم الٰہی سے تھا، تاکہ لوگ اس کا اذعان کریں۔

فرمایا تیسری مرتبہ جب مدینہ منورہ حاضری ہوئی تو بے اختیار جی چاہتا تھا کہ یہیں کی مٹی ہو جائے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ علالت بھی ہو گئی۔ پھر تو اور بھی اشتیاق بڑھا۔ لیکن اسی روز اپنے حضرت پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک نہایت عمدہ اونٹنی اعلیٰ قسم کے ساز و سامان اور زیور سے آراستہ لے کر آئے ہیں۔ مجھے اس پر سوار کر کے رام پور بھیج دیا۔ وہ اونٹنی میرے مکان کے قریب قبرستان میں ایک جگہ (جہاں اب حضرت مدفون ہیں) جا کر بیٹھ گئی۔ اور حضرت کا یہ ارشاد ہوا کہ "تمہاری جگہ یہ ہے"۔

راقم کانتیجۃ الحروف عرض کرتا ہے کہ اس قبرستان میں خانقاہ شریف تعمیر کرانے کی زیادہ وجہ یہی ہوئی اور حضرت نے اپنی حیات ہی میں خانقاہ شریف کے برابر والی زمین کا احاطہ کرا دیا تھا۔

Marfat.com

مرض موت میں فرمایا جو کوئی ہماری خانقاہ کی نگہداشت وغیرہ کرے گا اجرِ عظیم پائے گا۔

فرمایا کہ مجھے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات میں ایک روز خیال آیا کہ جناب حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قوت کے بزرگ تھے کہ ایک ہی توجہ میں باورچی کو اپنا جیسا کر دیا تھا۔ شاید اب کسی میں یہ قوت ہو۔ جب میں صبح کے حلقے میں حاضر ہوا تو بعد فراغ حلقہ جیسے ہی باہر نکلا تو ہر شخص تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا۔ سب کو یہی معلوم ہوا کہ حضرت پیر دستگیر تشریف لا رہے ہیں۔

اس واقعہ کے بعد حضرت نے فرمایا یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔

فرمایا ایک روز ایک قبرستان میں جانے کا اتفاق ہوا۔ دو قبروں کو عجیب حالت میں دیکھا۔ یعنی یہ کہ ایک میں انوار و برکات بہت تھے معلوم ہوا یہ ایک حافظ کی قبر ہے۔ دوسری قبر میں نجاست بھری ہوئی تھی معلوم ہوا جو شخص اس قبر میں دفن ہے اُس میں قدرے توہب تھا۔

فرمایا، سلوک و زمانہ طالب علمی میں حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں سے گھر کو جا رہا تھا۔ بازار میں کباب بک رہے تھے۔ خوشبو بہت اچھی معلوم ہوئی۔ ہر چند نفس کو بہلایا مگر مانتا نہ تھا میں آگے بڑھ جاتا اور پھر پلٹتا تھا۔ آخر چار کباب خرید لیے۔ چیل نے جھپٹا مارا، وہ چاروں کباب زمین پر گر پڑے۔ فوراً ہی ایک کتا دوڑا ہوا آیا اور ان کو سونگھ کر چلا گیا۔ ہم گُر سمجھ گئے۔ اب جو نفس سے دریافت کیا تو اسی حالت میں ان کبابوں کے کھانے پر رضامند نہ تھا۔ ہم نے کہا اب انہی کو کھانا ہوگا۔ چنانچہ مسجد میں جا کر ان کو دھویا۔ اور نفس کو جب خوب پریشان کر لیا تو کباب پھینک دیے۔ جب حضرت سے یہ حکایت عرض کی تو فرمایا کہ بعض کی تربیت و اصلاح خاص منجانب اللہ ہوتی ہے۔ تم بھی اسی قبیل سے ہو۔

فرمایا ایک مرتبہ میں اپنے حضرت قبلہ کی مسجد شریف میں بیٹھا تھا کہ یکایک ایک نہایت ہیبت ناک

Marfat.com

کاندھے پر گزر رکھے ہوئے شخصیت کا ظہور ہوا۔ اس نے میرے پاس آکر کہا تو کل مرجائے گا۔ مجھے بڑا تردد ہوا۔ حضرت قبلہ سے عرض کیا تو حضرت نے فرمایا غم نہ کرو۔ سو برس کے بعد مرنا بھی اس عالم کے لحاظ سے کل ہی کا مرادف ہے۔

فرمایا حضرت جناب شاہ محمد مظہر صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نہایت ہی عالی مرتبت مجددی بزرگ تھے۔ قطب دوراں محبوب رب مجید حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہ العزیز کی سب اولاد میں بہترین تھے۔ گویا بہمہ وجوہ مثل اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کے تھے۔

کرامات و تصرفات

سید احمد جان بخاری حضرت کے خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے وطن سے بغرض تجارت ہندوستان آیا اور پہلے سرہند شریف حاضر ہوا۔ وہاں میری کچھ ایسی کیفیت ہوئی کہ دنیا کے کاروبار سے دل سرد ہوگیا میں نے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر دعا مانگی اور عرض کیا کہ اب یہ غلام بجائے تجارت کے کسی رہبر کامل کی تلاش میں یہاں سے رخصت ہوتا ہے۔ یہ عرض کرکے وہاں سے تو ہوگیا، مگر حیران تھا کہ کہاں جاؤں اور کیا کروں۔ جب سرہند اسٹیشن پہ پہنچا تو دیکھا کہ ایک بزرگ صورت شخص میرے پاس آئے اور کہا دام لاؤ ٹکٹ لادوں۔ میں متفکر و متحیر تو پہلے ہی سے ہو رہا تھا۔ ان سے یہ نہ دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور کہاں کا ٹکٹ لائیں گے۔ بغیر دریافت حال کیے کچھ روپے ان کو دے دیے۔ انہوں نے ٹکٹ لاکر دیا اور فرمایا کہ سہارن پور ہوتی ہوئی جو ریل پورب کو جاتی ہے اس میں سوار ہوجانا رام پور منہرہ کے اسٹیشن پر اتر جانا اور حافظ عنایت اللہ خاں صاحب کا مکان دریافت کرکے اُن کی خدمت

Marfat.com

میں چلے جانا اور انہی سے بیعت ہو جانا چنانچہ جب میں رام پور پہنچ کر خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو حیران رہ گیا اس لیئے کہ جن بزرگ نے ٹکٹ لاکر دیا تھا وہ آپ ہی تھے۔

نیز یہی سید احمد جان صاحب بیان کرتے ہیں کہ دوران سلوک میں ایک بزرگ کے مزار شریف پر جاکر مراقب ہوا۔ میری نسبت میں عروج ہونا شروع ہوا اور اس قدر عروج ہوا کہ طبقات فلکی میری نظر سے ہٹا دیے گئے اور ترقی برابر جاری تھی۔ غرض جہاں تک حق تعالیٰ کو منظور تھا ترقی ہوئی اور اسی حالت میں مجھے خطرہ گزرا کہ یہ حضرت کا تصرف نہیں ہے بلکہ صاحب مزار کا ہے۔ بمجرد اس خطرہ کے دیکھا کہ حضرت قبلہ بہت بلند مقام پر ایک نہایت مرصع اور خوشنما کرسی پر رونق افروز ہیں۔

حضرت کے پوتے جناب محمد وحید اللہ خاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں روزانہ ایک چشتیہ بزرگ کے مزار پر جاتا تھا اور وہاں کے ذوق و شوق سے بے حد مسرور تھا حضرت نے دریافت فرمایا کہاں جایا کرتے ہو؟ میں نے بہانہ کرکے عرض کیا باغ کو روزانہ چلا جاتا ہوں حضرت نے فرمایا اب نہ جانا۔ اور یہ فرمانا اس وجہ سے تھا کہ دوران سلوک میں سبب سے رنگ نسبت کا تھا۔ مگر مجھے کچھ ایسی چاٹ لگ گئی تھی کہ برابر جاتا رہا۔ ایک روز جو اسی مزار پر حاضر ہوا تو ان بزرگ نے کچھ التفات نہ فرمایا بلکہ واقعہ میں یہ فرمایا کہ میاں اب تم نہ آیا کرو۔ ہم کو حافظ صاحب نے منع فرما دیا ہے۔

مولوی صوفی خواجہ احمد بنگالی جو حضرت کے بڑے مخلص اور مستعد خادم ہیں اور حضرت بھی ان کا بہت خیال فرماتے تھے بہت زمانہ حاضر خدمت رہ کر مشرف باجازت ہوئے۔ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت حج کی غرض سے دوبارہ تشریف لے گئے تو میں بھی ہمراہ تھا۔ مدینہ منورہ میں جب حاضری ہوئی تو میں نے بہت الحاح و زاری کی کہ حضرت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو بڑی بندہ نوازی ہے

Marfat.com

اس غم میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔ جب حضرت روضۂ مطہرہ پر حاضر ہو کر مراقب ہوئے تو میں بھی عقب میں بیٹھ کر مراقب ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرور انس و جان محبوب یزداں حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر شریف سے باہر تشریف لے آئے اور ایک ظرف کسی شے سے بھرا ہوا دست مبارک میں ہے۔ حضور نے وہ ظرف اس خادم کے منہ سے لگا دیا اور ہمارے حضرت قبلہ اپنے ہاتھ سے جو شے اس ظرف میں تھی اس کو میری جانب کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ میں نے خوب سیر ہو کر اس کو پیا جب میں سیر ہو چکا تو حضرت نے مراقبہ ختم فرما دیا اور تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ ہو لیا۔ راستہ میں فرمایا "کہو میاں خواجہ احمد! زیارت ہو گئی"؟

حضرت مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت قطب ارشاد جناب مولانا ارشاد حسین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے مجاز و شاگرد تھے بیان فرماتے تھے کہ حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے کچھ زمانہ پہلے میں اور حافظ صاحب دریائے کوسی کی طرف شکار کو گئے۔ شکار کی تلاش میں ندی کے کنارے کنارے کوسوں نکل گئے یہاں تک کہ کاشی پور گاؤں تک پہنچ گئے۔ یہاں تک دیر ہوئی کہ مغرب ہو گئی۔ میں نے کہا کہ حلقہ اب ملنا مشکل ہے۔ حضرت حافظ صاحب نے فرمایا چلو اللہ مالک ہے۔ راستہ میں فرمایا کہ میاں سلامت اللہ! ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ راستہ قطع کرنا اگر جلد منظور ہو تو آنکھیں بند کر لینی چاہییں، تم بھی ذرا آنکھیں بند کر لو۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ ایک گونہ توقف کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرا پاؤں گڑھے میں جا رہا ہے۔ گھبرا کر آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بازار و آبادی ہے۔ میں نے حافظ صاحب سے پوچھا تو فرمایا دریافت کر لو۔ میں کچھ ایسی حالت میں تھا کہ بالکل شناخت نہ کر سکا۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون گاؤں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سڑی تو نہیں ہو گئے ہو، رامپور کو نہیں پہچانتے؟ کون سے

Marfat.com

گاؤں میں رہتے ہو کہ شہر کو گاؤں کہتے ہو چند قدم آگے بڑھائے تو محلہ چاہ شور آ گیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) پیر و مرشد حلقہ کے لیے خانقاہ شریف میں تشریف لا چکے تھے اور ابھی دروازہ بند نہ ہوا تھا۔

حاجی عبدالرحیم صاحب پشاوری حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کے مرید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کے کمالات کی نسبت میرے ایک مخلص کو کچھ تردد ہوا۔ واقعہ میں دیکھا کہ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک دیوار پر توجہ فرمائی اور بمجرد توجہ شریف وہ مثل ریت کے ہو گئی۔

میاں منصف علی صاحب حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کے قدیمی خادم و مرید نقل کرتے ہیں کہ مجھے پیشاب کا ایک نہایت شدید اور تکلیف دہ عارضہ ہو گیا تھا۔ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) عیادت کو تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لے چلے تو میں بھی ہمراہ ہو گیا اور حلقہ میں شریک ہو گیا۔ اس کے بعد سے پھر کبھی مجھے وہ عارضہ لاحق نہیں ہوا۔ جب حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) قبلہ سے عرض کیا تو فرمایا یہ اختیاری امر نہیں ہے۔ اور اگر یہ امر اختیاری ہو تو خویش و اقارب دوست و احباب میں کوئی بیمار ہی نہ ہوتا۔ تمام امور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

مولوی علی رضا صاحب حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کے مرید و مجاز رنگون میں مقیم تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کے صاحبزادے صاحب کو ایک عریضہ لکھا تھا کہ فلاں روز عصر کے وقت میں مع اپنے چند مخلصوں کے بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے چشم سر سے یہ دیکھا کہ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے ہیں۔ ہم سب تعظیماً کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بیٹھ کر حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لے گئے۔ مجھے نہایت تحیر ہے۔

وصال سے چند زمانہ قبل حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کے صاحبزادے میاں عبداللہ خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے گاؤں سے ایک بکری لائے اور وہ بچے بیا ہنے والی تھی۔ ایک روز شب کے وقت اس نے چلانا شروع کیا اور کوئی علامت بچے کی نہ تھی۔ سب کا خیال یہی تھا کہ صبح تک بچے پیدا ہو جائیں گے۔

Marfat.com

حضرت نے اس کا پہلا ناسن کر فرمایا خدا کرے اس کے تین بچے ہوں، دو بکرے ایک بکری۔ اس فرمانے کے بعد سے وہ بکری بالکل خاموش ہوگئی اور دو ماہ بعد وصال اس بکری کے بچے ہوئے تو دو بکرے تھے ایک بکری۔

حاجی عبدالرحیم صاحب پشاوری نے بیان کیا کہ میں جب حاضر ہوکر بیعت ہوا تو کچھ زمانہ کے بعد حضرت نے قرآن شریف پڑھنے کے واسطے ارشاد فرمایا میں نے عرض کیا بغیر عینک پڑھ نہیں سکتا اور اپنی نظر کی عینک اپنے وطن میں بھول چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا عینک سے کیا غرض تم پڑھو تو۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید سامنے رکھ کر دیکھا تو عینک کی کچھ ضرورت ہی نہ تھی۔ اس روز سے میری نگاہ درست ہوگئی اور باریک سے باریک تحریر بخوبی و بلا تکلف پڑھتا ہوں۔

حضرت کے باغ میں ایک پٹھان اپنے ڈھور ڈنگر بیجا کر چرایا کرتا تھا اور ڈھور دوسرے درختوں کا بھی نقصان کرتے تھے۔ مالی اگر منع کرتا تھا تو اس کو مارپیٹ کرتا تھا۔ ایک روز اس پٹھان نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ اس کو تہدید فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حافظ صاحب کا باغ ہے۔ اگر اب تو نے اس باغ میں قدم رکھا اور بلا اجازت جانور چرانے کو لایا تو سخت نقصان اُٹھائے گا۔

مولوی فضل الرحمٰن صاحب بنگالی حضرت کے مرید بیان کرتے تھے کہ ہمارے وطن کے ایک مفلس بنگالی کو حضرت سے غائبانہ بہت اخلاص پیدا ہوا، اور وہ رامپور کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ پاس ایک دمڑی نہ تھی۔ اسٹیشن پر دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور رامپور کا ٹکٹ دے کر چلے گئے۔ جب وہ بنگالی رامپور پہنچا اور خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس لیے کہ وہ بزرگ خود حضرت ہی تھے۔

Marfat.com

کاتب الحروف کو کسی ضروری کام کی غرض سے چاٹگام (بنگال) جانے کی ضرورت ہوئی حضرت سے اجازت لے کر روانہ ہو گیا۔ جب گاڑی بنڈل جنکشن کے اسٹیشن کے قریب پہنچی جہاں ریل سے اُتر کر جہاز پر سوار ہوتے ہیں تو مجھ کو غیبت ہو گئی۔ اس غیبت میں دیکھا کہ کثیر لوگوں کا مجمع ہے اور حضرت مسند پر رونق افروز ہیں اور باواز بلند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا ختم پڑھ رہے ہیں جب وہ غیبت رفع ہوئی تو یہ واقعہ کچھ سمجھ میں نہ آیا غرض جب دریا کے کنارے جہاز میں سوار ہونے کو پہنچا تو دیکھا کہ شدید طوفانی حالت ہے اور بڑی سخت ہوا چل رہی ہے۔ تھوڑی دیر میں تاریکی ہو گئی میں جہاز میں سوار تو ہو گیا مگر تمام جہاز میں بڑی گڑبڑ تھی۔ اس وقت خیال گزرا کہ وہی ختم پڑھنا چاہیے جو واقعہ میں دیکھا تھا چنانچہ تین تسبیح کی قدر ختم پڑھا تھا کہ طوفان رفع ہو گیا۔

مولوی محمد عثمان صاحب بنگالی اپنے وطن سے واپس آ رہے تھے کہ فیض آباد کے قریب ٹرین کا تصادم ہو گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ یکایک حضرت تشریف لائے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ یہ تو بچ گئے اور اس درجہ میں جس قدر مسافر تھے کچھ مر گئے کچھ سخت زخمی ہوئے۔

القصہ حضرت سے ہزارہا واقعات و تصرفات ظاہر ہوئے ہیں۔ بطور اختصار تحریر کیے گئے

حلیۂ مبارک و اخلاق و عادات

آپ راست قامت، گندم گوں، کشادہ پیشانی، بلند بینی اور قوی ہاتھ پاؤں کے تھے سینہ بے کینہ اور زانو خوب کشادہ اور چوڑے تھے۔ داڑھی شریف خوب چوڑی اور خوبصورت تھی اور حدّ شرعی سے متجاوز نہ تھی۔ چہرہ مبارک نورانی، وجیہ و باوقار تھا۔ ہمیشہ خندہ پیشانی رہتے تھے۔ نرم گفتار

Marfat.com

نیز وقار تھے۔ کلام قلّ و دلّ۔ لباس ہمیشہ سادہ پہنتے۔ لانبا کرتا، سینہ چاک۔ ڈھیلا پاجامہ۔ سر پہ دوپلڑی ٹوپی۔ کاندھے پہ رومال۔ عصا و تسبیح در دست۔ موسم سرما میں اب بوجہ ضعف و نقاہت کے کبھی کبھی جب زیادہ سردی ہوتی تو تنگ شرعی بجائے ڈھیلے پاجامہ کے اور مرزئی روئی کا انگرکھا پہنتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے۔ باوجود اس سادہ پوشش کے وقار ایسا تھا کہ ضرورت سے زیادہ کوئی بات نہ کرسکتا تھا۔ مریدین و مخلصین سے باوجودیکہ غایت شفقت و لینت سے پیش آتے تھے۔ مگر ہر وقت حاضر و غائب حضرت کی ہیبت اُن کے دلوں میں جاگزیں تھی۔ بڑے سے بڑا دنیادار آپ سے مرعوب ہوجاتا تھا ؎

ہیبت حق است واں از خلق نیست ہیبتِ ایں مرد صاحب دل نیست

اخلاق اس قدر وسیع تھے کہ کبھی کسی کو بھڑکتے نہ تھے چاہے کیسے ہی خطا ہوجاتی۔ دوست تو دوست دشمن سے بھی مدارات پیش آتے تھے۔

کبھی کسی کے لیئے بددعا نہ فرماتے اور حتی الامکان کسی کے عیب کو ظاہر نہ فرماتے بلکہ مریدین وغیرہ سے کوئی لغزش ہوجاتی تو بالصورت واقعہ بالتصرف باطنی سے اس کو متنبہ فرمادیتے۔ نہایت متحمل، بردبار، صاحب تمکین تھے۔ کیسی ہی مصیبت آپڑتی، کیسا ہی صدمہ یا سخت واقعہ پیش آجاتا مگر جنبش نہ ہوتی تھی عجیب کوہِ استقامت تھے۔ دلیر بھی ایسے ہی تھے۔ حق بات کہنے میں کسی سے خوف نہ کھاتے۔ دنیا اور اہلِ دنیا سے کنارہ کشی اختیار فرمائی تھی۔ بیگم بھوپال نے دومرتبہ باصرار بلایا مگر آپ تشریف نہ لے گئے۔ ہر وقت مجاہدہ میں رہتے تھے۔ ذرا سے خطرے کا بھی تدارک فوراً فرمالیتے تھے۔ غذا قریب قریب بالکل ترک فرمادی تھی شاید دونوں اوقات میں آدھ پاؤ غذا ہوجاتی ہو۔ اپنی ذات مبارک کے لیے کسی قسم کا کوئی

Marfat.com

اہتمام نہ فرماتے۔ کیسا ہی شدید جاڑا ہوتا اور کتنی ہی گرمی ہوتی، لو چلتی، کچھ ہوتا، مگر حضرت کا پلنگ دالان ہی میں رہتا۔ شب کو گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھے رہتے۔ اسی حالت میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے کو پاؤں سیدھے کر لیتے۔ ہر آن یہی خیال تھا کہ کہیں نفس آرام طلب نہ ہو جائے۔ کم گفتن و کم خفتن و کم خوردن پر عمل تھا۔ دوسروں کو زیادہ تر تاکید کم کھانے اور قرآن زیادہ پڑھنے کی ہوتی تھی۔ جب کبھی بیمار ہوتے تو دو ایک روز کچھ دوا استعمال فرما لیتے کہ شریعت کی متابعت ہو جائے اور سنت ادا ہو۔ اس کے بعد کبھی دوا استعمال نہ فرماتے۔ باوجودیکہ حضرت قبلہ نہایت منزوی اور تنہائی پسند تھے مگر کیا مجال تھی کہ اپنے اہل و عیال، عزیز و اقارب، دوست و احباب کے حقوق تلف ہو جاتے۔ نہایت صائب الرائے، صاحب فراست تامہ اور باوضع تھے۔ اکثر اہل معاملہ حاضر ہو کر اپنے اہم معاملات میں مشورہ کرتے تھے بعض بڑے بڑے اہل دنیا اپنے معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے تھے۔

غرباء کی پوشیدہ طور پر امداد فرماتے تھے اور کسی شخص کو معلوم نہ ہوتا تھا۔ خصوصاً بعض نادار مخلصوں کی تو ہمیشہ امداد فرماتے رہے یہاں تک کہ گوشت ترکاری خرید کر اس کے گھر دے آتے تھے۔ امین بھی ایسے تھے کہ اکثر لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس رہتی تھیں۔ امانت رکھنے سے قبل شرط فرما لیتے تھے کہ اگر کسی کو ضرورت ہوگی تو اس روپے میں سے اس کی ضرورت رفع کر دیں گے۔ تم کو وقت پر تمہارا روپیہ مل جائے گا۔

چشم پوشی، حلم و عفو کے صفات آپ میں بدرجۂ غایت تھے۔ اگر کوئی شخص حضرت کی کوئی چیز چرا لیتا اس سے چشم پوشی کر لیتے تھے اور کبھی زبان پر نہ لاتے تھے۔ بزرگ زادوں خصوصاً حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد کا بڑا ادب فرماتے، یہاں تک کہ اپنے دست مبارک سے ان کی جوتیاں

Marfat.com

سیدھی کر کے رکھ دیتے تھے اور فرماتے کہ خادموں کا کام تو یہی ہے۔

اظہار درویشی کے سخت مخالف تھے۔ اگر درویشی کا ذکر آتا تو فرماتے تھے کہ ہم تو سپاہی زادے ہیں ہمیں درویشی سے کیا تعلق۔

غرض کہ ان کی وضع اور کیا کیا صفتیں بیان کی جائیں۔ نمونہ خلق محمدی، آئینہ من آیات الستار در حقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مخلوق تھی کہ ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مالا مال تھی۔ افسوس ہزار افسوس کہ اب ان کے خاص مریدین متعلقین و لواحقین چاروں طرف دیکھتے ہیں تو کوئی نظر نہیں آتا کوئی پوچھے تو ان کا روحانی فیض اب بھی جاری ہے۔ دعا یہی ہے کہ حق تعالیٰ ان کی برکت اور فیض سے ہمیشہ ہم سب کو مالا مال رکھے اور ان کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے حضرت پیر دستگیر کی یاد اور تصور ذریعہ عبادت معرفت حق ہے۔ اس لیے کہ حضرت شیخ الاسلام ہروی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

"الٰہی چیست اینکہ در دستان خود دراکردی کہ ہر کہ ایشاں را شناخت ترا یافت و ترا یافت ایشاں را نشناخت"

اللہ تعالیٰ ہم مہجوروں کو اس یاد اور تصور پر قائم رکھے۔ ہر ہجراں نصیب مہجور زبان حال سے یہی کہتا ہے:

زبان خامہ ندارد سر بیان فراق — وگرنہ شرح دہم با تو داستان فراق

دریغ مدت عمرم کہ بے مزہ بگذشت — بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق

مباد کس بجز از خستہ در بلائے فراق — کہ عمر بس ہمہ گذشت و در بلائے فراق

غریبم و عاشق و بیدل، فقیر و سرگردان — کشیدہ محنت ایام و درد ہائے فراق

کجا روم چہ کنم حال دل کرا گویم؟ — کہ داد من بستاند دہد جزائے فراق

Marfat.com

ز دردِ ہجر و فراقم دمے خلاصی نیست — خدائے را بستاں داد دہ سزائے فراق
من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا — مگر کہ زاد مرا مادر از برائے فراق

بداغ عشق تو حافظ چو بلبل سحری
زند بروز شبان خوں فشاں نوائے فراق

بس دعا یہ ہے کہ اللھم اجعلنا من المحبین الصادقین والمخلصین الراسخین واجعلنا من المؤمنین المتقین ومن التبعین لسید الاولین والاخرین واعطنا الفلاح فی الدنیاء والدین واحشرنا فی زمرۃ الاولیاء والشھداء والصالحین بجاہ سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اوقات و معمولات

حضرت قبلہ کا دستور تھا کہ نماز فجر باجماعت، ادعیہ ماثورہ، نماز اشراق وغیرہ سے فارغ ہو کر قدرے چائے نوش فرما کر حلقے میں تشریف لے جاتے۔ اس عرصہ میں طالبان خدا ختم پیران عظام سے فارغ ہو جاتے۔ حضرت قبلہ کی خانقاہ شریف میں حسب ذیل ختم پڑھے جاتے تھے:

ختم امام ربانی یعنی صد بار اول و آخر درود شریف وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَامَلْجَأَ وَلَامَنْجَأَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ ۔ پانصد بار ختم حضرت ایشان مادھنی اللہ عنہ یعنی اول و آخر صد مرتبہ درود شریف و پانصد مرتبہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یامن لا الہ الا انت اسئالک ان تحیی بنور معرفتک ابدا ختم حضرت

Marfat.com

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ یعنی یک صد بار اول و یک صد بار آخر درود شریف وحسبنا اللہ ونعم الوکیل پانصد مرتبہ وختم خواجہ خواجگان پیر پیران، مشکل کشا حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی درود شریف دو صد بار اول و آخر و یا خفی اللطف ادرکنی بلطفك الخفی پانصد مرتبہ وختم حضرت قبلہ عالم قیوم ثانی جناب عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی دو صد بار درود شریف اوّل و آخر و پانصد مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

حلقے سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر اپنے مخلصین و محبین سے بات چیت فرماتے اور ہر آنے جانے والے سے بغایت اخلاق شفقت سے پیش آتے۔ اگر کوئی اہل حاجت ہوتا تو اس کی حاجت روائی حتی الامکان فرماتے اس کے بعد زنان خانے میں تشریف لے جاتے اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ پھر بقدر سد رمق کچھ تناول فرما کر قدرے قیلولہ فرماتے اور اول مستحب وقت میں نماز ظہر باجماعت ادا فرما کر بازار کا ایک پھیرا کرتے اور خود سودا سلف خرید فرما کر جلد واپس تشریف لے آتے اور پھر تلاوت قرآن مجید فرماتے۔ پھر عصر کی نماز باجماعت ادا فرما کر مغرب تک تلاوت میں مشغول رہتے نماز مغرب و اوّابین وغیرہ سے فارغ ہو کر حلقے میں تشریف لے جاتے۔ اس عرصہ میں بعد نماز مغرب طالبان خدا تعالیٰ منتم خواجگان پڑھتے تھے، اور وہ یہ ہے:

بعد فاتحہ پوری الحمد شریف ۷ مرتبہ۔ درود شریف سو مرتبہ۔ الم نشرح ۷۹ مرتبہ۔ قل ہو اللہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف سو مرتبہ اور حسب ذیل اسمائے مبارک سو سو مرتبہ: یا قاضی الحاجات، یا کافی المہمات یا شافی الامراض، یا دافع البلیات، یا احل المشکلات، یا رافع الدرجات، یا مجیب الدعوات، یا ارحم الراحمین۔ اگر آدمی زیادہ ہوں تو درود صلوٰۃ تنجینا پڑھنا چاہیے۔

Marfat.com

شب کے حلقے سے فارغ ہو کر نماز عشاء باجماعت ادا فرما کر قدرے طعام تناول فرماتے۔ اور پلنگ پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھے رہتے اور تلاوت میں مشغول ہو جاتے، تمام شب اسی صورت سے گزارتے تھے۔ جب نیند کا غلبہ ہوتا تو بہ نیت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کو پاؤں دراز فرما دیتے پھر جلد اُٹھ بیٹھتے۔ نماز تہجد و تلاوت میں تا سحر مشغول رہتے تھے۔ اکثر عصر و بعد عشا اگر کچھ مخلص حاضر ہوتے تو روبرو خاموش بیٹھے رہتے، حضرت تلاوت کرتے رہتے تھے۔ ایک ہزار مرتبہ درود شریف بھی اسی وقت پڑھتے تھے۔ شب و روز میں ۲۷۔۲۷ پارے پڑھتے بلکہ بعض مرتبہ پورے قرآن شریف کا ختم کرتے تھے۔

آخر میں اب ضعف بیحد ہو گیا تھا مگر حتی الامکان نماز جماعت ترک نہ فرماتے الا ماشاء اللہ اور عشاء کی نماز بعد حلقے کے باجماعت خانقاہ شریف ہی میں پڑھ لیتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اب اس قدر طاقت ہی نہ تھی کہ حلقے کے بعد مسجد کو تشریف لے جاتے۔ سالہا سال بنفس نفیس خود امامت فرمائی ہے۔ ایک روز نماز عشا میں خود امام تھے۔ فرض کی پہلی رکعت میں سورۂ بروج پڑھ رہے تھے جب لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پر پہنچے تو نہایت ہیبت ناک آواز سے بے ساختہ لَهٗ کی ہائے ہوز کو تا دیر کھینچا گویا مرجع ضمیر سے اتصال واقع ہو گیا اور اس طرح معانی لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کو ثابت فرما دیا۔ خود حضرت اور مقتدی بے خود و بیتاب ہو گئے، بلکہ اکثر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔

اسی طرح ایک مرتبہ رمضان المبارک میں قرآن سنا رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے کہ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا تو نہایت دردناک جگر خراش ایک چیخ ماری۔ تمام مسجد

Marfat.com

متزلزل ہوگئی اور مقتدی بیہوش ہو کر گر پڑے یہاں تک کہ مسجد کے باہر جو لوگ تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے بعد نماز تراویح فرمایا کہ ہمارے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی بعینہٖ یہی واقعہ ایک روز واقع ہو چکا ہے۔

غرض آپ نہایت کثیر العبادات والمجاہدات تھے صوفیہ کا قول ہے کہ بعض کا وصول مجاہدے سے ہوتا ہے اور بعض کا عبادت سے۔ آپ نے دونوں کو جمع فرما لیا تھا۔

باوجودیکہ حضرت قبلۂ عالم سیدنا و مولانا و مرشدنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت مجبوبی و مرادی تھی مگر ہمیشہ سے محنت و مجاہدے کے خوگر تھے۔ دوران سلوک کی محنت کے متعلق خود فرماتے تھے کہ جب ہم کو ہمارے حضرت نے نفی اثبات حبس دم کے ساتھ تعلیم فرمایا تو ہم ایک سانس میں پانچ سو مرتبہ نفی اثبات حبس دم کے ساتھ کر لیتے تھے۔ اللہ اللہ! اب وہ وقت ہے کہ ۲۱ مرتبہ حبس دم کے ساتھ ذکر نفی اثبات طالبان طریق کو مشکل اور دوبھر معلوم ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ کسی مصلحت کی بنا پر غذا ترک فرما دی تھی۔ صرف چار پر دو سال تک بسر کی اور معمولات و واقعات میں کسی قسم کا فرق واقع نہ ہوا۔ سمجھ کام نہیں کرتی اور یہ امر خارج از طاقت بشری معلوم ہوتا ہے لیکن یہ امور ورائے طور عقل و فکر ہوتے ہیں ؎

در نیابد کار پختہ ہیچ خام پس سخن کوتاہ باید والسلام

وفات حسرت آیات

حق تعالیٰ کو آپ کی ذات مبارک سے جو کام لینے تھے جب وہ پورے ہو گئے اور جو مراتب کے آپ کو

Marfat.com

عطا فرمائے تھے ان سے آپ کو مالامال کر دیا تو آل زندگی حاصل ہو گیا۔ پھر اس صورت میں دنیائے فانی کی چند روزہ زندگی کب تک۔ نقل مرتبہ اصل حاصل نہیں کر سکتی۔ جو شخص کہ ہزاروں تباہیاں اور لاکھوں بربادیاں قسم قسم کی مصیبتیں اور طرح طرح کی آفتیں جھیل کر حیات ابدی کو بخوشی و رغبت قبول کر چکا ہو۔ پھر اس کا مبارک وجود آخرت کی جاودانی زندگی اور دنیا کی عارضی اور فانی چند روزہ نقش نمائی ان دو متناقض چیزوں کی کشمکش میں مبتلا نہیں رہ سکتا۔ انسان کی شرافت ذاتی اور طبیعت اصلی مقتضی بھی اسی امر کی ہے کہ باوجودیکہ یہ چلتا پھرتا پرزہ اور قدرت و صنعت الٰہی کا بہترین نمونہ مجمع موجودات اور خلاصہ تمام کائنات ظلمانی و نورانی، مکی و حیوانی، گرم و سرد، خشک و تر، باکیف و بے کیف وجود و عدم ہر طرح کی متناقض اشیاء میں مبتلا ہے مگر ان تمام گوناگوں اور رنگا رنگ تر جہات و اضداد سے نکل کر ایک رنگ ہو جائے ؎

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا ۔۔۔ سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

حقیقتاً انسان پیدا ہی اس لیے ہوا ہے کہ معرفت الٰہی حاصل کرے، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ای لیعرفون نص قطعی ہے۔

پس جب وہ افراد انسانی جو دنیا میں آکر اس معرفت کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوئے اور جن کی استعدادات حسب استعداد و حسب لیاقت ذاتی یہ معرفت حاصل کر چکے تو یہ ان کا اس معرفت والے جل جلالہ و عم نوالہ کے حضور میں اپنا کارنامہ زندگی پیش کرنے کے لیے حاضری ہونا ہے۔ لوگوں کے انتقال جسمانی کو دنیا سے رہنے والے موت سے تعبیر کرتے ہیں لیکن ہم اس کو حیات دوبالا کہتے ہیں۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ہم سے جدا ہو گئے اور ان لوگوں

Marfat.com

یہ حال کہ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ دنیا اور کاروبار دنیا سے خلاصی پانا اور اس جہان سے گزرنا اور مرنا اصل کار ہے۔ صوفیائے کرام ماوراء النہر و عراق کا مقولہ ہے:

"تانرہی نیابی وتانیابی نرہی"

چنانچہ سیدی و مرشدی و وسیلتی فی الدارین محبوب خالق کونین، قطب جہاں، غوث زماں قدس اللہ سرہ العزیز جب یہ مآل زندگی یعنی معرفت و قرب الٰہی حاصل کر چکے تو بحکم الٰہی کوچ کی ٹھیرا دی۔

ہر کام کی کچھ نہ کچھ علامات ہوا کرتی ہیں۔ بظاہر اسباب موت کے قرب کی علامت بیماری ہے۔ لہٰذا چھ ماہ پیشتر سے آپ کو علالت لاحق ہوئی۔ اگرچہ کثرت عبادت و مجاہدوں کے باعث بدن کا نحیف و نزار ہو جانا اور بوجہ کبر سنی ضعف و نقاہت کا بڑھ جانا ہی خود ایک مستقل بیماری تھی مگر تپ و لرزہ وغیرہ عوارض سونے پر سہاگہ کا کام کر گئے۔ حضرات صاحبزادگان و خدام ہر ممکن خدمت و تیمارداری بجا لائے مگر بالکل بے سود۔

کئی روز یہ کیفیت رہ کر بس ایک خاص ضعف کی حالت طاری ہو گئی اور کئی ماہ تک اس حالت نے طول کھینچا۔ بالکل نقاہت ہو گئے۔ رہا سہا ۵۔ ۷ تولہ کھانا جو روزانہ کسی نہ کسی وقت پیٹ میں پہنچ جاتا تھا وہ بھی ترک ہو گیا۔ کبھی کچھ چائے پی لی یا کسی وقت سب کے اصرار سے قدرے شوربا تیر کر لیا، ورنہ وہ بھی نہیں۔ ہڈی سے چمڑا لگ گیا اور صرف ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہی ڈھانچہ رہ گیا۔ قدرت الٰہی نظر آتی تھی جب یہ اللہ کے ولی جو اپنے طالب علمی کے زمانہ میں بوجہ قوت جسمانی پہلوان کہلائے جاتے تھے اپنے جسم کی کھال کھینچ کھینچ کر دکھاتے اور مسکراتے۔ کبھی اپنی پسلیوں کی طرف اشارہ کرتے اور مسکرا کر فرماتے کہ ان پر چار چار انگل گوشت تھا۔ یہ فرمانا کچھ بطریق افسوس نہ تھا بلکہ دوسروں کو اس

Marfat.com

بات کی تعلیم تھی کہ اللہ کی راہ میں جب تک یہ حال نہ ہو جائے کام نہیں چلتا۔

ضعف کی تو یہ حالت تھی کہ ہاتھ ہلانا بھی مشکل تھا مگر ہمت اور روحانی طاقت کی یہ کیفیت تھی کہ یوم وصال تک چوکی پر جب بیٹھے یہ مجال نہ تھی کہ کوئی دوسرا ستر دیکھ لیتا۔ خود ہی استنجا کر لیتے اور کپڑا وغیرہ درست کر کے آواز دیتے کہ اُٹھاؤ۔ جب اُٹھنے کی ضرورت ہوتی تو دو تین خدام بہ سہولت اُٹھا کر بٹھاتے تھے۔ مگر بارہا ایسا ہوا کہ نماز کے وقت خود ہی اُٹھے اور تیمم کر کے نماز ادا فرمالی۔ علاج معالجہ کی بہت کوشش کی گئی، دوائیں بھی بہت تیار ہوئیں مگر وہاں دوا کا گزر ہی نہ تھا۔ بہت ہی اصرار کیا جاتا تو بہ کراہت نوش فرما لیتے ورنہ نہ دوا کی پروا تھی نہ غذا کی فکر۔ جب آنکھ بند کر لی تو اسی حال میں دو دو روز گزر گئے حکیم صاحب نبض دیکھتے تھے تو ان کو یہ تحیر ہو جاتا تھا کہ ضعفِ بدن کی یہ کیفیت ہے، اعضاء رئیسہ قریب قریب جواب دے چکے مگر نبض اس قدر قوی ہے کہ بحالت صحت قوی سے قوی آدمی کی بھی نہ ہوگی۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قصہ ہے کہ جب کوئی طبیب آتا آپ فرماتے ہماری نبض دیکھو۔ وہ طبیب نبض دیکھ کر عرض کرتا کہ حضرت کو شدید تپ محرقہ ہے۔ یہ سن کر کبھی ہنس کر اور کبھی با چشم پُر آب عاشقانہ ایک شعر پڑھتے اور فرما دیتے یہ وہ تپ نہیں ہے جو تم لوگوں نے کتابوں میں پڑھی ہے بلکہ یہ تپ تپ عشق ہے ؎

آہ مِنَ الْعِشْقِ وَحَارَتِہٖ　　اُحْرِقَ قَلْبِیْ بِحَرَارَتِہٖ

یہی کیفیت ہمارے حضرت قبلہ کے نبض کی تھی۔ قلب میں وہ قوت تھی کہ بیان سے باہر۔ قصہ مختصر اس ضعف کی حالت بڑھتی ہی گئی۔ اس نے مہینوں طول کھینچا۔ صاحبزادے اور خدام جو ممکن تیمارداری

Marfat.com

اور خدمت حتی الامکان ہو سکتی تھی وہ کرتے رہے مگر وقت تو آچکا تھا اس کو کون روک سکتا تھا۔ رجب کے مہینے سے علالت شروع ہوئی اور ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوگیا۔ اکثر فرماتے تھے کہ اب زمانہ قریب ہے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ اب دنیا جہان کی کوئی خواہش باقی نہ رہی یعنی شوق رفیق اعلیٰ غالب تھا۔

دہم ذی الحجہ کو بعد نماز فجر اس کمترین حقیر خادم سے فرمایا کہ آج بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ سب سے کہہ دے کہ نماز عید وغیرہ سے جلد فراغت حاصل کرلیں۔ چنانچہ سب لوگ نماز سے فارغ ہو کر اس آفتاب ولایت کے گرد کہ غروب ہونے والا تھا جمع ہو گئے۔ پلنگ کوٹھے میں کرا دیا اور ۱۲ بجے دوپہر سے حالت نزع شروع ہوگئی۔ اس قدر کرب و بے چینی تھی جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ قاعدہ ہے کہ اکثر اولیاء اللہ پر تکلیف زیادہ ہوا کرتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ روح جسم خاکی سے مفارقت گوارا نہیں کرتی کیونکہ مورد فیض الٰہی یہی عنصر خاکی ہے ——— ضرورت تو اس امر کی تھی کہ اس کے متعلق خوب تفصیل سے لکھا جاتا مگر طوالت کے خیال سے اسی قدر اشارہ کافی سمجھا۔

غرض یہ حالت ۱½ بجے ظہر تک رہی اور پھر دفعۃً سکون کی حالت ہوگئی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ خاموش لیٹے ہوئے منہ سے کوئی شے آہستہ آہستہ چھوڑ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ دو بجے یکایک آپ خوب مسکرائے اور اہا ہا منہ سے نکلا اور دہم ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ روز شنبہ ۲ بجکر ۳ منٹ پر بوقت ظہر واصل بحق ہوگئے حضرت جناب مولنا حافظ محمد حمایت اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند جانشین حضرت قبلہ نے فرمایا اپنا مقام دیکھ کر خوش ہو۔ ئے حضرت قبلہ کی اس قسم کی موت سے اس امر کا مشاہدہ ہوگیا کہ ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
ہمچناں زی کہ بعد مردن تو ہمہ گریاں بوند تو خنداں

Marfat.com

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔

دوسرے روز ۸ بجے صبح کے وقت عیدگاہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہزارہا مخلوق نماز میں شریک تھی۔ بعد نماز خانقاہ شریف کی برابر والی زمین میں جس کا احاطہ حضرت نے اپنی حیات ہی میں کرادیا تھا سپرد زمین کیا گیا۔ تاریخ وصال ذیل کے جملہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

خواجہ خلق وصال نمود

۴۵ ۱۳ ۵

قطعہ تاریخی

از مولٰنا مولوی صاحبزادہ رشید احمد عرف پیارے میاں صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ

آج کیوں چشم حقیقت میں سے ہیں آنسو رواں — کس کے غم میں علم و فضل و معرفت ہیں نوحہ خواں

اہل ظاہر اہل باطن سب کے سب ہیں بدحواس — ان کو سکتہ ہے تو ان کے لب پہ ہے آہ و فغاں

طالبانِ دیں کا شیرازہ ہے کیوں بکھرا ہوا! — کر رہے ہیں زہد و تقویٰ کیا بہم سرگوشیاں

آج دنیا میں ہوا ایسا نیا کیا انقلاب — ہے تحیر سے ہر اک انگشت حیرت در دہاں

کس سے پوچھوں اس کا باعث ہے یہی حیرت مجھے — کان میں آواز یہ آئی کسی کی ناگہاں

پیشوائے اہلِ باطن مقتدائے اہل دیں! — راز دارِ سرِّ وحدت ہر گروہ عارفاں

وارث علم لدنی، کاشفِ اسرارِ غیب — آج دنیا سے ہوئے راہی سوئے دارِ جناں

ہو رہے تھے ذات سے جن کی ہزاروں مستفید — شرق سے تا غرب تھا اک فیض کا دریا رواں

ہو سکے کیا ان کے اوصاف حمیدہ کا شمار — ظاہر و باطن کی تھیں موجود ساری خوبیاں

Marfat.com

پاک باطن، صاف طینت، خوش سیر، قدسی صفات — برگزیدہ ایسے اب دنیا میں ہوتے ہیں کہاں
ہائے! کیسے مرشدِ کامل کا سایہ اُٹھ گیا! — اہلِ دل اب دردِ دل اپنا کریں کس سے بیاں
ٹکڑے ٹکڑے ہو جو دل اس رنج سے ہے کیا بعید — کیا تعجب ہے جو ہوں اس غم سے آنکھیں خوں فشاں
اے دلِ رنجور آخر آہ و زاری تا کجا! — صبر کر اب اس قدر اچھی نہیں بے تابیاں
کشتگانِ عشق زندوں سے بھی اچھے ہیں کہیں — ان کو ملتی ہے فنا ہو کر بقائے جاوداں
موت ایسی ہو تو اس کا رنج کیا، ہاں یوں کہو — کر گئے بیتاب ہم کو ہو کے نظروں سے نہاں
اب مناسب ہے رشیدِ زار قصہ ختم کر — پڑھ وہ مصرع جس سے سالِ فوت ہو سب پر عیاں

ہے بیانِ حال بھی اور مصرع تاریخ بھی
سالکِ یکتا - امامِ اتقیا قطبِ زماں

۱۳۴۵ ھ

دیگر فارسی

از جناب صابر رضا خاں صاحب محشر رامپوری

صوفی و عالم، عنایت شاہ دہر! — ذی حشم، ذی مرتبت، عالی مقام
روز شنبہ دہ مہ ذی الحجہ حیف — کرد رحلت جانبِ دار السلام
گفت محشر مصرعِ سالِ وفات
ہم جلیسِ قدسیاں فخرِ انام

۱۳۴۵ ھ

Marfat.com

اہل وعیال

حضرت قبلہ روحی فداہ کی تین بیبیاں تھیں۔ پہلی بی بی صاحبہ کے بطن سے ۵ صاحبزادے امداد اللہ خاں صاحب، ہدایت اللہ خاں صاحب، حمایت اللہ خاں صاحب، عبدالرحمٰن خاں صاحب ایک صاحبزادے اور ایک صاحبزادی کا ایام طفولیت ہی میں انتقال ہوگیا۔

بڑے صاحبزادے مخدوم زادہ حضرت مولانا مولوی حافظ محمد امداد اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے نکاح سے ۹ سال بعد پیدا ہوئے۔ جب نکاح کو ۸ سال کا عرصہ ہوچکا اور حضرت کے کوئی اولاد نہ ہوئی تو حضرت کے جناب والد ماجد نے ارادہ کیا کہ دوسری شادی کرنی چاہیے اور حضرت کے پیر و مرشد قدس سرہٗ سے یہ قصہ عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا ہم دعا کریں گے۔ چنانچہ حضرت قطب ارشاد قدس سرہٗ کے اس ارشاد کے بعد اسی زمانہ میں حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مشرق سے آفتاب طلوع ہوا ہے اور اس کے پیچھے پیچھے ایک ہلال بھی ہے۔ وہ آفتاب تیزی سے تمام آسمان کو طے کرکے مغرب میں جا چھپا اور ہلال آسمان کی سیر کرتا رہا۔ حضرت نے جب اپنے حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ عرض کیا تو فرمایا تمہارے دو لڑکے پیدا ہوں گے، ایک مثل آفتاب کے ہوگا اور جمیع کمالات کو تمہارے سامنے تیزی سے طے کرے گا اور وہ ہمارا بیٹا ہے۔ اور دوسرا مثل ہلال کے ہوگا۔ چنانچہ اسی سال آپ پیدا ہوئے۔ جب سن شعور کو پہنچے قرآن مجید حفظ کیا اور تمام علوم معقول و منقول حضرت قطب ارشاد اور حضرت جناب مولوی امداد حسین صاحب اور خود اپنے پدر بزرگوار رحمہم اللہ علیہم اجمعین سے پڑھے۔ نیز حضرت جناب قطب ارشاد

Marfat.com

کے درس مکتوبات امام ربانی رضی اللہ عنہ و دیگر کتب تصوف میں شریک رہے اور اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ بھی مکتوبات امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطالب بلند حل کیے۔ اور حضرت قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اسرع اوقات میں تمام و کمال سلوک نقشبندی مجددی طے کیا۔ حضرت قبلہ آپ کی بلند استعداد ادراک کی بیحد تعریف فرماتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ امداد اللہ اور مولوی ارشد علی جب سے بیعت ہوئے اور ہمارے حلقے میں بیٹھے تو ہر مقام پر جب توجہ کی جاتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ مدت کا طے ہو چکا ہے۔ اور یہ حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کا فیض و تصرف تھا۔ نیز حضرت یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ محمدی المشرب ہیں اور پٹھانوں میں اس مشرب کا ہونا ایک عجیب بات ہے۔

حضرت صاحب قبلہ کی ان پر ہمیشہ نظر عنایت و مرحمت بیش از بیش رہی۔ ان سے ہی اپنے خدام کے احوال بھی دریافت فرماتے اور اپنے امور باطنی میں بھی انہی کو راز دار فرمایا تھا اور مختلف بشارات سے سرفراز فرمایا تھا۔ نیز بامر حضرت قبلہ مسجد کی امامت وغیرہ بھی آپ ہی کرتے تھے۔ اور جب حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو اپنا جانشین فرما گئے تھے چنانچہ آپ نے باحسن وجوہ حضرت کی واپسی تک اس خدمت کو ادا کیا۔ بعد واپسی آپ کے کام کو بہت پسند فرمایا حضرت قبلہ نے اپنے دست مبارک سے اجازت نامہ بھی تحریر فرما کر صاحبزادے صاحب کو مرحمت فرمایا تھا۔

حضرت قبلہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب امداد اللہ حلقے میں آجاتے ہیں تو تمام لوگوں پر ان کی نسبت غالب آجاتی ہے اور ہم بھی متاثر ہوتے ہیں۔

آپ بہت ہی خلیق اور خوش اطوار تھے۔ سادگی اور اخفائے احوال مزاج میں بیحد تھا۔ حضرت

Marfat.com

جناب قطب دوران مولٰنا ارشاد حسین قدس اللہ سرہُ العزیز بھی آپ کو مثل اولاد کے سمجھتے تھے اور آپ نے بھی حضرت کے وصال تک حضرت کی خدمت نہایت خلوص سے کی۔ آپ اپنے حضرت والد بزرگوار قدس سرہ کے ہمراہ سرہند شریف برابر حاضر ہوتے تھے اور ماہ رمضان المبارک میں دوسرا ختم قرآن شریف آپ ہی سناتے تھے۔ افسوس ہے کہ آپ کی عمر نے وفا نہیں کی اور آپ نے اپنے حضرت والد بزرگوار قدس سرہ العزیز کی حیات ہی میں ۱۳ روز بیمار رہ کر دہم ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ کو ۵۲ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ حضرت قبلہ کو ان کے انتقال کا جس قدر بھی صدمہ ہوا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ان کے انتقال سے پہلے حضرت نے خواب دیکھا تھا کہ میری خانقاہ بالکل منہدم ہو گئی ہے۔ جب صاحبزادہ صاحب کا انتقال ہو گیا تو فرمایا یہی تعبیر تھی۔

غرض یہ صاحبزادہ صاحب عجب کامل مکمل جامع کمالات ظاہری و باطنی اور عجیب نسخہ اخلاق تھے رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا سن وفات مکترین کے حسب ذیل اشعار سے ظاہر ہے ؎

چہ کنم حال ریخ و غم اظہار — دل شدہ داغدار و سینہ فگار

از جہاں آہ انتقال نمود — بندۂ حق ولی خوش اطوار

۱۳۳۸ ۱۳

بڑے صاحبزادے صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ۴ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں جن میں سے بڑے فرزند شفیع اللہ خاں صاحب صاحبزادہ صاحب کی زندگی ہی میں بعمر بست و چہارم انتقال کر گئے۔ صالح اور نیک تھے۔ تین صاحبزادے محمد احسان اللہ خاں و محمد وحید اللہ خاں و محمد سعید اللہ خاں اور تین صاحبزادیاں حیات ہیں۔ فرزند دوم حافظ احسان اللہ خاں صاحب حافظ قرآن مجید، خوبرو، خوش خلق ہیں۔ حضرت ایشان مارضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہو کر سلوک طے کیا۔ فرزند سیوم گرامی مرتبت عالی مناقب

Marfat.com

مخدومنا حضرت محمد وحید اللہ خاں صاحب دامت برکاتہ وسلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ حضرت جناب مولٰنا حافظ محمد امداد اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ بڑے سخی، بڑے شجیع اور بڑے فہیم و سلیم الطبع ہیں۔ بعد علم ضروری اپنے جد بزرگوار حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ تمام و کمال سلوک نقشبندی اور سلوک مجددی تا اولوا العزم حضرت قدس اللہ سرہ سے طے فرمایا۔ دوران سلوک میں ذکر اشغال میں بڑی محنت و مجاہدہ سے کام لیا۔ اپنے پیر دستگیر سے عشق تھا، اور وہ بھی ان کی خصوصیت سے رعایت و توجہ بنظر مرعی رکھتے تھے۔ ان کے بعد اپنے عم بزرگوار حضرت مولٰنا حافظ محمد حمایت اللہ خاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سے بقیہ سلوک مجددی و مقامات احمدی طے کیے۔ شروع سے انتہا تک ان کا سلوک گویا سلوک علی البصیرۃ تھا۔ بڑے مدرک، بڑے قوی النسبۃ، قوی المشرب قوی المعرف ہیں۔ فقیر کی نظر میں ہر حیثیت سے بعد حضرت پیر دستگیر اور حضرت حافظ محمد حمایت اللہ خاں صاحب قدس اللہ سرہما کا ربانی اور نسبت کے لحاظ سے ان جیسا دوسرا نہیں ہے۔ ان کے کمالات انہی کی حد تک محدود رہ گئے ہیں اس لیے کہ عجب ستر احوال کیا ہے اور کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا کہ کس مرتبہ اور کس نسبت کے بزرگ ہیں۔ حضرت جناب مولٰنا حافظ محمد حمایت اللہ خاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے صحیح جانشین اور نسبت مجددی کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر شریف میں برکت عطا فرمائے۔ آپ کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولوی عزیز اللہ خاں صاحب سلمہ اللہ نوجوان اور درس نظامی مدرسہ عالیہ ریاست رامپور کے منتہی ہیں۔ باقی صاحبزادے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ سلمہم ربہم۔

حضرت کے دوسرے صاحبزادے جناب مخدوم و مکرم حضرت مولوی مولٰنا محمد ہدایت اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ تمام علوم معقول و منقول نہایت محنت و کوشش سے حضرت قطب ارشاد حضرت جناب

لہ صد حیف کہ جب یہ کاپی لکھی جا چکی تھی، ماہ ذیقعدہ میں حرکت قلب بند ہو کر دفعۃً آپ کا انتقال ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

مولٰنا محمد امداد حسین صاحب و مولوی عبدالغفار خاں صاحب اور مولوی سلامت اللہ صاحب رحمہم اللہ اجمعین سے پڑھیں۔ علم ظاہر میں آپ کی استعداد خاص کر علم فقہ میں ایسی تھی کہ حضرت قبلہ کے پاس بھی جب کبھی کوئی فتویٰ آجاتا تو فرما دیتے کہ ہدایت اللہ خاں کے پاس لے جاؤ۔ حضرت کی مہر بھی آپ ہی کے پاس رہتی تھی۔ آپ کو حضرت کی طرف سے مہر کرنے کی اجازت تھی۔ دو مرتبہ سلوک نقشبندی و مجددی بھی تمام و کمال حضرت قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز سے طے کیا اور مشرف باجازت طریق ہوئے۔ حضرت قبلہ جب بیمار ہوتے تو وصایا وغیرہ بھی آپ ہی سے فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے مزاج میں تصنع بالکل نہیں تھا۔ نہایت خلیق اور حلیم الطبع تھے۔ خود حضرت قبلہ ان کی تعریف فرمایا کرتے تھے کہ "ہدایت اللہ خاں بہت ہی حلیم مزاج ہیں۔ شیخی اور پیری سے بہت بچتے تھے۔ انزوا زیادہ پسند تھا۔ اپنے برادر خورد حضرت مولانا حافظ حمایت اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ خانقاہ شریف میں حضرت کے سجادہ نشین ہوئے اور ۱۳ برس تک باحسن وجوہ کار سلوک باطنی انجام دے کر بتاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ کچھ عرصہ مرض اسہال میں بیمار رہ کر انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ اور اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کے گنبد شریف کے باہر سرہانے کی طرف مدفون ہوئے۔

آپ کے ۳ صاحبزادے تھے۔ بڑے صاحبزادے صاحب کا جوانی میں انتقال ہو گیا۔ اور ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے حیات ہیں۔ ان دو صاحبزادوں میں بڑے عالی مناقب حضرت مولٰنا محمد اللہ خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں بچپن ہی سے رشد و صلاحیت کے آثار نمایاں تھے۔ قرآن مجید اور کتب فارسی سے فارغ ہونے کے بعد علوم عقلی و نقلی تمام و کمال پورے کر کے مرتبۂ مولویت کو پہنچے اور مرض وصال ہی میں اپنے جد بزرگوار حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ بعد وصال اپنے عم بزرگوار حضرت

Marfat.com

مولنا حافظ محمد حمایت اللہ خاں صاحب اور اپنے والد بزرگوار حضرت مولنا محمد ہدایت اللہ خاں صاحب سے نیز اپنے والد بزرگوار کے مجاز بخاری صاحب سے اتمام سلوک کیا اور اس طرح بعد تکمیل ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جانشین و سجادہ نشین خانقاہ شریف مجددیہ عنائتیہ قرار پائے۔ الحمد للہ بقید حیات ہیں اور خدمت طریقہ عالیہ فرما رہے ہیں۔ نہایت منکسر المزاج، حلیم، کشادہ پیشانی، خندہ رو ہیں۔ ان کو دیکھ کر ان کے اسلاف کبار قدس اللہ سرہم العزیز کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تا دیر زندہ و سلامت رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے مخلوق کو فیضیاب فرمائے۔ آمین چھوٹے صاحبزادے میاں صبغۃ اللہ خاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

تیسرے صاحبزادے مخدومنا جناب معظم و مکرم حضرت مولوی مولنا حافظ محمد حمایت اللہ خاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز۔ حفظ کلام اللہ اور فارسی سے فراغت کے بعد اپنے حضرت والد بزرگوار سے عربی شروع کی اور کتب معقول و منقول مولوی سلامت اللہ صاحب و شمس العلماء مولوی محمد ظہور الحسین صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ آپ کی ذہانت کے سبب سے آپ کے اساتذہ آپ کو بہت چاہتے تھے مکتوبات شریف کا بھی حضرت قبلہ سے استفادہ کیا ہے۔ معقولات سے خاصکر آپ کو بہت مناسبت تھی اور بہت خوش تقریر تھے۔ آپ نے سلسلۂ درس جاری رکھا تھا۔ اکثر طلبۂ علم ظاہر نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔ علم ظاہر سے فارغ ہونے کے بعد آپ اپنے حضرت قبلہ والد بزرگوار قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سلوک نقشبندی مجددی تمام و کمال از ابتدا تا انتہا طے کیا۔ علم باطن بھی خوب محنت اور پابندی سے سیکھا صاحب نسبت عالی و ادراک قویہ اور بلند استعداد تھے۔ بعد وصال حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے بالاتفاق آپ ہی جانشین قرار پائے۔ اگرچہ آپ خود اس کو منظور نہیں فرماتے تھے مگر سب نے آپ کو آمادہ کیا اور اس بار کو اٹھایا بھی خوب، اور

Marfat.com

باحسن وجوہ ارشاد کا کام انجام دیا اور حقیقتاً حضرت کی نسبت خاصہ ان ہی کی طرف منتقل ہوئی اور صحیح معنیٰ میں ظاہراً و باطناً حضرت پیر و مرشد قدس اللہ سرہ العزیز کے حقیقی جانشین آپ ہی تھے۔ حلقے کے ملتزم اور نہایت مستقیم الاحوال و پابند اوقات تھے۔ حضرت صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے قدم پر قدم ڈالا تھا۔ ایک مرتبہ سرہند شریف میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے حال عرض کیا تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ یہ ضمنی ہونے کی علامت ہے اور فرمایا یہ ہمارے ضمنی ہیں۔ نیز جب کوئی خاص امر باطنی ظاہر ہوتا تو حضرت آپ سے ہی اس کا تذکرہ فرماتے۔

جب کوئی شخص کوئی مسئلہ تصوف دریافت کرتا تو اس کو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کے پاس بھیج دیتے کہ حمایت اللہ خاں سے یہ مسئلہ حل کر لو۔ بڑے صاحبزادے صاحب کے انتقال کے بعد حضرت نے آپ ہی کو امر امامت فرمایا اور سرہند شریف میں بھی ماہ رمضان المبارک میں بامر حضرت قبلہ ختم قرآن شریف پر مامور ہوئے۔ اور حضرت سرہند جا کر حضرت مجدد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد شریف میں ایک ختم کرتے تھے۔ نیز حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ نے رہتک وغیرہ کے بعض اشخاص کو اپنی حیات ہی میں آپ کے سپرد فرمایا تھا۔ اور ان لوگوں سے یہ فرمایا تھا کہ ان کو ہمارا ہی قائم مقام سمجھو۔ چنانچہ آپ نے بامر حضرت صاحب قبلہ حضرت کی حیات ہی میں طالبان خدا کو بیعت کرنا شروع کر دیا تھا۔ غرض بہمہ وجوہ آپ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے جانشین تھے۔ خانقاہ شریف آپ ہی کے دم سے بارونق تھی۔ آپ کے زمانہ میں خانقاہ شریف کی ظاہری حالت بھی پہلے سے بہت اچھی ہو گئی تھی۔ وسیع الاخلاق، حلیم الطبع اور بڑے سخی تھے۔ حضرت کے وصال کے چند سال بعد مرض استسقائے شکمی میں مبتلا رہ کر بعمر ۵۶ سال ۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے ایک خورد سال صاحبزادہ میاں حجۃ اللہ اور بڑی صاحبزادی

Marfat.com

کا حضرت کی حیات ہی میں انتقال ہوگیا۔ ۳ صاحبزادیاں اور تھیں جن میں سے اب دو باقی ہیں۔

حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری بی بی صاحبہ کے بطن سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ صاحبزادی کتخدا حضرت کی حیات ہی میں انتقال کر گئیں۔ بڑے صاحبزادے میاں محمد عبداللہ خاں صاحب بقید حیات ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے معظم و مکرم حضرت جناب محمد عطاء اللہ خاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حضرت ہی کی خدمت میں رہے۔ حضرت کو ان سے بہت انس تھا اور ان کے ہر معاملے اور ہر امر کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ حضرت قبلہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خوب التزام سے سلوک طے کیا۔ اپنے کام کے ملتزم اور نہایت منزوی تھے۔ اگر حضرت کا کوئی خادم کبھی کوئی شے نذر پیش کرتا تو آپ کبھی قبول نہ فرماتے۔ سب سے بے غرض زندگی بسر کرتے تھے۔ نہایت سادہ مزاج اور خلیق تھے۔ افسوس کہ حضرت کے وصال کے بعد ہی انتقال فرمایا۔ آپ کے ۳ صاحبزادے حافظ خلیل اللہ خاں صاحب و میاں رفیع اللہ خاں صاحب و میاں سمیع اللہ خاں صاحب اور ایک صاحبزادی ہیں۔

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری بی بی صاحبہ سے ایک صاحبزادے حافظ حفیظ اللہ خاں صاحب تھے۔ یہ صاحبزادے نہایت ہی ہونہار و ذکی و ذہین تھے۔ حضرت اکثر ان کی تعریف فرماتے تھے۔ افسوس ہے کہ حضرت کی حیات ہی میں نوجوان انتقال فرمایا اور ایک صاحبزادی صاحبہ تھیں۔ ان صاحبزادی صاحبہ سے حضرت کو بے انتہا محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ ہماری اس لڑکی کو ہم سے جس قدر خلوص و محبت ہے ہماری اولاد میں ہم سے اس قدر کسی کو نہیں ہے۔ افسوس کہ کتخدا انتقال فرمایا۔

Marfat.com

حضرت کی تینوں بیبیوں کا حضرت کی حیات ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

مخدوم زادہ صاحب کرم و معظم جناب مولنا مولوی میاں محمد عوان حسین صاحب مجددی نقشبندی رامپوری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ

آپ حضرت قطب زمان غوث دوران جناب حضرت مولنا محمد ارشاد حسین صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ آپ عین عید الفطر کے روز پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب بواسطہ حضرت محمد یحییٰ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملتا ہے۔ آپ کچھ ماہ پانچ سال کے تھے کہ حضرت قطب ارشاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے والد بزرگوار نے وصال فرمایا۔ مگر آپ حضرت قطب ارشاد رضی اللہ عنہ کے مریدین و مخلصین کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کا نقصان واقع نہ ہوا۔ حضرت قطب ارشاد قدس اللہ سرہ العزیز کے وصال کے بعد آپ کے عم بزرگوار حضرت جناب مولنا مولوی محمد امداد حسین مجددی قدس اللہ سرہ العزیز آپ کی ظاہری تربیت و تعلیم کے نگران تھے مگر آٹھ ماہ بعد اُن کا بھی وصال ہو گیا۔ فارسی مولوی خادم حسین صاحب شاگرد حضرت جناب قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور حضرت مولوی سلامت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے آپ کی تعلیم علوم عربیہ میں رکاوٹ نہ ہونے دی۔ چنانچہ آپ نے تمام کتب معقول و منقول حضرت مولوی سلامت اللہ صاحب و مولوی محمد عبد الغفار خاں صاحب وغیرہ رحمہم اللہ سے پڑھیں۔ سب نے آپ کو بہت محنت سے پڑھایا اور آپ نے بھی خوب پڑھا۔ جب آپ علم ظاہر سے فارغ ہو گئے تو حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز نے آپ کی تربیت باطنی فرمائی۔ آپ بھی خوب ملتزم رہے اور تمام و کمال سلوک نقشبندی مجددی حاصل فرمایا۔ حضرت نے خود فرمایا تھا کہ کام ہو چکا اب آپ کو التزاماً حلقے میں آنے کی ضرورت نہیں جب آپ حلقے

Marfat.com

میں ہوتے تو حضرت قبلہ ہمہ تن آپ ہی کی طرف متوجہ رہتے تھے بلکہ اس قدر رعایات وآداب برتتے تھے کہ خود حضرت قبلہ کے صاحبزادے مخدومی ومکرمی جناب مولوی محمد حمایت اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ ہی ساتھ سلوک کا کام کرتے تھے۔ جب تک اپنے مرشدزادے کا مقام تکمیل کو نہ پہنچتا ان کا مقام بھی نہ بدلتے تھے۔ حضرت قبلہ کو آپ کی بہت ہی خاطر ورعایت وآداب مدنظر تھے اور یہ حضرت کے انتہائی کمال اور نہایت آداب مدنظر رکھنے کی بات تھی کہ مرض وصال میں جب یہ حضرت مرشدزادہ صاحب ایک روز حاضر ہوئے تو حضرت گھبرا گئے اور خدام سے فرمایا کہ مجھے جلد اُٹھاؤ۔ چنانچہ سب نے اُٹھا کر بٹھا دیا تو حضرت قبلہ نے دونوں ہاتھ جوڑے اور بہت ہی روئے اور آپ سے فرمایا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی جوتیوں کا طفیل ہے۔ صاحبزادے صاحب اور جملہ حاضرین خدام اس بے نفسی اور انتہائی خلوص کو دیکھ کر از خود رفتہ ہو گئے اللہ اللہ کیا وقت تھا اور کیا مبارک وجود سایہ فگن تھا، بیہات بیہات ؎

عمر بگذشت وحدیثِ دردِ ما آخر نہ شد

ایک روز بعد حلقۂ شب فرمایا کہ حضرت میاں معوان حسین صاحب نے عجیب وغریب اپنا حال بیان فرمایا آخر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔

آپ نے سلسلۂ درس وتدریس خوب جاری رکھا تھا۔ جو دت طبع وذکاوت بدرجۂ اتم تھی ایک مدرسہ بھی ارشاد العلوم کے نام سے تعمیر کرایا، باقاعدہ تعلیم علوم عربیہ کی ہوتی تھی۔

حضرت جناب قطب ارشاد قدس اللہ سرہٗ العزیز کے خلیفہ مولوی محمد احمد اللہ صاحب نے واقعہ میں دیکھا کہ جناب قطب ارشاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب مولوی سلامت اللہ وعظ نہیں کہیں گے، معوان حسین سے کہو وعظ کہا کریں۔ چنانچہ آپ نے وعظ شروع کر دیا۔ اور وعظ نہایت روانی سے فرماتے

Marfat.com

تھے۔ آواز نہایت بلند تھی اس لیے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز خوب دور تک پہنچتی تھی۔ خواہ کتنا ہی مجمع ہو آپ میں ذرہ برابر بھی جھجک پیدا نہیں ہوتی تھی۔ دور دور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ کی شہرت تھی۔ بعض اوقات تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دم لینے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔ غرض آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کام پہ لگے ہوئے تھے۔ حلیم الطبع، بہت وجیہ، خوش رو و خوش خو تھے۔ اکثر امور میں حضرت قطب ارشاد قدس اللہ سرہ العزیز سے بہت مشابہ تھے۔

رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عمر ۴۳ سال کی تھی اور کچھ زمانے سے لاہور میں قیام تھا۔ وہاں سلسلۂ وعظ جاری تھا کہ بربنائے تعصب مذہبی کسی دوسرے عقیدے والے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دے دیا۔ لاہور سے فوراً رامپور لایا گیا اور وہیں انتقال فرما کر درجۂ شہادت پایا۔ حضرت قطب ارشاد رضی اللہ عنہ کے برابر سپرد زمین کیا گیا۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً۔

ہمارے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کا مختصر بیان

اصحاب حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حقیر نے دو حصوں میں منقسم کیا ہے۔ ایک وہ طبقہ اوّل جو حضرت قطب ارشاد جناب مولانا محمد ارشاد حسین صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں کام کرنے والے اور ان کے مجاز تھے، بعد حضرت کے انتقال کے ہمارے حضرت قبلہ کے حلقے میں آکر شریک ہو گئے اور ایک وہ گروہ ہے جو خاص حضرت ہی سے بیعت ہوا اور از ابتدا تا انتہا حضرت ہی سے سلوک کا کام کیا۔

طبقہ اوّل کے اسماء گرامی:

رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولوی عبدالقیوم خاں صاحب شاہجہان پوری۔ میاں سید گوہر علی صاحب رامپوری و

Marfat.com

مولوی ابوالذکار محمد سلامت اللہ صاحب اسلام پوری، ومولوی محمد قمر الدین خاں صاحب رام پوری وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

طبقۂ ثانیہ

اس میں وہ گروہ ہے جس نے اول سے آخر تک حضرت ہی کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر کام کیا ہے۔ اس کی کثرت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ہزاراں ہزار مخلوق خدا حاضر ہوئی اور کام کر کے چلی گئی۔ حضرت کے صاحبزادگان عالی شان اور حضرت کے پاس رہنے والے خدام کو ایسے لوگوں کے نام اور ان کا پتہ بھی معلوم نہیں۔ البتہ بعض بعض کے متعلق کچھ احوال معلوم تھے، لہٰذا ان کو بھی بطریق اختصار لکھا جاتا ہے وھو ھذا!

والد ماجد حضرت جناب مولٰنا مولوی حافظ **سعید احمد صاحب** مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ حفظ قرآن مجید کے بعد کتب فارسی وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے عربی شروع کی اور تمام وکمال کتب معقول ومنقول حضرت جناب مولٰنا مولوی محمد امداد حسین صاحب اور حضرت جناب قطب ارشاد قدس اللہ سرہما کی خدمت میں پڑھیں اور بعض کتابیں مولوی عبد العلی صاحب وغیرہ سے بھی پڑھی ہیں۔ سعادت ازلی لے کر ہی پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت قطب ارشاد قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ میاں سعید احمد سعید ازلی ہیں۔ آپ کو حضرت جناب قطب ارشاد قدس اللہ سرہ العزیز سے عشق تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت کا وصال ہو گیا تو رنج وغم کے باعث کتنے دنوں تک میں نے منہ سے خون ڈالا۔ حضرت قطب ارشاد قدس سرہ بھی غایت شفقت فرماتے تھے۔ آپ حضرت قطب ارشاد اور حضرت مولٰنا محمد امداد حسین صاحب

Marfat.com

قدس اللہ سرہما کے قریبی رشتہ دار بھی تھے اور جناب حضرت مولٰنا محمد امداد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے داماد بھی۔ زیادتی تعلق کا یہ امر بھی ایک سبب ہو گیا۔ بچپن ہی سے آپ کو بزرگوں سے ملنے کا نہایت شوق تھا۔ ویرانوں اور مزاروں پر بہت پھرا کرتے تھے۔ بالآخر بہ تقریب گنج مراد آباد شریف جانے کا اتفاق ہوا اور آپ حضرت قطب مدار جناب مولٰنا محمد فضل الرحمٰن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ حضرت جناب مولٰنا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی نہایت شفقت فرماتے تھے اور اگرچہ آپ باقاعدہ سیر و سلوک کا کام نہیں کرایا کرتے تھے مگر آپ کو باقاعدہ ولایت صغریٰ تک گیارہ توجہات میں کام کرایا تھا۔ حضرت کی خدمت مبارک میں رہ کر آپ کو کشف وغیرہ زیادہ ہو گیا تھا اور نسبت میں ایک تیزی اور جلال کا رنگ تھا۔ پھر آپ بحکم اپنے پیر دستگیر حیدرآباد تشریف لے گئے اور سالہا سال وہیں مقیم رہے۔ شہر کے عمائدین و امراء آپ کے بہت معتقد تھے۔ آخر میں نواب میر محبوب علی خاں صاحب مرحوم والی ریاست حیدرآباد دکن کو آپ سے بہت اخلاص ہو گیا تھا، اور بے انتہا عقیدت رکھتے تھے مگر کسی مصلحت کی بنا پر آپ نے حیدرآباد کی سکونت ترک فرما دی اور رام پور تشریف لے آئے اور حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مبارک میں حاضر ہوتے اور از ابتدا تا انتہا سلوک نقشبندی مجددی طے کیا۔ حضرت قبلہ آپ سے مخصوص معاملہ فرماتے تھے اور آپ کی بلند استعداد اور عالی ادراک کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ میاں صاحب حلقے میں ہوتے ہیں تو کیفیت آتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ کسی ضرورت سے ایک ہفتہ کے واسطے کسی جگہ تشریف لے گئے تھے تو آپ سے فرما گئے تھے کہ آپ حلقہ دونوں وقت میری جگہ کیا کریں۔ حضرت قطب زمان بیدی و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ میاں صاحب کا مین میں سے

Marfat.com

ہیں۔ بڑے عجیب بانسبت اپنے سب کے ولی تھے۔ افسوس ہے کہ حضرت قبلہ کی حیات ہی میں ۱۷ روز اسہال کی بیماری میں مبتلا رہ کر ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ بوقت ۴½ بجے صبح بعمر ۶۷ سال اس عالم سے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سنہ وفات

حسنت مرتفقا ۱۳۳۹ھ اور

چسپاں بجستہ خواہائے گل ۱۳۳۹ھ

ہادی راہ حق ہے۔

حضرت قطب العالم شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار مبارک (واقع محلہ چاہ شور) کے احاطہ میں متصل گنبد شمالی آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کے فرزند ارجمند [illegible] حبیب احمد ۲ محمود احمد ۳ مقصود احمد ۴ ظہور احمد ۵ شکور احمد ۶

فرزند اکبر جناب [illegible] صاحب مجددی دامت فیوضہم۔ آپ اپنے بزرگوار نانا حضرت مولانا محمد امداد حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر پرورش و تربیت رہے۔ بچپن ہی سے شب و روز [illegible] کبھی باہر نہیں رہتے اور حضرت قطب العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر باشی رہتی تھی۔ دونوں حضرات طاہرات محبت و شفقت فرماتے تھے ——— آپ کی خداداد ذہانت و جودت طبع کے ساتھ آپ کی طبیعت دونوں کی تلاش و توجہ سے علوم معقول و منقول از ابتدا تا انتہا حضرت مولانا امداد حسین قدس سرہ سے اور ان کی رحلت کے بعد حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب اور شمس العلماء حضرت مولانا ظہور حسین صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ حاصل کیے۔ فقاہت میں درجۂ علیا حاصل ہے اور افتا میں ید طولیٰ۔ حضرت قطب العالم رضی اللہ عنہ اور حضرت مولانا امداد حسین صاحب قدس سرہما کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۱۵

Marfat.com

سال تھی۔ نہایت ذہین، ذکی، صائب الرائے، سخی، کنبہ پرور، حلیم و سلیم الطبع ہیں بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک حیات ہیں اور عمر شریف اسّی سے متجاوز ہے۔ ضعف و نقاہت نے گوشہ نشینی پر مجبور کر دیا ہے۔

دوسرے فرزند مولوی حبیب احمد صاحب مجددی جو بڑے نیز بلیغ، ذکی، ولی صفت اور نہایت خوش رو جوان تھے، عین جوانی میں جبکہ نہایت تن دہی سے علوم معقول و منقول کی تحصیل میں مشغول تھے اپنے والد ماجد کی حیات ہی میں انتقال فرما گئے۔

تیسرے فرزند میاں محمود احمد کا بعمر ۱۴ سالگی انتقال ہو گیا۔

چوتھا فرزند یہ کمترین کاتب الحروف مقصود احمد ہے۔

پانچویں اور چھوٹے فرزند میاں ظہور احمد صاحب میاں شکور احمد صاحب عین عالم شباب میں داغ مفارقت دے گئے۔ اور دو صاحبزادیاں تھیں، دو کنواری بہنیں خورد سالی انتقال کر گئیں

حضرت مولوی حافظ سید محمد ارشاد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں سے تھے اور اس طرح صحیح النسب ہیں میں سے تھے اور حضرت قطب ارشاد قدس سرہ العزیز کے حقیقی بھائی اور دوست، باطن، حافظ قرآن، خوش لحن اور جید حفاظ میں سے تھے۔ آپ بعد وصال حضرت جناب قطب ارشاد رضی اللہ عنہ کے حضرت جناب مولانا محمد احسان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اور انہوں نے بیعت کرنے کے بعد آپ کو ہمارے حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور آپ نے جلد سلوک نقشبندی مجددی تمام و کمال طے کر لیا حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ میاں ارشاد علی اور فرزند امداد اللہ کی جانب بیعت ہونے کے بعد جس مقام پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ مقام مدتوں کا طے شدہ ہے

Marfat.com

اور یہ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت مبارک کا اثر تھا۔ آپ حضرت قبلہ کے مخصوص اصحاب میں سے تھے۔ سلوک طے کرنے کے بعد آپ کو بے انتہا عروجی کیفیت پیدا ہو گئی اور نظر فوق سے تحت کی طرف رجوع ہی نہ ہوتی۔

آپ حج کی غرض سے مکہ معظمہ گئے اور بعد فراغ حج مدینہ منورہ کو جاتے ہوئے منزل وادی بنی فاطمہ میں معمولی علالت کے بعد انتقال فرمایا، رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ حضرت قبلہ نے خلافت مطلقہ سے آپ کو بھی سرفراز فرمایا تھا۔

آپ کے دو صاحبزادے مولنا حافظ سید مرشد علی صاحب اور مولوی سید شرافت علی صاحب بقید حیات ہیں۔

مخدومی و مکرمی اخوی حضرت مولوی **نور الحسین** صاحب فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن شمس العلماء حضرت مولوی مولنا محمد ظہور الحسین صاحب فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد میں تھے اور اس طرح صحیح النسب فاروقی ہیں۔ تمام علوم معقول و منقول اپنے والد ماجد حضرت مولنا محمد ظہور الحسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیگر اساتذہ سے حاصل کیے۔ نہایت ہی محنتی اور مستعد تھے۔ اس زمانہ کے فارغ التحصیل علماء میں جیسا کہ آپ نے مطالعہ کتب کو جاری رکھا تھا کم کسی نے جاری رکھا تھا۔ شب کے دو دو تین تین بجے تک کتابیں دیکھتے رہتے تھے۔ فقر میں زیادہ تو غل تھا اور اتقا کا کام خوب کرتے تھے حضرت قبلہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ دوران سلوک میں جونپور وغیرہ چلے گئے تھے مگر حضرت کے وصال کے چند سال پیشتر سے ملتزم حلقہ ہوئے اور سلوک طے کیا۔ نہایت ہی مرنجاں مرنج، خوش

Marfat.com

اخلاق، محنتی، دیانتدار، متشرع اور صاف گو تھے۔ ماہ رمضان المبارک میں آپ کے دم سے آپ کے محلہ کی مسجد خوب بارونق رہتی تھی اور شوکت اسلامی کا مظاہرہ ہوتا تھا۔ افسوس! چند سال ہوئے کہ لاولد انتقال فرمایا۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

مخدوم و مکرم حضرت حافظ میاں **محمد حبیب النبی** صاحب مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین اسم بامسمیٰ مولانا شاہ ولی النبی مجددی قدس سرہٗ خلیفہ و مجاز حضرت قطب وقیوم زمان جناب شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ سرہٗ کے فرزند اصغر تھے اور اس طرح آپ کا سلسلہ نسب بواسطہ خازن الرحمۃ محمد سعید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ اپنے حضرت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خدمتی تھے اور وہ آپ سے نہایت خوش تھے اور بیعت بھی فرمایا تھا۔ بعد وصال اپنے والد بزرگوار کے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں حاضر ہو کر اپنا آبائی کام شروع کیا۔ حضرت قبلہ نے اپنے زمانہ حیات میں آپ سے فرمایا تھا کہ آپ اپنے حضرت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد شریف میں بیٹھ کر ملتزم ذکر و فکر ہو جائیں کہ موجب ترقیات ہے۔

آپ نہایت ہی نرم طبیعت، وضع کے پابند، بے نفس و خوش اخلاق تھے۔ ہر چھوٹے بڑے سے حسب مراتب برتاؤ کرتے تھے کسی سے کچھ مطلب نہیں، چپ چاپ اللہ اللہ کیے جاتے تھے اور زندہ بسر فرما رہے تھے۔ آپ کے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین بھی زیادہ تر آپ ہی کو چاہتے تھے اپنے حضرت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف خوب اہتمام سے کرتے تھے۔ آپ حضرت قطب ارشاد قدس سرہٗ کے داماد بھی تھے۔ چند سال ہوئے کہ لاولد انتقال فرمایا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

Marfat.com

مہربان و مخلص بندہ حضرت میاں منصف علی صاحب گلاوٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ گلاوٹھی ضلع بلند شہر کے رہنے والے تھے۔ حضرت قبلہ کے سب سے پہلے خادم و مرید ہیں۔ حضرت قبلہ ان سے مثل اولاد کے عامل فرماتے تھے اور آخر دم تک ان کے متعلق سعی بلیغ صرف فرمائی۔ جس شخص سے کہ تیس سال سے زیادہ خدمت کی ہو اس کے سیر و سلوک کا کیا حال لکھا جائے۔ نہایت ہی مسکین طبع واقع ہوئے تھے۔ بہر حال وہ بہر وقت ایک وضع پر قائم تھے۔ حضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد انتقال فرمایا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

[illegible] دیگر خلفاء میں سے حضرت قبلہ موجود تھے۔ مثلاً جناب حکیم مولوی محمد فضل حسین خاں صاحب و جناب حافظ محمد عزیز حسن خاں صاحب و مولوی حافظ علی رضا صاحب اور حکیم غلام حضرت خاں صاحب حضرت کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ افسوس ہے کہ سب کا انتقال ہو گیا، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت سبد میاں جعفر علی صاحب جناب شاہ صاحب

حضرت سید میاں جعفر علی صاحب پہلے حضرت ثناء اللہ خیر صاحب ابن حضرت جناب شاہ محمد صاحب مجددی نقشبندی قدس اللہ سرہما کے مرید تھے۔ بعد وصال حضرت جناب شاہ صاحب قدس اللہ سرہ سے بیعت ہوئے اور کار سلوک کیا۔ سکونت دائم پور ہی میں اختیار کر لی تھی مگر اب علی گڈھ میں قیام تھا، وہیں انتقال فرمایا۔

حضرت مولوی محی الدین صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی بخارا کے رہنے والے تھے۔ رامپور آکر علم ظاہر حاصل کیا۔ بڑے ذہین و ذکی و فطین تھے حضرت قبلہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلوک تمام و کمال انجام کو پہنچایا۔ سلوک نقشبندی اور مقامات مجددی میں آپ کا حال یکساں تھا۔ صاحب کشف، وارد اک اور قوی النسبت تھے۔ ان کے متعلق

Marfat.com

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ جب حال بیان کرتے ہیں تو اصول مقام کا پتہ لاتے ہیں۔

بڑے حدید النظر تھے۔ حضرت قبلہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرما کر بخارا شریف کو روانہ فرمایا۔ وہاں ایک مخلوق آپ کی طرف رجوع ہو گئی مگر عمر نے وفا نہ کی اور حضرت قبلہ کی حیات ہی میں انتقال ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت مولوی سید عبد الحلیم صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ بخاری النسل، صحیح النسب سادات میں سے تھے۔ آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ منورہ سلسلہ کے مشاہیر شیوخ میں سے تھے۔ بعد انتقال اپنے والد ماجد کے آپ جانشین قرار پائے۔ آپ کے والد کے قریب ایک لاکھ کے مرید تھے رہے آپ ہی کی جانب رجوع کی۔ آپ سرہند شریف حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا تو چونکہ آپ صاحب ادراک تھے، اس لیے حضرت کے مرتبہ کو تاڑ گئے اور حضرت قبلہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور پھر متعدد مرتبہ رائپور حاضر ہو کر سلوک نقشبندی مجددی تمام و کمال طے فرمایا۔ حضرت نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور آپ کے ادراک کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ نہایت عابد و زاہد مستقیم الاحوال تھے۔ اشاعت طریقہ میں اکابر کے طریق پہ مشغول و مصروف حلقہ و ختم وغیرہ رہے۔ نسبت باطنی میں خوب ترقی فرمائی تھی۔ آپ کا قیام ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے قریب رہتا تھا۔ افسوس کہ انتقال فرما چکے رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت سید در جلال صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی صحیح النسب، خاندانی سید اور اپنے وقت کے شیخ تھے۔ قندھار و کابل میں ہزارہا آپ کے

Marfat.com

مرید ہیں۔ پیری چھوڑ کر مریدی اختیار کی اور حضرت قبلہ کی خدمت میں سلوک نقشبندی و مقامات مجددی طے کیے۔ عجب صاحب استعداد تھے۔ آپ کے اخلاق بھی نہایت وسیع تھے۔ افسوس ہے کہ حضرت کی حیات ہی میں انتقال ہوگیا۔

حضرت صاحبزادہ محمد سعید صاحب مجددی جلال آبادی:

آپ نسباً مجددی ہیں۔ سکونت جلال آباد (کابل) ہے۔ حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور خانقاہ شریف میں قیام فرما کر ملتزم ذکر و فکر ہوئے۔ حضرت قبلہ نے ان کو بعد اتمام کار اجازت سے مشرف فرما کر جلال آباد روانہ کر دیا۔ اب ان کا حال معلوم نہیں کہ حیات ہیں یا انتقال فرمایا۔

حضرت مولوی شاہ محمد صاحب بخاری شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ نوجوانی کے زمانہ میں رامپور آئے۔ پندرہ سولہ سال سے زیادہ قیام رہا۔ علوم ظاہری علمائے رام پور سے تکمیل پہنچائے اور حضرت قبلہ سے بیعت ہو کر از ابتدا تا انتہا نقشبندی مجددی سلوک کیا۔ آپ جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ بڑے مستعد اور حضرت کے بڑے مخلص تھے۔ اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر حضرت کی حیات ہی میں بخارا شریف چلے گئے۔ وہاں روسیوں سے جہاد ہوگیا۔ اس میں آپ شہید ہو گئے۔

حضرت سید صاحب ہراتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہرات کے سادات عظام میں سے تھے۔ رامپور حاضر ہو کر حضرت قبلہ سے بیعت ہوئے۔ ہمیشہ حجرہ بند کیے ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ کام خوب کیا۔ حضرت قبلہ نے جو مقام تعلیم فرمایا اس کا حال تمام و کمال ان پر منکشف ہو جاتا تھا۔ بڑے مجاہد اور عابد تھے۔ بعد اجازت و خلافت

Marfat.com

ہرات تشریف لے گئے۔ اب ان کا بھی کچھ حال معلوم نہیں۔

حضرت عبدالرحیم شاہ صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ پشاور کے شیوخ میں سے تھے۔ آپ کے بھی بہت مرید تھے مگر توفیق الٰہی شامل حال ہوئی، اور حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر سلوک طے فرما کر اجازت سے مشرف ہوئے۔

حضرت مولوی شیخ محمد صالح صاحب سندھی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے خاندان کے صاحب سجادہ تھے۔ ہزارہا مرید تھے مگر یکایک جذب الٰہی سے مغلوب ہو کر رامپور میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر وقت روتے رہتے تھے۔ حضرت قبلہ نے ہمہ تن متوجہ ہو کر ان کی تربیت فرمائی۔ آخر کار میں گریہ وزاری موقوف ہو گئی اور اضمحلال نسبت نقشبندی نے اپنا رنگ جمایا۔ حضرت نے اجازت سے مشرف فرما کر روانہ فرما دیا۔ ارشاد کا کام خوب چلا مگر جلد انتقال ہو گیا۔ ان کا وطن قصبہ پاٹ ضلع دادو (سندھ) تھا۔

آپ کے صاحبزادے شیخ محمود صاحب بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور سلوک تمام کیا۔ خانقاہ شریف میں رہ کر اجازت طریق حاصل کی اور چلے گئے۔

حضرت مولوی محمد کاظم الدین صاحب بنگالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلہٹ (بنگال) کے رہنے والے تھے۔ رامپور میں علم ظاہر اور حضرت قبلہ سے علم باطن حاصل کیا۔ ابتدائے احوال میں جذب غالب ہو گیا تھا۔ پھر اس سے افاقہ ہو گیا اور سلوک تمام کیا۔ بڑے صاحب ادراک تھے۔ حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ بنگالیوں میں یہ فرد ہیں۔ اجازت سے مشرف ہو کر بنگالے گئے اور وہاں ان سے خوب اشاعت طریق ہوئی۔ ہزاروں کام کرنے والے مرید ہیں۔

Marfat.com

ان کے گرد اس قدر اجتماع رہتا تھا کہ جنگِ عظیم کے زمانہ میں گورنمنٹ کو ان کی خاص طور پر نگرانی کرنی پڑی تھی۔ جوشِ اسلامی بے انتہا تھا اور کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ افسوس کہ اب انتقال ہو چکا۔

حضرت مولوی صوفی خواجہ احمد صاحب چانداپوری (بنگالی)

انہوں نے بھی رام پور ہی میں علم ظاہر کی تکمیل کی اور حضرت قبلہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر خاص خدام میں داخل ہو گئے۔ حضرت صاحب کے بڑے خدمتی اور مخلص تھے۔ حضرت جب کہیں سے تشریف لاتے یہ اپنے کرتے اور انگرکھے کے دامن سے نعلین کی گرد اور کیچڑ صاف کر دیتے۔ حضرت قبلہ کو بھی ان سے محبت اور انس تھا۔ حج کو بھی حضرت قبلہ کے ہمراہ گئے تھے۔ اجازت سے مشرف ہو کر اپنے وطن گئے۔ آپ کے بہت مرید ہیں، باقاعدہ حلقہ ختم ہوتا تھا۔ حضرت کے وصال کے بعد بھی تشریف لائے تھے۔ اب انتقال ہو چکا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

نو عمر طلبہ میں حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو حضرات مخصوص تھے۔ ایک مولوی حافظ عبدالواحد خاں صاحب: بہت ذہین، ذکی، حوصلہ، خوش خلق۔ تمام علوم عقلی و نقلی اور دورۂ حدیث مدرسہ عالیہ رامپور میں حاصل کیا اور حضرت سے بیعت ہو کر سلوک نقشبندی مجددی طے کیا۔ اپنے آخر ایام میں جبکہ بوجہ ضعف ماہ مبارک رمضان میں سرہند شریف کی حاضری نہ ہو سکی تو حضرت نے دو مرتبہ تراویح میں انہی کا قرآن مجید سنا۔

دوسرے حضرت مولانا حامد علی خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ: تمام علوم ظاہری عقلی و نقلی مع دورۂ حدیث مدرسہ عالیہ رامپور میں حاصل کیے اور بعض کتب معقول حضرت مولانا محمد حمایت اللہ خاں صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوران طالب علمی ہی میں سلوک تا مقام حقیقت قرآن حاصل کیا۔ بعد وصال بقیہ سلوک حضرت حافظ محمد حمایت اللہ خاں صاحب قدس سرہ سے طے کیا۔

آپ نے علم ظاہر کو درس و تدریس کے ذریعہ جاری رکھا ہے۔ آپ کا شمار قابل علماء میں ہے اور بہت محنتی، متدین، حلیم اور خوش اخلاق ہیں۔ آپ کو اجازت طریق غالباً حضرت مولنا محمد ہدایت اللہ خاں صاحب، قدس سرہ اور حضرت مولنا محمد اللہ خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ رہتک کے بہت لوگ آپ سے بیعت ہیں اور تقسیم ہند سے پہلے رہتک کے مدرسہ خیر المعاد میں درس علوم ظاہری دیتے رہے ہیں۔ آج کل رامپور میں مقیم اور مدرسہ عالیہ کے شیخ التفسیر ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

حضرت کے اور بھی خلفاء ہیں جن کے ناموں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

حاجی غلام رسول صاحب قندھاری، مولوی غلام رسول صاحب قندھاری، مولوی سید احمد جان صاحب قندھاری، مولوی محمد حسین صاحب قندھاری، سید ابراہیم صاحب بخاری، مولوی اکرام اللہ صاحب بخاری، مولوی سعدی صاحب بخارن، مولوی عبد اللہ صاحب بخاری، حاجی فتح خان صاحب میانوالی (پنجاب)، مولوی حکیم محب الحق صاحب سواتی (سرحد)، مولوی بشیر محمد صاحب غزنوی، مولوی محمد صاحب خراسانی، مولوی یوسف صاحب سورتی، حکیم عبد الحق صاحب شاہجہان پوری، مولوی غلام محمد خاں صاحب، مولوی رئیس الدین صاحب، حکیم سید عبد اللہ صاحب بھوپالی، مولوی سید الرحمن صاحب بنگالی، مولوی قاری عبد الحکیم صاحب بنگالی، مولوی صوفی امداد اللہ صاحب بنگالی، مولوی محمد عمر صاحب بنگالی وغیرہم۔

یہ سب اصحاب، عالم علوم ظاہر و منتہی سلوک نقشبندی مجددی تھے۔

Marfat.com

ضمیمہ

بقیہ مقامات ارشادیہ

وبیان بعض از اعمال وحرزہائے معمولہ ایں خاندان فیض نشان بجہت امراض وغیرہ

حاجات پوری ہونے کے واسطے سورہ یٰسین کا اس طور سے پڑھنا بہت مفید ہے کہ اوّل تین بار درود شریف پڑھ کر لفظ یٰسٓ تین بار پڑھے اور ہر ایک مُبین کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تک پڑھے اور انگشت شہادت کھڑی کر کے کلمات اذان کہے۔ اور جب ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ پر پہنچے تو یہی آیت سات بار پڑھے اور یَا قَدِیْرُ یَا عَزِیْزُ یَا عَلِیْمُ سات سات بار پڑھے۔ اور جب مَنَازِلَ قَدَّرْنٰہُ مِنْ رَّبِّ پر پہنچے تو یہی آیت سات بار پڑھ کر یَا مَنَّانُ یَا رَبِّ یَا رَحِیْمُ سات سات بار پڑھے۔ اور جب مِثْلَھُمْ پر پہنچے تو اس کلمہ کو تین بار پڑھے۔ پھر سورۂ فاتحہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تک پڑھ کر انگشت شہادت کے اشارہ سے کلمات اذان کہے اور سورۂ فاتحہ تمام کر کے ایک سو بار درود شریف اور ایک سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور ایک سو بار یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور ایک سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھ کر تین بار درود شریف پڑھے اور اس کا ثواب جناب امام ربانی رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو ہدیہ کر کے اپنی حاجت پوری ہونے کی دعا اس سورۃ کے وسیلہ سے جناب باری میں کرے۔ اگر درمیان میں کام ہو جائے

Marfat.com

تو بہتر ورنہ چالیس روز تک پڑھے۔

سُوْرَۃُ مُزَّمِّلْ بھی واسطے کاربرآری کے اس طریقہ سے پڑھے کہ نماز فجر کے بعد یا عصر مغرب کے درمیان یا مغرب وعشاء کے درمیان یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ پڑھ کر زَمِّلْنِیْ زَمِّلْنِیْ بِقُدْرَۃِ الْخَفِیِّ وَاَدْرِکْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا اَحْمَدُ اکتالیس بار پڑھے۔ اور اگر تمام سورہ کا وظیفہ کرنا چاہے تو مع مؤکلات اس طرح ہے کہ اول پڑھے یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ یَا اَللّٰہُ یَا اِسْرَافِیْلُ یَا سَمُوْطِیْنَا بِحَقِّ یَا اَللّٰہُ یَا بُدُّوْحُ یَا جِبْرَئِیْلُ۔ اس کے بعد پڑھے قُمِ الَّیْلَ اور جب رَبُّ الْمَشْرِقِ پر پہنچے تو وَکِیْلًا تک گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور جب سَبِیْلًا پر پہنچے تو یَا عَزِیْزُ الْوَھَّابُ پانچ سو بار پڑھے۔ اور سورہ کو تمام کرے۔ اور اول و آخر سینتالیس سینتالیس مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور اسی طرح سورۂ مذکور چالیس مرتبہ پڑھے اور کسی طرح کبھی اپنی حاجت کسی سے نہ چاہے مگر اللہ تعالیٰ سے کہ وہ پوری کردے گا۔

دردسر کے واسطے اس طرح پڑھے کہ عمل کرنے والا اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تین یا سات بار۔

جن دفع کرنے کے واسطے یہ تعویذ لکھ کر گردن میں لٹکائے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اِلٰی مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّآئِحِیْنَ الْاَقْطَارِ فَلْیَطْرُقْ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْحَقِّ سَعَۃٌ فَاِنْ تَلَہُ

Marfat.com

عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ رَاعِيًا حَقًّا اَوْ مُبْطِلًا هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَزْعَمُ يَزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ تُقْلَبُوْنَ حَمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تُفَرَّقُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔

بھاگے ہوئے کو لانے کا یہ عمل ہے کہ لوہے کے قفل پر اکیس بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس کا نام لے کر قفل بند کرے اور مٹی کی نئی ہانڈی میں پانی کر کے قفل اس میں ڈال دے اور چولہے پر رکھ کر نرم آگ تمام دن جلائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حاضر ہو جائے گا۔

دھونی کے بعد یہ رباعی ساٹھ مرتبہ پڑھے جو حاجت ہو پوری ہو جائے گی۔ رباعی یہ ہے ؎

اے زلفِ سیاہ تو بلائے دلِ من ۔۔۔ وے لعل بستہ گرہ کشائے دلِ من

من رلِ نہ دہم بکس برائے دلِ تو ۔۔۔ تو دل نہ دہی مکس برائے دلِ من

کسی کا پیشاب رُک جائے یا پاخانہ بند ہو جائے یا مثانہ میں پتھری اٹک جائے تو یہ آیتیں لکھ کر پلائے، جاری ہو جاوے گا۔ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۔

اسی طرح یہ آیت بھی وہی تاثیر رکھتی ہے: وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۔

Marfat.com

اور بھی یہ آیت اس کے مانند ہے: قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا۔

اور بھی پیشاب جاری کرنے کے واسطے یہ آیت مفید ہے۔ لکھ کر گلے میں ڈالے: فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ۔

کسی کا پیشاب جاری رہتا ہو یا حیض کثرت سے ہو یا نکسیر بہتی ہو تو یہ آیتیں لکھ کر بیمار کو پلائے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قِيْلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيَا سَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ۔

لڑکا بدخو ہو تو یہ آیت لکھ کر گردن میں ڈال دے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا اتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا اتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا اتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَ

کہ وہاں کسی کی جھاڑو نہ پہنچتی ہو۔ یہ عمل تنگل کے روز کرے۔

درد سر کے واسطے سر پر یا بازو پر لکھے، دفع ہو جائے گا

اگر کوئی کسی سے ناراض ہو جائے اور اُسے راضی کرنا چاہے تو ہر روز ہزار بار یَاوَدُوْدُ پڑھے اور اول و آخر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے بفضل الٰہی راضی ہو جائے گا۔

حاجت پوری ہونے اور غائب کو حاضر کرنے اور شفائے مریض کے لیے سورۂ فاتحہ اکتالیس ۴۱ مرتبہ نماز فرض فجر کے درمیان پڑھے۔

اگر کسی کو دیوانہ کتا کاٹے اور دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر آیۂ لِنُضْمِرَ بِكَيْدِهِنَّ كَيْدًا ۚ وَكِيدُ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ لکھ کر چالیس روز تک ایک ایک ٹکڑا کھلائے۔

تمام آفتوں سے بچے کی حفاظت کے لیے یہ دعا لکھ کر اس کی گردن میں لٹکائے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

کسی کو بادشاہ سے خوف ہو تو یہ عمل پڑھے كٓهٰيٰعٓصٓ كُفِيْتُ۔ اور ہر ایک حرف کے ساتھ اپنے داہنے ہاتھ کی ایک اُنگلی بند کرتا جائے اور اسی طرح حٰمٓ عٓسٓقٓ حُمِيْتُ پڑھے اور بائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی ایک ایک حرف کے ساتھ بند کرتا جائے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو اس کے روبرو کھولے۔

ہر مرض کے واسطے یہ چھ آیتیں جن کا نام آیات شفا ہے چینی کے پیالے وغیرہ پر لکھ کر بیمار کو پلائے تین روز یا سات روز تک۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

Marfat.com

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ۔

قرآن مجید کی تینتیس[۳۳] آیتیں[۱] بچاؤ دفع کرنے کے لیے نافع اور چوروں اور درندوں اور شیطانوں سے نگہبانی کرنے کے واسطے بہت مفید ہیں۔ لکھ کر دھو کر پلائے یا پڑھ کر پھونک دے، یا خود مریض پڑھے اور جو کوئی ان آیتوں کو ایک مرتبہ صبح اور ایک مرتبہ شام کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ کے امن میں رہے گا اور اس پر کسی قسم کی بد دعا کا اثر نہ ہوگا اور دشمنوں اور شیطانوں کے شر سے بے خوف ہوگا۔ وہ آیتیں یہ ہیں: سورۂ بقرہ کی اول چار آیتیں اور آیۃ الکرسی خَالِدُوْنَ تک، اور لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ آخر سورۃ تک اور اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ۔ اَلْمُحْسِنِيْنَ تک اور قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ آخر سورہ تک۔ اور وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا۔ لَازِبٍ تک۔ اور يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ۔ تَنْتَصِرَانِ تک اور لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ آخر سورۃ تک، اور قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ۔ شَطَطًا تک۔ اور بعضے شروع میں سورۂ فاتحہ اور آخر میں چاروں قُلْ بھی پڑھتے ہیں۔

جب چیچک بدن پر ظاہر ہو جائے تو سورۂ اَلرَّحْمٰن میں جتنی بار کلمہ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہے اتنے تار نیلے سوت کے لے کر جمع کر لے اور سورۂ مذکورہ پڑھنا شروع کرے۔ جب کلمۂ مذکور پر پہنچے تو اس پر پھونکے اور ایک گرہ لگا دے، اسی طرح آخر سورہ تک کرتا جائے۔ پھر مریض کی گردن میں باندھ دے اللہ تعالیٰ اس مرض سے عافیت دے گا۔

---

[۱] ان آیات کو بعنوان کلید شفاء صفحہ ۱۵۱ پر تحریر کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

اسمائے اصحاب کہف کے بہت فوائد ہیں۔ ان کو لکھ کر اسباب میں رکھے تو لوٹنے سے محفوظ رہے۔ اور گھر میں رکھے تو چوری اور جلنے سے، اور پاس رکھے تو مرض سے پناہ پائے۔ وہ یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِلٰہِیْ بِحُرْمَۃِ یَمْلِیْخَا، مَکْسَلِمِیْنَا، کَشْفُوْطَط، تَبْیُوْنُسَ اَرْدَقْطِیُوْنُسَ۔ کَشَافَطْیُوْنُسَ، یُوَانِسَ یُوْسُفَ وَ کَلْبِہِمْ قِطْمِیْرَ۔ وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْہَا جَائِرٌ۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے یہ دعا ایک ہزار دو سو بار بارہ دن تک پڑھے۔ اللہ تعالیٰ پوری کر دے گا: یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ۔

اسی طرح جس کام کی وجہ سے بہت غم ہو تو اس کے واسطے چار رکعت نماز اس طریق سے پڑھے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ سو بار، اور دوسری رکعت میں رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ سو بار، اور تیسری رکعت میں وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ سو بار، اور چوتھی رکعت میں وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ سو بار پڑھے اور سلام پھیر کر رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سو بار پڑھے۔

جس کے گھر میں شیطان آتے ہوں اور پتھر پھینکتے ہوں وہ آیۂ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ سے رُوَیْدًا تک لوہے کی چار میخوں پر ہر ایک میخ پر پچیس بار پڑھے اور میخوں کو مکان کے چاروں گوشوں میں گاڑ دے۔ یا اسمائے اصحاب کہف چار کاغذوں پر لکھ کر گھر کے چاروں گوشوں میں لٹکا دے۔

جس عورت کے اولاد نہ ہوتی ہو تو ہرن کے چمڑے پر آیۂ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ۔ جَمِیْعًا تک

Marfat.com

لکھ کر اس کی کمر سے باندھ دے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ حمل ٹھیرے گا۔ یا لونگ کے چالیس دانوں پر آیۂ اَوْ کَظُلُمٰتٍ سے نُوْرًا تک ہر ایک دانہ پر سات مرتبہ پڑھے اور عورت کو حیض موقوف ہونے کے بعد سے ہر روز ایک کھلایا جائے، اور شوہر اس زمانے میں اُس سے ہم بستر ہو۔

پیٹ میں بچہ محفوظ رہنے کے واسطے یہ عمل ہے کہ عورت کے وزن کے برابر اکتالیس تار کسم کے رنگے ہوئے لے کر آیۂ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ سے مُحْسِنُوْنَ تک سات مرتبہ پڑھے اور ہر بار ایک گرہ لگا کر اس پر پھونکتا جائے۔ پھر عورت کی کمر سے باندھ دے۔

دردِ زہ کے وقت یہ آیہ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ۔ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِلٰى اِنْشَقَّتْ کاغذ پر لکھے اور پاک کپڑے میں سی کر عورت کی بائیں ران پر باندھے۔ آسانی سے بچہ پیدا ہو جائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

جس عورت کے لڑکی پیدا ہوتی ہو نہ لڑکا، تو حمل پر تین مہینہ گزرنے سے پہلے آیہ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى سے اَلْمُتَعَالِ تک اور آیہ يَا زَكَرِيَّا سے سَمِيًّا تک ہرن کے بارکے پٹھے پر گلاب اور زعفران سے لکھ کر یہ لکھے بِحَقِّ مَرْيَمَ وَعِيْسٰى اِبْنًا صَالِحًا طَوِيْلَ الْعُمْرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور عورت کی کمر سے باندھے۔ اللہ تعالیٰ اسے لڑکا مرحمت کرے گا۔

اور جس عورت کے اولاد نہ ہوتی ہو تو یا مُبْدِئُ تین پاپیہ کاغذ پر لکھ کر شروع ماہ میں تین روز اسے کھلائے اور آیہ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى سے مُتَعَالِ تک لکھ کر کمر سے باندھے۔ فضل الٰہی سے حمل ٹھیرے گا۔

جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو تو اجوائن اور سیاہ مرچ پر پیر کے روز ظہر کے قریب سورۂ

Marfat.com

وَالشَّمس چالیس مرتبہ پڑھے اور ہر بار شروع اور آخر میں درود شریف پڑھے اور حمل کے ظہور سے بچہ کا دودھ چھوڑانے تک تھوڑا تھوڑا عورت کو کھلایا جائے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ بچہ کی عمر دراز ہوگی۔

جس عورت کے لڑکی ہی پیدا ہوتی ہو تو اس کے پیٹ پر شہادت کی اُنگلی دائرہ کے مانند ستر بار پھرائی جائے اور ہر بار میں یَا مَتِیْنُ پڑھا جائے۔

جس مریض کے علاج میں اطبا عاجز ہو جائیں تو سفید چینی کے پیالہ یا رکابی میں یہ عمل لکھ کر پانی سے دھو کر پلائے۔ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ وَبَقَآئِهٖ یَا حَیُّ اور بعضے شروع میں سورۂ فاتحہ بھی لکھتے ہیں۔ یہ عمل چالیس روز تک کیا جائے۔

کوئی چیز گم ہو جائے تو یَا حَفِیْظُ ایک سو انیس مرتبہ اور اسی قدر یَا بُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ پڑھے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ وہ چیز مل جائے گی۔

تپ ولرزہ کے واسطے یہ لکھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِلٰی اُمِّ مُلْدَمٍ مِنِ الَّتِیْ تَاْکُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَا اُمَّ مُلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَةً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کُنْتِ یَهُوْدِیَّةً فَبِحَقِّ مُوْسَی الْکَلِیْمِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِنْ کُنْتِ نَصْرَانِیَّةً فَبِحَقِّ الْمَسِیْحِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّا اَکَلْتِ بِفُلَانِ ابْنِ فُلَانَةَ لَحْمًا وَّلَا شَرِبْتِ لَهٗ دَمًا وَّلَا هَشَمْتِ لَهٗ عَظْمًا وَّتَحَوَّلِیْ عَنْهُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ اللّٰهُ تَعَالٰی بَرِیْءٌ مِّنْکِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ

Marfat.com

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ اور فلاں اور فلانہ کی جگہ مریض اور اُس کی ماں کا نام لکھے اور مریض کے گلے میں ڈال دے۔

بخار کے واسطے یہ لکھے اور مریض کے سر پر باندھے: كٓهٰيٰعٓصٓ ، ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ سے شَقِيًّا تک اور آیۃ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ لکھ کر دھو کر پلائے۔

خنازیر یعنی کنٹھ مالا کے واسطے پکائے ہوئے چمڑے کا تسمہ بیمار کے قد کے برابر لے، اور اکتالیس گرہ لگائے، اور ہر ایک گرہ کے وقت یہ پڑھے اور پھونکے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَآءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَآءِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ. پھر مریض کی گردن میں لٹکائے۔

ضُعف بینائی کے واسطے ہر نماز فرض کے بعد یہ آیہ تین مرتبہ پڑھے: فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ، اور آنکھوں پر پھونکے۔

مرض مرگی کے واسطے تانبے کی تختی کے ایک جانب سنیچر کی پہلی ساعت میں يَا قَهَّارُ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ اِنْتِقَامُهٗ اور دوسری طرف يَا مُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزِ سُلْطَانِهٖ يَا مُذِلُّ کندہ کرکے بیمار کی گردن میں لٹکائے

یہ اسم اعظم شفائے مریض کے واسطے پڑھ کر پھونکے، یا لکھ کر باندھے یا دھو کر پلائے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ دس مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، فَرْدٌ حَيٌّ قَيُّوْمٌ عَدْلٌ حَكَمٌ قُدُّوْسٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ. انیس مرتبہ اور ہر مرتبہ بسم اللہ ہونا چاہیے۔ اور یہی اسم اعظم طریقہ مذکور سے جادو اور

Marfat.com

نظر بد اور جن وغیرہ کے دور کرنے کے واسطے مفید ہے لیکن بجائے الَّذِیْنَ آیت کے حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ رکھا جائے۔

میاں بیوی کی موافقت کے واسطے شروع مہینہ کے پہلے پیر کی پہلی گھڑی میں توت کے عرق سے ہرن کے باریک چمڑے یعنی جھلی پر اس طرح لکھے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ اَلِّفْ بَیْنَ قَلْبِ زَیْدِ بْنِ عُمَرَ وَفَاطِمَہ وَبَیْنَ قَلْبِ عَآئِشَۃَ بِنْتِ خَالِدٍ وَّ خَدِیْجَہ اور طالب اپنے پاس رکھے زوجہ ہو یا شوہر۔

ہفتہ کا دن خوب اور تسخیر کے واسطے اکیس[۲۱] بار پڑھے۔ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی اَللّٰہُ الْکَافِیْ وَقَصَدْتُ الْکَافِیْ وَوَجَدْتُ الْکَافِیْ وَکَفَانِیَ الْکَافِیْ وَنِعْمَ الْکَافِیْ وَھُوَ الْکَافِیْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تعویذ وبائے ہیضہ وطاعون وغیرہ کا:

اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ شَیْخ مُحَمَّد صَادِقْ فَارُوْقِیْ نَقْشْبَنْدِیْ مُجَدِّدِیْ سَرْھَنْدِیْ کُشْتَہ وَبَاقِیْ وَبَادَفْعْ شُوْدْ۔ لکھ کر گردن میں لٹکائے یا بازو پر باندھے۔ فقط

[۲۱] یہ نام بطور مثال کے ہیں۔ ان کی جگہ جن میاں بیوی میں موافقت کرانا ہو ان کے نام لکھنا چاہییں۔

Marfat.com

اعتصام دعائے حزب البحر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ
عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ط اِنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ
وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ
الْمُجْرِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ
اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ
اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ
الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ط يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ
لِلّٰهِ ط يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ط يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا
قُتِلْنَا هٰهُنَا ط قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى
مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ط مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ
وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۝
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

Marfat.com

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ط

ا با تا ثا ج حا خا د ذ ر ا ز ا س ش ص ض ط ظ ا ع غ ف ا ق ك ل م ن و ه ا ي ا۔

دُعَائے حِزْبُ الْبَحْر

رَبِّ سَهِّلْ وَبَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ عَلَيْنَا يَا رَبِّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا عَلِيُّ، يَا عَظِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا عَلِيْمُ اَنْتَ رَبِّيْ وَعِلْمُكَ حَسْبِيْ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّيْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِيْ تَنْصُرُ مَنْ تَشَآءُ وَاَنْتَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ط نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ عَنْ مُّطَالَعَةِ الْغُيُوْبِ فَقَدِ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ط وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا ه فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ كَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ط وَسَخَّرْتَ النَّارَ لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ط وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيْدَ لِدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ط وَسَخَّرْتَ الرِّيْحَ وَالشَّيَاطِيْنَ وَالْجِنَّ وَالْاِنْسَ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ط وَسَخَّرْتَ الْمُلْكَ وَالْمَلَكُوْتَ لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنْيَا وَبَحْرَ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ شَيْءٍ يَا مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ ط وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ط وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ط وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ط

Marfat.com

وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ ط وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ ط وَاهْدِنَا
وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ط وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رِيْحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ
عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَآئِنِ رَحْمَتِكَ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ
السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط
اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ
دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَكُنْ لَّنَا صَاحِبًا فِيْ سَفَرِنَا وَخَلِيْفَةً فِيْ اَهْلِنَا وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ
اَعْدَآئِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيْءَ اِلَيْنَا
وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ
لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ
الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝
وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝
شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ط شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ط شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ط وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ
وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ط طٰسٓمٓ طٰسٓمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۚ
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ط حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ رُفِعَتْ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى
كُلَّ بَلَآءٍ وَّ قَضَآءٍ يَّجِيْءُ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَاتِ السِّتَّةِ تَاْمَنُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ

Marfat.com

جَمِيْعِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنِيْ بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنِيْ بِعَذَابِكَ
وَعَافِنِيْ قَبْلَ ذٰلِكَ ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا بِسُوْءِ اَعْمَالِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا
يَرْحَمُنَا وَكُفَّ اَيْدِيَ الظَّالِمِيْنَ عَنَّا يَا حَفِيْظُ اِحْفَظْنِيْ وَيَسِّرْ اُمُوْرِيْ وَحَصِّلْ
مُرَادِيْ ط حٰمٓ حُمَّ الْاَمْرُ وَجَاءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ ط حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ
مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ط غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي
الطَّوْلِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا بَيْنَ
سَقْفِنَا كٓهٰيٰعٓصٓ كِفَايَتُنَا حٰمٓ عٓسٓقٓ حِمَايَتُنَا فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ط سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْدُوْلٌ عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا بِحَوْلِ اللّٰهِ لَا
يَقْدِرُ عَلَيْنَا وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ط بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ فَاللّٰهُ
خَيْرٌ حَافِظًا ط وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ط اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ
وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا
فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝ وَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اختتام دعاء حزب البحر

يَا اَللّٰهُ يَا نُوْرُ يَا حَقُّ يَا مُبِيْنُ اُكْسُنِيْ مِنْ نُّوْرِكَ وَعَلِّمْنِيْ مِنْ عِلْمِكَ
وَفَهِّمْنِيْ عَنْكَ وَاَسْمِعْنِيْ مِنْكَ وَاَبْصِرْنِيْ بِكَ وَاَقِمْنِيْ بِشُهُوْدِكَ وَعَرِّفْنِيْ
الطَّرِيْقَ اِلَيْكَ وَهَوِّنْهَا عَلَيَّ بِفَضْلِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَا سَمِيْعُ يَا عَلِيْمُ

Marfat.com

يَاحَلِيْمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ اِسْمَعْ دُعَآئِیْ بِخَصَآئِصِ لُطْفِكَ اٰمِيْنَ ط اٰمِيْنَ ط اٰمِيْنَ ط
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ يَا عَظِيْمُ السُّلْطَانِ
يَا قَدِيْمُ الْاِحْسَانِ يَا دَآئِمَ النِّعَمِ يَا بَاسِطَ الرِّزْقِ يَا وَاسِعَ الْعَطَايَا يَا دَافِعَ
الْبَلَايَا يَا حَاضِرَ الْاَنِيْسِ بِغَآئِبٍ يَا مَوْجُوْدًا عِنْدَ الشَّدَآئِدِ يَا كَاشِفَ اللُّطْفِ يَا
لَطِيْفَ الصُّنْعِ يَا جَلِيْلًا لَا يَعْجَلُ اِقْضِ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِاِسْمِكَ الْمَخْزُوْنِ الْمَكْنُوْنِ السَّلَامِ الْمُنَزَّلِ الْقُدُّوْسِ
الْمُقَدَّسِ الْمُطَهَّرِ الطَّاهِرِ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا مَنْ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ط يَا مَنْ لَمْ يَزَلْ يَا هُوَ ط يَا هُوَ ط يَا هُوَ
يَا مَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط يَا مَنْ لَمْ يَعْلَمْ مَا هُوَ اِلَّا هُوَ ط يَا كَانَ يَا كَيْنَانُ يَا مَنْ هُوَ
يَا كَآئِنٌ قَبْلَ كُلِّ كَوْنٍ يَا كَآئِنٌ بَعْدَ كُلِّ كَوْنٍ اِلٰهِیْ اَنْتَ رَاجِیْ فَاغْفِرْ لِیْ مَا عَرَفْتَ
يَا مُجَلِّیَ عَظَآئِمِ الْاُمُوْرِ ط سُبْحَانَكَ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ سُبْحَانَكَ عَلٰى عَفْوِكَ
بَعْدَ قُدْرَتِكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ شَیْءٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ
وَرَحِمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعَالَمِيْنَ ط اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

Marfat.com

دُعائے حزب البحر کے پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا طریقہ

جاننا چاہیے کہ دعائے حزب البحر کا عامل ہونے کے واسطے پہلے اس کی زکوٰۃ دینا چند شرائط کے ساتھ ضروری ہے وگرنہ خوفِ ہلاکت وضرر کا ہے۔ اور اس کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ کسی صاحبِ مجاز سے اجازت حاصل کرے۔ دوسرے حیوانات جلالی اور جمالی سے پرہیز رکھے، کپڑا سلا ہُوا نہ پہنے۔ نیا ہو یا دُھلا ہُوا جیسے کہ احرام میں پہنتے ہیں۔ اور روزہ رکھے اور مسجد میں اعتکاف کرے۔ رو بقبلہ ہو کر بیٹھے۔ اگر وضو جاتا رہے، فی الفور وضو کر کے دوگانہ ادا کرے اس کے بعد پھر دعا کو پورا کرنے میں مشغول ہو جائے۔ کھانے پکانے، وضو و غسل وغیرہ میں دریا کا پانی استعمال کرے۔ بعد پورا کرنے شرائط مذکورہ بالا کے تین روز تک ہر روز ایک سو بیس مرتبہ حزبِ مذکور پڑھے اور زکوٰۃ کے تمام ہونے تک جملہ شرائط کا لحاظ رکھے۔ بعد ادا کرنے زکوٰۃ کے افضل یہ ہے کہ پانچ وقت ہر روز بعد نماز حزبِ مذکور کا ورد رکھے۔ اور اگر پانچ مرتبہ نہیں پڑھ سکتا ہے تو تین وقت ضرور پڑھنا چاہیے۔ بعد نماز صبح و عصر و مغرب۔ جب کوئی حاجت پیش آئے تو اس وقت ایک فقرہ حزبِ مذکور میں سے جو مطلب کے مطابق ہو یا کوئی ایک اسم اسمائے الٰہیہ میں سے یا کوئی آیت آیاتِ شریفہ میں سے کہ جو مناسب مطلب کے ہو اس فقرہ کے آخر میں ستر بار ملا کر پڑھے اور صورتِ مطلب کو اپنی نظر میں رکھے۔ اس طور پر کہ اوّلاً حزبِ مذکور کو شروع کرے کہ جب اس فقرہ پر پہنچے بطریقۂ مذکورۂ بالا پڑھے۔ بعدہٗ حزبِ مذکور تمام کرے۔ اور پڑھنے کے وقت حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح پر فتوح کی طرف توجہ رکھے تاکہ مؤثر ہو۔ اور ایک جماعت نے اہل دعوت سے یہ بھی

Marfat.com

کہا ہے کہ جو شخص حزب البحر کا عامل بننا چاہے اس کو چاہیے کہ ترک حیوانات جلالی وجمالی کرے۔ اور چہارشنبہ و پنجشنبہ و جمعہ کو اعتکاف کی نیت سے روزہ کی حالت میں مسجد میں بیٹھے، اور ہر روز بعد غسل کے ایک دوگانہ ادا کرکے ایک سو بیس مرتبہ حزب البحر کو پڑھے۔ یا جو ایک سو بیس مرتبہ پڑھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ عروج ماہ میں بارہ روز تک ہر روز تیس مرتبہ بشرائط مذکورہ بالا پڑھے۔

دُعائے حزب البحر کے اشارات کا بیان

حروف ہجا یعنی ا ب ت ث کو اوّل سے آخر تک ایک دم میں پڑھے اور صاحب حزب یعنی حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کرکے امداد کا طلب گار ہووے۔ جبکہ سَخَّرْنَا هٰذَا الْبَحْرَ پر پہنچے اپنے مطلب کی جانب اشارہ کرے اور كٓهٰيٰعٓصٓ کو تین بار تکرار کرے اور ہر بار مقابل حرف کے داہنے ہاتھ کی اُنگلیوں کو باندھے اور کھولے اور کشائش مطلب کا خیال رکھے۔ طریقہ اُنگلیوں کو بند کرنے کا یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی جو سب سے چھوٹی اُنگلی ہے ك پر، اور ہ پر اس کے پاس کی، اور ی پر بیچ کی اُنگلی، اور ع پر کلمہ کی، اور ص پر انگوٹھے کو بند کرے۔ اسی صورت سے دوسرے كٓهٰيٰعٓصٓ پر ہر ایک کو کھولے اور تیسرے كٓهٰيٰعٓصٓ پر پہلے طریقہ کے بموجب پھر باندھ لے حتیٰ کہ اُنْصُرْنَا پر پہنچے پہلی اُنگلی، وَافْتَحْ لَنَا پر دوسری، وَاغْفِرْ لَنَا پر تیسری، وَارْحَمْنَا پر چوتھی، وَارْزُقْنَا پر پانچویں، جیسے کہ اوپر مذکور ہوا کھولتا جائے۔ وَاطْمِسْ سے لَا يَبْرَحُوْنَ تک دشمنوں اور شیطانوں وغیرہ کو خیال میں لاکر داہنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کرے۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کو تین بار پڑھے، اور ہر مرتبہ سیدھے ہاتھ کو زمین پر مارے اور دشمنوں کی ہلاکی

Marfat.com

کا تصور کرے اور پہلے حٰمٓ کو پڑھ کر اپنے سامنے، دوسرے کو اپنے پیچھے، تیسرے کو داہنی طرف، چوتھے کو بائیں جانب، پانچویں کو اپنے اوپر اور آسمان کی طرف، چھٹے کو زمین کی طرف دم کرے۔ بعد اس کے ہاتھ اٹھا کر رَفَعْتُ بِاَمْرِ اللّٰہِ سے وَالْعَاھَاتِ تک دعا مانگے۔ جب ساتویں حٰمٓ کو پڑھے اپنے ہاتھوں پر دم کرے اور تمام بدن پر جہاں تک ہاتھ پہنچیں پھیرے۔ بعد اس کے جب کہ پہنچے کِفَایَتُنَا پر پہنچے ہر حرف کے مقابل سیدھے ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے کِفَایَتُنَا کو پڑھے۔ اسی طرح مقابل ہر حرف حٰمٓ عسق کے الٹے ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے حِمَایَتُنَا کو کہے یہاں تک کہ سَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ پڑھ کر کھول دے۔ ازاں بعد ان کلمات کو تین تین بار تکرار کرتا رہے یعنی: سَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ فَحَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سات مرتبہ پڑھنا اولیٰ ہے پھر بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور اٰمین کو تین مرتبہ تکرار کرے اور ہر مرتبہ دوزانو زمین پر مارے اور قبولیت کا امیدوار رہے۔

بیان ثمرات حزب البحر کا جو کہ واسطے حصول حاجات کے مع اسمائے جلالی وجمالی کے پڑھے جاتے ہیں

اسمائے جمالی جیسے کہ یَا نَاصِرُ، یَا فَتَّاحُ، یَا غَفَّارُ، یَا رَحِیْمُ، یَا رَزَّاقُ، یَا حَافِظُ

Marfat.com

یَاوَھَّابُ۔

اسمائے جلالی جیسے کہ یَاقَابِضُ۔ یَاخَافِضُ۔ یَامُذِلُّ۔ یَاجَبَّارُ۔ یَاقَھَّارُ۔

کفایت مہمات کے واسطے: یَاعَلِیُّ سے یَارَحِیْمُ تک ایک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَاکَافِیَ الْمُھِمَّات ملاکر ستر بار پڑھے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ جلد حاجت برآئے گی۔

محافظت و ترقیات باطن کے واسطے: نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ سے غُیُوْب تک فقرہ یَاحَفِیْظُ ضم کرکے ستر بار پڑھے۔ مناہی اور معصیت سے باز رہنے کے واسطے اسی فقرہ کے ساتھ یَاعَاصِمُ کو ستر بار پڑھے۔

اطمینان دل کے واسطے: فَثَبِّتْنَا کے ساتھ یَامُثَبِّتَ الْقُلُوْبِ کو ستر بار پڑھے۔

نصرت کے واسطے: اُنْصُرْنَا کے ساتھ یَانَاصِرُ کو ستر بار پڑھے اور یَا اُنْصُرْنَا سے نَاصِرِیْنَ تک فقرہ ہے، اس کے ساتھ اسم مذکور کو ملاکر ستر بار پڑھے۔

تسخیر دلوں کے واسطے: سَخِّرْلَنَا سے کُلَّ شَیْءٍ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَامُسَخِّرَ کو ستر بار پڑھے۔

مغفرت کے واسطے: فَاغْفِرْلَنَا سے غَافِرِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اسم یَا غَفَّارُ ملاکر ستر بار پڑھے۔

رحم کے واسطے: وَارْحَمْنَا سے رَاحِمِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اسم یَارَحِیْمُ کو ملاکر ستر بار پڑھے۔

کشایش رزق کے واسطے: وَارْزُقْنَا سے رَازِقِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اسم یَارَزَّاقُ ملاکر ستر بار پڑھے۔

بایہ آیت شریف: رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ۔ اور یا اسم یا رزاق یا رزق

Marfat.com

رِزْقًا طَیِّبًا وَّاسِعًا بِغَیْرِ حِسَابٍ کو ستر بار پڑھے۔

حفاظت ہر بلا کے واسطے: وَاحْفَظْنَا سے حَافِظِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَاحَفِیْظُ کو ستر بار پڑھے۔

ہدایت پانے کے واسطے: وَاهْدِنَا سے ظَالِمِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اسم یَاهَادِیُ کو ملا کر ستر بار پڑھے۔

حصول مقاصد کے واسطے: وَهَبْ لَنَا سے قَدِیْرٌ تک فقرہ ہے۔ اسم یَاوَهَّابُ کو ملحق کر کے ستر بار پڑھے۔

مشکلوں کے آسان ہونے کے واسطے: یَسِّرْلَنَا سے اَبْنَائِنَا تک فقرہ ہے۔ اسم یَامُیَسِّرُ لِکُلِّ عَسِیْرٍ کو ستر بار پڑھے۔

سفر کی آفتوں سے محفوظ رہنے کے واسطے: کُنْ لَنَا سے اَهْلِنَا تک فقرہ ہے۔ اسم یَاحَفِیْظُ کو ملا کر ستر بار پڑھے۔

دشمنوں کی ہلاکی کے واسطے: وَاطْمِسْ سے لَایَرْجِعُوْنَ تک فقرہ ہے۔ اسم شَدِیْدُ الْاِنْتِقَامِ اور یا اسم یَامُذِلُّ کو ستر بار پڑھے۔

زیادتی علم کے واسطے: یٰسٓ سے رَحِیْمٌ تک فقرہ ہے۔ اسم یَاعَلِیْمُ کو ستر بار پڑھے۔

واسطے نرمی دلوں معترضین کے: حَسْبِیَ اللّٰهُ سے عَظِیْمُ تک فقرہ ہے۔ جو آدمی کہ فقرۂ مذکور کو وقت صبح اور شام سات سات مرتبہ پڑھے۔ جس مطلب کے واسطے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بر لائے گا۔

Marfat.com

واسطے شفائے امراض کے۔ بسم اللہ الذی سے عظیم تک فقرہ ہے۔ اسم یا شافی کو ملا کر ستر بار پڑھے۔

طریق پڑھنے دُعاء حزب البحر کا واسطے حصول مقاصد مخصوصہ کے

اگر کوئی شخص کسی کام میں عاجز آ گیا ہو اور کوئی صورت اس کے سرانجام کی نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ ایک مقام خالی اور صاف و پاکیزہ میں دو رکعت نماز ادا کرے اور بعد سلام کے اس دعا کو پانچ یا سات بار پڑھے۔ ان شاء اللہ اس کی مشکل آسان ہو گی۔

واسطے حُبّ کے: بارہ بار یا سات بار عرق گلاب پر پڑھ کر دم کرے۔ جب ھَبْ لَنَا پر پہنچے تو ستر بار پڑھے یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ بعد اس کے کہے یا خدا! محبت اور دوستی فلاں بن فلاں کی بیچ دل فلاں بن فلاں کے اور اس کے تمام اعضاء اور استخواں میں ظاہر کر کہ ایک لمحہ بغیر اس کے اس کو قرار نہ پڑے۔ اسی طریق پر تین روز پڑھ کر اس گلاب کو شیشے میں رکھے۔ جس وقت محبوب کے سامنے جائے اس گلاب میں سے تھوڑا سا اپنے منہ پر مل لیا کرے۔

واسطے زبان بندی دُشمنوں کے: بارہ روز تک ہر روز تیس بار پڑھے جب وَاطْمِسْ عَلٰی وُجُوْہِ اَعْدَآئِنَا یَا شَاھَتِ الْوُجُوْہُ پر پہنچے اشارہ دشمن کی طرف کرے۔

واسطے شفائے مریض کے: بارہ روز تک ہر روز بارہ مرتبہ پڑھے۔ اور جب بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پر پہنچے تو ستر بار پڑھے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَا شَافِیُ شفا بخش

Marfat.com

فلاں بن فلاں کو تمام بیماری اور محنت سے۔

واسطے تسخیر بادشاہوں اور امیروں کے: بارہ روز تک ہر روز بارہ بار پڑھے۔ جب یا مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ط پر پہنچے تو ستر مرتبہ کہے یَا عَزِیْزُ عزیز کر مجھ کو ہیچ آنکھ فلاں بن فلاں کے۔ بعد اس کے اِنَّا اَنْزَلْنَا تین بار پڑھے۔ اور بعد پوری ہونے دعوت کے جب اس کے گھر کو جائے تو ایک مرتبہ اس دعا کو پڑھے۔

واسطے امن راہ اور سلامتی سفر کے: پہلے اس سے کہ سفر میں جائے تین روز روزہ رکھے اور تینوں دن مع شرائط دعوت بارہ مرتبہ روز اس دعا کو پڑھے۔ جب بِحَوْلِ اللّٰہِ لَا یَقْدِرُ عَلَیْنَا پر پہنچے تو ستر بار کہے یَا حَفِیْظُ اِحْفَظْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلِیَّاتِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اور جب روانہ ہووے یا جس مقام میں اترے اور جس جگہ پر کسی طرح کا خوف اثنائے راہ میں ہووے تو ایک بار اس دعا کو پڑھ لیا کرے۔

واسطے محافظت کشتی اور جہاز کے: پہلے اس کے کہ کشتی یا جہاز پر سوار ہو تین روز تک ہر روز ستر بار پڑھے۔ اور جب سَخَّرْنَا لَنَا ھٰذَا الْبَحْرَ پر پہنچے تو ستر مرتبہ یَا حَفِیْظُ اِحْفَظْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلِیَّاتِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط پڑھے اور کہے خداوندا! میں اپنے کو اور اپنے مال و اسباب اور رفیقوں کو تیری امانت میں سونپتا ہوں۔ خیریت سے کنارے پر پہنچا۔ بعد اس کے پانچوں وقت کشتی میں اس دعا کو اپنا ورد رکھے۔ اور جب طوفان ہووے تو جب تک طوفان دفع نہ ہو، یہ دعا پڑھتا رہے۔

Marfat.com

کلید الشفا

۳۳ آیتیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قرآن مجید کی یہ تینتیس آیتیں جادو دفع کرنے کے لیے نافع اور چوروں اور درندوں شیطانوں سے نگہبانی کرنے کے واسطے بہت مفید ہیں، لکھ کر دھو کر پلائے، یا پڑھ کر پھونک دے، یا خود مریض پڑھے۔ اور جو کوئی ان آیتوں کو ایک مرتبہ صبح اور ایک مرتبہ شام کو پڑھے گا، اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا اور اس پر کسی اسم اور دعا کا اثر نہ ہوگا، اور دشمنوں اور شیطانوں کے شر سے بے خوف ہوگا۔ اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھنا چاہیے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمين

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

Marfat.com

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا
بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ
كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ لَآ
اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ
بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰهُ
وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ
الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ
فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ
یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ
مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۙ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۙ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫
غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ
اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ
اعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝

Marfat.com

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی
عَلَی الْعَرْشِ ق یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ
بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا
وَّخُفْیَةً ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ
ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ج وَلَا
تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ
تَكْبِیْرًا ۝

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا
بِزِیْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ ج لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ
الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ
خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ
مَّنْ خَلَقْنَا ط اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ۝

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ط لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ ج فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ یُرْسَلُ

Marfat.com

عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۝

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ
تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ الْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِیْٓ
اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ
صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ
اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِیَ دِيْنِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ
شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ
الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

Marfat.com

شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ منظومہ

بحق سید عالم محمد اشرف انساں ؐ ۔۔۔ بصدیق ؓ افخر امت بیار و یارا علیا ؓ

بقا ؒ پور صدیق و جعفر ؒ پارۂ حیدر ؓ ۔ بسلمان بایزید ؒ و قاسم ؒ و ابو الحسن ؒ بصری ؒ

بخواجہ بود ؒ غوث دوراں یوسف ؒ مسعود ؒ ۔ بعبد الحق ؒ مرشد بخواجہ احمد ؒ محمود ؒ

بخواجہ با با سماسی ؒ ملا امکنی ؒ ۔ بہاؤ الدین ؒ نقشبند مشکلکشا خواجہ علاؤ الدین ؒ

بحق خواجہ یعقوب ؒ و عبید اللہ ؒ احرار ؒ ۔ بخواجہ زاہد ؒ ولی ؒ و درویش ؒ بخواجہ امکنی ؒ

بخواجہ باقی باللہ ؒ احمد سرہندی ؒ ۔ بمعصوم ؒ و بہاء الدین ؒ و اسد اللہ ؒ

بمظہر جان جانا ؒ و بابا ؒ و بقا ؒ ۔ بعبد اللہ ؒ شہید ؒ و جناب ابو سعید ؒ و حضرت سعید ؒ

بمولانا ارشاد حسین ؒ آں قطب زمانہ ۔ بحضرت مرشدنا و مولانا

بمولانا معین الحسین ؒ آں مرشد ما ۔ حقیقت آشنا و راز دان و رہنما

کرم بر حال ما فرما حسین ؒ آں پیر ما و شاہ ۔ بفیضا حضرت و ارشاد و تلقین ہدایت

چنانکہ سوئے ایماں راہ جوید

نیابد در دو عالم مرشد صدیق خود را

خاکپائے خواجگان نقشبند مجددیہ

Marfat.com

Marfat.com

شجرۂ عالیہ

حضرات نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	واقعہ فیل بعد عیسیٰ چھ صد سال	۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	مدینہ منورہ حجرہ صدیقہ
الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بعد عام الفیل بہ دو سال چار ماہ	۲۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر ۲۵۰ تا ۳۵۰ سال	۱۰ رجب سنہ ۳۴ھ	شہر مدائن
الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم	عمر زائد از یک صد سال	۱۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۶ھ	درمیان مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸ رمضان سنہ ۸۰ھ	۱۵ رجب سنہ ۱۴۳ھ	بقیع قبہ اہل بیت
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو یزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۳۶ھ	۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ھ	شہر بسطام ملک فارس
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۷۳ سال	۱۰ محرم سنہ ۴۲۵ھ	خرقان مضافات بسطام
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۴۳۴ھ	۴ ربیع الاول سنہ ۴۷۷ھ	طوس خرقہ شہر
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۴۴۰ھ	۱۷ رجب سنہ ۵۳۵ھ	موضع مرو ملک فارس
الٰہی بحرمت خواجۂ جہان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	.	۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۷۵ھ	قصبۂ غجدوان بسہ میل از بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	.	یکم شوال سنہ ۶۱۶ھ	موضع ریوگر بہ یجدہ میل از بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	.	۱۷ ربیع الاول سنہ ۷۱۵ھ	موضع انجیر فغنوی نزد بخارا

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۲۸ یا ۲۷ رمضان ۷۲۱ھ	شہر خوارزم از ملک فارس
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ باباسماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ	موضع سماس نہ میل از بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۱۵ جمادی الآخر ۷۷۲ھ	موضع سوخاریہ از زراتین
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان پیر پیران عالم امام الطریقہ غوث الخلق والخلیفہ حضرت بہاؤ الدین بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۱۸ھ یا ۷۱۷ھ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	قصبہ عارفاں سہ میل از بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۲۰ رجب ۸۰۲ھ	موضع توجفانیاں از ملک ماوراء النہر
الٰہی بحرمت مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۵ صفر ۸۵۱ھ	موضع لفتوریہ مضافات حصار ملک ماوراء النہر
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۰۶ھ رمضان شریف	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	شہر سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت مولانا زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	موضع دخش از ملک حصار
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۱۹ محرم ۹۷۰ھ	موضع اسفرا از شہر سبز ملک ماوراء النہر
الٰہی بحرمت حضرت خواجگی امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۱۸ھ	۲۲ شعبان ۱۰۰۵ھ	قصبہ امکنگ بسہ میل از بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ	۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ	بیرون شہر دہلی اجمیری دروازہ
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی امام الطریقہ حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	لم شوال ۹۷۱ھ لم شوال	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ	روضہ متصل سرہند ملک پنجاب
الٰہی بحرمت قطب ارشاد وقیوم عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت سلطان الاولیا حضرت شیخ سیف الدین مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰۴۹ھ	۲۶ جمادی الاولیٰ تا ۱۰۹۶ھ ۲۰	ایضاً

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۱۱ر ذیقعد ۱۱۳۵ھ	بیرون موضع غیاث پور متعلق بدایوں
الٰہی بحرمت قیم طریقۂ احمدیہ مجیبی سنن نبویہ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جان جاناں مظہر شہید علوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱ر رمضان سنہ ۱۱۱۱ھ	۱۰ر محرم الحرام سنہ ۱۱۹۵ھ	شہر دہلی خانقاہ حضرت غلام علی شاہ
الٰہی بحرمت مجدد مائۃ الثالث عشر نائب خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفیٰ حضرت مولانا عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی علوی دھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۱۵۸ھ	۲۲ر صفر سنہ ۱۲۴۰ھ	خانقاہ خود چتلی قبر دہلی
الٰہی بحرمت قیوم زماں قطب جہاں غوث اوان حضرت شاہ ابوسعید مجددی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲ر ذیقعدہ سنہ ۱۱۹۶ھ	یکم شوال سنہ ۱۲۵۰ھ	خانقاہ مذکورہ بالا
الٰہی بحرمت غوث اوان قطب دوران حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم المدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۷ھ	۲ر ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ھ	بقیع مدینہ منورہ متصل قبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت محبوب رحمن قطب المحققین والمدققین زبدۃ العارفین مولانا مولوی محمد (حافظ) ارشاد حسین مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	لم ا صفر سنہ ۱۲۴۹ھ لم ا صفر	دار جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۱ھ	ریاست رام پور محلہ چاہ شور
الٰہی بحرمت قطب دوران غوث زماں شریعت پناہ طریقت و حقیقت آگاہ حضرت مولانا حافظ الحاج محمد عنایت اللہ خاں رام پوری مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۰ر ذی الحجہ وقت ظہر سنہ ۱۳۴۵ھ	رام پور متصل خانقاہ شریف
الٰہی بحرمت انیس الواصلین [illegible] جامع الشریعت والطریقت حضرت [illegible] البرکات شمس الدین احمد عرف شاہ [illegible] عمری المجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
الٰہی بحرمت فیض مآب قدوۃ السالکین قطب المحققین زبدۃ العارفین امام الفقہا بدر العلماء رشید المدققین مولانا ابو الخیر حافظ احمد عرف شاہ محمد [illegible] المجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۲۷ رمضان ۷۲۱ھ	شہر خوارزم از ملک فارس
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ	موضع سماس نہ میل از بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۱۵ جمادی الآخر ۷۷۲ھ	موضع سوخاریہ از زراعین
الٰہی بحرمت حضرت خواجگان پیر پیران عالم امام الطریقہ غوث الخلق والخلیفہ حضرت بہاؤ الدین بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۱۸ھ یا ۷۱۸ھ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	قصبہ عارفاں سہ میل از بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۲۰ رجب ۸۰۲ھ	موضع توجفانیاں از ملک ماوراء النہر
الٰہی بحرمت مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۵ صفر ۸۵۱ھ	موضع ملفتوریہ مضافات حصار ملک ماوراء النہر
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۰۶ھ رمضان شریف	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	شہر سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت مولانا زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	موضع دخش از ملک حصار
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۱۹ محرم ۹۷۰ھ	موضع اسفرا از شہر سبز ملک ماوراء النہر
الٰہی بحرمت حضرت خواجگی امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۱۸ھ	۲۲ شعبان ۱۰۰۵ھ	قصبہ امکنگ بسہ میل از بخارا
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۷۱ھ یا ۹۷۲ھ	۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ	بیرون شہر دہلی اجمیری دروازہ
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی امام الطریقہ حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	یکم شوال ۹۷۱ھ یکم شوال	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ	روضہ متصل سرہند ملک پنجاب
الٰہی بحرمت [illegible]			

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۰	۱۱ر ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۵ھ	بیردں موضع غیاث پور متعلق بدایوں
الٰہی بحرمت قیم طریقۂ احمدیہ محیی سنن نبویہ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جان جاناں مظہر شہید علوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱ر رمضان سنہ ۱۱۱۱ھ	۱۰ر محرم الحرام سنہ ۱۱۹۵ھ	شہر دہلی خانقاہ حضرت غلام علی شاہ
الٰہی بحرمت مجدد مائۃ الثالث عشر نائب خیر البشر خلیفہ غدا مروج شریعت مصطفیٰ حضرت مولانا عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی علوی دھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۱۵۸ھ	۲۲ر صفر سنہ ۱۲۴۰ھ	خانقاہ خود چتلی قبر دہلی
الٰہی بحرمت قیوم زماں قطب جہاں، غوث اوان حضرت شاہ ابو سعید مجددی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲ر ذیقعدہ سنہ ۱۱۹۶ھ	یکم شوال سنہ ۱۲۵۰ھ	خانقاہ مذکورہ بالا
الٰہی بحرمت غوث اوان قطب دوران حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم المدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۷ھ	۲ر ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ھ	بقیع مدینہ منورہ متصل قبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت محبوب رحمن قطب المحققین و المدققین زبدۃ العارفین داخط مولانا مولوی محمد ارشاد حسین مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	لم اصفر سنہ ۱۲۴۹ھ لم اصفر	۱۵ر جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۱ھ	ریاست رام پور محلہ چار شنبہ
الٰہی بحرمت قطب دوران غوث زماں شریعت پناہ طریقت و حقیقت آگاہ حضرت مولانا حافظ الحاج محمد عنایت اللہ خاں رام پوری مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۰ر ذی الحجہ وقت ظہر سنہ ۱۳۴۵ھ	رام پور متصل خانقاہ شریف

بر فقیر مقصود احمد عمری المجددی رام پوری رحم فرما و نعمت ہائے خود بر او تمام کن

آمین

Marfat.com

شجرہ طیّبہ

حضرات قادریہ مجدّدیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	در سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ نوشتہ شد		
الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	۱۳ رجب بعد واقعہ فیل سال	۲۱ رمضان سنہ ۴۰ ھ	نجف اشرف
الٰہی بحرمت سبط رسول اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵ رمضان سنہ ۳ ھ	۱۱ ربیع الاول سنہ ۴۹ ھ	بقیع قبہ اہل بیت
الٰہی بحرمت سبط رسول اللہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴ شعبان سنہ ۴ ھ	۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ ھ	مقام کربلا معلیٰ
الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵ شعبان سنہ ۴۳ یا ۳۶ یا ۳۸ ھ	۱۸ محرم سنہ ۹۳ ھ یا ۹۵ ھ	بقیع قبہ اہل بیت
الٰہی بحرمت حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳ صفر سنہ ۵۷ ھ	۲۳ صفر سنہ ۱۱۴ ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	در سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مذکور شد		
الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷ صفر سنہ ۱۲۸ ھ	۲۵ رجب سنہ ۱۸۳ ھ	شہر بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷ شوال سنہ ۱۵۳ ھ	سلخ صفر سنہ ۲۰۳ ھ	شہر طوس
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۵۶ ھ	۲ محرم سنہ ۲۰۰ ھ	شہر بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	-	۳ رمضان سنہ ۲۵۳	ایضاً
الٰہی بحرمت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	-	۲۷ رجب سنہ ۲۹۷ ھ	ایضاً

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر بن دلف شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۲۳۴ ھ	۲۷ ذی الحجہ سنہ ۳۳۴ ھ	شہر بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالعزیز بن الحارث تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۔	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۳۲۳ ھ	ملک یمن نزد کوہستان
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۔	جمادی الآخر سنہ ۳۲۹ ھ	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح محمد طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۔	سنہ ۴۴۷ ھ	طرطوس
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن ہکّاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۴۰۹ ھ	۳ محرم سنہ ۴۸۶ ھ	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مخرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۔	۱۰ محرم سنہ ۵۱۳ ھ	
الٰہی بحرمت قطب ربانی محبوب سبحانی امام الطریقہ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	یکم رمضان سنہ ۴۷۱ ھ	۹ یا ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۵۶۱ ھ	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت سیّد عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸ ذیقعدہ سنہ ۵۲۸ ھ	رمضان سنہ ۶۳۲ ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت سیّد شرف الدین قتال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱ رمضان سنہ ۶۳۰ ھ	۱۱ شعبان سنہ ۷۶۱ ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت سیّد عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴ ربیع الثانی سنہ ۶۵۶ ھ	۱۸ شعبان سنہ ۷۹۹ ھ	بلبیع ملک عرب
الٰہی بحرمت حضرت سیّد بہاؤ الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر زائد از ۲۰۰ سال	۱۶ شوال سنہ ۹۱۲ ھ	طوس یا قلعہ بیہق
الٰہی بحرمت حضرت سیّد عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴ شعبان سنہ ۶۹۵ ھ	۱۶ رمضان سنہ ۸۴۳ ھ	کوفتند نزد سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین صحرائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۷ رمضان سنہ ۷۹۰ ھ	۱۵ ربیع الاوّل سنہ ۸۹۹ ھ	صحرائے سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت سیّد گدا رحمٰن اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱ رجب سنہ ۸۱۲ ھ	۱۴ جمادی الاولیٰ سنہ ۸۹۸ ھ	گشتمیر نزد مسجد بازرسرخ
الٰہی بحرمت حضرت سیّد شمس الدین عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۶ جمادی الآخر سنہ ۸۲۲ ھ	۸ صفر سنہ ۹۹۴	طبرستان
الٰہی بحرمت حضرت سیّد گدا رحمٰن ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳ رمضان سنہ ۹۴۹ ھ	۱۳ ربیع الثانی سنہ ۹۸۷ ھ	خیبر

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت شاہ فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴ر صفر سنہ ۸۷۱ھ	۱۷ر محرم سنہ ۹۹۹ھ	حیدرآباد سندھ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ کمال کیتھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳ر رجب سنہ ۸۸۹ھ	۱۷ر جمادی الآخر سنہ ۹۸۱ھ	کیتھل زملتان
الٰہی بحرمت حضرت شاہ سکندر کیتھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۶ر شعبان سنہ ۹۰۳ھ	سنہ ۱۰۲۳ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی امام الطریقہ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	درسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مرقوم شد		
الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شعبان سنہ ۱۰۰۵ھ	۲۷ر جمادی الآخر سنہ ۱۰۷۰ھ	روضہ مجددیہ سرہند
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۱۰۵۰ھ	۲۷ر ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۷ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت شیخ الشیوخ حضرت محمد عابد شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	.	۱۸ر رمضان سنہ ۱۱۶۰ھ	بیرون دہلی نزد سبزی منڈی
الٰہی بحرمت شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جان جاناں شہید دہلوی رضی اللہ عنہ	درسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ رقم شد		
الٰہی بحرمت خلیفہ خدا سروج شریعت مصطفیٰ قطب ارشاد وغوث ابدال اوتاد حضرت شاہ غلام علی علوی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً		
الٰہی بحرمت قیوم زمان قطب دوران حضرت شاہ ابوسعید مجددی دہلوی رضی اللہ عنہ	ایضاً		
الٰہی بحرمت قطب جہان محبوب رحمٰن حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم المدنی رضی اللہ عنہ	ایضاً		
الٰہی بحرمت قطب اجل غوث اکمل زبدہ کملا نشاتین حضرت مولانا مولوی محمد ارشاد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	رامپور ایضاً ہندوستان		
الٰہی بحرمت قطب دوران غوث زمان شریعت پناہ طریقت وحقیقت آگاہ حضرت مولانا حافظ الحاج محمد عنایت اللہ خاں مجددی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	رامپور ایضاً		
الٰہی بحرمت حضرت مولانا ابوالبرکات شمس الدین المدعو شاہ [illegible]	رام پور ایضاً		
الٰہی بحرمت حضرت مولانا ابوالحفص حافظ شاہ محمد رحمان حسین [illegible]	رام پور ایضاً		

Marfat.com

شجرۂ قدسیہ

حضرات چشتیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم			درسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ تحریر شد
الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ			ایضاً
الٰہی بحرمت خیر التابعین حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۲۱ھ	۵ رجب سنہ ۱۱۰ھ	شہر بصرہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۲۷ صفر سنہ ۱۷۷ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۳ ربیع الاول سنہ ۱۸۰ھ	مکہ معظمہ مقبرہ معلیٰ
الٰہی بحرمت حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۱۰۲ سال	۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۶۱ھ	قلعہ سوقین ساحل بحر روم
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۴ شوال سنہ ۲۷۶ھ	
الٰہی بحرمت حضرت امین الدین ہبیرہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۱۰۸ یا ۱۲۰ سال	۷ شوال سنہ ۲۸۷ھ	بصرہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو ابراہیم اسحٰق علوی دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۴ محرم سنہ ۲۹۹ھ	
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو اسحٰق شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۴ ربیع الآخر سنہ ۳۳۹ھ	عکہ ملک شام
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳ جمادی الآخر سنہ ۲۶۰ھ	یکم جمادی الآخر سنہ ۳۵۵ھ	قصبہ چشت
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سنہ ۳۳۱ھ	۱۴ ربیع الاول سنہ ۴۱۱ھ	ایضاً

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۴ ربیع الآخر ۴۵۶ھ	قصبہ چشت
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۳۰ھ	یکم رجب ۵۳۷ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۱۲۰ سال	۶ رجب ۶۱۲ھ	قنوج
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۹۱ سال	۱۶ شوال ۶۱۷ھ	مکہ معظمہ دروازہ مکان شریف محمد بن عون
الٰہی بحرمت قطب ہند امام الطریقہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۳۷ھ	۶ رجب ۶۳۳ھ	اجمیر شریف
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۵۲ سال	۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ	قصبہ مہرولی عرف قطب صاحب
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۵ محرم ۶۶۴ھ	قصبہ پاک پٹن
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم علی صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ	قصبہ کلیر
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۹ شعبان ۷۱۵ھ	پانی پت
الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین پانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۲ ربیع الاول ۷۶۵ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الحق رودلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۸۳۶ھ	قصبہ رودلی
الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۴۰ سال	۱۷ صفر ۸۵۹ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد بن عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۲۶ ربیع الآخر ۸۷۰ھ	لکھنؤ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۲۳ جمادی الآخر ۹۴۵ھ	قصبہ گنگوہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۴ شوال ۹۸۳ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت مخدوم عبد الاحد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۲۷ھ	۲۷ رجب ۱۰۰۷ھ	بیرون سرہند قریب لبی

Marfat.com

الٰہی بحرمت امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	درسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ ذکر یافت
الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید سرہندی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	درسلسلہ قادریہ مجددیہ مذکور شد
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رضی اللہ عنہ	درسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ رقم گشت
الٰہی بحرمت خلیفۂ خدا نائب جناب مصطفیٰ حضرت شاہ غلام علی علوی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت قیوم زمان حضرت شاہ ابوسعید مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت قطب جہاں محبوب رحمٰن حضرت شاہ احمد سعید مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت قطب اجل غوث اکمل حضرت مخدومنا مولوی محمد ارشاد حسین مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت قطب دوران غوث زمان حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عنائت اللہ خاں رام پوری مجددی نقشبندی	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت مولانا ابوالبرکات شمس الدین المدعو شاہ محی [illegible] عمری المجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رام پور	[illegible]
الٰہی بحرمت مرشدی حضرت مولانا ابوالحفص حافظ شاہ محمد [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ رام پور [illegible]	[illegible]

حالیاسے خود جہاں نقشبندیہ مجددیہ بندہ محمد الدین نقشبندی مجددی رضوی [illegible]

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۴ ربیع الآخر ۴۵۶ھ	قصبہ چشت
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۳۰ھ	یکم رجب ۵۳۷ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شریف زندنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۱۲۰ سال	۶ رجب ۶۱۲ھ	قنوج
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۹۱ سال	۱۶ شوال ۶۱۷ھ	مکہ معظمہ دروازہ مکان شریف محمد بن عون
الٰہی بحرمت قطب ہند امام الطریقہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۳۷ھ	۶ رجب ۶۳۳ھ	اجمیر شریف
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۵۲ سال	۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ	قصبہ مہرولی عرف قطب صاحب
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۵ محرم ۶۶۴ھ	قصبہ پاک پٹن
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم علی صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ	قصبہ کلیر
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۹ شعبان ۷۱۵ھ	پانی پت
الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین پانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۲ ربیع الاول ۷۶۵ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الحق رودلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۸۳۶ھ	قصبہ رودلی
الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عمر شریف ۴۰ سال	۱۷ صفر ۸۵۹ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد بن عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۲۶ ربیع الآخر ۸۷۰ھ	لکھنؤ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۲۳ جمادی الآخر ۹۴۵ھ	قصبہ گنگوہ

Marfat.com

الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	درسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ ذکر یافت
الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید سرہندی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	درسلسلہ قادریہ مجددیہ مذکور شد
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رضی اللہ عنہ	درسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ رقم گشت
الٰہی بحرمت خلیفۂ خدا نائب جناب مصطفیٰ حضرت شاہ غلام علی علوی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت قیوم زمان حضرت شاہ ابوسعید مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت قطب جہاں محبوب رحمٰن حضرت شاہ احمد سعید مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت قطب اجل غوث اکمل حضرت مجے لانا مولوی محمد ارشاد حسین مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الٰہی بحرمت قطب دوران غوث زمان حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عنائت اللہ خاں رام پوری مجددی نقشبندی	ایضاً

برفقیر مقصود احمد عمری المجددی رام پوری رحم فرما و نعمت ہائے خود براو تمام کن ۔ آمین

Marfat.com

شجرۂ زکیّہ

حضرات سُہروردیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم			در سلسلہ نقشبندیہ قلمی شد
الٰہی بحرمت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ			در سلسلہ قادریہ مجددیہ مزبور گشت
الٰہی بحرمت خیر التابعین حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ			در سلسلہ چشتیہ مجددیہ تحریر شد
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۳ ربیع الثانی سنہ ۱۵۶ھ	بصرہ
الٰہی بحرمت حضرت داؤد طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۶۵ھ	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			در سلسلہ قادریہ مجددیہ نوشتہ شد
الٰہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			ایضاً
الٰہی بحرمت سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت ممشاد دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۲ محرم سنہ ۲۹۹ھ	
الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد اسود دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ		ذی الحجہ سنہ ۳۴۰ھ	سمرقند
الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عمویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ		رجب سنہ ۳۷۳ھ	

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت شیخ قاضی وجیہ الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۵۶۶ھ	بغداد شریف
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القادر سُہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۲ جمادی آخر ۵۶۳ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت الشیوخ امام الطریقہ شیخ شہاب الدین عمر سُہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	رجب ۵۳۹ھ	یکم محرم ۶۳۲ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۶۶ھ	۷ صفر ۶۶۱ھ	ملتان
الٰہی بحرمت حضرت شیخ صدر الدین عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۲۳ ذی الحجہ ۶۸۷ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹ رمضان ۶۷۹ھ	۶ رجب ۷۳۵ھ	ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت جلال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۵ شعبان ۷۰۷ھ	۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ	اوچ شریف
الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۲۵ رمضان ۷۱۰ھ	بہرائچ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ بدھن بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ		۱۲ شوال ۸۰۰ھ	بہرائچ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			در سلسلہ چشتیہ صابریہ مذکور ہوئے
الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			ایضاً
الٰہی بحرمت حضرت شیخ مخدوم عبد الاحد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			ایضاً
الٰہی بحرمت امام الطریقہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ			در سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مرقوم شد

Marfat.com

الی حضرت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید سرہندی رضی اللہ عنہ	درسلسلہ قادریہ مجددیہ مذکور شد
الی حضرت حضرت شیخ عبدالاحد مجددی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الی حضرت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الی حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید علوی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	درسلسلہ نقشبندیہ مجددیہ رقم گشت
الی حضرت خلیفہ خدام دین شریعت و طریقت مصطفےٰ حضرت سید غلام علی علوی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الی حضرت قطب زمان و غوث دوران حضرت شاہ ابوسعید مجددی رضی اللہ عنہ	ایضاً
الی حضرت آیۃ من آیات اللہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الی حضرت قطب اجل غوث اکمل عمدۃ المحققین والمدققین حضرت مولوی محمد ارشاد حسین مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ایضاً
الی حضرت قطب دوران غوث زمان تربیت پناہ طریقت و حقیقت آگاہ حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عنایت اللہ خاں صاحب رائپوری مجددی رضی اللہ عنہ	ایضاً
[illegible]	ایضاً
[illegible]	ایضاً

Marfat.com

شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ

منظومہ جناب مولانا مولوی حضرت حافظ سعید احمد صاحب نقشبندی مجددی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوندا بحق شاہِ عالم!
محمد مصطفیٰ آل خیر آدم

کہ آں محبوبِ ربّ العالمین است
رئیس الاولین والآخرین است

خدا اوّل کہ نورش کرد پیدا
چو دیدن حسن او نور گشت شیدا

وجودش را ظہورے گر نگشتے
خدائی را خدا بیدار کردے

حقائق را ست مرکز گر محمد
ظہورِ غیب صرف ذات احمد

بگویم نعت او این نیست امکاں
چہ خوش فرمود حضرت جان جاناں

محمد حامدِ محمد خدا بس!
خدا مدّاح آفرین

محمد! از تو می خواہم خدا را
محمد یا! از تو حبّ حق را

بحق صدقِ آں صدّیق اکبر
کہ از تو یافت دولت این ہمہ

بحق حضرتِ فاروقِ اعظم
کہ از نورش منور گشتہ عالم!

بحق آں غریقِ بحرِ عرفان!
جواد عصر ذی النورین حنّان

بحق رونقِ بزمِ رسالت!
علی مرتضیٰ شاہ ولایت!

Marfat.com

بحق سرو بستانِ مدینہ! — حسن آلِ تارکِ ملک و خزینہ
رئیسِ کشتگانِ خنجرِ عشق — امام و مقتدا و رہبرِ عشق!
بحق سرورِ جملہ شہیداں — حسین آلِ مظہرِ اسرارِ یزداں
چو بُد بر ذاتِ او حصرِ شہادت — نہاد بر سرش تاجِ سعادت
بحق وارثِ گنجِ حقیقت! — کزو مسکوک شد راہِ طریقت
امام الخلق زین العابدین است — کہ فضلش بر ہمہ اصحابِ دین است
بحق گوہرِ دریائے رحمت — غریقِ لجۂ انوارِ عترت
امامِ باقر و الامرِ راتب! — کہ مہ تابندہ بود از علی ساقب!
بحق آں امامِ قبلۂ دیں! — کہ در راہِ ہدایت داشت تمکیں
بفیضِ حضرتِ صدیق و حیدر — امامِ اہلِ عالم گشت جعفر!
بحق جملہ اولادِ منیر! — تمامی آل و ازواجِ مطہر

کہ ہر یک را ز نورِ تست شانے
ز عالم شد فزوں عز و نشانے

بسوزِ حضرتِ سلمانِ ذیشاں — بدردِ قاسمِ مقبولِ سبحاں
بحق بایزید آں شاہِ بسطام — کہ در راہِ محبت نیک زد گام
بحق بوالحسن قطبِ خلائق! — کہ از اہلِ محبت بود فائق
بحق بوعلی آں شیخِ عالم! — بخواجہ یوسف آں غوثِ اکرم

Marfat.com

بعبد الخالق آں پاکبازے — کہ در سیرِ الی اللہ شاہ بازے

درونِ تیرہ را آں کرد صیقل — کہ گردید از صفا مثلِ سنجل

بآں خواجہ کہ عارف نامِ اوست — بحق خواجہ انجیر سرمست

بحق آں عزیزاں شیخ کامل! — بآں بابا سماسی مرکزِ دل

بحق شہ کلالِ قطب برحق — کہ مطلوبش نہ بُد جز ذاتِ مطلق

بحق مقتدائے مقتدایاں — بحق پیشوائے پیشوایاں!

بحق دستگیرِ غربتِ حالاں — بآں مشکل کشائے دیں سگالاں

زہے خواجہ بہاؤ الدین محمدؐ — کہ در رُشد و ہدایت شد مجدد

چو نقشِ عشق بستہ در دلِ خویش — بشاہِ نقشبندش گفت درویش

بآں قطب علاؤ الدین عطار — کہ از غیرِ خدا گردید بیزار

بہ یعقوبے کہ دارد دل ربائی — ز شانِ فقر دارد کبریائی!

بحق جذبۂ آں پیرِ احرار — کہ دارد برتری بر جملہ اخیار

مقامش برتر از وہم و خیال ست — کہ در درکش نہ ہر کس را مجال ست

بزہد خواجہ زاہد از ریا پاک — بدر نیشی کہ حالش فوق ادراک

بحق خواجگی کاں پیرِ کامل! — نہایت با بدایت کرد شامل

بآں خواجہ کہ باقی نام دارد — ز شربِ جامِ وحدت کام دارد

ز فیضِ او سوادِ ہند معمور! — بہارِ فقر شد نورِ علیٰ نور

Marfat.com

بآں ذاتے کہ واردِ اصطفائی — بآں رہبر کہ راہش اجتبائی
بحق مصدرِ اسرارِ پنہاں! — امام و پیشوائے جنّ و انساں

بآں احمدؒ کہ سیرش لامکانی
بحق آں مجددِ الفِ ثانیؒ

وجودش بود خورشیدِ حقیقت — منوّر شد ز راہِ شریعت
بحق آں کہ ملّت شد مقامش! — سعیدِ غوثِ دوراں گشت نامش
بآں فرخ پسر کہ اورا کرد مخدوم — بآں خواجہ کہ نامِ اوست معصومؒ
بشیخ عبدالاحد آں ماہِ کامل — کہ در میدانِ وحدت بود خوش دل
بآں رہبر کہ عابد نام دارد — کمالاتِ رسالت نام دارد!
بحق شیخ سیف الدینؒ رہبر! — بآں نورِ محمدؐ فردِ اطہر!
بآں شاہنشہِ نازک مزاجاں — بآں سردارِ عشق و عشق بازاں
بآں دیوانۂ حضرت مجدد — کہ خود حضرت مجدد گشتہ شاہد
بحق مظہرِ انوارِ یزداں! — حبیب اللہ شمس الدین جاناںؒ
روا ہے یافت از ذاتش طریقت — گرفتہ تازگی راہِ حقیقت
بحق آنکہ درگاہش بلند است — غلامِ شاہ علیؒ چوں نقشبند است
مجدد بود آں اندر زمانش — ہجوم خلق شد بر آستانش!
بحق پیشوائے عشق بازاں! — کہ نامش بو سعیدؒ غوثِ یزداں

Marfat.com

بحق آں دُرِ دریائے بے چوں — کہ بُد احوالِ آں از عقل بیروں
شہِ احمد سعیدؒ شش نام نامی — بحق می داشت آں وصلِ تمامی
کہ آں قیوم و آں غوثِ ممجّدؒ — گرفتہ فیض از ذاتِ محمدؐ
بذاتِ احمدیؐ جُستے کہ او داشت — چناں تخمے دریں رزم کسے کاشت
وجودِ خود فنا کرد و بقا یافت — محمدؐ را طلب کرد و خدا یافت
چو شد مدفونِ او اندر مدینہ — شدہ فیّاض ہر ملک و خزینہ
بارشادِ حسینؒ قطبِ دوراں — ولی کامل و سلطانِ عرفاں
کہ آں سیّاحِ اقلیمِ حقیقت — کہ آں غوّاصِ دریائے شریعت
زفیضش مغرب و مشرق منوّر — قلوبِ خلق شد زایشاں مطہّر
قدش یک شعلۂ نورِ الٰہی! — جبینش مطلعِ سرِّ خدائی!
علومش را چہ گویم لاتناہی — اشاعت شد زوے امر و نواہی
وجودش آیۃٌ من آیتِ اللہ — جمالش رحمۃٌ من رحمۃ اللہ
بآں شاہِ عنایتؒ ہمچو جامیؒ! — زوصل اللہ نام نشان تمامی
نگاہش کور دیدہ را کند نور — زانفاسِ شریفش سینہ معمور
وجودش گرچہ آخر زاولین ست — مگر احوال او چوں سابقین ست
خدا فرمود او را غوث و قیّوم — از و تازہ طریقِ خواجہ معصوم
ہمہ مستانِ عالم خوشہ چین اند — کہ ایشاں مقتدائے سالکین اند

Marfat.com

زباں عاجز بود در مدحتِ شاں
قلم قاصر شود در وصفِ ایشاں

الٰہی بحرِ عشقش موجزن کُن
دُرِ مقصُود در آغوشِ من کن

بریں عاجز درِ اسرار بکشا
طفیلِ اہلِ بیتِ شاہِ بطحا ﷺ

زنسبت خواجگانِ نقشبندی
بدِہ یارب زِ فضلت بہرہ مندی

سعیدِ خاکپائے اہلِ عرفاں
زتو دارد امیدِ فضل و احساں

ندارد غیرِ تو آمرزگارے
چو آمد بر درت اُمیدوارے

بجز دنیا دگر خواہش نکردم
گُناہِ لائقِ بخشش نکردم

ہمہ عمرم تلف شد در تباہی
نکردم طاعتے نے عذر خواہی

بجز بے حاصلی حاصل نشد ہیچ
بکارم درفتادہ ہیچ در ہیچ

چو بیحد کردہ ام جرم و خطائے
سزاوارم دہی مارا سزائے

مگر من بندۂ تو خاکسارم
زِ بدکرداریِ خود شرمسارم

بدرگاہت ہمہ اصحابِ دیں را
شفیع آوردہ ام اہلِ یقیں را

خداوندا بحق جملہ اخیار!
زِ شرِّ آخرت مارا نگہدار

زِ فضلِ خویش کُن آزاد مارا
طفیلِ پیر پیرانِ بخارا!

طفیلِ حضرتِ محبُوبِ سبحاں!
جنابِ غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

اگر رحمت کنی بر حالِ زارم!
شود آساں ہمہ دشوار کارم

اگرچہ کردہ ام جُرم و خطاہا
تو غفاری و بس بر من بہ بخشا

Marfat.com

مناجات منظوم

از جناب حضرت محمد وحید اللہ خان صاحب فرزند جناب حضرت حافظ مولانا محمد امداد اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ

Marfat.com

زباں عاجز بود در مدحتِ شاں | قلم قاصر شود در وصفِ ایشاں
الٰہی بحرِ عشقش موجزن کن | دُرِ مقصود در آغوشِ من کن
بریں عاجز در اسرار بکشا | طفیلِ اہلِ بیتِ شاہِ بطحا
زنسبت خواجگانِ نقشبندی | بدہ یارب ز فضلت بہرہ مندی

Marfat.com

مناجات منظوم

از جناب حضرت محمد وحید اللہ خاں صاحب فرزند جناب حضرت فظ مولانا محمد امداد اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا الٰہی ہو مجھے وہ ساغر وحدت عطا! دل سے مٹ جائے جسے پینے کی تشنہ کامی روا

اپنے الطاف و کرم جود و سخا کے واسطے

ہو مرا مسلک الٰہی یہ دعا ہے صبح و شام مرتے دم تک اتباع سنت خیر الانام

سرورِ عالم امام الانبیاء کے واسطے

ہے جو غیب الغیب ہو جائے مجھے عین الیقین وسوسہ کوئی نہ ڈالے دل میں شیطان لعین

حضرتِ صدیق اکبر باصفا کے واسطے

مست و بیخود ہر گھڑی تیری محبت میں رہوں ذوق دل سے رات دن مصروف طاعت میں رہوں

حضرتِ سلمان شاہِ اصفیاء کے واسطے

بادۂ عرفاں سے کر دے ایسا متوالا مجھے سمجھے دیوانہ تیرا ہر دیکھنے والا مجھے

شاہِ قاسم منبع حب و ولا کے واسطے

کر عطا وہ نورِ باطن اے خدائے ذوالجلال ذرّے ذرّے میں نظر آنے لگے تیرا جمال

جعفر صادق شہِ آلِ عبا کے واسطے

Marfat.com

جوش زن ہو دل میں میرے عشقِ شاہِ دین پناہ ہو زباں پر ہر گھڑی صلِّ علیٰ روحی فداہ
بایزیدِ عاشقِ خیر الوریٰ کے واسطے

یا الٰہی مجھ کو حاصل لذتِ ایمان ہو دین و دنیا کی ہر اک مشکل میری آسان ہو
بوالحسن مقبولِ حق خاصِ خدا کے واسطے

فضل سے اپنے نہ رکھ اس بندۂ عاجز کو دور اپنی رحمت کا تصدق بخش دے میرے قصور
برگزیدہ حضرتِ پیشوا کے واسطے

کر عطا چشمِ بصیرت اے مرے داور مجھے حضرتِ یعقوبؑ کے مانند بینا کر مجھے
یوسفِ آلیمِ تسلیم و رضا کے واسطے

دم بدم دل میں تری محبت کا لے جب تک ہے دم زہد و طاعت میں رہوں میں جم کے ثابت قدم
خواجہ عبد الخالقؒ باتقا کے واسطے

اب تو اس ناچیز پر لطف و کرم کی ہو نظر دولتِ عرفاں سے یا اللہ مالا مال کر
عارفِ کاملؒ شہِ فقر و غنا کے واسطے

نفس و شیطاں سے خدا مجھ پر ہے غالب ان دنوں میری ہر مشکل میں حامی ہوں رسولِ ہاشمیؐ
خواجہ محمودؒ فقیرِ مقتدا کے واسطے

ہر دمِ موسےٰ رہے ہر وقت باری تیرا ذکر جیتے جی ہر وقت دنیا میں رہے عقبیٰ کا فکر
شہ علیؓ رامیتیؒ مشکل کشا کے واسطے

لذتِ ایماں سے ہر لحظہ مجھے محظوظ رکھ نفس و شیطاں کی برائی سے مجھے محفوظ رکھ

Marfat.com

بابا سمّاسی رضی اللہ عنہ امامِ الاولیاء کے واسطے

منکشف ہو چشمِ باطن پر ہر اک سرِ نہاں — نحنُ اقربُ کی حقیقت مجھ پہ ہو جائے عیاں

حضرت سیّد کلالِ حق نما کے واسطے

نقش ہو دل پر مرے حُبِّ خدائے جزو کل — ہر گھڑی ورد زباں ہو نام سردارِ رسل

شہ بہاؤالدین رضی اللہ عنہ امامِ ورہنما کے واسطے

ہو بلندی سے مبدّل اے خدا پستی میری — ہو ترے الطاف سے حاصل عروجِ باطنی

شہ علاؤالدین رضی اللہ عنہ ولیِّ پارسا کے واسطے

رات دن چاہِ محبت میں رہوں ڈوبا ہوا — کچھ نظر آئے نہ عالم میں مجھے تیرے سوا

حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ محبوبِ خدا کے واسطے

اپنے نورِ معرفت سے دل میرا پُرنور کر — تیرگی آلائشِ دنیا کی یارب دُور کر!

شہ عبیداللہ رضی اللہ عنہ مصباحُ اللہ جی کے واسطے

تا دمِ آخر شریعت پر رہے میرا عمل — اتقاؤ زہد میں آنے نہ پائے کچھ خلل!

خواجہ زاہد رضی اللہ عنہ ولیِّ بے ریا کے واسطے

ہو گدائی تیرے در کی بس یہی ہے آرزو — ہر گھڑی تیری طلب ہو اور تیری جستجو

شاہ درویش رضی اللہ عنہ محمد مصطفیٰ کے واسطے

نورِ باطن وہ عطا کر اے میرے ربِّ ودود — ایک ہو جائے نظر میں میرے اب غیب و شہود

عارفِ حق خواجہ رضی اللہ عنہ جگی بحرِ صفا کے واسطے

Marfat.com

وہ محبت دے الٰہی ہو فنا کا جس میں رنگ محو ایسا کر رہے باقی نہ فکرِ نام و ننگ

باقی باللہ شہِ ملک و بقا کے واسطے

وہ امامِ اہلِ دیں ہے شیخ احمد جن کا نام کہتے ہیں جن کو مجدد الفِ ثانی خاص و عام

اُس گلِ باغِ یقیں شمعِ ہدیٰ کے واسطے

نسبتِ عالی سے اُن کی تو مجھے کر فیضیاب خادمانِ خاص میں شامل رہوں روزِ حساب

قلبِ ربّانی امامُ الاتقیا کے واسطے

علم و حکمت کی مجھے تعلیم دیں روح الامیں دل میرا یارب بنے گنجینۂ اسرارِ دیں!

خواجۂ معصوم فخر الاولیاء کے واسطے

یادِ حق میں جب کرے شیطاں خلل اندازیاں کام دے اس وقت تیغِ تیز کا میری زباں

خواجہ سیف الدین سیفِ کبریا کے واسطے

پرتوِ انوارِ حق سے دل ہو روشن شمع وار جلوۂ وحدت کی دیکھوں بزمِ کثرت میں بہار

شاہِ نورِ منبعِ نور و ضیا کے واسطے

اِس طرح اسرارِ باطن کا ہو مجھ پر انکشاف مثلِ آئینہ نظر آئے مجھے یہ راہ صاف

شیخ شمس الدین سراج الازکیا کے واسطے

بندگانِ خاص میں تو کیجیو شامل مجھے یا الٰہی ہو حضورِ دائمی حاصل مجھے!

شاہ عبداللہ غلامِ مرتضیٰ کے واسطے

اس گدا کو ہو سعادت دین و دنیا کی نصیب منزلِ مقصود یا اللہ ہو جائے قریب

Marfat.com

بوسعیدِ مخزنِ حلم وحیا رضی اللہ عنہ کے واسطے

وقتِ آخر جب یہ شیطان درپئے ایمان ہو — اے میرے مشکل کشا مشکل میری آسان ہو

حضرتِ احمد سعیدِ باوفا رضی اللہ عنہ کے واسطے

فیضِ مرشد سے رہوں یارب ہمیشہ بہرہ ور — حرصِ دنیا مجھ کو پہنچانے نہ پائے کچھ ضرر

شاہِ ارشاد حسین پیشوا رضی اللہ عنہ کے واسطے

طالبِ عفو وکرم ہوں یا الٰہ العالمیں — بخش دے مجھکو بحق شاہ ارشاد حسین

شاہ عنایت رضی اللہ عنہ کی عنایات کے واسطے

دیدۂ مشتاق میں رہتا ہے جلوہ آپکا — چاہتا ہوں ہر دم کہ ہو یاد آپکا

حضرت سلطان حسین رضی اللہ عنہ رہنما کے واسطے

دے محبت شیخ کی ایسی کہ ہو جاؤں فنا — مجھ سے ہو سب ماسوا تجھ سے ہو تو

میرے مرشد عاشقِ رب الورا کے واسطے

اب دعا ہے میری تجھ سے کہ اے رب رحیم — رکھ میرا سر تا ابد

شاہِ ریحاں رضی اللہ عنہ و مرشد رضا کے واسطے

تیری رحمت کے سوا کوئی سہارا ہی نہیں — پھر ہے کیا بات تیرا پیار

شاہ ریحاں ہادیٔ کامل رضی اللہ عنہ کے واسطے

~~اب دعا ہے میری تجھ سے کہ اے رب رحیم~~

چناں سوزاں الٰہی از تجلی

نیابد در دو عالم

نقشبندی مجددی رحمانی

مکان نمبر ۱۲۷ گلی نمبر ۱۲ بازار

اندرون بھاٹی دروازہ

Marfat.com

وہ محبت دے الٰہی ہو فنا کا جس میں رنگ محو ایسا کر رہے باقی نہ فکرِ نام و ننگ

باقی باللہ شہِ ملک و بقا کے واسطے

وہ امامِ اہلِ دیں ہے شیخ احمد جن کا نام کہتے ہیں جن کو مجدد الفِ ثانی خاص و عام

اُس گلِ باغِ یقیں شمعِ ہُدیٰ کے واسطے

تو ہے عالم سے اُٹھا کر تو مجھے کر فیضیاب خادمانہ حاضر ہو شاملِ رہوں روزِ حساب

Marfat.com

بُوسعیدِ مخزنِ حلم وحیا رضی اللہ عنہ کے واسطے

وقتِ آخر جب یہ شیطان درپئے ایمان ہو — اے میرے مشکل کشا مشکل میری آسان ہو

حضرتِ احمد سعید باوفا رضی اللہ عنہ کے واسطے

فیضِ مُرشد سے رہوں یارب ہمیشہ بہرہ ور — حرصِ دُنیا مجھ کو پہنچانے نہ پائے کچھ ضرر

شاہِ ارشاد حسین پیشوا رضی اللہ عنہ کے واسطے

طالبِ عفو و کرم ہے یہ تیرا بندہ وجید — ہو نگاہِ مہر اس پر اے میرے ربِّ مجید

شاہ عنایت رضی اللہ عنہ کی عنایات و عطا کے واسطے

دے محبّت شیخ کی ایسی کہ ہو جاؤں فنا — کچھ نہ ہو محبُوب دُنیا میں مجھے ان کے سوا

میرے مُرشد عاشقِ ربّ العُلا کے واسطے

اب دُعا یہ ہے میری تجھ سے کہ اے ربِّ رحیم — رکھ میرا مسلک ہمیشہ تو صراطِ مستقیم

شہ عنایت میرے پیر و رہنما رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے

Marfat.com

قصیدۂ منقبت قیوم زماں قطب دوراں سرتاج ملکِ شریعت و طریقت

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا میاں عزیز اللہ خاں صاحب یعنی فرزند اکبر مخدومی جناب حضرت محمد حمید اللہ خاں صاحب نبیرۂ حضرت ایشاں رحمہ اللہ

مجدد الفِ ثانی، رازدارِ رازِ ایمانی
مریدِ سرورِ عالم، مرادِ ذاتِ سبحانی

فنائے ذاتِ صمدانی بقائے ملکِ عرفانی
کمالِ خواجۂ یثرب، امینِ فضلِ رحمانی

امیر الاولیاء و اتقیا و صوفیا ہیں وہ
شرف اُن سے مشرف ہے بہ فیضِ خاصِ ربانی

امامت بھی ملی اُن کو ولایت بھی نیابت بھی
وہی محبوبِ احمد ہیں، وہی مطلوبِ سبحانی

سرِ الفِ دوم اس شان سے ان کو کیا پیدا
کہ ظلمت خانۂ ہستی کا ذرہ ہو گیا پانی

انہی کے فیضِ روشن نے کیا روشن زمانے کو
مٹائی کفر کی ظلمت دکھائی راہِ ایمانی

وہ نورالدین اورنگ زیب کہ جن کے نام کو سنکر
سلاطینِ جہاں کی خود بخود جھکتی تھی پیشانی

وہ جن کے عہد میں رفض و روافض نے اٹھایا سر
وہ جن کے دور میں الحاد و بدعت کی فراوانی

وہ دورِ شرک و ظلمت نورِ حضرت سے ہوا روشن
بہ فیضانِ خداوندی بہ استمدادِ روحانی

اوامر اور نواہی ہو گئے پھر سربسر جاری
ہوئے شاہ و گدا سب پابندِ حکمِ یزدانی

زہے وہ عہد جس میں آپ کا سورج چمکتا تھا
خوشا وہ دور جس میں آپ کے جلووں کی تابانی

Marfat.com

بہ فیضِ رحمتِ عالم چڑھے اعلیٰ مدارج پر
طریقت اور شریعت کی حدودِ فاصلہ توڑیں
ہوئی خلعت عطا اُن کو ملی محبوبیت اُن کو
خمیرِ طینتِ باقی ملا سرکارِ بطحا کا
طریقت کے شریعت کے حقائق آشنا تھے وہ
عطا صورت ہوئی ایسی کہ تھے اک جلوۂ رحمت
حقیقت میں بفحوائے حدیثِ سرورِ عالم
بشاراتِ نبی سے آپ کی فرزندیت ثابت
محی السنۃ والدین حقائق میں معارف گر
کوئی منزل نہیں ایسی کہ جس کو طے نہ فرمایا
ولایت کو طریقت کو حقیقت کو تصوف کو
کمالِ فرد نازِ بے نیازی سے نہ ٹکرایا
شرف ان کو ملا ایسا ولایت اور کرامت میں
بہ فیضِ خواجۂ باقی بقا باللہ فنا فی اللہ
ہوئے جائے نشیں حضرت بہاؤالدین محمدؒ کے
خوشا وہ دل کہ جو ہے آپ کے جلووں کا آئینہ
بدہ ساقی مئے باقی پلا وہ ساغرِ عرفاں

طریقت میں معارف میں ہوئے نقاشِ ثانی
طریقت پر شریعت کی لگائی مُہرِ نورانی
فضائل میں مراتب میں نہیں اُن کا کوئی ثانی
بہر صورت مکمل تھے بہ فضلِ خاصِ ربانی
مقنن تھے معارف کے کہ تھے فیوضِ ربانی
ولی سیرت نہیں ایسی کہ تھے اکسیرِ روحانی
صلہ تقدیرِ عالم کا ہے شیخِ مکرم ربانی
بیاناتِ نبی سے آپ کی تطہیرِ روحانی
شریعت کی حقیقت آپ تھے فیضِ ربانی
کوئی جادہ نہیں ایسا کہ جس پر کی نہ جولانی
کیا منزل بہ منزل آشنائے نفسِ قرآنی
شہودِ شاہد و مشہود ان کا نورِ روحانی
ہوئے وہ غوثِ صمدانی بہ فیضِ غوثِ جیلانی
فروغِ عالمِ باقی فروغِ عالمِ ثانی
کہ جن کی خاک پا ہے سرمۂ چشمِ مسلمانی
زہے وہ بخت مل جائے جسے اس در کی دربانی
لکھوں اک مطلعِ عالی کہ ہو اکسیرِ روحانی

Marfat.com

امامِ اطہر و عالی لقب، محبوبِ سبحانی
مجدد الف ثانی، تاجدارِ ملکِ عرفانی

وہ جن کے نام نامی سے منور سینۂ گیتی
وہ جن کے نام سے قطرے گہر ذرّے مہِ تاباں

وہ جن سے بھر گئے ارض و سما پُر نور جلووں سے
وہ جن کے نور سے پُر نور ظلمت خانۂ ہستی

وہ جن کے نقشِ پا کو چوم کر ذرّے چمکتے ہیں
وہ جن کا سلسلہ جاری ہے اب تک بھی زمانے میں

وہ جن کے نور سے ہیں خانقاہیں آج بھی روشن
وہ اک آئینہ ہیں گویا کمالاتِ نبوت کا!

ہوئے ہیں آپ پیدا فطرتِ سرکارِ بطحا پر
تصانیفِ گرامی آپ کی الہام ربّی ہیں

جگایا آپ نے پھر سنتِ سرکارِ یثرب کو
جہاں کا ذرّہ ذرّہ آپ کے جلووں سے روشن ہے

فقیرِ بے نوا تھے وہ مگر یہ زورِ ایماں تھا
محی السنۃ والدین مجدد حاملِ رحمت

یہ مہر و ماہ دو نقطے ہیں اُن کے نورِ کامل کے

وہ جن کے نورِ باطن سے مجلّی بختِ انسانی
وہ جن کی روشنی ہے روشنی نورِ لافانی

وہ جن سے ہو گئے کون و مکاں گلزارِ رضوانی
وہ جن کے نام نامی سے بتانِ سنگدل پانی

وہ جن کے نام لیوا ہو گئے اقطابِ ربّانی
وہ جن کا نام نامی آج تک ہے حرزِ ایمانی

وہ جن کے ذکر سے بڑھتا ہے ذوق و شوقِ سبحانی
وہ اک احسان ہیں منجملۂ احسانِ ربّانی

کیا ہے سارے عالم کو غریقِ بحرِ عرفانی
مکاتیبِ گرامی آپ کے تفسیرِ قرآنی

بڑھائی آپ نے پھر چہرۂ ایماں کی تابانی
بشر کیسے ملائک تک گیا ہے فیضِ روحانی

چلایا ہند میں پھر سکۂ احکامِ قرآنی
محمد مصطفےٰ ﷺ کے جانشیں تلمیذِ رحمانی

زمیں سے آسماں تک ان کے جلووں کی درخشانی

Marfat.com

مجالِ دم زدن کس کو ہے ان کی ذاتِ اطہر میں
نسب میں ہیں وہ فاروقی حیا میں ہیں وہ عثمانی

ابوبکر و علی کی نسبتِ کامل کے مظہر ہیں
مقامِ حبِ احمد میں نہیں ان کا کوئی ثانی

امام الاولیا و اتقیا ہیں شمسِ سرہندی
سلاسل ختم ہیں ان پر کہ ہیں تلمیذِ رحمانی

فنائے کامل و اکمل ملی ہے حبِ احمد سے
کوئی منزل نہیں باقی کہ جس پر کی نہ جولانی

حریمِ ذاتِ اقدس تک مقامِ لاتعین تک
کوئی دیکھے تو ہیں ان کے نشانِ جبہہ سائی

وہ کیا پیدا ہوئے دل ہل گیا اصنامِ باطل کا
وہ کیا ظاہر ہوئے ظاہر ہوئے انوارِ ربانی

سعیدِ خازنِ رحمت محمد صادقِ کامل
ہوئے ہیں آپ کی اولاد میں سب ماہِ نورانی

جہاں میں خواجۂ معصوم سا جائے نشیں چھوڑا
وہ خواجہ عروۃ الوثقیٰ انہیں جن کا کوئی ثانی

وہ دانائے طریقت صاحبِ دل خواجہ یحییٰ
کہ جن کے نام کی نسبت امین فضلِ رحمانی

جو مقبولِ مجدد ہے وہ مقبول محمدؐ ہے
جو مقبولِ محمدؐ ہے وہ ہے مقبول سبحانی

سلاسل آپ کے چھائے کہ چھایا سایۂ رحمت
طریقہ آپ کا پھیلا کہ پھیلی شرعِ یزدانی

کھلائے غنچہ و گل سیکڑوں باغِ طریقت میں
بنائے سیکڑوں ابدال اور اقطاب لاثانی

ہزاروں اولیا وابستۂ دامن ہوئے ان کے
زمین و آسماں حلقہ بگوشِ فیضِ روحانی

ہوا شہرہ طریقِ نقشبندی کا زمانے میں
جہاں سے ہو گیا کافور یکسر کوکبِ نفسانی

فقیر و شاہ سب کے سب ہوئے داخل طریقے میں
نہ ایرانی رہے باقی نہ تورانی نہ افغانی

کوئی تفصیل کیا لکھے بھلا ان کے مدارج کی
ملائک سربجیرت ہیں زہے یہ نورِ ایمانی

Marfat.com

وہ قیوم زماں وہ قطب دوراں شمس سرہندی
وہ سرتاج شہنشاہاں وہ شاہ ملک عرفانی

وہ جن کی ذات سے کل مشکلیں آسان ہوتی ہیں
وہ جن کے نام سے ہر مشکل مشکل فضل رحمانی

انہی کا واسطہ لایا ہوں در بار رسالت میں
انہی کا نام لیتا ہوں پئے اکرام رحمانی

الہ العلمیں جب تک فلک چاند تارے ہوں
رہے چلتا زمیں پر سکہ قیوم ربانی

بجان در دل دآنش انہی کا نام لیوا ہے
نہیں آتا اسے کچھ بھی بجز ذوق ثنا خوانی

بہ بخش جرعۂ او را ز جام معرفت ربی!
بہ نام شاہ سرہندی و شاہ ملک عرفانی!

Marfat.com

قصائد نعتیہ

از جناب مولانا عزیز الحق صاحب محدث ڈھاکہ (مشرقی پاکستان)

نوٹ: ذیل کے قصائد نعتیہ چونکہ تمام کتاب کی طباعت کے بعد وصول ہوئے اس لیے مجبوراً بالکل اخیر میں لکھے گئے۔

اَلتَّوَسُّلُ
بِمَدْحِ اَفْضَلِ الرُّسُلِ ﷺ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قِفَا نَحْظَ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَّمَنْزِلٖ ۔۔۔ سَقَتْہُ السَّوَارِیْ وَالْغَوَادِیْ بِسَلْسَلٖ

وَمَهْلًا عَلٰی تَذْکَارِ اٰثَارِ طَیْبَۃٍ ۔۔۔ مَدِیْنَۃِ مَحْبُوْبٍ کَرِیْمٍ مُبَجَّلٖ

بِهَا قُبَّۃٌ خَضْرَآءُ فِیْ رَوْنَقِ الضُّحٰی ۔۔۔ تَلَأْلَأُ نُوْرًا فَوْقَ بَدْرٍ مُّکَمَّلٖ

بِهَا مَرْقَدُ الْمَوْلَی الْکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ یَفُوْقُ عَلَی الْعَرْشِ الْمُعَلّٰی وَیَعْتَلِیْ

یُذَکِّرُنَا اٰثَارُهَا وَدِیَارُهَا ۔۔۔ وَتُبْدِیْ لَنَا مَا لَا نَرَاہُ وَتَجْتَلِیْ

یَلُوْحُ عَلٰی اَطْلَالِهَا وَجِبَالِهَا ۔۔۔ رُسُوْمٌ عَلٰی مَرِّ الدُّهُوْرِ کَهٗ شَعَلٖ

نَشُمُّ بِهَا رَیَّا الْحَبِیْبِ کَاَنَّهٗ ۔۔۔ عَلٰی ظَهْرِهَا نَاءٍ وَّلَمْ یَتَرَحَّلِ

حَبِیْبِ اِلٰهِ الْعٰلَمِیْنَ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ رَفِیْعِ الْعُلٰی خَیْرِ الْبَرَایَا وَاَفْضَلِ

Marfat.com

إِمَامُ النَّبِيِّيْنَ رَسُوْلٌ مُّعَظَّمٌ ۝ وَسَيِّدُ كَوْنَيْنِ عَدِيْمُ الْمُمَثَّلِ

شَفَاعَتُهٗ تُرْجٰى لَدٰى كُلِّ غُمَّةٍ ۝ وَكَرْبٍ وَّهَوْلٍ وَاقْتِحَامِ الْغَوَائِلِ

تَرٰى بِاسْمِهٖ يُشْفَى السَّقَامُ وَاِنَّهٗ ۝ لَحِرْزٌ عَظِيْمٌ مِنْ جَمِيْعِ النَّوَازِلِ

مَآثِرُهٗ مِثْلُ اسْمِهٖ مُتَبَرِّكٌ ۝ لَتَنْضٰى لَهَا النُّجْبُ بِقَطْعِ الْمَرَاحِلِ

وَلَوْ كَانَتِ الْاٰيَاتُ تَعْدِلُ قَدْرَهٗ ۝ لَكَانَ اسْمُهٗ يُحْيِيْ رَمِيْمَ الْمَفَاصِلِ

هُوَ النُّوْرُ وَالْبُرْهَانُ طٰهٰ وَشَاهِدٌ ۝ وَمَغْفُوْرُ ذَنْبٍ فِيْ اٰخِيْرٍ وَّ اَوَّلِ

شَهِيْدٌ وَّيٰسِيْنُ نَذِيْرٌ مُّبَشِّرٌ ۝ وَصَاحِبُ اِسْرَآءٍ عَظِيْمُ الشَّمَآئِلِ

دَعَاهُ الْاِلٰهُ بِالْبُرَاقِ وَمِعْرَجٍ ۝ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَاَعْلَى الْمَنَازِلِ

فَسَارَ اِلَى الْعَرْشِ وَمَا شَآءَ رَبُّهٗ ۝ لِرُؤْيَةِ اٰيَاتٍ عِظَامِ الدَّلَآئِلِ

وَنَالَ الْعُلٰى فَوْقَ الْخَيَالِ وَخَاطِرٍ ۝ وَحَازَ الْكَرَامَاتِ وَمَا لَمْ يُفَصَّلِ

دَنَا فَتَدَلّٰى قَابَ قَوْسَيْنِ رَبُّهٗ ۝ وَعِزًّا وَّاِجْلَالًا وَّكُلَّ الْفَضَآئِلِ

وَصَارَ نَجِيًّا لِّلْحَبِيْبِ حَبِيْبُهٗ ۝ فَاَوْحٰى اِلَيْهِ مِنْ عِظَامِ الْمَسَآئِلِ

لَقَدْ جَآءَ وَالنَّاسُ فِيْ قَعْرِ ظُلْمَةٍ ۝ وَجِبْرِيْلُ نَآءٍ فِي الْوَرَآءِ بِمَعْزِلٍ

بَشِيْرًا نَّذِيْرًا لِّلْاَنَامِ وَرَحْمَةً ۝ ضَلَالٍ وَّاِشْرَاكٍ وَفِيْ كُلِّ بَاطِلِ

سِرَاجًا مُّنِيْرًا مِّثْلَ شَمْسٍ ظَهِيْرَةٍ ۝ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا مِّثْلَ عَذْبِ الْمَنَاهِلِ

رَسُوْلًا اِلَى النَّاسِ جَمِيْعًا وَّكَآفَّةً ۝ كَرِيْمًا جَوَادًا مِّثْلَ غَيْثٍ مُحَفَّلِ

نَبِيًّا اَتَانَا بِالْكِتَابِ مُنَزَّلٍ ۝ نَبِيًّا اَتَانَا بِالْكِتَابِ مُنَزَّلٍ

Marfat.com

هَدَانَا اِلَى الْخَيْرِ وَجَنَّةِ رَبِّنَا ! اَتَانَا مِنَ اللّٰهِ بِدِيْنٍ مُعَدَّلٍ !

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ مُحَبَّةً حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ لَنْ تَرَوْا مِنْ مُمَاثِلٍ

وَدَاعٍ اِلَى الْخَيْرِ بِوَعْظٍ وَّحِكْمَةٍ وَهَادٍ اِلَى اللّٰهِ بِقَوْلٍ مُّدَلَّلٍ

وَبِالْبَيِّنَاتِ مِنْ دَلَآئِلِ رَبِّهٖ وَبِالْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَاتِ الْجَلَائِلِ

تَشَقَّقُ بَدْرٌ مِّنْ اِشَارَةِ اِصْبَعٍ تَكَسَّرَ صَخْرٌ مِّنْ اِشَارَةِ مِعْوَلٍ

وَسَلَّمَ اَحْجَارٌ عَلَيْهِ تَحِيَّةً ! عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ دُمْتَ تَقَبَّلٍ

وَجَآءَ عِدَاهُ بِالْحِجَارَةِ قُبْضَةً فَنَادَتْ نِدَآءً فِيْ شَهَادَةِ مُرْسَلٍ

تَفَلَّتَ اَشْجَارٌ اِلَيْهِ مُلِبَّةً ! وَقَامَتْ لَدَيْهِ مِثْلَ عَبْدٍ مُّذَلَّلٍ

تَجَمَّعَ اَغْصَانٌ عَلَيْهِ مُظِلَّةً ! وَسَارَ الْغَمَامُ مِثْلَ سَقْفٍ مُظَلَّلٍ

وَحَنَّتْ اِلَيْهِ نَخْلَةٌ مِّنْ مَحَبَّةٍ فَأَنَّتْ وَسَنَّتْ كَالْيَتِيْمِ وَاَرْمَلٍ

فَلَمَّا اَتَاهَا هَادِءً مُتَعَطِّفًا لَغَاضَ بُكَاهَا كَالْوَلِيْدِ الْمُعَلَّلِ

تَشَكَّتْ اِلَيْهِ بِالْمَظَالِمِ نَاقَةٌ وَكَلَّمَ ظَبْيٌ مِّثْلَ ثَكْلٰى بِمَأْمَلٍ

اَتَتْ عَنْكَبُوْتٌ بِالْبُيُوْتِ وَقَايَةً عَلَيْهِ مِنَ الْاَعْدَآءِ تَحْمِيْ بِمَقْتَلٍ

وَجَآءَتْ تَقِيْهِ مِنْ عَدُوٍّ حَمَامَةٌ يَقُوْلُ لِثَانٍ لَا تَخَفْ وَتَوَكَّلٍ

وَقَدْ قَالَ يَا اَرْضُ خُذِيْهِ لِفَارِسٍ فَلَمْ يَتَخَلَّصْ قَبْلَ اَمْرٍ مُّبَدِّلٍ

دَعَا قَوْمَهٗ يَوْمًا اِلَى اللّٰهِ دَعْوَةً وَاَنْذِرُهُمْ هَوْلَ الْعَذَابِ الْمُعَجَّلِ

فَنَادَا نِدَآءً يَا مَعَاشِرَ مَكَّةَ هَلُمُّوْا اِلٰى قَوْلِ النَّذِيْرِ الْمُهَوِّلِ

Marfat.com

فَعَمَّ قُرَيْشًا وَّالْعَشِيْرَةَ كُلَّهَا ... وَخَصَّ مِنَ الْقُرْبٰى بِقَوْلٍ مُفَصَّلِ

اَلَا تَعْلَمِيْنِيْ صَادِقًا اِنْ اَخَفْتُكُمْ ... بِجَيْشٍ اَتَاكُمْ عَنْ قَرِيْبٍ مُّعَجَّلِ

فَقَالُوْا بَلٰى لَمْ تَاْتِ زُوْرًا وَّلَا نَرٰى ... بِكَ الْكِذْبَ يَا خَيْرَ الْاَمِيْنِ الْمُعَوَّلِ

فَقَالَ اسْمَعُوْا ثُمَّ اسْمَعُوْنِيْ فَاِنَّنِيْ ... نَذِيْرٌ لَّكُمْ قَبْلَ الْعَذَابِ الْمُخَجِّلِ

اَلَا فَاعْبُدُوْا رَبًّا وَّلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ ... وَلَا تَعْبُدُنَّ مِنْ اِلٰهٍ مُسَوَّلِ

اَلَا فَاهْجُرُوْا رِجْزًا وَّاَوْثَانَ قَوْمِكُمْ ... وَمَا يَعْبُدُ الْاٰبَآءُ اَجْلَ الْمَجَاهِلِ

فَرَاغُوْا اِلَيْهِ بِالْعَدَاوَةِ كُلُّهُمْ ... وَهَمُّوْا بِهٖ شَرًّا بِكُلِّ الْوَسَآئِلِ

سَعٰى كُلَّ سَعْيٍ فِيْ هِدَايَةِ قَوْمِهٖ ... وَلٰكِنْ تَلَقَّوْهُ بِشَرٍّ مُّسَلْسَلِ

فَصَارَ يَجُوْلُ فِي الْمَجَامِعِ تَارَةً ... وَطَوْرًا يَدُوْرُ فِيْ بُطُوْنِ الْقَبَائِلِ

وَيَعْرِضُ دِيْنَ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ مَحْضَرٍ ... وَيَدْعُوْا عِبَادَ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ مَحْفَلِ

اَتٰى طَآئِفًا يَّدْعُوْا اِلٰى دِيْنِ رَبِّهٖ ... وَيَرْجُوْ بِاَهْلِيْهَا لِعَوْنٍ مُّؤَمَّلِ

وَلٰكِنْ اَتَوْهُ بِالْجَفَآءِ وَغَدْرَةٍ ... وَجَوْرٍ وَّاِيْلَامٍ وَّجُرْحٍ مُّقَتِّلِ

وَاَدْمَوْهُ ضَرْبًا بِالْحِجَارَةِ صِبْغَةً ... وَاَذَوْهُ اِيْذَآءً بِمَا لَمْ يُمَثَّلِ

فَسَالَتْ دِمَآءٌ مِّنْ جَبِيْنٍ مُّبَارَكٍ ... وَصَارَتْ عَلَى الرِّجْلِ كَخُفٍّ مُّنَعَّلِ

لِيَمْسَحَ وَجْهًا مِنْ دِمَآءٍ وَّمَدْمَعٍ ... وَيَمْشِيْ عَشِيًّا فِيْ هُجُوْمِ الْبَلَابِلِ

فَجَآءَ اِلَيْهِ مِنْ مَلَآئِكِ رَبِّهٖ ... لِاِهْلَاكِ قَوْمٍ بِالْعَذَابِ الْمُنَكِّلِ

لِاِهْلَاكِهِمْ بَيْنَ الْجِبَالِ بِطَائِفٍ ... بِسَحْقٍ وَّرَضٍّ بَيْنَهَا مِثْلَ فِلْفِلِ

Marfat.com

وَلٰكِنْ دَعَا رَبِّ اهْدِ قَوْمًا فَإِنَّهُمْ
إِذَا يَعْرِفُونِي لَنْ يُصِيبُوا بِخَرْدَلِ!

وَإِنْ كَانَ أُولٰى كَذَّبُونِي فَنَسْلُهُمْ
عَسَى أَنْ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ فَأَجْمَلِ

فَهٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ يَأْتِي بِشَفْقَةٍ
عَلٰى مَنْ يَجُورُ مِنْ عَدُوٍّ وَّقَاتِلِ

وَيَدْعُوا لَهُمْ بِالْخَيْرِ حُبًّا وَّرَحْمَةً
يُسَكِّنُ غَضَبَ اللّٰهِ حِينَ التَّنَزُّلِ!

مُعِينٌ لِّخَلْقِ اللّٰهِ فِي كُلِّ غُمَّةٍ
شَفِيعُ الْعُصَاةِ فِي شَدِيدِ الْمَأْزِلِ

وَسَاقِي عِطَاشِ النَّاسِ فِي يَوْمِ مَحْشَرٍ
مِنَ الْحَوْضِ أَحْلٰى مِنْ حَلِيبٍ مُعَسَّلِ

شَرَابًا طَهُورًا مَّنْ يُصِبْ مِنْهُ جُرْعَةً
يَجِدْ رِيَّةً تَبْقٰى وَلَمْ تَتَزَيَّلِ!

يَجِيءُ إِلَى الْعَرْشِ وَيَسْجُدُ رَبَّهُ
إِذَا النَّاسُ سَكْرٰى فِي شَدِيدِ الْمَلَمْلِ

إِذَا النَّاسُ سَكْرٰى مِنْ شَدَائِدِ مَحْشَرٍ
حَيَارٰى كَعَوْغَاءِ الْجَرَادِ بِمُوجِلِ

يَنَالُ مِنَ اللّٰهِ مَقَامَ مُحَامِدٍ
يَحِيزُ لِوَاءَ الْحَمْدِ دُونَ الْقَبَائِلِ

يَفُزُّ قَرِيبٌ مِّنْ قَرِيبٍ وَّأَقْرَبَ!
بِيَوْمِ حِسَابٍ لَمْ تَجِدْ مَنْ تُهَوِّلِ

وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ يَبْكِي لِأُمَّةٍ!
وَيَدْعُوا الْإِلٰهَ بِابْتِهَالِ الْمُذَلَّلِ

إِلٰهِي تَرَحَّمْ وَاغْفِرَنْ كُلَّ أُمَّتِي
وَأَدْخِلْهُمُ الْجَنَّاتِ فِي خَيْرِ مَنْزِلِ

تَنَالُ مَلَاذٌ فِي ثَلٰثِ مَوَاطِنٍ!
صِرَاطٍ وَّمِيزَانٍ وَّنَشْرِ الرَّسَائِلِ

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ يَا حَبِيبَ الْمُكَرَّمِ
تَحِيَّةُ مُشْتَاقٍ إِلَيْكَ وَآمِلِ

أَتَيْتُ بِآمَالٍ وَّشَوْقٍ وَّرَغْبَةٍ
رَجَاءَ إِلَيْكَ وَابْتِغَاءَ التَّوَسُّلِ

Marfat.com

فَرَبُّكَ سَاعٍ فِي رِضَاكَ وَمُسْرِعٌ ... وَيُعْطِيكَ مَا تَرْضٰى بِدُوْنِ التَّمَهُّلِ

وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ جِئْتُكَ تَائِبًا ... وَمُسْتَغْفِرًا رَبِّيْ لِذَنْبِيَ الْمُذَلِّلِ

فَلَوْ اَنَّكَ اسْتَغْفَرْتَ لِيْ وَجَدْتَنِيْ ... رَحِيْمًا وَّتَوَّابًا فَهَلْ اَنْتَ مُجْمِلِيْ

وَهٰذَا لَوَعْدٌ يَا رَسُوْلُ مُحَقَّقٌ ... بِوَحْيٍ اِلَيْكَ مِثْلُهٗ لَمْ يُبَدَّلِ

فَلَا تَحْرِمَنِّيْ يَا كَرِيْمُ وَ اَجْوَدَ ... نُجُوْدُكَ اَعْلٰى اَنْ تَرُدَّ بِسَائِلِ

عَلَيْكَ سَلَامٌ يَا شَفِيْعُ الْمُشَفَّعُ ... شَفَاعَتُكَ الْعُظْمٰى نَجَاةٌ لِنَائِلِ

عَلَيْكَ سَلَامٌ يَا رَءُوْفُ وَمُشْفِقُ ... ثِمَالُ مَلَاذٌ لِلْحَيَارٰى وَعُوَّلِ

عَلَيْكَ سَلَامٌ يَا رَحِيْمُ وَرَحْمَةٌ ... مُعِيْنٌ وَغَوْثٌ لِلْمُتَاحِ وَمُرْمِلِ

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ يَا رَسُوْلَ الْمُعَظَّمِ ... جَزَاكَ الْاِلٰهُ بِالْمَزِيْدِ وَاَكْمَلِ

شَهَادَتُنَا اَنْ قَدْ هَدَيْتَ جَمِيْعَنَا ... وَبَلَّغْتَ مَا اُوْتِيْتَ مِنْ كُلِّ مُنْزَلِ

وَاَدَّيْتَ وَاللّٰهِ اَمَانَةَ رَبِّنَا ... فَصِرْنَا عَلٰى دِيْنٍ مَّتِيْنٍ مُسَهَّلِ

حَضَرْتُكَ يَا خَيْرَ الْمَلَاذِ زِيَارَةً ... وَمُسْتَشْفِعًا كَالْعَائِذِ الْمُتَوَسِّلِ

تَرَحَّمْ عَزِيْزَ الْحَقِّ يَا بَحْرَ رَحْمَةٍ ... لَقَطْرَتُهَا تَكْفِيْ لِلْعُصَاةِ وَضُلَّلِ

عَلَيْكَ اُلُوْفٌ مِنْ صَلٰوةٍ وَّرَحْمَةٍ
وَاٰلَافُ تَسْلِيْمٍ مِنَ الْعَبْدِ فَاقْبَلِ

العبد الملتجی الیٰ حبیب المعبود
عزیز الحق

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْاِلْتِجَاءُ وَالْحَنِیْن

مع

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن

بِنَفْسِیْ وَاَوْلَادِیْ وَاُمِّیْ وَوَالِدِیْ
عَلٰی تُرْبَۃٍ فَاقَتْ عَلَی الْعَرْشِ رُتْبَۃً
وَوَارَتْ حَبِیْبًا رَبُّنَا قَدْ اَحَبَّہٗ
لَاَذْکُرُ اَیَّامَ الْحَبِیْبِ بِطَیْبَۃٍ
اَمُرُّ عَلٰی اٰثَارِہٖ وَاُزُوْرُھَا
فَھٰذِیْ بِقَاعٌ وَالْجِبَالُ وَمَعْھَدٌ
وَدُوْرٌ وَاَطَامٌ وَمِنْبَرُ خُطْبَۃٍ!
لَتَمْلَاُ مِنْ ذِکْرَی الْحَبِیْبِ قُلُوْبَنَا
کَاَنَّ فُؤَادِیْ اِذْ اَتَیْتُ بِبَابِہٖ
وَلَمْ اَسْتَفِقْ حَتّٰی اَقُوْلَ مَقَالَۃً
فَاَرْسَلْتُ دَمْعِیْ لِلْفُؤَادِ مُتَرْجِمًا

عَلٰی تُرْبَۃٍ طَابَتْ بِطِیْبِ مُحَمَّدٍ
وَحَازَتْ رِیَاضَ الْجَنَّۃِ الْمُتَبَدِّدِ
فَلَمْ یُبْقِ فِیْنَا بِالْبَقَاءِ الْمُخَلَّدِ
فَاَصْعَقُ مَغْشِیًّا عَدِیْمَ التَّجَلُّدِ
فَکَادَ فُؤَادِیْ اَنْ یَّطِیْرَ بِہٖ وَجِدِ
وَبِئْرٌ وَّبُسْتَانٌ وَّاٰثَارُ مَسْجِدِ
اَسَاطِیْنُ اَعْلَامٍ وَّمِحْرَابُ مَسْجِدِ!
وَتُوْرِثُ نَارًا فِیْ ضُلُوْعٍ وَّاَکْبُدِ
لَجَمْرَۃُ نِیْرَانٍ شَدِیْدُ التَّوَقُّدِ
وَاُدْرِکَ اِدْرَاکًا بِقَلْبِیَ الْمُقَلَّدِ
فَیَا عَیْنُ جُوْدِیْ وَاھْمِلِیْ لَا تَجَمَّدِیْ

Marfat.com

وَيَا عَيْنُ جُودِي وَاهْمِلِي مِنْ مَدَامِعٍ ... وَصُبِّي عُيُونًا مِّنْ دِمَآءٍ لِتَسْعَدِي

وَيَا عَيْنُ سُحِّي وَاسْكُبِي كُلَّ قَطْرَةٍ ... تَجِيْعًا وَّدَمْعًا كَيْ تَفُوْزِ بِمَقْصِدِ

وَيَا نَفْسُ ذُوْبِي ثُمَّ سِيْلِي مَدَامِعًا ... عَلٰى رَسْمِهٖ رَسْمِ الدِّيَارِ وَمَلْحَدِ

لِاَيِّ مَرَامٍ تُرْصِدُ الْعَيْنُ مَائَهَا ... وَاَيِّ مَرَامٍ تُرْصِدُ النَّفْسُ لِلْغَدِ!

عَلَيْكَ صَلٰوةٌ يَّا مُطَيِّبَ طَيْبَةٍ ... وَاَذْكٰى سَلَامٍ دَآئِمٍ غَيْرِ نَافِدِ

لَاَنْتَ رَجَآءِيْ اِذْ فَقَدْتُّ وَسَائِلِي ... وَاَنْتَ شَفِيْعِيْ اِذْ اَتٰى يَوْمُ مَوْعِدِ

وَاَنْتَ مَلَاذِيْ فِيْ مَنَازِلِ مَحْشَرٍ ... صِرَاطٍ وَّمِيْزَانٍ وَّفِيْ كُلِّ مَوْرِدِ

مِنَ اللّٰهِ سَلْ تُعْطَهْ وَمِنْكَ شَفَاعَةٌ ... فَهٰذَا رَجَآءِيْ يَا غِيَاثِيْ وَمَسْنَدِيْ

وَاَنْتَ مِنَ اللّٰهِ شَفِيْعٌ مُّشَفَّعٌ ! ... فَهَلْ لِّيْ رَجَآءٌ مِّنْ كَرِيْمٍ وَّاَجْوَدِ

بِذَنْبِيْ وَعِصْيَانِيْ لَفِيْ كُلِّ حِيْلَتِيْ ... بِجُوْدِكَ يَا خَيْرَ الْجَوَادِ تَغَمَّدِ

غَرِقْتُ بِبَحْرِ الذَّنْبِ مَالِيْ عِصْمَةٌ ... فَخُذْ بِيَدِيْ اَنْتَ الْكَرِيْمُ فَخُذْ يَدِيْ

عَلَيْكَ صَلٰوةٌ وَّالسَّلَامُ وَرَحْمَةٌ ... دَوَامًا مِّنَ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ مِيْعَدِ

اَتَيْتُكَ مَسْلُوْبًا وَّجِئْتُكَ هَارِبًا ... اَغِثْنِيْ بِلُطْفٍ يَّا مُغِيْثِيْ وَزَوِّدِ

اَتَيْتُكَ مَذْعُوْرًا مِّنَ الذَّنْبِ خَآئِفًا ... اَتَيْتُكَ عَبْدًا مُّسْتَجِيْرًا بِسَيِّدِ

اَتَيْتُكَ مَلْهُوْفًا لِّفَضْلِكَ رَاجِيًا ... اِغَاثَةَ مَلْهُوْفٍ لَشِيْمَةُ اَجْوَدِ

اَتَيْتُ كَئِيْبًا مِّنْ دِيَارٍ بَعِيْدَةٍ ... حَزِيْنًا بِاٰثَامٍ وَّوَجْهٍ مُسَوَّدِ

اَتَيْتُ بِقَلْبٍ مُسْتَهَامٍ وَّمُغْرَمٍ ... جَرِيْحٍ بِاَسْقَامِ الْفِرَاقِ الْمُبَعِّدِ

Marfat.com

اَتَیْتُکَ مَوْلَایَ بِلُطْفِکَ رَاجِیًا
وَلَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ بِبَابِ مُحَمَّدٍ

لَاَعْضَبْتُ رَبِّیْ بِالْمَعَاصِیْ وَلَمْ اَجِدْ
وَسِیْلَةَ غُفْرَانِیْ سِوَا بَابِ اَحْمَدٍ

هُوَ الْبَابُ بَابُ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَالسَّخَا
وَمَنْ یَّاْتِهٖ یَاْتِ الْمَرَامَ وَیَسْعَدِ

وَهَلْ یُمْکِنُ الْحِرْمَانُ مِنْ بَابِ اَحْمَدٍ
لَهُ الْوَعْدُ مَکْتُوْبٌ بِحَرْفٍ مُّؤَکِّدِ

فَکَمْ مِّنْ غَرِیْقٍ هَالِکٍ لَجَّ بَابَهٗ
نَجٰی نَائِلًا نُوْرًا مِّنَ اللّٰهِ یَهْتَدِیْ

اَتَیْتُ بِشَوْقٍ وَّاشْتِیَاقٍ وَّرَغْبَةٍ
رَجَآئِیْ بِکُمْ اَعْلٰی وَغَیْرُ مُعَدَّدِ

رَجَآئِیْ اِلَیْکُمْ یَا شَفِیْعُ الْمُشَفَّعُ
وَمَنْ ذَا الَّذِیْ نَرْجُوْا اِلَیْهِ وَنَهْتَدِیْ

رَثٰی لِیْ عَدُوِّیْ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَمَأْثَمِیْ
فَمَالِیَ لَا اَرْجُوْا رَثَائَکَ سَیِّدِیْ

وَمَالِیَ عِنْدَ اللّٰهِ دُوْنَکَ حِیْلَةٌ!
نَجَاةٌ وَّغُفْرَانٌ فَکُنْ اَنْتَ رَائِدِیْ

تَرَحَّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُکَ رَاجِیًا
لَاَنْتَ کَرِیْمٌ لِّلْعَدُوِّ وَمُعْتَدِیْ

وَاَنْتَ جَوَادٌ مَّا بِجُوْدِکَ سَاحِلٌ
فَمَالِیَ لَا اَرْجُوْا بِاَنَّکَ مُسْعِدِیْ

تَرَحَّمْ عَزِیْزَ الْحَقِّ یَا مَنْ بِلُطْفِهٖ
کَثِیْرٌ مِّنَ الْعَاصِیْ لِفِرْدَوْسَ یَهْتَدِیْ

فَرَبُّکَ یُعْطِیْ مَا تُرِیْدُ وَتَشْتَهِیْ
مُحِبٌّ لِّمَحْبُوْبٍ یُّطِیْعُ وَیَقْتَدِیْ!

شَفَاعَتُکَ الْعُظْمٰی لِاَهْلِ کَبَائِرٍ
نَجَاةٌ وَّغُفْرَانٌ فَزِدْ لِیْ بِاَزْیَدِ!

عَلَیْکَ صَلٰوةٌ وَّالسَّلَامُ وَرَحْمَةٌ
اُلُوْفٌ وَّاٰلَافٌ وَّمَا زَادَ فَازْدَدِ

وَمَا الْعَیْشُ بَعْدَ الْبُعْدِ مِنْ اَرْضِ طَیْبَةٍ
یَلَذُّ بِنَا فَالصَّبْرُ عَنْهَا بِمَبْعَدِ

وَهَلْ لَّذَّةٌ لِّیْ فِی الدُّنٰی وَنَعِیْمِهَا
اِذَا اَنَا نَآءٍ مِّنْ مَدِیْنَةِ سَیِّدِیْ

Marfat.com

حَیَاتِیْ عَلٰی بُعْدِ الْمَدِیْنَةِ مُرَّةٌ !	وَنَفْسِیْ بِهَا شَوْقٌ لِسَاحَةِ سَیِّدِیْ
مُنًی کُنَّ فِیْ قَلْبِیْ غَرَسْتُ بِطَیْبَةٍ	فَاَسْقِیْ بِدَمْعٍ وَّالدِّمَآءِ لِتَجْتَدِیْ
وَقَدْ کُنْتُ فِیْ حُبِّ الْبَقِیْعِ لَمُغْرَمًا	فَیَالَیْتَ اَنِّیْ کُنْتُ مِنْ جِنْسِ غَرْقَدِ

تَمَنَّیْتُ مِنْ رَّبِّیْ جِوَارَ مَدِیْنَةٍ
فَیَالَیْتَ لِیْ فِیْهَا ذِرَاعٌ لِّمَرْقَدِیْ

العبد المتمنی

عزیز الحق

Marfat.com

خاتمۂ کتاب

الحمدللہ والمنۃ کہ ترتیب یک جائی مَقَامَات اِرْشَادِیَہ و ترجَمۂ مَقَامَاتِ اِرْشَادِیَہ مع بعض زوائد ضروریہ، نیز اَنْوَارِ اَحْمَدِیَّہ فِی مَنَاقِب عَنَائِیَہ باردوم بتاریخ ۴ صفر المظفر ۱۳۷۷ھ روز شنبہ اتمام کو پہنچی۔ یہ حقیر ہرگز اس قابل نہ تھا مگر فضل الٰہی شامل حال ہوا۔ ناظرین باتمکین سے استدعا ہے کہ ہمیشہ اس حقیر سراپا تقصیر کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں اور بارگاہ ایزدی میں ملتجی ہوں کہ یہ ہدیہ محقر قبول ہو جائے اور حق تعالیٰ برکات حضرات اکابر اور نسبت وفیوض حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہم سے مالا مال فرمائے۔ بفحوائے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یہ حقیر فانی نہ رہے گا اور کتاب یادگار باقی رہے گی اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ؎

بماند سالہا این نظم و ترتیب — زما ہر ذرہ خاک افتد بجائے
مگر صاحبدلے روزے بہ رحمت — کند در حق این مسکیں دُعائے

ذکر نیکو رفتگاں دارد ثواب — عاصیاں را مے رہاند از عذاب
ہر کرا باشد محبت با خدا! — کے بداند واصلانش را جدا
ذکر ایشاں ذکر آں یزداں بود — یاد نیکاں یاد آں سُبحاں بود

Marfat.com

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ - رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهِ الْكَرِيْمِ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَلْفَ اَلْفِ صَلَوَاتٍ وَّتَسْلِيْمٍ ؛

(کتبہ خاکسار محمد یوسف کاتب ساکن حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

کیا آپ نے کبھی خیال کیا ہے، کہ

آپ کی مُلکی اَور ذاتی دولت روزانہ کس قدر اَور کیوں ضائع ہوتی ہے؟
عمارات، پُل، مشینری، موٹریں، گاڑیاں، جہاز یہ سب آپ کی

مُلکی اَور ذاتی دولت ہیں

سُورج۔ ہوا۔ بارش اَور زنگ اِس دولت کے جانی دُشمن ہیں

اِس دولت کو محفُوظ رکھنے اَور دیدہ زیب بنانے کیلئے

ہماری مصنُوعات اِستعمال کریں۔!

ٹیکنیکل مشورہ مُفت حاصل فرماویں

منجانِب:-

پاک پینٹ ملز۔ شیخوپورہ روڈ۔ شاہدرہ ملز لاہور

تار کا پتہ:- "PAINT VARN" ٹیلیفون نمبر۔ ۶۱۹۴۵

Marfat.com

فون نمبر ۵۱۹۰

افغان ایجنسی

بیرونِ ملک سے درآمد شدہ مال اور اندرونِ ملک سے برآمد شدہ مال

کی

کلیرنگ و فارورڈنگ

کیلئے

ہماری خدمات حاصل فرمائیں

ہیڈ آفس :- بیڈن روڈ۔ لاہور

برانچیں :- کراچی ، کوئٹہ ، کھوکھراپار

Marfat.com

اچھّا لباس

پُروقار شخصیّت کی اوّلین نشانی ہے

پُروقار لباس کے لئے

ہماری خدمات حاصل کریں

بمبئی کلاتھ ہاؤس۔ انارکلی لاہور فون ۳۲۲۰

خالص دُودھ اور مکھّن صحّت کے ضامن ہیں

خالص دُودھ اور مکھّن

کے لئے

ہماری خدمات حاصل کریں

لاہور ڈیری رجسٹرڈ ایبٹ روڈ لاہور فون ۵۲۱۲

Marfat.com

شیروانی۔ سوٹ اور دیگر ملبوسات
کی
بہترین سلائی کیلئے

پتہ ذیل پر رجوع فرمائیں

ایچ۔ اے۔ بی صادق علی گورنمنٹ سند یافتہ ٹیلر اینڈ کٹر
دھنی رام روڈ۔ انارکلی۔ لاہور

اپنی

قیمتی گھڑیوں کی بہترین مرمّت اور صفائی وغیرہ

کے لئے

میاں رحیم بخش خدا بخش گھڑی والے امرتسری
دھنی رام روڈ انارکلی لاہور کی خدمات حاصل کریں

Marfat.com

کیا آپ کو مندرجہ ذیل اشیاء کی ضرورت ہے؟

(۱) ہر قسم کے عمارتی رنگ وروغن، ڈسٹمپر، برش وغیرہ

(۲) سامان الیکٹرک ویلڈنگ، الیکٹراڈ۔ کیبل وغیرہ

(۳) سامان سینٹری، سفید سمنٹ وغیرہ

(۴) سامان گیس ویلڈنگ، کاربائیڈ وغیرہ

اگر ایسا ہے تو

مناسب نرخوں پر بہترین مال خریدنے کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں

ویسٹرن ٹریڈرز، ۳۷ برانڈرتھ روڈ لاہور

تارکاپتہ:- "SHAMSLIGT" فون نمبر:- ۲۹۲۸

Marfat.com

فون نمبر ــــــ 7250

عمارتی رنگ و روغن خریدتے وقت

مندرجہ ذیل مارکوں کو ہمیشہ یاد رکھیں

سفیدہ جات

SMS، ۱۷۶، ۱۷۱، ۱۶۱، ۱۱۱، ۱۰۹

انیمل پینٹ

P.P.C.1

المونیم پینٹ و ریڈی میکسڈ پینٹ

P. 1

پلاسٹر آف پیرس

ESF_ GSF

پاکستان پینٹ اینڈ کیمیکل انڈسٹریز دھرم پورہ لاہور

Marfat.com

تھوک و پرچون

الکریمی ادویات

و

میتھیلیٹڈ اسپرٹ

ہم سے خریدیں

منیر میڈیکل سٹور زاندرون لوہاری دروازہ لاہور

فون نمبر ۶۰۷۸۹

Marfat.com

تار کا پتہ:- "CARBIDE" ۶۰۵۱

یونائیٹڈ پینٹ ہاؤس

۶۷۔ انارکلی ۔ لاہور

بہترین رنگ و روغن و چھاپہ خانہ کی سیاہیاں مناسب نرخوں
پر حاصل کرنے کیلئے

ہماری طرف رجوع فرمائیں

ایجنٹس

• امیسرز پاک پینٹ ملز شیخوپورہ روڈ شاہدرہ (برائے بل ڈاگ پینٹس)

امپیریل کیمیکل انڈسٹریز لمیٹڈ (I.C.I.) (برائے ڈیکو۔ڈولکس)

پاکستان لیڈ لینڈ انڈسٹریز لمیٹڈ (برائے سیاہی چھاپہ خانہ بیٹ اینڈ کوجرمنی)

Marfat.com

Marfa.com